یکم سے ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۸۳ء
۹؍ سے ۲۳؍ آشون ۱۹۰۵ شاکا

آواز

عت کا ۴۸ واں سال
ت 50 پیسے

آل انڈیا ریڈیو، دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات

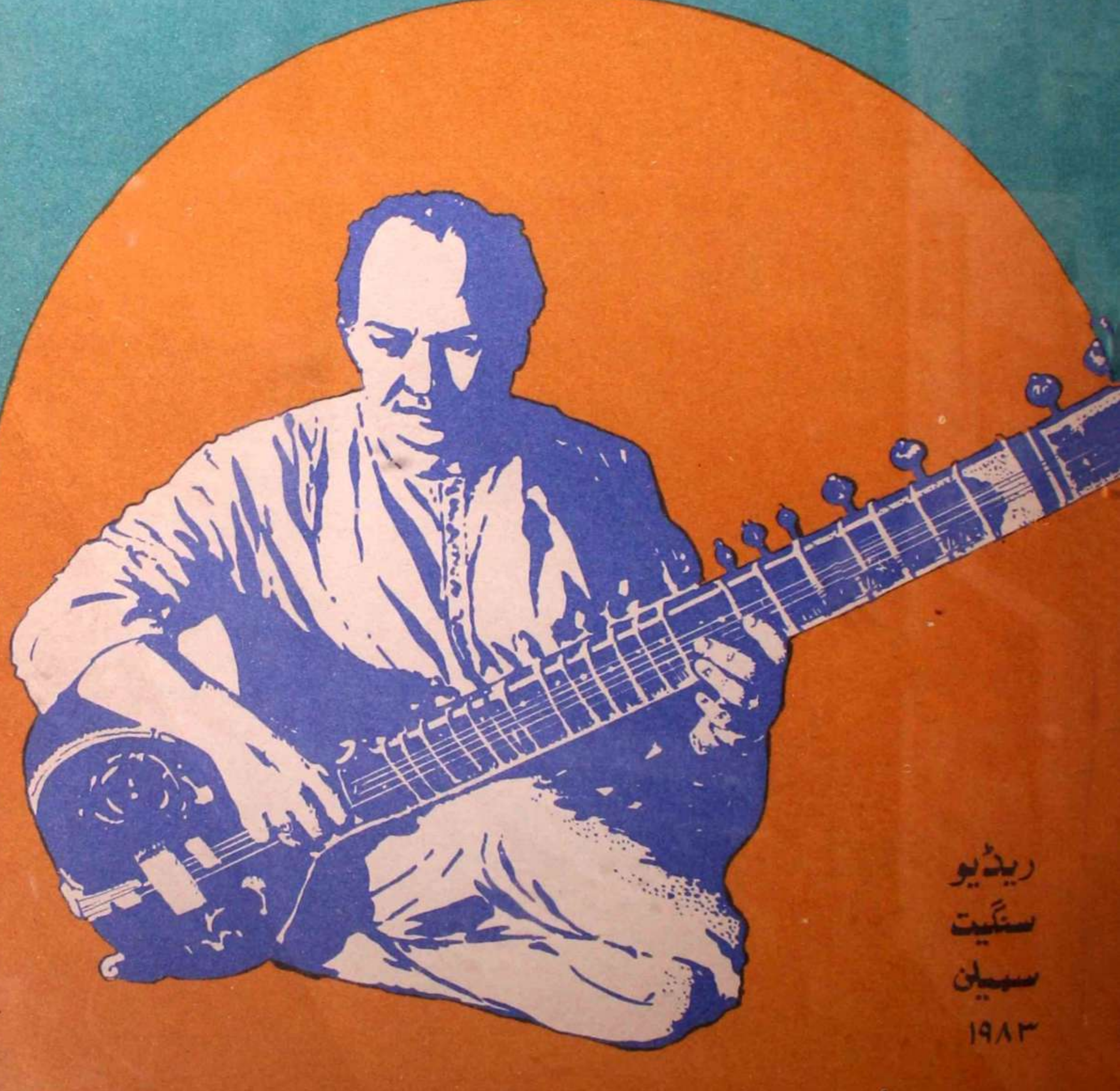

ریڈیو
سنگیت
سمیلن
۱۹۸۳

اس بار رامپور سے غزلیں

جلیل نعمانی

نہ پوچھو جلوہ آرائی سے دیوانوں پہ کیا گزری
یہ دیکھو ہوش والوں کے گریبانوں پہ کیا گزری

نوید فصلِ گل پہونچا تو دی تھی پھر خدا جانے
قفس والوں پہ کیا گزری نگہبانوں پہ کیا گزری

بکھیری تھیں فقط تم نے تو زلفیں روئے تاباں پر
مگر معلوم ہے لوگوں کے ایمانوں پہ کیا گزری

جو تھے ناواقفِ مفہوم رحمت اے گنہگار و
سرِ محشر ارے اُن پاکدامانوں پہ کیا گزری

جلیلؔ اچھا ہوا جو تم مسلماں ہو گئے لیکن
خبر بھی ہے تمہارے بعد بت خانوں پہ کیا گزری

شہریار

عشق کہیے کہ ہوس اس کی بدولت کچھ ہے
راکھ کے ڈھیر میں چنگاری کی صورت کچھ ہے

عمر بھر میں کبھی سیراب نہیں ہو سکتا
چشم جاناں میں ہے کچھ میری ضرورت کچھ ہے

میری تنہائی سے جلتی ہے مری دشمن ہے
پوچھے دنیا سے کوئی مجھ سے عداوت کچھ ہے

تیز آندھی میں اندھیروں کے ستم سہتے رہے
رات کو پھر بھی چراغوں سے شکایت کچھ ہے

میری بربادی میں کچھ ہاتھ نہیں ہے تیرا
مجھ کو بھی کہنے کی اے دوست اجازت کچھ ہے

زندگی سے ابھی رشتہ نہیں ٹوٹا میرا
کل کا احوال تھا کچھ آج کی حالت کچھ ہے

آج کی رات میں گھوموں گا کھلی سڑکوں پر
آج کی رات مجھے خوابوں سے فرصت کچھ ہے

وحید اختر

جس کو مانا تھا خدا خاک کا پیکر نکلا
ہاتھ آیا جو یقیں وہم سراسر نکلا

اک سفر دشتِ خرابی سے سرابوں تک ہے
آنکھ کھولی تو جہاں خواب کا منظر نکلا

کل جہاں ظلم نے کاٹی تھیں سروں کی فصلیں
نم ہوئی ہے تو اسی خاک سے لشکر نکلا

تھی تہی دست ہر اک شاخ خزاں تھی جب تک
فصلِ گل آئی تو ہر شاخ سے خنجر نکلا

دوریاں موم کو بھی شمع بنا دیتی ہیں
چھو کے دیکھا تو جو دل موم تھا پتھر نکلا

ہر پیمبر سے صحیفے کا تقاضہ نہ ہوا
حق کا یہ قرض بھی نکلا تو ہمیں پر نکلا

گونج اٹھا نعرۂ کن دشتِ تمنا میں وحیدؔ
پائے امکاں حدِ وحشت سے جو باہر نکلا

خیال رامپوری

آنکھوں میں اس کو دیکھ کے پانی سا آگیا
کیا لمحہ تھا کہ دشت کو دریا بنا گیا

اُف سرد مہر وقت کی آتش مزاجیاں
شعلے اٹھے نہ آگ لگی اور جلا گیا

شہر وفا میں شور ہے مارا گیا وہ شخص
بے کار آدمی تھا چلو کام آگیا

ان دل کی دھڑکنوں میں ہے کربِ حیاتِ خضر
یہ زلزلہ نہیں ہے کہ آیا چلا گیا

اپنی جگہ درست ہے ہم پر ہر اک قیاس
جو آئینہ تھا جس کو میسّر دکھا گیا

لفظِ وفا زبان پہ ہم بھی نہ لائیں گے
اب تک بڑا تصرّفِ بے جا کیا گیا

ہر سرد و گرم دہر دھواں ہو گیا خیالؔ
جب برف میں شراب کو پگھلا دیا گیا

اظہر عنایتی

غموں سے یوں وہ فرار اختیار کرتا تھا
فضا میں اڑتے پرندے شمار کرتا تھا

کل اپنے ہاتھ کسی حادثے میں کھو بیٹھا
وہ آدمی جو ہنتوں پہ وار کرتا تھا

بیان کرتا تھا وہ دریا کے پار کے قصے
یہ اور بات وہ دریا نہ پار کرتا تھا

یونہی تھا شہر کی شخصیتوں کو رنج اس سے
کہ وہ ضدیں بھی بڑی پُر وقار کرتا تھا

وہ جس کے ذہن میں کوئی گلاب کھل نہ سکا
"تمام شہر کے بچوں سے پیار کرتا تھا"

صداقتیں تھیں مری بندگی میں جب اظہرؔ
حفاظتیں مری پروردگار کرتا تھا

ریڈیو سنگیت سمیلن ۸۳

ہر برس کی مانند اس بار بھی ریڈیو سنگیت سمیلن کی محفلیں ۱۷ اور ۱۸ ستمبر کو ملک کے مختلف مراکز پر مدعو سامعین کے روبرو منعقد کی جائیں گی جن میں ہندوستانی اور کرناٹک موسیقی کے نمایاں فنکار اپنے فن کا مظاہرہ کریں گے۔

ان محفلوں کی ریکارڈنگس یکم سے ۱۳ اکتوبر ۸۳ تک نشر کی جائیں گی ان نشریات کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

نشریات کی مزید تفصیلات اور فنکاروں کی تصاویر آواز کے آئندہ شمارے بھی پیش کی جائیں گی۔

ہفتہ یکم اکتوبر

ت ۹-۳۰ سے ۱۱-۰۰ تک

...جوشی — گائن
...گووی — سنگت گائن
...مالولاکر — ہارمونیم
...ی کانت مولے — طبلہ
...ستمبر کو دہلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

اتوار ۲ اکتوبر

...صبح ۱۰-۰۰ سے ۱۰-۴۰

...رون — گائن
...احمد — ہارمونیم
...الدین خاں — طبلہ

...صبح ۱۰-۴۰ سے ۱۱-۰۰

...ش مشرا — طبلہ
...ش پرشاد مشرا — سارنگی
...وہ بھٹاچاریہ — ہارمونیم

...صبح ۱۱-۰۰ سے دوپہر ۱۲-۰۰

...مکرجی — ستار
...ش مہاراج — طبلہ
...ستمبر کو دہلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

...رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰

...ناگا راجو وساکھی — ناگا سورم
...یار شنکر — ڈولو
...ستمبر کو بمبئی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

پیر ۳ اکتوبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰

سسر کنا دھر چودھری — وائلن
شنکر گھوش — طبلہ
(۱۷ ستمبر کو دہلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

منگل ۴ اکتوبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰

ڈی کے جیارمن — گائن
ٹی جی بدری نارائن — سنگت گائن
وی کے وینکٹارامانجم — وائلن
کاری کڈی آرمنی — مردنگم
(۱۸ ستمبر کو بمبئی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ

بدھ ۵ اکتوبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰

شرافت حسین خاں — گائن
نصیر حسین خاں — سنگت گائن

حفیظ اللہ خاں — سارنگی

نندن مہتہ — طبلہ
کلو خاں فیروز آبادی — ہارمونیم
(۱۸ ستمبر کو کلکتہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعرات ۶ اکتوبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰

کے ایس گوپال کرشنن — بانسری
ڈی کمنی — وائلن
ایم این کرشنن کٹی نائیر — مردنگم
پالگھاٹ وی اے سندرم — گھٹم
(۱۸ ستمبر کو دہلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعہ ۷ اکتوبر

صبح ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰

تیما ٹھاکر — گائکی
سوہن لال شرما — ہارمونیم
بکل رائے — طبلہ

صبح ۱۱-۰۰ سے دوپہر ۱۲-۰۰

اندر لال — سارنگی
رمضان خاں — طبلہ
(۱۸ ستمبر کو چنڈی گڑھ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰

محمود مرزا — ستار
شفاعت احمد خان — طبلہ
(۱۷ ستمبر کو بمبئی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

ہفتہ ۸ اکتوبر

رات ۹-۳۰ سے ۱۱-۰۰

مہاراجاپورم سنتانم — گائن
مہاراجاپورم راما چندرم — سنگت گائن
ایم ایس گوپال کرشنن — وائلن
ویلور راما بھادرن — مردنگم
ای ایم سبرامنیم — گھاٹم
(۱۸ ستمبر کو دہلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

پیر ۱۰ اکتوبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰

بینا پانی مشرا — گائن
صابری خاں — سارنگی
امیش چندرا کر — طبلہ
امیر علی — ہارمونیم
(۱۸ ستمبر کو حیدرآباد میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

اتوار ۹ اکتوبر

رات ۱۰-۰۰ سے ۱۱-۰۰

کے ایس نارائنا سوامی — وینا
کلیانی شرما — وینا سنگت
گورو دیور دوراسائی — مردنگم
(۱۷ ستمبر کو مدراس میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

منگل ۱۱ر اکتوبر

رات ۰۰۔۱۰ سے ۰۰۔۱۱

اشوک رائے — سرود
آنند چٹرجی — طبلہ
(۱۸ر ستمبر کو کلکتہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

بدھ ۱۲ر اکتوبر

رات ۰۰۔۱۰ سے ۰۰۔۱۱

آرویداولی — گائن
اے۔ کنیاکماری — وائلن
تریچور۔ ک۔ نریندرن — مردنگم
این۔ گووندا راجن — گھٹم
(۱۸ر ستمبر کو کلکتہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعرات ۱۳ر اکتوبر

رات ۰۰۔۱۰ سے ۰۰۔۱۱

نصیر امین الدین ڈاگر — گائن
تارک چند بورال — پکھاوج
(۱۷ر ستمبر کو بمبئی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعہ ۱۴ر اکتوبر

رات ۰۰۔۱۰ سے ۰۰۔۱۱

ایم چندر شیکھرن — وائلن
وی کملاکر راؤ — مردنگم
کے۔ ایم ودیاناتھن — گھٹم
(۱۸ر ستمبر کو کڑپا میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

ہفتہ ۱۵ر اکتوبر

رات ۳۰۔۵ سے ۰۰۔۱۱

رئیس خاں — ستار
پربھودت باجپائی — طبلہ
(۱۸ر ستمبر کو بیلگام میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

ٹیلیفون
چیف ایڈیٹر اوم پرکاش کجری وال ٣٨٢٢٠٩
ادارت
سراج احمد ٣٨٢٢٥٤
ھرمہندر سنگھ وِج
اسسٹنٹ بزنس منیجر ڈی کے پوری ٣٨٢٣٥١
تار کا پتہ Listener

نئی دھلی - یکم اکتوبر ١٩٨٣ء بمطابق ٩ر آشون ١٩٠٥ شاکا - جلد ٤٨، شمارہ ١٩

اس شمارے میں

گاندھی جی میری نظر میں —— ملک راج صراف —— ٥
...ب اور جدیدیت —— علی حماد عباسی —— ٦
...کے آبائی وطن میں —— ڈاکٹر کاشی ناتھ پنڈتا —— ٨
...رت شاہ عبدالہادی چشتی —— نثار احمد فاروقی —— ٩
...ٹیریسا —— کوثر بھگوت پوری —— ١١
...یات اور ارضیاتی تحقیقات —— ڈاکٹر احسان اللہ خاں —— ١٢
...شباشی —— ڈاکٹر ڈی آر وج —— ١٣
...یم کی آزادی —— ڈاکٹر ماجدہ اسد —— ١٤
...ے —— شیخ رحمٰن اکولوی —— ١٥
...ینک کی کہانی —— محمد خلیل —— ١٦
...یرا درد اکیلا نہیں —— کشمیری لال ذاکر —— ١٨
...تخاب —— خیال انصاری مالیگانوی —— ٢٠
...سوسات کی آخری دہائی —— تاج انور —— ٢٢
...لتے بجھتے دیے —— شکیلا اختر —— ٢٣
...ع فروزاں —— راشدہ تسنیم —— ٢٤
...سان —— عبید قمر —— ٢٥
...ور دکا رشتہ —— ریحانہ شمس —— ٢٦
...غفور ارحیم —— ظفر حبیب —— ٢٧
...غزلیات: بیگم قمر شباب —— ١٠
غنی اعجاز —— ١٢
شمس الدین زاہد انصاری —— ١٩
جلیس نجیب آبادی —— ٢٥
سہیل احمد زیدی —— ٢٧
فرحت قادری —— ٣٦
کرشن مراری —— ٣٨
عاجز ہنگنگھاٹی —— ٤٠
شبنم بانسپاری —— ٤٥

قیمت
فی کاپی —— ٥٠ پیسے
سالانہ —— ١٠ روپے
دو سال —— ١٩ روپے
بیرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

گاندھی جی میری نظر میں

ملک راج صراف

شری موہن داس کرم چند گاندھی جو دنیا میں مہاتما گاندھی کے نام سے مشہور ہیں، ہندوستان کے صحیح معنوں میں نجات دہندہ تھے۔ آپ نے اپنی روحانی ریاضت اور بل اور تپ سے دنیا کی عظیم ترین سلطنت جس کا آفتاب کبھی غروب نہ ہوتا تھا۔ اُسے جھکنے پر مجبور کر دیا اور اپنے تدبر، دور اندیشی اور حکمتِ عملی سے اپنے وطن کو غلامی کی زنجیروں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نجات دلا دی۔

یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے۔ کہ مجھے مہاتما گاندھی ایسی عظیم شخصیت کے درشن کئی بار نصیب ہوئے۔ یوں بھی برطانوی سامراج کے ہاتھوں مہاتما گاندھی کی گرفتاری کے ساتھ میرے اپنے اخبار "رنبیر" کی بندش وابستہ ہے اور وہ اس طرح کہ جب شروع مئی ١٩٣١ء میں جالندھر (پنجاب) کے نزدیک مہاتما گاندھی گرفتار کر لیے گئے تو ہندوستان کے دوسرے حصوں کی مانند ہماری ریاست میں بھی غالباً پہلی بار۔ وسیع پیمانے پر ہڑتال کی گئی۔ جموں شہر میں تو یہ ہڑتال اپنی مثال آپ تھی۔ کالج اور اسکولوں کے طلبا۔ کے علاوہ شہریوں نے بھی جن میں بے شمار نوجوان، بوڑھے اور عورتیں شامل تھے، نے ایک عظیم الشان جلوس نکالا۔ برطانوی حکومت کے خلاف عوام کے غم و غصہ کی یہ حالت تھی کہ جلوس میں ایک گدھے کو انگریزی ٹوپ پہنا کر اس کی نمائش کی گئی۔ اور اس طرح انگریز حاکم کی تضحیک کی گئی۔ بدیشی کپڑوں کو نذرِ آتش کیا گیا۔ اور برطانوی سامراج کے خلاف مردہ باد کے نعرے بلند کیے گئے۔ اس زبردست مظاہرہ کی مفصل کارروائی "رنبیر" کے اسپیشل ایڈیشن میں شائع کی گئی۔ جس سے ریاست کا انگریز منسٹر ویکفیلڈ بہت برافروختہ ہوا اور اس نے اسی وقت برطانوی ریزیڈنٹ مقیم جموں کے ساتھ صلاح و مشورہ کے بعد مہاراجہ ہری سنگھ جی کو دھمکی دی کہ وہ یا تو اسپیشل ایڈیشن شائع کرنے کی پاداش میں ریاست کے اس وقت کے نہ صرف پہلے بلکہ واحد اخبار کو بند کر دیں یا انگریز کے خلاف پبلک مظاہرے کے سلسلے میں خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ مہاراجہ بہادر نے اپنے دستخطوں سے "رنبیر" پر پابندی کے ضمن میں شاہی احکام جاری کر دیئے۔ مہاتما گاندھی کی جانب سے برطانوی سامراج کے خلاف جاری کردہ تحریک کے سلسلے میں "رنبیر" کی بندش کی صورت میں مجھے یہ "انعام" پانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مجھے پہلی بار

مہاتما گاندھی سے ملاقات کا شرف لاہور میں سال ۱۹۲۱ء کے دوران میں حاصل ہوا۔ جب آپ جلیانوالہ باغ کے خونچکاں واقعہ کے بعد عوام کا حوصلہ بڑھانے کی غرض سے پنجاب کے دورہ پر تشریف لائے۔ اس وقت آپ مشہور قوم پرست لیڈر چودھری رام بھجن دت کی بنگالی دھرم پتنی شریمتی سرلا دیوی چودھرانی کی کوٹھی پر ٹھہرے۔ مہاتما گاندھی کے درشن کرنے کے لیے لوگ جوق درجوق اس کوٹھی پر آ رہے تھے۔ بھیڑ اس قدر تھی کہ بہت کم لوگوں کو مہاتما گاندھی سے بات چیت کرنے کا موقع ملتا تھا ایسے مشتاق لوگ میری طرح مہاتما گاندھی کی بمشکل تمام جھلک دیکھ سکتے تھے۔ اور وہ اسی پر قانع رہتے تھے۔ مہاتما گاندھی جتنے سادے دکھائی دیتے تھے اتنے ہی سادے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ جو سننے والے کی دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے تھے۔ سال ۱۹۲۱ء کے آخر میں انڈین نیشنل کانگریس کا سالانہ اجلاس بلبلِ ہند شریمتی سروجنی نائیڈو کی صدارت میں کانپور میں منعقد ہوا۔ مہاتما گاندھی کی شہرت اس وقت عروج پر تھی۔ آپ کی تقریروں میں جادو کا اثر تھا۔ آپ کے خیالات سننے کے لیے لوگوں کی بے تابی کا یہ عالم تھا کہ وہ کئی کئی گھنٹے پنڈال میں بیٹھے انتظار کرتے تھے کہ کب مہاتما گاندھی درشن دیں اور اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ کانپور کے اس کانگریسی اجلاس میں میں بھی ایک ڈیلی گیٹ کی حیثیت سے شریک تھا اور سبجکٹ کمیٹی کے اجلاس میں مجھے شامل ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔

اس وجہ سے مجھے مہاتما گاندھی کے خیالات نزدیک سے سننے کا موقع نصیب ہوا۔ جب لاہور میں راوی کے کنارے نیشنل کانگریس کا تاریخی اجلاس پنڈت جواہر لال نہرو کی صدارت میں منعقد ہوا تو میں بھی خوش قسمتی سے وہاں موجود تھا۔ ۳۱ر دسمبر کی رات کے ٹھیک بارہ بجے پنڈت جواہر لال نہرو نے راوی کے کنارے مکمل آزادی کا جھنڈا لہرایا۔ یہ سماں دیوتاؤں کے دیکھنے کے لائق تھا۔ مہاتما گاندھی جب بھی اسٹیج پر آتے۔ لوگ لاکھوں کی تعداد میں زور و شور سے بے تحاشہ تالیاں بجا کر آپ کا سوگت کرتے۔ ایک موقع پر مہاتما گاندھی پانچ منٹ کے لیے لیٹ ہونے پر مجبور ہو گئے۔ آپ اسٹیج پر آتے ہی حاضرین سے ہاتھ جوڑ کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ آپ قدرت کی جانب سے حاجت روائی کی وجہ سے پانچ منٹ کے لیے مجبوراً لیٹ ہو گئے۔ حقیقت میں آپ کی سچائی کا کرشمہ تھا جو سچائی اُن کی رگ رگ میں بھری پڑی تھی۔

مہاتما گاندھی پہلی بار ۱۹۴۷ء کے وسط میں سرینگر میں تشریف لائے اس وقت کشمیر چھوڑدو تحریک کے سلسلے میں شیخ محمد عبداللہ اور ان کے رفیق جیلوں میں بند تھے اور ہندوستان کے بعض حصوں میں ہندو مسلم فسادات بھیانک صورت اختیار کر رہے تھے۔ آپ سرینگر بزرلہ میں آنجہانی کشوری لال سیٹھ کی کوٹھی پر ٹھہرے تھے۔ ریاست کا پُرامن مشاہدہ کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہندوستان کے تاریک ماحول میں آج صرف کشمیر میں امید کی کرن نظر آتی ہے آپ نے حکمرانِ وقت مہاراجہ ہری سنگھ جی کو اس وقت اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔

جب مہاتما گاندھی سرینگر سے جموں کے لیے روانہ ہوئے تو جموں کے چیدہ چیدہ نمائندوں نے "کُد" کے مقام پر پہنچ کر آپ کا شاندار استقبال کیا۔ جموں میں آپ نے پنڈت جگن ناتھ شرما سپرنٹنڈنٹ رنبیر گورنمنٹ پریس کی کوٹھی واقع رہاڑی میں قیام کرنے کو ترجیح دی۔ شام کی پرارتھنا کا پربندھ اس کوٹھی کے چند سو گز کی دوری پر ایک ریٹائرڈ گورکھا جنرل کی کوٹھی کے وسیع احاطہ میں کیا گیا تھا۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ مہاتما گاندھی کو وہاں موٹر کار میں بٹھا کر لے جائیں۔ لیکن آپ نے ہماری ایک نہ مانی اور پرارتھنا کے استھان تک پیدل چلنے پر ہی اصرار کیا۔ جب آپ پیدل چلنے لگے تو میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ راستے میں میں نے ان کی پیٹھ پر ہاتھ دھرا محض یہ جاننے کے لیے کہ ان کا جسم فی الواقع دبلا پتلا سا ہے۔ تب میں نے اس طرح ان کی پیٹھ کو کافی مضبوط اور لوہے کے موافق سخت پایا۔

اگرچہ مہاتما گاندھی دنیا کی عظیم ترین سامراجی طاقت کے خلاف ایک عجیب جنگ میں ہمہ تن مصروف تھے۔ آپ مزاحیہ طبیعت کے مالک تھے۔ اور یہ آپ کی کریکٹر کی ایک بہت بڑی خوبی تھی۔ اس تعلق سے بھی یہاں ایک دلچسپ واقعہ یاد آگیا۔ ایک وقت ہماری ریاست کے ڈائریکٹر انڈسٹریز ریاست کے ہی ایک قابل سپوت چودھری جیت رام ہوا کرتے تھے۔

ایک دفعہ وہ گاندھی جی کے درشن کے لیے اپنے ایک چھوٹے بچے کو ساتھ لے گئے۔ مہاتما جی اس وقت حسبِ معمول چرخہ کاتنے میں مصروف تھے۔ ڈائریکٹر صاحب آداب بجا کر مہاتما گاندھی کے نزدیک ہی بیٹھ گئے۔ بچے نے وہیں بیٹھے بیٹھے انجانے میں چرخے پر چڑھے سوت کے دھاگے کو ہاتھ لگا دیا۔ جس سے مہاتما گاندھی کو چرخہ گھمانے میں قدرے دقت پیش آئی اس پر آپ نے ہنستے ہنستے فرمایا "ارے لڑکے ڈائریکٹر انڈسٹریز کا بچہ ہو کر دوسروں کی انڈسٹری کو خراب کرنا چاہتا ہے"۔ اس پر خوب قہقہہ پڑا اور بچے نے سوت کے دھاگے سے فی الفور اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

(ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر)

شری ملک راج صراف

۵۔ پرتاپ پارک۔ سرینگر کشمیر ۱۹۰۰۱

جہاں ادب کے کئی خواص ہیں وہاں اس ... ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے ... ادب کا مطالعہ قاری کو کچھ سوچنے اور سوال کرنے پر اُکسائے ... ایسا کرنے میں کوئی ادب ناکام رہے تو یہ خود اس ادب کی کمزوری ہے اور قاری کے شعور کے کچے پن کی دلیل ہے۔ اسی ... ادب کی بقا اور ترقی کے لیے انکار و اقرار، رد و قبول، اختلاف و اتفاق ضروری ہے۔ اگر سب ادیب ایک ہی طرح سوچنے ... اگر سارے نقاد ایک ہی رنگ کی عینک اپنی آنکھوں پر ... تو ادب جمود کا شکار ہو جاتا ہے۔ ادب میں ہمیشہ نئے تجربے ... ہوتے رہتے ہیں، نئے موضوعات اور ہیئتوں کی تلاش جاری رہتی ہے۔ ادب کے نامیاتی وجود کے لیے یہ ایک ضروری ... عمل ہے۔ اسی عمل سے ادب میں نئے امکانات کی راہیں کھلتی ہیں، نئی روایتیں جنم لیتی ہیں۔ نئے متھ اور اسطور ... بنتے ہیں۔

ادب میں متھ یعنی اسطور کی بات آ پڑی ہے تو ایک ... سخن گسترانہ بات بھی کہہ دینی ضروری ہے۔ اردو میں ترقی پسند ... نے اپنی انتہا پسندی کے دور میں محنت و سرمایہ، ظالم و مظلوم ... سماج اور انقلاب کو متھ بنایا تو جدیدیت کے حامیوں نے ... تنہائی، اکتاہٹ، کربِ ذات اور احساسِ بے چارگی کو متھ بنا ... ادب میں فیشن کے طور پر داخل کیا۔ اور اس پر اتنا زور دیا کہ ... یہ فیشن جلد ہی کلیشے (cliché) کی صورت اختیار کر گیا۔ ترقی ... پسندوں کا پیرایۂ بیان براہِ راست تھا۔ لیکن انھوں نے ... جان بوجھ کر بعض مفروضوں کو ہوا دی۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ ایسے ... لوگ بھی جنھیں اپنے موضوع سے دور کا واسطہ نہیں تھا۔ اس ... کو قریب سے دیکھنے اور چھونے اور جاننے کا کوئی تجربہ نہ تھا وہ ... بھی محنت اور سرمایہ کے باہمی ٹکراؤ پر لکھنے لگے۔ اسی طرح ... جدیدیت کے پیرو بھارت میں رہتے ہوئے اکتاہٹ اور تنہائی ... کا ذکر یوں کرنے لگے گویا انھوں نے مغرب کی میکانکی زندگی ... کے سارے عذاب خود جھیلتے ہوں۔ اسی کی حشر سامانیوں کے ... انگاروں پر خود کھڑے ہو کر اپنے احساس کے تلوؤں میں اس ... کی جلن اور تپک محسوس کی ہو۔

اُردو میں جدیدیت کا آغاز کب ہوا۔ اس کے ... عروج کا زمانہ کب اور کہاں تھا اور سب سے بڑھ کر یہ سوال ... کہ اردو میں جدیدیت کے بادبان سے ہوا کب نکلنی شروع ... ہوئی اور اب زوال کی کس منزل میں ہے۔ اس پر گفتگو کرنے ... کا یہ موقع نہیں۔ لیکن چونکہ اردو ادب میں جدیدیت اب ایک ... تاریخی سنگِ میل بن چکی ہے تو ضروری ہو جاتا ہے کہ ... اس کے ادبی سرمایے کا جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے ... کہ مجموعی طور پر اردو ادب نے جدیدیت سے کیا پایا اور ... کیا کھویا؟

اس موضوع پر کچھ کہنے سے پہلے ان اسباب پر ... غور کر لینا ... اور دیکھا جائے کہ مجموعی طور پر اُردو ... مناسب ہوگا جن کی بنا پر اردو میں جدیدیت ٹھوس نظریاتی ... بنیادوں سے محروم رہ گئی۔ مغرب میں تو پہلے آواں گارد ... تحریک چلی تھی جس کے بطن سے چھوٹی بڑی بے شمار تحریکیں ...

یب اور جدیدیت

علی حماد عباسی

ازم، کیوبزم، ورٹی سزم، فیوچرازم وغیرہ حسن کا اساسی رویہ
آزادی اور احتجاج کی جرأت تھی۔ اس سے مغرب میں جدیدیت
راہیں ہموار ہوئیں اور اس طرح آواگارد کے وسیلے سے مغربی
کا اثر ادب و شعر، موسیقی، مصوری، تھیٹر، سنگ تراشی
سارے فنون پر پڑا۔ اردو میں غلطی سے جدیدیت کو آواگارد
سمجھ لیا گیا۔ جس کی وجہ سے اردو میں جدیدیت صرف ادب
ے میں سمٹ کر رہ گئی اور اس کا سب سے زیادہ اثر شاعری
دیگر اصناف ادب مثلاً تنقید، فکشن اور ڈرامے پر اس کا اثر
نام ہی پڑا۔ اردو میں ایک بھی قابل ذکر جدید ناول نہیں لکھا
۔ کچھ جدید افسانے ضرور لکھے گئے لیکن یہ جدید زیادہ ہیں
کم۔ اردو میں جدیدیت کے زیر اثر جو علامتی اور تجریدی
نے لکھے گئے وہ تجرباتی کم آمیزی اور بے شعوری کا شکار ہیں۔
ال جدید تنقید کا ہے۔ صرف دو نام — وزیر آغا اور
الرحمٰن فاروقی — کے ایسے ہیں جن کو کوئی اہمیت دی جاسکتی
س لیے اگر اردو میں جدیدیت کو بڑی حد تک صرف
ی سے تعبیر کیا جائے تو کوئی غلط بات نہ ہوگی۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جدیدیت سے متاثر
نے اردو شاعری کو صحیح معنوں میں ایک نئے موڑ پر لاکر کھڑا کردیا
شعراء نے اردو زبان کو ایک نئے ڈکشن، ایک نئے شعور و آگہی
وضوع اور ہیئت کے نئے تجربوں سے روشناس کیا۔ جدید
کے یہ اشعار بھلا کون بھول سکتا ہے ؎

آخری شب سے لوٹنے والے بھی غائب ہوجاتے ہیں
میں جانے کن تصویروں میں کھویا کھویا رہتا ہوں

——— عمیق حنفی

دنیا ہے بے پناہ تو بھرپور زندگی
دو عورتوں کے بیچ میں لیٹا ہوا ہوں

——— بشیر بدر

بی اے کرکے رہ گئے لونڈے کے دو کام
تنہا ہے تو ریڈیو ساتھی ملے تو تاش
لوگ بولے اب نیا ہوجا پرانا پن اتار
میں بھی کیا کرتا سر بازار ننگا ہوگیا

——— کمار پاشی

سورج کو چونچ میں لیے مرغا کھڑا رہا
کھڑکی کے پردے کھینچ دے رات ہوگئی

——— ندا فاضلی

چاروں طرف بریکیں لگیں ہارن بج اٹھے
سڑکوں کے بیچوں بیچ وہ لڑکی ٹھہر گئی

——— عادل منصوری

گھبرا کے آسماں کی طرف دیکھتے تھے لوگ
جیسے خدا زمین پہ موجود ہی نہ تھا

——— شہزاد احمد

ہائے رے حالات اک مہمان کو لوٹانا پڑا
میں نہیں گھر میں یہ بچے سے کہلوانا پڑا

——— اقبال ساجد

ایک چھوٹے سے سیب کو کتنی قاشوں میں تقسیم کروں
کچھ بچوں کا باپ ہوں کچھ اشعر کچھ بچوں کا تایا ہوں

——— علی مظہر اشعر

یہ ایک آدمی اڑتا ہوا بگولا تھا
تمہارے شہر میں ہم کس سے گفتگو کرتے

——— باقی صدیقی

ہم نے اس طرح زندگی کی ہے
گویا قسطوں میں خودکشی کی ہے

——— فخر الاسلام

کوئی کتاب مکمل نہیں ہے کس کو پڑھیں
یہاں وہاں سے فقط اقتباس ہے دنیا

——— اشفاق اعظمی

ان اشعار میں جو نیا آہنگ ہے لب و لہجے کا گمبھیر چاؤ ہے، نئی جہت کا بھرپور اظہار ہے۔ اور انسان کے روحانی بکھراؤ کی جو عکاسی ہے، جو خیال انگیز تفکر ہے وہ اردو زبان کو جدیدیت کی دین ہے۔ جدیدیت میں رچ بس کر اردو غزل نے ایک بار پھر ثابت کردیا کہ غزل ہی ہماری شاعری کی مقبول ترین صنف ہے۔

جدید شاعری کو انحراف کی شاعری کہا جاتا ہے۔ اس انحراف کی ایک صورت جدید شاعر کا باہر سے اندر کی جانب سفر کرنے اور اپنی ہی شخصیت کے خول میں سمٹ جانے کا رویہ ہے۔ اور اس رویے پر جدیدیت کے نظریہ سازوں نے علامت نگاری اور ابہام پسندی کے لیبل چسپاں کردیے ہیں۔ علامت اور ابہام میں کوئی حد فاصل نہیں ہے کیونکہ ہر علامت کا اپنا ایک اندرونی (Built in) ابہام ہوتا ہے۔ چنانچہ جدیدیت کے نزدیک شاعری کی پہچان ابہام قرار پایا۔ ابہام پسندی کی تحریک ۱۹ویں صدی کے وسط میں فرانس میں شروع ہوئی تھی۔ اس کے کچھ ادبی اور تاریخی اسباب بھی تھے۔ اس زمانے میں فرانس میں نغموں کا چلن اتنا عام ہوگیا تھا کہ شاعری کی طرف پڑھے لکھے آدمیوں کا رجحان بہت کم ہوگیا۔ کچھ شعراء نے ابہام پسندی کا سہارا لے کر قارئین کے ذہنی تجسس کی تسکین کے لیے شاعری کو نغموں کا نعم البدل بناکر پیش کیا لیکن یہ تحریک خود فرانس اور مغرب میں زیادہ مقبول نہ ہوسکی۔ سو سال پرانی اس تحریک کو اردو میں امپورٹ کرنے کا کوئی ادبی اور تاریخی جواز نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک طرح کا سہو زمانی ہے۔ خود مغربی ادب میں ابہام اور علامت نگاری شاعری کے سفر میں غبار کارواں کی طرح بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ اور شاعری میں اس کا مقام Irony Tension اور Paradox نے لے لیا ہے۔ Abstract کی جگہ پر کنکریٹ مثلاً Ballad، Epic اور Idylls کو عصری تقاضوں کی مناسبت سے نئے سانچوں میں ڈھالے گئے ہیں۔ لیکن اردو میں ابہام پسندی اور علامت نگاری کی ایسی ہوڑ مچی کہ جس کو دیکھئے بے جانے بوجھے علامتوں کے جنگل اگا رہا ہے۔ اس کا ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ جدید شاعر ابھی تک تجرباتی نظمیں لکھنے کے علاوہ ایک بھی قابل اعتنا علامتی نظم نہیں لکھ سکے ہیں۔ لے دے کے بس ایک نظم اس پورے انبار میں ایسی نظر آتی ہے جس کو اہم کہا جاسکتا ہے۔ اور وہ ہے عمیق حنفی کی نظم سند باد، جو لفظیات، علامتوں کے مربوط نظام اور فنی چابک دستی کا ایک اچھا نمونہ ہے۔

اردو میں ابہام پسندی اور علامت نگاری کا تجربہ اس لیے ناکام رہا کہ اردو شاعری کا مزاج اس سے میل نہیں کھاتا۔ اردو کی جڑیں سراسر عوامی ہیں۔ اردو کا اچھا شعر ایک سماجی تجربہ ہوتا ہے۔ اردو شاعری ایک چھتنار درخت کی طرح ہے جس کے جھل مل سایے قاری کو آلام و افکار کی کڑی دھوپ سے بچاتے ہیں۔ اور اس سے زندگی کرنے کی خو پیدا کرتے ہیں۔ اردو شاعری کا سب سے بڑا وصف اس کی ہمہ گیر Quotability ہے یعنی زندگی کے ہر معاملے میں اردو کا کوئی نہ کوئی شعر پڑھا جاسکتا ہے۔ محمد حسن عسکری نے اپنے انتقال سے پہلے نقادوں کو وقت کی راگنی سناتے ہوئے کیا خوب کہا ہے: "اردو شاعری کو AMBIGUITY کے نظریے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے یہاں بالکل واضح اور متعین بات کہی جاسکتی ہے اور اس میں بیس معنی پیدا ہوسکتے ہیں۔ ......

ہمارے شعر جذبے سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ جذبے اس کی تلاش میں پھرتے ہیں کہ کون سے شعر میں ڈھل جائیں۔"

میجر علی حماد عباسی، ۲۲۷، باز بہادر اعظم گڑھ (گورکھپور ے)

بابر کے آبائی وطن میں

ڈاکٹر کاشی ناتھ پنڈتا

ایک مدت سے بابر کے آبائی وطن، یعنی آج کے سوویت مرکزی ایشیا کی سیر و سیاحت کی خواہش دامن گیر تھی. خوش قسمتی سے گزشتہ سال کے آخر میں مجھے تاجکستان کی اکادمی آف سائنس کی دعوت پر وہاں کی سیر و سیاحت کا موقع ملا۔ مرکزی ایشیا کی سرزمین پر پہلی بار قدم رکھا تو لگا کہ اس خطے کی سیکڑوں برس کی تاریخ کے ورق میری آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہیں. میں اسی سرزمین پر تھا جس کی خاک نے تاریخ کے کتنے ہی واقعات کو دیکھا ہے جس پر سے ہزاروں برس پہلے آریوں کا پہلا قافلہ گزرا۔ جسے سکندر کی فوجوں نے روندا، جس نے جنگ آور کشانیوں کی ترک تازیاں دیکھیں. منگول خونخواروں کی انسان کشی کے مظالم دیکھے جہاں تیمور کی فاتح فوجوں نے اپنے دبدبے کا علم بلند کیا۔ اور یہاں سے نوجوان بابر بارہ ہزار سربکف جانبازوں کو لے کر ایک عظیم سلطنت اور تہذیب کی بنیاد ڈالنے کی امنگ لیے پامیر اور ہندوکش کے دشوار گزار دروں سے ہوتا ہوا پانی پت کے میدان میں اترا۔

یہ تو ہوئی بڑے فاتحوں کی بات. لیکن علم اور فن کو اس عہد آفریں خاک نے چار چاند لگائے۔ ابو علی سینا اور فارابی جیسے بے مثال فلاسفر اسی سرزمین سے اٹھے۔ الخوارزمی جیسا حساب داں، الغ بیگ جیسا منجم اور البیرونی جیسا عالم معاشرہ بھی اسی خاک سے اٹھا۔ حدیث، فقہ، تفسیر قرأت وغیرہ علوم کے جتنے بھی برگزیدہ عظما ہیں وہ اسی خاک کی پیداوار ہیں. شعر و سخن کو اسی سرزمین کے اہل سخن نے سر تک پہنچایا۔ فنون لطیفہ اور اور خاص کر فن معماری کو جو عروج اس خطے میں ملا اسی کی مثال دلی اور آگرہ میں اب تک باقی مغلوں کی عمارتوں کے آثار میں ملتی ہیں۔

وسط ایشیا میں میرا زیادہ قیام تاجکستان ریاست کے پایہ تخت دوشنبہ میں رہا۔ دوشنبہ تاجکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سوموار کے ہیں. اگلے وقتوں میں سوموار کو اس چھوٹے سے گاؤں میں بازار لگتا تھا۔ اسی لیے اس کا نام دوشنبہ پڑا۔ اس وقت یہاں دو یا تین چھوٹے چھوٹے گاؤں تھے. لوگوں کے مکان کچے اور ان کی چھت گھاس پھوس کی ہوا کرتی تھی ایک آدھ تنگ اور تاریک گزرگاہ گاؤں کے بیچ سے ہو کر گزرتی تھی جس پر گدھے بوجھ ڈھویا کرتے تھے۔ آفتاب غروب ہوتے ہی سناٹا چھا جاتا تھا۔ زندگی بے مثال اور انسان محتاج تھے۔ یہ آج سے ساٹھ ستر برس پہلے کی بات ہے. لیکن ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد دوشنبہ کا گاؤں ذرے سے آفتاب بن گیا۔ قرون وسطیٰ سے نکل کر ایک جدید متمدن اور صنعتی شہر بن گیا جو اپنی خوبصورتی اور خوشحالی میں رشک جناں ہے. پانچ لاکھ آبادی والے اس جدید شہر میں قدیم چیز، نام کو بھی دیکھنے میں نہیں آتی۔ چوڑی سڑکیں سایہ دار چنار کی صفیں، نقل و حمل کے بہترین وسائل، درجنوں اعلیٰ تعلیمی ادارے ایک جدید طرز کی یونی ورسٹی، فنون کی پیش رفت کے لیے کتنے ہی مرکز، زندگی میں ایک امنگ اور ایک ولولہ، یہ جدید دوشنبہ کی تصویر ہے. دوشنبہ ہی کیا سارے سوویت مرکزی ایشیا سے ۱۹۴۰ء کے آس پاس یعنی انقلاب کے محض بیس بائیس برس بعد تک کے عرصہ میں بے سوادی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا گیا اور اب وہاں سو فیصد لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔

دوشنبہ تو جواں سال شہر ہے۔ چالیس پنتالیس برس پہلے اس کو بسایا گیا تھا۔ لیکن یہاں سے ہزاروں کیلو میٹر دور شمال کی جانب ازبک کا تاریخی اور افسانوی شہر سمرقند بھی جدید زندگی سے ہر لحاظ سے ہمکنار ہو چکا ہے آج سے تقریباً چھ سو سال پہلے تیمور نے اسی شہر کو اپنی عظیم امپیریل اطوری کا مرکز بنایا تھا۔ اس نے دریائے [illegible] سے لے کر جمنا کے کنارے اور سرحد چین سے لے کر اسکند[illegible] تک پھیلی ہوئی دنیا سے فن کاروں، معماروں، عالموں [illegible] اور جانباز سپاہیوں کو لا لا کر اسی شہر میں بسایا تھا [illegible] اسے شہروں کی دلہن بنایا تھا۔ جس ریگستان میں تیمور [illegible] عظیم لشکر کا کسی یورش پر کوچ کرنے سے پہلے ایک باو[illegible] تقریب میں معائنہ کیا کرتا تھا، جہاں نیزہ باز اور شمشیر ز[illegible] ہزاروں لوگوں اور تماش بینوں کے سامنے اپنے مردا[illegible] سپہ گیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے چمکتی دھوپ میں ہتھیا[illegible] اور اسلحہ کو آب و تاب دیتے تھے اور گھوڑوں کے ٹاپو[illegible] تلے سے اٹھتی ہوئی گرد ایک اور آسمان کا اضافہ کرتی [illegible] آج وہاں وسیع و عریض عالی شان سر بفلک عمارتیں ای[illegible] ہیں جن میں ملک کے دفاتر، تعلیمی ادارے اور کارخا[illegible] دائر کیے گئے ہیں۔ ان تعلیمی اداروں میں سیکڑوں ا[illegible] ہزاروں نوجوان کسب علم میں لگے ہیں اور جدید سائ[illegible] اور تکنیکی تحقیق کے ذریعے انسانی بہبود اور ترقی اور [illegible] نئی نئی راہوں کو کھولنے کی فکر میں لگے ہیں۔ سمرقند میں و[illegible] اور عریض سڑکیں ہیں جن کے دونوں طرف سایہ دار چنا[illegible] کی قطاریں کمربستہ ہیں۔ ان خوبصورت، صاف اور سا[illegible] سڑکوں پر ہر طرح کے جدید حمل اور نقل کے وسائل رو[illegible] دواں ہیں۔ ٹریم، بسیں، موٹر، ہر چیز دیکھنے میں آتی ہے۔ [illegible] ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ سوویت نظام نے جہاں [illegible] ہو سکا ایسے آثار قدیمہ کو جو قرون وسطیٰ کی عظمت اور [illegible] کی عکاسی کرتے ہیں. بڑی محنت اور بھاری اخراجات بر[illegible] کر کے نیستی اور نابودی سے بچا لیا ہے۔ اس وقت امیر [illegible] کی آرام گاہ جس کو گور امیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے [illegible] شان اور شوکت کے ساتھ برقرار ہے۔ کیونکہ اس کی مر[illegible] وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے. سمرقند کی یونی ورسٹی میں انجی[illegible] طب، ویٹرنری، زراعت، علم تربیت، علم نجوم، تار[illegible] ادب گویا ہر کوئی شعبہ قائم ہے جو کسی جدید اور متمدن ملک کی یونیورسٹی میں ہونا چاہیے۔ کئی شعبوں میں اعلیٰ ترین در[illegible] کی تعلیم دی جاتی ہے اور یونیورسٹی سے تعلیم اور تربیت پانے والے جوان، ملک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی ا[illegible] سوویتی نظام کی استحکامت کے لیے اپنی خدمات وقف کرتے ہیں۔

شہر سمرقند میں کچھ پرانے حصوں کو بطور یادگا[illegible] باقی رکھا گیا زیادہ دلچسپ علاقہ مسجد شاہ زندہ کے گرد و نواح میں واقع ہے۔ بی بی خانم کی تیموری دور کی [illegible] عمارت کی مرمت بڑے زور و شور سے ہو رہی ہے اور [illegible] دیو ہیکل فولادی ڈھانچے قائم کر کے محرابوں گنبدوں اور چار طاقوں میں پڑے رخنہ کو دور کیا جا رہا ہے۔ ان آثار [illegible] دیکھ کر تاریخ اور تمدن کا ایک درخشاں دور نگاہوں میں [illegible] آتا ہے۔

سمرقند کے شمال مغرب میں ایک اور تاریخی ش[illegible] واقع ہے اور وہ بخارا ہے۔ بخارا کو ایک چلتا پھرتا [illegible]

ر کیجیے. قرون وسطیٰ میں طویل عرصہ تک یہ شہر اسلامیات لیم کا مرکز رہا. ہندستان میں اسلام کی ترویج اکثر ان ہی کے ذریعے ہوئی جو بخارا کے اہم مدرسوں میں کسب علم کر چکے مدرسہ بذات خود اسلامی فن معماری کا ایک خاص نمونہ بخارا میں درجنوں مسجدیں، مدرسے، سرائیں اور خانقاہیں حالت میں باقی ہیں. بلکہ یہ انہی عمارات کا شہر ہے۔ دو برابر صبح سے شام تک ان ہی عمارات کو دیکھتا رہا۔ رسہ میر عرب میں پہنچا تو داؤدی لحن میں تلاوت قرآن مجید واز کان میں پڑی. مدرسہ میں ایک سو سے زیادہ طالب دینی درس پا رہے تھے اور بائیس معلم ان کی تدریس پر مور ہو چکے تھے۔ ان مسجدوں مدرسوں خانقاہوں، ناروں وغیرہ کی معماری کا فن اپنی طرز کا مخصوص فن ہے ں کا آج تک جواب نہیں۔ مینار بزرگ، مدرسہ میر عرب سامنے سرکشیدہ کھڑا ہے۔ یہ تو مجھے ہوائی جہاز ہی سے دکھائی تھا۔ مدرسہ میر عرب کے جنوبی حصہ میں ایک قدیم محلہ اب باقی ہے اس کو اس لیے منہدم نہیں کیا گیا تاکہ اس وقت طرز اور بود و باش کا اندازہ ہو سکے۔

یہ تو بخارا کی قدیم عمارات ہیں. لیکن اس کے ساتھ کہ جنوبی حصے میں ایک جدید اور وسیع بخارا آباد کیا گیا ہے س کی سڑکیں سو سو گز چوڑی بنائی گئی ہیں۔ اشتراکی انبار یعنی آپریٹو اسٹور چھ چھ پانچ پانچ منزلہ عمارتوں میں قائم کئے گئے جہاں ضروریات زندگی دستیاب ہیں۔ سارے روس کو آپریٹو دکانیں ہیں اور نجی دکان اور تجارت کا سوال ہیں۔

تاشقند ازبک ری پبلک کی راجدھانی ہے اور سوویت یونین کا چوتھا یا تیسرا بڑا شہر ہے۔ تاشقند میں بھی قدیم نام کی کوئی چیز نہیں۔ اگر ہے تو آثار قدیمہ میں شامل ہے بفلک عمارتیں، کشادہ سڑکیں، بجلی سے چلنے والے وسائل مل اور نقل، عظیم الشان ریستوران، ناچ گھر، تھیٹر، عریض اور وسیع باغات، تعلیمی ادارے، صنعتی مراکز، گویا زندگی میں انتھک گہما گہمی۔ اور حرکت دیکھنے میں آتی ہے۔ ازبک، بلوچ، ترکمان کا کلپک طرح طرح کے لوگ اپنے محلی لباس میں ملبوس بازاروں اور سڑکوں پر جا رہے ہیں. تاشقند یونیورسٹی میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں خارجی طلبا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جدید ترین علم سے لے کر قدیم ترین علم کی یہاں تدریس ہوتی ہے۔ جہاں بھی دیکھو لوگ اخبار یا مجلّہ لیے چلے جا رہے ہیں اور پڑھتے جا رہے ہیں۔

بابر کا وطن جدید خوشحال اور فارغ البال ملک ہے جہاں زندگی ترقی اور امن کی تلاش میں لگی ہے۔

(سری نگر سے نشر)

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں
"آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی
جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو
اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

حضرت شاہ عبدالہادی چشتی

نثار احمد فاروقی

ہندوستان میں تصوف اور صوفیاء کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ یہاں چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، نقشبندیہ، شطاریہ، کئی سلسلے پھلے پھولے ہیں اور ان سب کی مختلف شاخوں نے صوفیاء کی تعلیمات کے اثرات اور فیضان کو قصبات و دیہات تک پہنچا دیا ہے۔ بعض سلسلوں کی تاریخیں اور اولیاء کے تذکرے یا ان کے ملفوظات بڑے اہتمام سے لکھے گئے۔ لیکن بہت سی شخصیات وہ ہیں جن کا اثر تو بہت دور تک پہنچا ہے اور دیر سے قائم ہے لیکن ان کے حالات منظر عام پر نہیں آسکے اس لیے وہ زیادہ مشہور یا متعارف نہیں ہیں۔

ایسی ہی ایک بلند شخصیت حضرت خواجہ شاہ عبدالہادی چشتی امروہوی قدس اللہ سرہٗ کی ہے۔ وہ مغربی یوپی کی مردم خیز سرزمین امروہہ میں ۱۴ رجب ۱۰۸۴ھ یعنی ۱۵ اکتوبر ۱۶۷۳ء کو بدھ کے دن پیدا ہوئے۔ یہ اورنگ زیب کی تخت نشینی کا سولہواں سال تھا۔ آپ نسبتاً صدیقی ہیں آپ کے جد امجد قاضی نظام الدین قریشی عہد سلطنت میں عہدہ قضا پر فائز تھے ان کی اولاد سے امروہہ کے شمال مغرب میں پورا ایک محلہ بسا ہوا ہے جو قریشیان کہلاتا ہے۔ اس خاندان کے ایک فرد مفتی محمد طاہر کو ۹۷۷ھ میں جلال اکبر نے پرگنہ دھام پور میں کچھ معافی عطا کی تھی اس لیے دو تین پشتوں تک یہ خاندان بواپور تھن میں اور شیر کوٹ ضلع بجنور میں بھی مقیم رہا۔

حضرت شاہ عبدالہادی کے جد امجد شیخ عبدالسمیع پھر امروہہ میں آکر آباد ہوتے تھے ان کے فرزند شیخ محمد حافظ ہوتے۔ یہ حضرت شاہ عبدالہادی کے والد بزرگوار ہیں۔ ان کے پاس زراعت کے لیے زمین تھی، کچھ معافیاں بھی تھیں، اس لیے آرام سے بسر ہوتی جب حضرت شاہ عبدالہادی نے ہوش سنبھالا تو رواج کے مطابق تعلیم کا آغاز ہوا کبھی ایک معمولی لمحہ میں بظاہر کوئی نہایت معمولی واقعہ ایسا ہوتا ہے جس کے نتائج اور اثرات نہایت عظیم الشان ہوتے ہیں۔ آپ ایک دن مکتب میں تنہا بیٹھے ہوئے پڑھ رہے تھے کہ ایک مجذوب صفت درویش اُدھر آنکلے اور انھوں نے کھانے کی کوئی چیز اپنے منہ سے نکال کر اصرار کر کے انھیں کھلادی۔ اسی وقت سے طبیعت میں جذب کے آثار پیدا ہو گئے، تعلیم کی طرف رغبت نہیں رہی، دنیا اور اہل دنیا سے بھی وحشت پیدا ہو گئی اور آپ بواپور کے جنگل میں جاکر رہنے لگے۔ والدین نے کوشش کر کے کھیتی باڑی کے کام میں لگایا تو جتنی پیداوار تھی وہ غریب کسانوں میں تقسیم کر کے آگئے۔ آپ کو خانہ داری کی زندگی میں الجھانے کے لیے شادی کر دی گئی۔ ایک صاحبزادے شیخ ظہور اللہ پیدا ہوئے لیکن آپ کی صحرانوردی اور دشت پیمائی بدستور جاری رہی، مدتوں امروہہ کے اطراف میں جنگلوں میں رہ کر عبادت کرتے رہے۔ ایک طویل زمانہ سنبھل کے قریب موضع براہی اور حاذق پور کے جنگل میں بسر کیا۔ برسوں تک صرف جنگلی پھل اور پتے آپ کی غذا رہے۔ بریلی، پیلی بھیت روڈ پر ایک گاؤں کھائی کھیڑا ہے آخر زمانہ میں وہاں مقیم تھے کہ ۴ رمضان ۱۱۹۰ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۷۷۶ء کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ وہاں چند روز جسد مبارک کو بطور امانت رکھا گیا پھر آپ کے صاحبزادے شیخ ظہور اللہ وہاں سے تابوت لے کر آئے اور ۸ شوال کو امروہہ کے شمال میں ایک نہایت کشادہ اور خوبصورت تعمیر شدہ درگاہ میں دفن کیا گیا۔ یہیں ۸ شوال کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

جس زمانے میں آپ جنگلوں میں خلوت نشین تھے ایک مجذوب درویش شاہ یتیم صحرائی سے ملاقات ہوئی اور ان سے بیعت کی ان کا سلسلہ چار واسطوں سے حضرت نظام الدین بلخی تک پہنچتا ہے۔ حضرت شاہ یتیم کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت شاہ محمد عضدالدین جعفری علیہ الرحمہ سے سلوک طے کیا۔ ان کا سلسلہ بھی حضرت شاہ محب اللہ الٰہ آبادی کے واسطے سے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی تک پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح جذب و سلوک دونوں مرحلوں میں آپ کو چشتی صابری سلسلے کے باکمالوں سے فیض حاصل ہوا۔

آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ عضدالدین متوکل امروہوی

کا مختصر سا تعارف بھی ضروری ہے۔ آپ کا خاندان ہرگام ضلع سیتا پور اودھ کا تھا۔ یہاں سے آپ کے نانا حضرت شاہ محمدی فیاض نے حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی کی خدمت میں برسوں حاضر رہ کر منازل سلوک طے کی تھیں اور پھر آگرہ کو اپنا مستقر بنا لیا تھا۔ شہزادہ دارا شکوہ بھی آپ کی خانقاہ میں عقیدت سے حاضر ہوتا تھا بعد کو بدخواہوں نے اورنگ زیب کو آپ سے بدگمان کر دیا۔ اس نے کہلا بھیجا کہ یا تو اپنے شیخ کی کتاب "تسویہ" کے بعض مضامین کو شرعی دلائل سے ثابت کرو، ورنہ اس کتاب کو نذر آتش کر کے ان کی بیعت سے توبہ کرو۔ حضرت شیخ محمدی نے جواب دیا کہ میں ابھی ان مضامین کو سمجھنے کے لائق نہیں ہوں، اور کتاب کو جلانا ہی ہے تو فقیر کے جھونپڑے سے زیادہ آگ تو شاہی مطبخ میں ہوگی۔ میں بیعت سے توبہ نہیں کروں گا۔ اورنگ زیب نے ان کو پہلے قلعہ گوالیار میں، پھر اورنگ آباد میں قید رکھا۔ حضرت شاہ محمدی کے بھائی شاہ حامد ہرگامی بھی ان کے مرید تھے مگر خلافت انھوں نے ان کے بیٹے یعنی اپنے بھتیجے شاہ عضد الدین کو عطا فرمائی تھی وہ علوم شریعت کے علاوہ عربی فارسی کا بہت اچھا علم رکھتے تھے۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ کی تصانیف کے علاوہ سنسکرت میں ویدانت وغیرہ کا اور ہندی فلسفہ کا بہت گہرا مطالعہ کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بارہ سال تک بھیس بدل کر ایودھیا میں رہے اور وہاں کے پنڈتوں سے یہ علم حاصل کیا تھا۔ انھوں نے ایک کتاب مقاصد العارفین تصنیف کی جو فارسی میں وحدت الوجود کے مباحث اور تصوف کے موضوعات پر ایک لاجواب کتاب ہے۔ سنسکرت میں ایک کتاب سارسرود لکھی تھی مگر یہ اب ناپید ہے۔ آپ نے ۱۱۷۲ھ یعنی ۱۷۵۹ء میں انتقال فرمایا اور امروہہ میں مدفون ہیں۔

حضرت شاہ عبدالہادی چشتی آپ ہی کے خلیفۂ اوّل تھے۔ روہیل کھنڈ میں ان کے مرید بکثرت تھے۔ حاجی رفیع الدین خاں مراد آبادی جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح کے شاگرد اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، آپ ہی سے بیعت تھے۔ اسی طرح حضرت شاہ محمد مکمل مراد آبادی، نزہت علی شاہ بریلوی، سید نثار علی بخاری بریلوی، اور متعدد دوسرے خلفاء ہوئے۔ سید نثار علی بخاری فارسی کے مسلم الثبوت انشا پرداز تھے جن کی تصنیف انشائے دلکشا مدرسوں میں پڑھائی جاتی رہی ہے

انھوں نے ۱۲۲۶ھ (۱۸۱۱ء) میں حضرت شاہ عبدالہادی کے حالات و ملفوظات پر مشتمل ایک کتاب "مفتاح الخزائن" لکھی تھی۔

حضرت شاہ عبدالہادی کے ایک ہی فرزند تھے جن کے چھ بیٹے ہوئے اور حضرت نے اپنے دو پوتوں کو خلافت عطا فرمائی ایک حضرت شاہ عبدالباری چشتی (متوفی ۱۲۲۶ھ) اور دوسرے حضرت شاہ محمد دوست جن کا مزار سنبھل کے قریب موضع براہی میں واقع ہے۔

حضرت شاہ عبدالباری کو خلافت حضرت شاہ عضد الدین متوکل کے صاحبزادے حضرت شاہ معز الدین عرف میاں موج سے بھی حاصل ہوئی اور طریقہ نقشبندیہ میں وہ حضرت میرزا جان جاناں کے خلیفہ تھے۔ حضرت شاہ عبدالباری کی خانقاہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ یہاں تربیت سلوک کے علاوہ علوم ظاہر و باطن کے پیاسوں کی سیرابی کا پورا پورا سامان تھا۔ ان کا فیض دور دور تک پہنچا۔ شاہ عبدالرحمٰن موحد لکھنوی بھی اس خانقاہ میں اگرچھ ماہ تک مقیم رہے۔ بعض تو وہ تھے جنھوں نے پوری زندگی اسی آستانے کے لیے وقف کر دی تھی ان میں سے ایک شاہ عبدالرحیم ولایتی تھے۔ ان کے مریدوں کی خاصی تعداد مظفر نگر، سہارن پور وغیرہ اضلاع میں تھی۔ میاں جی نور محمد جھنجھانوی انھیں سے بیعت تھے۔ شاہ عبدالرحیم ولایتی حضرت سید احمد شہید کی تحریک جہاد میں شامل ہو گئے تھے اور بالاکوٹ کے میدان میں ۱۲۴۶ھ۔ ۱۸۳۱ء میں آپ نے شہادت پائی۔ میاں جی نور محمد کے خلفا میں سب سے ممتاز شخصیت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کی ہے جنھوں ۱۸۵۷ء میں انگریزی سامراج کے خلاف شاملی کے میدان میں جہاد کیا تھا اور برطانوی غلبہ ہونے کے بعد چھپتے چھپاتے کراچی کے راستے سے مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے۔ وہیں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے سیکڑوں خلفا اور ہزاروں مریدین تھے جن کا سلسلہ آج ہندوستان کے علاوہ تمام عرب ممالک میں بھی پھیلا ہوا ہے۔

یہ حضرت شاہ عبدالہادی چشتی کے سلسلہ کا مختصر سا تعارف ہے۔ اس سلسلہ کے ہزاروں لاکھوں مرید آج بھی دنیا بھر میں موجود ہیں مگر خود حضرت کی خانقاہ کے آثار اب نہیں رہے اگرچہ انھوں نے باضابطہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی مگر ذاتی مطالعہ سے علوم شریعت اور فارسی و عربی زبان سے اچھی واقفیت پیدا کر لی

تھی۔ علم نجوم و ہیئت، طب اور جیوتش سے بھی واقفیت تھی آپ نے موضع اسمولی ضلع مراد آباد کے پنڈت کرپارام کی فرمائش پر فارسی میں ایک کتاب "مقصود الطالبین" بھی لکھی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی جیوتش پر آپ کی گہری نظر تھی۔ آپ کے مریدوں میں اس علاقے کے ہندوؤں کی بھی بڑی تعداد شامل تھی اور عقیدت مند ہندوؤں کا حلقہ تو بہت ہی وسیع تھا کرپارام اسمولی بھی آپ کے مرید بتائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندی میں کبت اور دوہے بھی کہتے تھے۔ چنانچہ 'مفتاح الخزائن' میں آپ کے متعدد دوہے نقل ہوتے ہیں۔ آپ اوراد و اعمال میں بھی ہندی کے الفاظ یا دوہے تجویز کر دیا کرتے تھے ایک بار سوکھا پڑا، خلق خدا پریشان تھی آپ سے دعا کی درخواست کی گئی آپ نے چند دوہے لکھ کر چھوٹے بچوں کو دے دیئے اور فرمایا کہ خوب چیخ چیخ کر گاؤ۔ کہتے ہیں کہ اسی دن خوب زوردار پانی برسا۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں سے آپ کے گہرے دوستانہ تعلقات تھے چنانچہ مرزا صاحب دوبار موضع براہی میں آپ سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے تھے اور کئی بار امروہہ میں جانا ہوا۔ شاہ عالم ثانی بھی آپ سے عقیدت رکھتا تھا اور دعا کے لیے آپ سے درخواست کیا کرتا تھا۔ اس سے آپ کی خط و کتابت بھی ہوئی جس کا کچھ نمونہ مفتاح الخزائن میں محفوظ ہے۔ ایک خط میں آپ نے بادشاہ کو لکھا ہے کہ اگر میری نصیحتوں پر عمل کر دگے تو معاملات سلجھ جائیں گے اور سلطنت میں استحکام پیدا ہوگا اور حال و مآل درست ہو جائیں گے۔ اگر غفلت برتو گے تو اس سے بھی زیادہ تباہی اور پریشانی آنے والی ہے۔ بریلی میں حافظ رحمت خاں کا خاندان، پیلی بھیت، بسولی وغیرہ میں نواب دوندے خاں نواب فتح خاں وغیرہ رامپور میں افغان امرا اور سہارن پور، نجیب آباد وغیرہ میں نجیب الدولہ کے خاندان والے آپ سے عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالہادی چشتی کے سلسلہ تصوف کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ مجذوب سالک تھے جو اس راہ میں سب سے اعلیٰ درجہ سمجھا جاتا ہے۔ آپ کی نسبت چشتیہ کے تمام واسطے بہت اعلیٰ اور عظیم الشان ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ عضد الدین کی ننیہال میں شطاری نسبت تھی اور شیخ محمد غوث گوالیاری نے ہندوستانی یوگ اور فلسفہ سے استفادہ کر کے ریاضات و مجاہدات کا جو نظام بنایا تھا اس کا صالح عنصر بھی اس سلسلۂ طریقت نے اخذ کر لیا۔ پھر اس میں حضرت مرزا مظہر کے واسطے سے نقشبندی سلوک کے اجزا بھی شامل ہو گئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے علم شریعت ہی نہیں اعمال و اشغال بھی سلسلۂ ہادویہ میں پہنچے۔ اور شریعت و طریقت کی ایسی جامعیت پیدا ہو گئی جو برصغیر کے دوسرے سلاسل میں کم دیکھی جاتی ہے۔

غرض امروہہ بھی بدایوں کی طرح مدینۃ الاولیاء ہے ہر سلسلے کے باکمال اولیاء اللہ اس سرزمین میں موجود ہیں خلفائے چشتیہ کے بزرگوں میں حضرت شاہ عضد الدین متوکل کا آستانہ اور ان کے خلیفہ حضرت شاہ عبدالہادی چشتی کی درگاہ سے آج بھی انوار و برکات اسی طرح عام ہیں اور خلق خدا ان آستانوں پر عقیدت سے حاضر ہوتی ہے۔ (اردو سروس سے)

بیگم قمر شہاب

اک لعل شب چراغِ فروزاں کیے ہوئے
بیٹھی ہوں اشک خوں سے چراغاں کیے ہوئے

خنجر سے خون ٹپکتا ہے دامن سمیٹ لو
قطرہ ہے اک ارادۂ طوفاں کیے ہوئے

سوتا ہے کون مرمریں باہوں کی تاج میں
سب کچھ وفا کے نام پر قرباں کیے ہوئے

ہم کو راہِ حیات میں پل کی خبر نہیں
کتنے بڑے سفر کا ہیں ساماں کیے ہوئے

جی چاہتا ہے چھیڑ دوں پھر قصۂ وفا
عرصہ ہوا ہے ان کو پشیماں کیے ہوئے

راہوں کے پیچ و خم سے نہ گھبراؤ اے قمر
چل دو خیال گیسوئے پیماں کیے ہوئے

(کلکتہ سے نشر)

ٹیریسا

کوثر بھگوت پوری

مدر ٹیریسا کا نام لبوں پہ آتے ہی ذہن میں کئی طرح کے امیج بنتے ہیں، کئی طرح کے خیالات ...رتے ہیں۔ یا تو مدر ٹریسا کے جگر میں سارے جہاں کا ...گیا ہے یا ساری کائنات کی ماؤں کی ممتا ایک ہی جگہ ...ی ہے کہ ذرا سی کہیں معذوروں، جذامیوں، لاوارثوں ...بات چلی ماں ٹیریسا کا جگر ضرب احساسات سے جھنجھنا ...ھوں میں تڑپ کی جھلک نمودار ہوئی اور چہرے کی ...ں پر بے پناہ تفکرات کے بادل گھر گئے۔ یہ ہیں ماں ...عظمت کی چند علامتیں۔ حالانکہ یہ سب اوصاف ...جملہ انسانوں میں ہونے چاہئیں۔ مگر یہ انسان کی ...ی ہے کہ جیسے جیسے ترقی کی جانب قدم بڑھ رہے ہیں ...بے حس ہوتا جا رہا ہے اور ایک انسان سے دوسرے ...کا رشتہ ٹوٹتا جا رہا ہے۔ چاند پر قدم رکھنے والا انسان ...ی جانب اپنے گرد و پیش سے بے خبر ہوتا جا رہا ہے ...ی لعنت، تصنع اور دولت و ثروت کا نشہ تو انسان ...قوم اور پڑوس تو کیا خون کے رشتوں میں بھی ...پیدا کر رہا ہے جسے بھرنا دشوار ہے تو ایسے میں ...یسا جیسی خدمت خلق کی مثال زمانے کے بعد کہیں ...سے ملتی ہے جیسے جلتے ہوئے ریت پر کہیں پھولوں ...۔ سرسبز و شاداب گلدستہ۔ کون شخص ہے جو مدر ...کے نام سے واقف نہ ہوگا۔ دنیا کا شاید ہی کوئی رسالہ ...ہوگا جس میں مدر ٹیریسا پر مضمون شائع نہ ہوا ہو۔ ...کرشمہ سازی ہے مدر ٹریسا کے دل کے پاکیزہ ...ل احترام جذبوں کی جن کی بدولت آج سارے ...ن ان کی حکومت ہے۔ ماں ٹریسا کہتی ہیں ہندوستان ...ملک نہیں ہے۔ اگر ہم سوچ سمجھ کر چلیں دوسروں ...دگی کے بارے میں بھی سوچیں تو سارے لوگوں کے ...ورد دور ہو جائیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ جہاں ہمیں ...روپے کی ایک ساڑی خریدنی ہے وہاں اپنے لئے

۳۰ روپے کی لیں اور باقی بیس روپے کی ایسی عورتوں کے لئے لیں جن کے تن ڈھانکنے کے کپڑے نہیں ہیں تو یہ حالات بدلنے کی طرف ایک نہایت نیک قدم ہوگا۔ اگر ہر ایک شخص اس نیک راہ پر ٹھوس ارادے کے ساتھ چلے تو دنیا میں مفلسی نام کی کوئی شے باقی نہیں رہے گی۔

آزادیٔ نسواں پر وہ اس طرح روشنی ڈالتی ہیں۔

"عورت کی حیثیت کنبے کے دل کی ہوتی ہے اس کی سب سے بڑی آزادی ہے کہ وہ ایک عورت ہے ایک بیوی ہے اور ایک ماں ہے۔ ایک عورت وہ سب کچھ حاصل کر سکتی ہے جو ایک مرد کے لئے ممکن ہے لیکن ایک مرد کے لئے عورت جیسی زندگی حاصل کرنا ممکن ہے نہ عورت کا جذبۂ ترحم۔"

۱۱ فروری ۱۹۸۰ء کو کورو کشیتر یونیورسٹی نے مدر ٹیریسا کو ایک اعزازی ڈگری پیش کرنے کے لئے دعوت دی یونیورسٹی کے گیسٹ ہاؤس والی راہ پر مخملی قالینوں کا فرش بچھایا گیا تھا مگر مدر ٹیریسا نے ان پر ایک قدم بھی نہیں رکھا بلکہ بچتی بچاتی گذر گئیں یہ بھی ان کی عظمت کی بے مثل مثال ہے۔ تو آئیے مدر ٹیریسا کی زندگی پر سرسری نظر ڈالیں۔

سفید نیلے حاشئے کی سفید ساڑی میں ماں ٹیریسا جن کے نورانی چہرے پر گذرے اوقات کی پرکشش جھریاں نمایاں نمایاں ہو گئی ہیں۔ کلکتہ کی گلیوں میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ ان کو دنیا کے لاتعداد لوگوں کی دلی ہمدردی اور عقیدت حاصل ہے۔ ماں ٹیریسا کے ماں باپ البانین تھے۔ ماں ٹیریسا کی پیدائش اسکوپجے یوگوسلاویہ میں ۲۷ اگست ۱۹۱۰ء کو ہوئی اور نام اگنیس رکھا گیا۔ کم عمری میں ہی انہوں نے باہر گھوم کر کرائیسٹ کی ہمدردی کرائیسٹ کا پیار بانٹنے کی تمنا اپنے جگر میں پال رکھی تھی۔ آئرش آرڈر کی لوریٹو سسٹرس کے ذریعے بنگال میں مکمل خدمات کی کہانیوں سے متاثر ہو کر ۱۸ سال کی عمر میں ہی وہ اس آرڈر میں شامل ہو گئیں ۱۶ جنوری ۱۹۲۹ء کو وہ ہندوستان آئیں اور کلکتہ میں سینٹ میری ہائی اسکول میں جغرافیہ پڑھانے کا کام انجام دینا شروع کیا۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۴۶ء کو سالانہ چھٹی کے موقعے پر ریل گاڑی سے دارجلنگ جاتے ہوئے انہیں ایک خدائی حکم کا احساس ہوا۔ گویا خدا کہتا ہو محل کی چہاردیواری سے نکل کر بھیڑ بھاڑ والے کلکتے میں غریب دکھیوں کی خدمت میں لگ جاؤ۔

جب چرچ نے ان کو اپنی پوشاک کو چیلنج کیا تو وہ اپنی شہرۂ آفاق نیلے اجلے حاشئے کی سفید ساڑی زیب تن کر ۱۸ اگست ۱۹۴۸ء کو کبھی واپس نہ آنے کا عزم کرکے کونونٹ کے محل کو خیرباد کہا۔ اس وقت ان کے پاس صرف پانچ روپے تھے لیکن ساتھ تھے ہمالہ سا یقین، عزم مصمم، خود اعتمادی کی عظیم طاقت اور پاکیزہ جذبہ۔ اب مدر ٹیریسا نے ۷ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو کلکتہ میں چیریٹی مشنریز قائم کی اور ان کے نیلے سادے حاشئے کی اجلی ساڑی وہاں کی یونیفارم بن گئی۔

اس وقت ان کی چیریٹی مشنریز اپنے عظیم کارنامے کے سبب عالمی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ ۱۸۰۰ سے زیادہ بے لوث خدمات کا پاکیزہ جذبہ رکھنے والی بہنیں، ۲۵۰۰ احباب اور ہزاروں ہمدرد معاونین کام کرتے ہیں جو کہ ۴۰ ممالک میں بیماروں اور دکھ کے ماروں کی خدمات پر معمور ہیں۔ اس تنظیم نے جذام خانہ، بچہ خانہ، اور عورتوں، معذوروں کے لئے آشرم قائم کی ہیں۔ کسی بھی طرح کے دکھ درد میں ماں ٹیریسا اور ان کی تنظیم کے ارکان دکھیاروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور انہیں نئی زندگی جینے کی ترغیب دیتے ہیں۔

ان کے دل کو چھو لینے والے عظیم کارنامے کو ساری دنیا میں تسلیم کیا گیا اور انعام پر انعام ملنے لگے، پدم شری ۱۹۶۲ء میں اور ۱۹۶۲ء میں ہی میگسیسے ایوارڈ پوپ جان امن ایوارڈ ۱۹۷۱ء میں جان ایف کینیڈی بین الاقوامی انعام ۱۹۷۱ء برائے بین الاقوامی خیرسگالی جواہر لال نہرو ایوارڈ ۱۹۷۲ء میں آرڈر آف سینٹ فرانس آف ایس سی ۱۹۷۴ء اور نوبل امن انعام ۱۹۷۹ء میں۔ نوبل امن انعام کی خطیر رقم انہوں نے لاوارث بچوں اور عورتوں کے لئے نیز جذامیوں کے معالجاتی مراکز کے لئے وقف کر دی۔ اتنا ہی نہیں نوبل انعام یافتہ

ہستی کے اعزاز میں سویڈن کے دارالخلافہ میں ایک بڑی پارٹی دی جاتی ہے جس پر کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔ ماں ٹریسا کی یہاں بھی عظمت دیکھئے کہ انہوں نے پارٹی میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا اور اس ادارے کو لکھا کہ پارٹی میں خرچ ہونے والی رقم انہیں بھیج دی جائے تاکہ اس رقم کو جائز راستے میں بچوں، معذوروں پر خرچ کیا جائے اور ایسا ہی ہوا۔

ماں ٹیریسا جیسا پاکیزہ جذبہ اگر ہر شخص کے جگر میں پیدا ہو جائے تو یہ دنیا حقیقت میں رشکِ صد فردوس بن جائے۔

(پٹنہ سے نشر)

کوثر بھگوت پوری
معرفت پوسٹ ماسٹر، سمستی پور ایچ پی او ۸۴۸۱۰۱

اپنے غصّے کا اظہار کرنے کے لیے اداکاروں پر سڑے گلے ٹماٹر اور گندے انڈے پھینکتے ہیں۔ یہ انھیں بڑی خندہ پیشانی سے جھیل لیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ صبر و تحمل کا سبق اسٹیج کے پردے سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ڈراموں نے اسٹیج سے فلموں تک ترقی کر لی لیکن پردے نے یہاں بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ بلکہ فلمیں تو اس پر منحصر ہو کر رہ گئیں۔ اس کے بنا فلموں کا تصور ایسا ہی ہے جیسے دولہا کے بغیر شادی کا تصور۔ پردے کی وسیع القلبی ہے کہ کچھ فن کاروں کو پردے کے پیچھے بھی حق فن ادا کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ مثلاً ہدایت کار، کہانی کار، مکالمہ نگار موسیقار وغیرہ۔ فلمیں عام طور پر کپڑے یا پلاسٹک کے پردوں پر دکھائی جاتی ہیں۔ لیکن ہنگامی صورت حال میں سفید دیوار سے کام لیا جاسکتا ہے۔ چلتے پھرتے سنیما والے فولڈنگ اسکرین (تہہ ہونے والا پردہ) رکھتے ہیں اور اسے پھیلا کر فلموں کی نمائش کرتے ہیں۔ یہ پردہ نسبتاً زیادہ مفید ہوتا ہے مثلاً آندھی اور طوفان کا منظر ہو تو یہ ہوا سے ہل ہل کر منظر میں حقیقت کا رنگ بھر دیتا ہے۔

پردہ نشینی سے متعلق عاشق و معشوق میں زمانہ قدیم سے ایک تنازعہ پایا جاتا ہے۔ عاشق کا خیال ہے کہ پردہ غیروں سے ہوا کرتا ہے۔ اپنوں سے نہیں، اور معشوق کا کہنا ہے کہ جن سے جان نہ پہچان ان سے پردہ ـــــ چہ معنی دارد۔

عام خیال کہ پردہ کرنا صرف عورتوں کا دھرم ہے صحیح نہیں۔ صحارا ریگستان (مغربی افریقہ) کے توارم قبیلے کے مرد، عورتوں سے پردہ کرتے ہیں۔ اس قبیلے کے مرد بدشکل ہوتے ہیں۔ وہ اپنی بیوی کے علاوہ ماں، دادی، بوا وغیرہ سے بھی پردہ کرتے ہیں۔ اور ہر وقت لمبا سا گھونگھٹ نکالے رہتے ہیں۔ جو صرف کھانے کے وقت ہی ہٹتا ہے۔

پرانے وقتوں کے لوگوں کے ہر کام میں ایک قسم کا اعتدال پایا جاتا تھا۔ گھر میں پردہ داری کی فضا قائم رکھنے کے لیے وہ مہین کپڑوں کے پردوں، موتیوں کی لڑیوں سے بنائی گئی چلمنوں اور لکڑی کے تراشیدہ جالی دار دیواروں کو پردوں کے طور پر استعمال کرتے۔ اس طرح فضا میں ایک قسم کا تجسّس پیدا ہو جاتا۔ یہ شعر اسی تجسّس کی دین معلوم ہوتا ہے۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

مختلف سیاسی، مذہبی اور ثقافتی پروگراموں کی پبلسٹی کے لیے کپڑوں کے جن بینرس کا استعمال کیا جاتا ہے زبان عام میں پردے کہلاتے ہیں کسی بھی پروگرام کی کامیابی میں یہ اہم رول ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی وجہ سے پروگرام کی زبردست پبلسٹی ہوتی ہے۔

(آج کل تو پبلسٹی کے بغیر طلاق دینے کا بھی رواج نہیں رہا) یہ پردے "اردو ادب" پر اثر انداز ہوئے ہیں۔ کرشن چندر بمبئی کے ایک پروگرام کے کنوینر تھے ایک رات وہ پروگرام کے پبلسٹی ڈپارٹمنٹ کے کام کا جائزہ لینے کے لیے نکلے تو انہوں نے ایک مقام کی نشاندہی کرتے ہوئے پوچھا "اس جگہ کا بینر کہاں ہے؟"

"صاحب اس جگہ کا بینر فٹ پاتھ کا ایک فقیر اوڑھ کر سو گیا۔ آج سردی زیادہ ہے نا۔" اس واقعہ کا کرشن چندر کے دل و دماغ پر گہرا اثر ہوا۔ اور اسی کو بنیاد بنا کر انہوں نے ایک ناول لکھا جو خاصا مقبول ہوا۔

کاروں میں پردوں کی جگہ رنگین شیشوں نے لے لی ہے۔ کچھ شیشے تو ملٹی پرپز ہوتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں باہر سے اندر کا منظر نظر نہیں آتا۔ لیکن اندر والا باہر کے مناظر سے پوری طرح لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ اسے کہتے ہیں آنکھوں میں دھول جھونکنا۔ جرائم کی دنیا میں ان شیشوں کی بڑی اہمیت ہے۔

کچھ لوگ رنگین شیشوں کی عینکیں چڑھا کر عیوبِ چشم پر پردہ ڈال لیتے ہیں۔ اور وقتی طور کے لیے ہی سہی خود کو احساس کمتری سے بچا لیتے ہیں۔ ان شیشوں کا اس سے زیادہ مفید مصرف اور کیا ہو سکتا ہے؟

کان کے پردے ازدواجی زندگی میں بڑا اہم رول ادا کرتے ہیں۔ شوہر بہرہ ہو تو ازدواجی زندگی پچاس فیصد خوشگوار ہو جاتی ہے۔ بیوی گونگی ہو جائے تو باقی ماندہ پچاس فیصد ازدواجی زندگی بھی خوشگوار ہو جائے گی یہ بتانے کی ضرورت نہیں ـ اپنے ایک دوست سے ہم نے پوچھا اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں کچھ بتاؤ۔؟

"میری ازدواجی زندگی ۲۵ فی صد خوشگوار ہے۔"

وہ کیسے؟

میرا دایاں کان بیگم کی باتوں سے بہرہ ہو گیا۔ صرف بایاں کان اس کی زبان دانی کی قدر دانی کر رہا ہے۔ امید قوی ہے کہ آئندہ چند مہینوں میں یہ بھی واک آوٹ کر جائے گا۔ اس طرح میری ازدواجی زندگی پچاس فی صد خوشگوار ہو جائے گی۔ اور اس کا پورا کریڈٹ تنہا مجھے ملے گا۔

ایک پردہ تمام پردوں سے متاثر کن ہے۔ مرد بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اس کی بدولت حضرت آدمؑ خارج جنت ہوئے۔ اور فرشتوں کا سردار ابلیس کہلایا۔ یہ بظاہر نظر نہیں آتا لیکن اس کا وجود سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس کا ذکر اکبر الہ آبادی نے اپنی شاعری میں خصوصیت سے کیا ہے۔ جب یہ اٹھتا ہے تو آدمی کو اپنی حماقتوں کا احساس ہوتا ہے۔ میں عقل پر پڑ جانے والے پردے کی بات کر رہا تھا۔

اسی قسم کا ایک پردہ اور ہے۔ یہ بھی نظر نہیں آتا لیکن اس کے وجود سے کوئی منکر نہیں۔ اس کے ڈالنے اور اٹھانے کا کوئی وقت معین نہیں۔ آدمی اپنی مصلحت یا فرصت کے پیش نظر پردہ داری یا پردہ کشائی کرتا ہے۔ یہ پردہ جب بھی اٹھتا ہے کوئی انکشاف کرتا ہے اور انکشاف کرنے والے کا معتبر و مستند ہونا ضروری نہیں ہوتا ہے اس لیے ہر خاص و عام حسب استطاعت عوام الناس کو مستفیض کرتا رہتا ہے۔ یہ پردہ عموماً اپنے رازوں پر ڈالا اور دوسرے کے رازوں پر سے اٹھایا جاتا ہے۔

(ناگپور سے)

دیمک کی کہانی

میں دیمک ہوں : ہمارا وجود انسان سے قبل
تقریباً دس کروڑ سال پہلے ہوا تھا ہو
ہے جلدی میں آپ سے غلط کہہ رہا ہوں لیکن یقین کیجئے
بالکل صحیح ہے کہ دیمک انسان سے کروڑوں سال پہلے اس
دنیا میں موجود تھے۔ دنیا کی پریشانیوں کا مقابلہ کرنے کے
شاید ہی کوئی کیڑا ہم جیسا نازک ہو۔ نہ تو ہمارے پاس
کی طرح مضبوط جسم ہے اور نہ ہی شہد کی مکھی کا ڈنک
ہمارے پاس اڑنے اور بھاگنے کے لئے پر بھی نہیں ہوتے
یہی وجہ ہے کہ ہم پیدا ہونے کے بعد اور زمین سے باہر
پر ہر قسم کے جانوروں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم گرم ملک
کے رہنے والے ہیں۔ لیکن سورج کی روشنی ہمارے لئے موت
کا پیغام ہے۔ ہمیں زندہ رہنے کے لئے ہوا میں نمی کا
بہت ضروری ہے اور اس کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے
ہمارے انڈے سفید زردی مائل ہوتے ہیں۔ اور یہ گردے
کی شکل کے ہوتے ہیں۔ انڈے سے نکلنے پر بچے عام طور
پر دو طرح کے نظر آتے ہیں۔ ایک وہ جن کے سر بڑے
ہوتے ہیں جن سے بچے نہیں ہوتے۔ دوسرے وہ جن کے
سر چھوٹے ہوتے ہیں جن سے بچے ہو سکتے ہیں۔ یہی بڑے
سر والے کیڑے دھاری دار جبڑے والے سپاہی بن جاتے
ہیں۔ آری جیسے دانت کے جبڑے والے مزدور بنتے ہیں
اور یہ ایک سال میں اپنے سن کو پہنچ جاتے ہیں۔ مزدور دیمک
ایک بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ہماری مختلف ذاتوں
میں یہی ایک ذات ہے جس سے انسان کو نقصان پہنچتا ہے
باقی قسمیں نقصان پہنچانے کے قابل ہی نہیں ہوتیں۔
یہی مزدور دیمک رہنے کے لئے زمین میں جگہ تیار کرتے
ہیں۔ یہ زیادہ تر زمین کے اندر رہتے ہیں ان کی آنکھیں
نہیں ہوتیں یہی وجہ ہے کہ یہ روشنی سے بچتے ہیں۔ انکا خاص
کام غذا کا جمع کرنا ہے اور اس کو ہضم کرنے کے بعد
دوسروں کے لیے قابلِ استعمال بنانا ہے۔ ان کی غذا عام

محمد خلیل

...ر پر درخت، پودے، مختلف قسموں کی لکڑیاں اور ...ھاس ہیں۔ شاید آپ اس بات سے واقف ہوں کہ پودوں کا ...ب سے جز سلیولوز (CELLULOSE) ہوتا ہے اور ...س کو ہمارے لئے ہضم کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے اس کو ہضم ...رنے کے لئے قدرت نے ہماری آنتوں میں ایک قسم کے ...وٹوازوا (PROTOZOA) فراہم کئے ہیں اور یہ ...سلیولوز کو آسانی سے ہضم کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ یہی ...جہ ہے کہ دوسرے دیمک کے جسم میں پروٹوزوا کے نہ ...وجود ہونے سے دیمک کی کوئی ذات لکڑی ہضم نہیں ...ر سکتی ہے۔ اس طرح یہ تمام آبادی کو غذا فراہم کرتی ہے ...ور اپنے منھ سے غذا نکال کر دوسری دیمک کو دیتی ہے۔

دیمک جب اپنی جلد تبدیل کرتی ہے تو دوسری ...دیمک اسے غذا کے طور پر کھا لیتے ہیں۔ ہمارے گھر میں ...کوئی چیز ادھر ادھر پڑی ہوئی آپ کو نہیں ملے گی۔ آپ ...اس سے ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم فضلے کو اس حد تک ...کھاتے رہتے ہیں جب تک اس میں ذرا بھی کھانے کا جُز ...باقی رہتا ہے۔ ہم اپنے مکان میں رہنے کی جگہوں اور آنے ...جانے کے راستوں پر پالش فضلے ہی کے ذریعے کرتے ہیں ...مرمت میں بھی اس کو استعمال میں لاتے ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں ...تو شاید غلط نہ ہوگا کہ ہمارے لئے کوئی بھی چیز بُری یا بیکار ...نہیں ہے بلکہ ہم ہر چیز کو استعمال کرکے اپنی ضرورت کی چیز ...حاصل کر لیتے ہیں۔ ہمارے تمام بچے ایک ہی شکل وصورت ...کے ہوتے ہیں لیکن ہم ان کی پرورش مختلف طریقے سے کرتے ...ہیں اور ہم بچوں کو جیسا چاہیں بنا لیتے ہیں۔ قدرت نے ...ہمیں یہ صلاحیت دی ہے مثال کے طور پر اگر ہمارے ...یہاں مزدوروں کی زیادہ ضرورت ہے تو بچوں کو وہ غذا ...دی جاتی ہے کہ وہ بڑے ہوکر مزدور کی شکل اختیار کریں ...اسی طرح سپاہی اور شاہی افراد بھی بنائے جاتے ہیں۔

میرا تعلق بھی مزدور دیمک سے ہے۔ مزدور دیمک ...عام طور پر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک بڑے جن کے جبڑے بڑے ہوتے ہیں جو کاٹنے میں مددگار ہیں اور یہ ان کے ذریعے لکڑی کو کاٹ سکتے ہیں ان کے ذمّے سارے مشکل کام ہوتے ہیں۔ اس طرح گھر کی تعمیر اور غذا کی فراہمی اور گھر کی مرمت انہیں کے ذمّے ہیں۔ دوسرے چھوٹے جسم والے دیمک مزدور ہیں جو تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں اور یہ مکان کے اندر ہی رہتے ہیں یہ باہر نہیں جاتے۔ ان کا خاص کام بچوں کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ یہ شاہی جوڑے کو غذا کو پہونچانے کا کام انجام دیتے ہیں۔ ایکے ساتھ ہی یہ ذخیروں پر نظر رکھتے ہیں اور ان کی احتیاط رکھتے ہیں۔ ساری گھریلو ذمہ داری انہیں کے ذمّہ ہے۔

ہم پر حملہ کرنے والا چاہے کوئی بھی ہو اور اسوقت جیسے ہی ہمارے گھر میں کوئی بہت چھوٹا سا بھی سوراخ ہو جاتا ہے فوراً اس سوراخ میں ہمارے سپاہی کا سر نمودار ہوتا ہے اور اس وقت سپاہی دیمک اپنے جبڑوں کو زمین میں رگڑ کر ایک ایسی آواز پیدا کرتا ہے جو ہمارے لئے خطرے کی گھنٹی ... اس گھنٹی سے سارے دیمک سپاہی اس طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور سب سے پہلے وہ اپنے سروں سے اس سوراخ کو بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اندھے ہوتے ہیں اس کے باوجود یہ سر اور جبڑوں کے ذریعے دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ہمارے دشمن عام طور سے چیونٹے اور چیونٹیاں ہوتی ہیں اور جیسے ہی انہیں تین یا چار دیمک سپاہی شکار کے طور پر مل جاتے ہیں چیونٹے اپنی جگہ کو واپس چلے جاتے ہیں ادھر دیمک مزدور جو خطرے کے پہلے آثار کو دیکھتے ہی غائب ہو گئے تھے دوبارہ واپس آکر مرمت کے کام میں لگ جاتے ہیں اور اس کام کو بڑی تیزی سے کرتے ہیں۔

اب ہماری ملکہ اور بادشاہ کے بارے میں بھی سن لیجئے۔ ہر آبادی میں ملکہ بچہ پیدا کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ یہ دونوں زیادہ تر ایک حصے میں ہی پڑے رہتے ہیں جو ان کا خاص کمرہ ہے۔ ہمارا بادشاہ جسم کے اعتبار سے چھوٹا اور بزدل ہوتا ہے اور عام طور پر ملکہ کے جسم کے نیچے موجود ہوتا ہے جب کہ اس کے مقابلے میں ملکہ کا پیٹ بہت بڑھ جاتا ہے یہ انڈوں سے اتنا بھرا ہوتا ہے کہ کچھ نہ پوچھئے بس اس کا پھٹنا ہی باقی رہتا ہے اس کا سر اس کے مقابلے میں چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے پیر بھی ہوتے لیکن جسم کے وزنی ہونے کی وجہ سے یہ بالکل چل نہیں سکتی۔ دیمک عام طور پر ایک اندازے کے مطابق ایک سکنڈ میں ایک انڈا دیتی ہے اور اپنی زندگی کے چار یا پانچ سال تک یہ برابر بغیر رکے ہوئے دن رات اسی طرح انڈے دیتی رہتی ہے چاہے آپ کو یقین نہ آئے لیکن ہماری دیمک ملکہ ہر چوبیس گھنٹے میں تقریباً ۸۶۰۰۰ اور ہر سال تقریباً تین کروڑ انڈے دیتی ہے۔ دیمک ملکہ کے منھ کے قریب ہر وقت مزدور موجود ہوتے ہیں جو ملکہ کو کھانا کھلاتے رہتے ہیں۔ ملکہ کے جسم کے پیچھے قریب ہی مزدور دیمک کی ایک بڑی تعداد موجود ہوتی ہے ان کا خاص کام ملکہ کے انڈوں کو اٹھا کر حفاظت سے لے جاکر خاص مقام پر رکھنا ہے کیونکہ جیسے جیسے ملکہ انڈے دیتی ہے یہ اسی خاص جگہ پر پہونچاتے رہتے ہیں۔ ملکہ کے قریب سپاہی دیمک بھی موجود ہوتے ہیں جن کا منھ باہر کی طرف ہوتا ہے تاکہ وہ دشمن کو آنے سے روک سکیں۔ لیکن ملکہ جب انڈے دینا بند کر دیتی ہے تو ہم اسے اپنی ملکہ نہیں سمجھتے لیکن ہم اس کی کسی قسم کی بے عزتی نہیں کرتے بلکہ اس کی غذا بند کر دیتے ہیں اور وہ بھوک کی وجہ سے خود بخود ختم ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد ہم اپنی عادت سے مجبور ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم اسے غذا کے طور پر کھا جاتے ہیں اور اس کی جگہ پھر نئی ملکہ کو دی جاتی ہے۔

ہمارا گھر ہی ہماری زندگی کی کائنات ہے جس کے اندر ہم آرام سے رہ سکتے ہیں کیونکہ یہ باہر سے بالکل بند ہوتا ہے لیکن ہمارے دشمن ہوتے ہوئے بھی ایسا قدرتی طور پر کوئی جانور نہیں ہے جو ہمارے مکان کو توڑ کر اندر تک داخل ہو سکے۔ آپ چیونٹے پر الزام دیں گے لیکن وہ کبھی کبھی حادثہ کی وجہ سے پہنچتا ہے۔ صرف انسان ہی ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے جو ہمارے مکان کو ان مشینوں اور اوزاروں سے گرا دیتا ہے۔ میرا خیال ہے سب انسان بھی ایک جیسے نہیں ہوتے۔ میں اپنی کہانی سنا چکی، اب اجازت دیجئے۔

(اردو سروس سے)

بقیہ: خوشباشی

جنہیں تجھ سے ملنے کی تھی لگن وہ بڑھ گئے تیری راہ میں
جنہیں دل لگی کا خیال تھا وہ بہشت ہی میں ٹھہر گئے

ایک شاعر اس انسان کی ذہنی کیفیت کو جو اپنی انا کی جکڑ بندیوں سے نجات حاصل کر چکا ہے، یوں بیان کرتا ہے۔

اپنے دل میں جھانک کر دیکھے گا جس دن تو ندیم
اپنے دشمن سے بھی تیری دوستی ہو جائے گی

ایک عظیم فلسفی یوں فرماتے ہیں:۔

"جس انسان نے کبھی اپنے دشمن کو معاف نہیں کیا اس نے مسرت کے اس لاہوتی احساس کا جائزہ نہیں کیا جو صرف فرشتوں کے حصہ میں آتا ہے۔"

خوشباشی کے سلسلے میں سوامی وویکانند کے الفاظ بھی انسان کو یاد رکھنے چاہئیں۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی شخص اپنی موجودہ حالت میں خوش نہیں رہ سکتا تو مستقبل میں کبھی خوش نہ رہ سکے گا۔"

مضمون وسیع ہے لیکن آج کی اس بات کو یہ ہی کہہ کر ختم کرنا چاہوں گا کہ مسرّت کا سرچشمہ ہم سب کے اندر ہے اور اس کی بنیاد صحیح طرز فکر و مثبت فلسفۂ حیات اپنانے پر مضمر ہے۔ انسانی ذہن کا کردار سب سے زیادہ اہم ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے خیالات کو پاکیزہ بنانے کی سعی کرے۔ انسان جیسا سوچے گا ویسا ہی بن جائے گا۔ یہ ایک ابدی راز ہے۔ یقیناً متوازن و پاکیزہ خیالات والا انسان کبھی نہ ختم ہونے والی مسرّت کو حاصل کرے گا۔ (آکاشوانی جالندھر سے)

یہ بھی ایک نعمت ہے

تعلیم کی آزادی

ڈاکٹر ماجدہ اسد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ انسان ان نعمتوں کو سات سمندر کی روشنائی اور سارے جنگل کاٹ کر قلم بنا کر قلمبند کرنا چاہے تو بھی ممکن نہیں۔ آزادی ان نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، اگر یہ چھن جائے تو فرد ہی نہیں پوری کی پوری جماعت اور سماج بے چین ہو جاتی ہے اور کھوئی ہوئی آزادی کو پانے کے لیے طرح طرح کی جدوجہد کی جاتی ہے، اور قربانی دی جاتی ہے۔ شخصی یا انفرادی آزادی شخصیت کے بھرپور ارتقا کے لیے بہت ضروری ہے۔ پابندی اور ہر بات پر پابندی کسی کو اچھی نہیں لگتی گو عمر کے کچھ حصوں تک یہ ضروری ہوتی ہے۔ جب اُٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے غرض قدم قدم پر پابندی ہوتی ہے تو زندگی زندگی نہ رہ کر بوجھ بن جاتی ہے اور اس ماحول میں باصلاحیت شخصیت دب کر رہ جاتی ہے۔ ہماری سوسائٹی میں صدیوں عورتوں کی حالت کچھ اس طرح کی رہی کہ وہ ہر بات میں مرد کی محکوم تھیں اور کسی طرح کی کوئی آزادی نہیں تھی۔ عورت کا میدان عمل صرف گھر اور باورچی خانہ تھا۔ یہ نظریہ عام تھا کہ عورت کا کام بچے پیدا کرنا، کھانا پکانا اور سینا پرونا ہے۔ پڑھنے لکھنے کی صلاحیت عورت میں ہے، عام مرد ذہن اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہ تھا۔ مجھے یاد ہے اپنے بچپن کی وہ باتیں جو دادی اور نانی سُنایا کرتی تھیں، وہ کہتیں، ہم نے پڑھنا تو سیکھا تھا لیکن قلم دوات سے ہمارا دور کا واسطہ نہ تھا۔ صرف اتنا پڑھایا گیا تھا کہ اگر گھر میں کوئی خط آئے تو پڑھ لیں یا دینیات کی کتابیں اور ڈپٹی نذیر احمد کے اصلاحی ناول ــ لکھنے کی ہمیں سخت ممانعت تھی۔

وقت بدلا، حالات بدلے، زمانے نے کروٹ لی، اور آج عورت نے جسے ناقص العقل سمجھا جاتا تھا یہ ثابت کر دیا کہ اگر اسے مواقع ملیں تو وہ کسی طرح بھی مردوں سے پیچھے نہیں ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم پر توجہ دی جانے لگی۔ جگہ جگہ لڑکیوں کے لیے اسکول کالج کھلے۔ لڑکیوں کے سامنے پڑھنے اور آگے بڑھنے کے نئے نئے میدان آئے۔ تعلیم کو ان کے لیے ضروری سمجھا جانے لگا۔ تعلیم تو انھیں مل گئی لیکن تعلیم کی آزادی ملی یا نہیں، یہ سوچنے کی بات ہے۔

تعلیم کی آزادی کے معاملہ میں ابھی ہم بہت پیچھے ہیں۔ ہماری نفسیات اور احساس برتری وہاں آڑے آجاتا ہے۔ والدین بچوں کے مستقبل کے بارے میں سنہرے خواب دیکھتے ہیں انھیں اونچے عہدوں پر فائز دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کی خواہش اپنے بچوں کو ڈاکٹر، انجینیر اور بڑا افسر بنانے کی ہوتی ہے۔ بلند خواہشات کا ہونا ضروری ہے۔ یہ آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی اچھی علامت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک چیز بہت ضروری ہے، جسے صلاحیت کہتے ہیں۔ بچے کی صلاحیت کو دیکھ بھال کر اسی کے حساب سے اس کے مستقبل کے بارے میں سوچنا اور اسے تعلیم دینا چاہئے۔ ایسی بھی مثالیں موجود ہیں کہ والدین بچے کو ڈاکٹر بنانا چاہتے ہیں، بچے کو ڈاکٹری سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اس میں صلاحیتیں موجود ہیں ادیب بننے کی۔ یا کوئی اپنے بچے کو آئی۔ اے۔ ایس آفیسر بنانا چاہتا ہے اور بچہ کرکٹ کا کھلاڑی یا شاعر بننا چاہتا ہے۔ ایسے حالات میں بچے کی ذہنی الجھن اور کشمکش کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔

تعلیم کوئی ہنسی کھیل نہیں کہ ماں باپ اور گھر کے بزرگوں نے جو سوچ لیا بچہ پڑھ لکھ کر وہ بن گیا۔ آج کی اس سائنسی ترقی یافتہ دنیا میں بچے بھی بہت سمجھدار اور باصلاحیت ہیں۔ والدین اسکول کی تعلیم تک انھیں پوری رہنمائی اور سہولیات دیں۔ اسکول کی تعلیم کے پورے ہونے پر جہاں بچوں نے اپنی راہ کا تعین کرنا ہے۔ اپنی رائے یا خواہش ان پر لادنی نہیں چاہئے۔ اسکول کی تعلیم پوری کرتے کرتے بچے کے ذوق و شوق اس کے رجحان اور صلاحیت کا اندازہ خود بچے اور اس کے سرپرستوں کو ہو جانا چاہئے۔ اسے وہی مضمون لینا چاہئے جس میں اس کی دلچسپی ہو اور جہاں وہ اپنی صلاحیت اور شوق سے محنت کر کے آگے بڑھ سکے۔ جہاں بچوں کو خود فیصلہ کرنے کی آزادی ہوتی ہے وہاں وہ زیادہ ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اپنی صلاحیت اور دلچسپی کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرتے اور آگے بڑھتے ہیں۔ جب کوئی چیز لادی جاتی ہے تو وہ بوجھ بن جاتی ہے۔

لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں اس پہلو سے سوچا جائے تو حالات اور بھی نازک نظر آتی ہے۔ آج تعلیم نسواں عام ہوتے ہوئے بھی یہ سوچا جاتا ہے کہ لڑکی کو زیادہ مت پڑھاؤ لکھاؤ۔ اسے پرائے گھر جانا ہے۔ لڑکی کو زیادہ مت پڑھاؤ لکھاؤ۔ اسے کیا نوکری کرنی ہے۔ جو بی۔ اے۔ ایم۔ اے پاس کراؤ۔ ارے کرنا تو وہی گھرداری ہے۔ بس اتنا پڑھاؤ کہ چار آدمیوں میں بیٹھ کر بات چیت کر سکے۔ تھوڑا بہت اپنے بچوں کو پڑھا لے۔ کہیں کہیں پڑھائی کا تصور بی اے پاس کرنے تک محدود ہے۔ ان لڑکیوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم بی۔ اے میں کیوں پڑھ رہی ہو تو جواب ملتا ہے بی اے پاس کرنے پر اچھے رشتے دار مل جاتے ہیں۔ اچھی جگہ شادی

Bewitching Crooner of Assam Meghalaya, Arunachal Pradesh Nagaland and MELODY QUEEN OF MANIPUR.

Laishram Mema

Brings to you a rare and invaluable musical treat for the first time in India; Beautiful Hindi Songs Composed in lovely Manipuri tunes

Songs written by
KAMLA KANT JAIN
Approved Writer: All India Radio
Managing Committee Member: Film Writers' Association, Bombay.

A cassette worth Gold for your listening and preserving its musical joy for ever.

MAHAVIR MELODIES
D-5/5, Jainidhi, Bangur Nagar, Goregaon (W.), Bombay-400 090.

BUY TODAY
Limited Stocks.

جاتی ہے۔ شروع سے ہی ان کی ذہنیت ایسی بنادی جاتی ہے۔ ان پڑھائی یا ڈگری حاصل کرنے کا مقصد صرف اچھا رشتہ جاتا ہے۔

بہت کم لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں ایم۔ اے کرنے گے تعلیم حاصل کرنے کا حوصلہ نظر آتا ہے۔ ایسی بھی متعدد کیاں ہیں جو با صلاحیت ہوتی ہیں۔ آگے پڑھنا چاہتی ہیں لیکن گھرانوں میں انھیں اس لیے نہیں پڑھایا جاتا کہ زیادہ پڑھنے ان کے لیے لڑکوں یعنی شوہر نامدار کی تلاش مشکل ہوتی ہے یادہ پڑھی لکھی ہونے پر بر بھی اونچا چاہیے اور اونچے بر لیے زر بھی اونچا چاہیے۔ والدین ان کے لیے اعلیٰ تعلیم روری نہیں سمجھتے اور اس طرح نہ جانے کتنی صلاحیتیں اُبھرنے ے محروم رہ جاتی ہیں اور اپنے شوق کے مطابق تعلیم حاصل ہیں کرپاتیں۔ اس طرح قوم و ملک ان با صلاحیت لڑکیوں صلاحیت کے فیض سے فائدہ نہیں اٹھا پاتا۔

دھیرے دھیرے ہمارے ملک میں بھی ذہنیت بدل ہے اور لڑکیوں اور لڑکوں کے بیچ تفریق کی کھائی کچھ کم ہو رہی ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں جن گھرانوں نے اپنی لڑکیوں کو تعلیم آزادی دی ہے۔ انھوں نے اس میدان میں نمایاں ترقی کی ہے۔ ج تعلیم کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں لڑکیاں پیچھے ہوں۔ اسی طرح ملازمت کے ہر شعبہ میں جہاں با صلاحیت عورت کو قع اور آزادی ملی ہے۔ وہاں اس نے کارہائے نمایاں انجام یے ہیں۔ فوج اور پولیس کی ملازمت کو پہلے مردوں کا حصہ سمجھا جاتا تھا لیکن آج عورت اس میدان میں بھی سامنے ئی ہے۔ اسی طرح انجینئرنگ اور دوسرے شعبے جو صرف مردوں کے میدان عمل تھے، عورت نے ان میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ ایک زمانہ تک سیاست صرف مرد کا حصہ تھی۔ عورت اور سیاست و متضاد باتیں سمجھی جاتی تھیں۔ اس کے سیاست میں حصہ لینے پر احیہ اور طنزیہ ادب کی تخلیق ہوئی۔ لیکن آج عورت اس میدان میں ہی کہیں کہیں مردوں سے زیادہ بازی لے گئی ہے۔

ہماری سوسائٹی میں کچھ شعبے عورت کے لیے مخصوص کردیئے گئے۔ جیسے نرسنگ، تعلیم و تدریس اور میڈیکل۔ بہت دنوں تک ورتوں کو انتظامیہ کے کسی اعلیٰ عہدہ کے لائق نہیں سمجھا گیا۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ اونچے اونچے سرکاری عہدوں پر عورتیں کام کر رہی ہیں۔ اور کہیں کہیں مردوں سے زیادہ ذمہ داری اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دے رہی ہیں۔

اس سب کے پس پردہ کیا ہے اگر اس پر غور کیا جائے تو ہم پائیں گے کہ خداوند کریم نے انھیں کسی خاص نعمت سے نوازا ہے جس کی بدولت وہ اتنا آگے بڑھ سکی ہیں اور انھوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ افزائش نسل اور امور خانہ داری کے ساتھ ساتھ وہ گھر کے باہر کی دنیا میں بھی مرد کے شانہ بشانہ قدم بہ قدم اور کہیں کہیں اس سے آگے بڑھنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے وہ نعمت ہے تعلیم کی آزادی۔ اور پوری امید ہے کہ عورتوں کو اگر یہ تعلیم کی آزادی ملتی رہی تو وہ قوم و ملک کے لیے زیادہ مفید اور با مقصد کارہائے نمایاں انجام دیتی رہیں گی۔

(اردو سروس سے)

ماجدہ اسد ۱۲۷۵ بلی ماران دہلی
۱۹۸۳ء

پردے

شیخ رحمٰن اکولوی

پردے گھر کی سجاوٹ ہی میں اہم رول ادا نہیں کرتے ان کے دوسرے فائدے بھی ہیں۔ ان کی موجودگی میں باہر سے تانک جھانک کا خطرہ نہیں ہوتا اور اندر والوں کو اس کی سہولت ہوتی ہے۔ پردہ نشین خواتین اور شرمیلے مرد اس کا پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں اس لیے دانشور کہتے ہیں کہ پس پردہ زیادہ بے پردگی ہوتی ہے۔ نفاست پسند لوگ در و دیوار کے رنگ کے پردے لگاتے ہیں کہ مکان کی مجموعی کلر اسکیم کو ٹھیس نہ پہنچے اور نفاست پسندی کی داد بھی ملے۔ لیکن اکثر انہیں اپنے کیے کی داد نہیں ملتی۔ لوگ چونچلے بازی کا نام لے کر اس کی نفاست پسندی و نازک مزاجی کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ عموماً شکستہ محرابوں، ٹوٹی پھوٹی الماریوں، خستہ حال کھڑکیوں اور دروازوں کی زبوں حالی پر پردہ ڈالنے کے لیے پردوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں مالک مکان اپنی زبوں حالی کو پس پردہ رکھتا ہے۔

برقعہ عالم وجود میں آیا تو اس کے پر نکل آیا جو پردہ کہلایا اس کا استعمال ایمرجنسی دروازے کی طرح ہنگامی صورت حال میں کیا جاتا۔ خواتین اسے تھوڑا سا پرے ہٹا کر کھویا ہوا راستہ تلاش کر لیتیں یا اپنے راستے کو کنفرم کر لیتیں۔ ابتدا میں برقعہ ایک ہی وضع قطع کے ہوتے تھے، بس کپڑے کی رنگت جدا ہوتی۔ اس لیے کنفیوزن ہو جاتا اور کبھی کبھی زوجیت متاثر ہو جاتی، اخبارات میں خبریں آئیں کی فلاں شہر میں ایک سے برقعے ہونے کی وجہ سے دو دولہے اپنی دلہنوں میں تمیز نہ کر سکے اور دلہنوں (یا دولہوں) کا تبادلہ ہو گیا۔ دوسرے دن دلہنیں بیرنگ لفافوں کی طرح اصل شوہروں کے ہاں پہنچیں۔

ابتدا میں پردہ بھی برقعے کے کپڑے کا ہوتا تھا اس کی وجہ سے آنکھوں پر پردہ سا پڑ جاتا اور یہ عالم ہوا کہ

دھندلے دھندلے میرے سرکار نظر آتے ہیں

پردے نے ارتقا کی ایک منزل طے کی اور اس کا سینہ چھلنی ہو گیا۔

وقت کی آنکھوں سے کچھ پردے اوپر اٹھے تو چھلنی دار یا جالی دار پردوں کی جگہ مہین کپڑے کے پردوں نے لے لی۔ اور ان کا چلن عام ہوتا گیا۔ مہین پردوں کی وجہ سے خواتین (اور حضرات) کو لطف نظارہ حاصل ہوا۔ گرمی سے نجات ملی اور برقعوں میں ہوا کا گزر آسانی سے ہونے لگا۔ خواتین نے انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا۔ اور زمواداز پردے کہہ کر ان کی عزت افزائی کی (ان پردوں نے ٹریلین کا کپڑا بنانے والے ملوں کی ہمت افزائی کی) ان سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ زوجیت کے متاثر ہونے کا خطرہ جاتا رہا۔

پردے کے بغیر اسٹیج کا تصور نہیں کیا جا سکتا یہ ڈرامہ کے آغاز درمیانی تصور اور خاتمے کا خاموش اعلان کرتا ہے یہ نہ ہو تو آغاز، آغاز اور خاتمہ، خاتمہ نہ لگے۔ پردہ اٹھتے وقت تماشائی تالیاں بجائیں تو یہ اس بات کی علامت کہ ڈرامہ کے تئیں عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ اور انہیں ڈرامے سے بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ ڈرامے کے خاتمہ پر پردہ گرتے وقت تالیاں بجنے کے وقفے، رفتار اور تالیوں سے پیدا شدہ آوازوں کے اتار چڑھاؤ سے ڈرامے کی اوسطاً کامیابی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسٹیج کی دنیا میں سب سے اہم رول اس آدمی کا ہے جس کے ذمے پردہ اٹھانے یا گرانے کا کام ہے۔ آج بھی یہ آدمی اپنی جگہ پر قائم ہے۔ کسی سائنسی ایجاد نے اس کا مقام نہیں چھینا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی اہمیت کتنی مسلم ہے۔

اگر کوئی اداکار اپنے ڈائیلاگ یا سین بھول جائے اس وقت پردہ گرا کر یہ اداکار کو تماشائیوں کی غصیلی نظروں سے بچا لیتا ہے۔ اور اپنی اصلاح کرنے کا موقع دیتا ہے۔ پردے کا بر وقت گرنا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر کسی سین کے خاتمے پر پردہ نہ گرے تو تصور کیجئے کیسی مضحکہ خیز سچویشن ہو جائے۔ شاید اسی لیے تجربہ کار اداکار پردہ گرانے والے سے تعلقات بنائے رکھتے ہیں کہ برے وقت میں کام آئیں گے۔ اسٹیج کا پردہ بڑا حوصلہ فراخ ہوتا ہے۔ تماشائی

ارضیات اور ارضیاتی تحقیقات

ڈاکٹر احسان اللہ خان

یہ جان کر شاید تعجب ہو کہ حضرت انسان تقریباً پچاس ہزار سال قبل جب اشرف المخلوقات کی حیثیت سے اس ارض پر وارد ہوئے تو ان کو رہائش گاہ کا احساس نہ تھا اور تن ڈھکنے کا شعور بھی نہ تھا۔ بلکہ مادر زاد ننگے جنگلوں میں مارے پھرتے تھے مگر اس وقت ارضیاتی تحقیق میں مشغول تھے اور ہر وقت ان کو اس کی فکر دامن گیر رہتی تھی کہ وہ کونسا ایسا پتھر منتخب کریں جس سے بہترین اوزار تیار کر سکیں۔ لہٰذا ابتدا میں انھوں نے کوارزائٹ (QUART ZITE) کا انتخاب کیا، پھر (OBSCDIAW QUARTZ) اور AGATE وغیرہ کو منتخب کیا اور ان سے پتھر کے اوزار بنا کر ان جانوروں کا شکار کرنے لگے جو ان کی خوراک کے لیے گوشت فراہم کر سکے یہ سلسلہ تقریباً دس ہزار سال قبل تک جاری رہا۔

تقریباً دس ہزار سال قبل انسان نے تانبہ کو دریافت کیا اور اس کو مختلف طور پر استعمال کرنے لگا۔ مثلاً زیورات اور برتن وغیرہ۔ شروع شروع میں یہ تانبہ کے ٹکڑوں کو دریاؤں اور پہاڑوں سے اٹھا لیا کرتا تھا مگر پھر انھیں کھدائی کر کے حاصل کرنے لگا۔ اس زمانے کی بہت سی کانیں کشمیر اور راجستھان میں دریافت کی جا چکی ہیں اور ایسی کانیں دنیا کے دوسرے علاقوں میں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ بعد میں انسان کو احساس ہوا کہ اس میں سختی نہ ہونے کی بنا پر یہ اکثر مڑ جاتا ہے لہٰذا اس کو مضبوط بنانے کے لیے اس میں ٹین (TIN) کو ملا کر کانسی بنایا گیا۔ اس طرح کانسی بنانے کے لیے ٹین کی بھی دریافت ہو گئی۔ یہ سلسلہ تقریباً پانچ ہزار سال قبل تک جاری رہا۔ مگر اس زمانے میں چین، ہندوستان، عراق اور مصر میں بڑی بڑی حکومتیں قائم ہو گئی تھیں لہٰذا امیروں اور بادشاہوں کی زیب و زینت کے لیے کئی قسم کی قیمتی پتھروں کو بھی دریافت کیا گیا جن میں ہیرا، سنگ سلیمانی، بلور صنوبری، نیلم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

یہ حکومتیں آپس میں تجارتی تعلقات برقرار رکھنے کے علاوہ اپنے گرد و نواح کے علاقوں پر اکثر فوج کشی بھی کر کے اپنی حکومتوں کو اور وسیع کرنے میں مشغول رہتی تھی لہٰذا یہ کانسی کے جنگی آلات بھی بناتی تھیں۔ مگر ان میں پائیداری نہیں ہوتی تھی اور اکثر ٹوٹ جاتے تھے۔ اس بنا پر ان کو ایسے دھات کی تلاش تھی جو بہترین جنگی آلات کا کام دے سکے۔ اس جستجو نے آخر کامیابی حاصل کی۔ اور تقریباً تین ہزار سال قبل ترکی کے ایک قبیلے نے لوہے کو دریافت کیا۔ یہ قبیلہ ہیٹائٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس دریافت نے زمانہ کا رُخ بدل دیا اور نئی تہذیب کی بنیاد پڑی۔ جدید تہذیب لوہے کے مختلف استعمالات کا نتیجہ ہے۔ ابتدا میں لوہے کا استعمال جنگی آلات میں ہوتا رہا پھر اس کی بڑی بڑی کشتیاں بنائی جانے لگیں جس نے لکڑی کی کشتیوں کا خاتمہ کر دیا۔ ہندوستان نے پہلی مرتبہ تقریباً ڈھائی ہزار سال قبل لوہے کا استعمال سیکھا۔

یونانی تہذیب کے عروجی دور میں جہاں فلسفہ اور ریاست پر کافی تحقیقی کام ہوا وہاں ارضیاتی میدان میں محض چند معدن کو دریافت کیا گیا اور ان پر تھوڑا بہت کام ہوا۔ ہندوستان نے بھی اپنے عروج کے دور میں ارضیات پر کوئی خاص قابلِ ذکر کام نہیں کیا۔ رومی تہذیب میں کوئی نئی قابل ذکر ارضیاتی تحقیق نہ ہو سکی۔ خلیفہ مامون الرشید کے زمانے میں جب اسلامی تہذیب کا علمی دور عروج پر تھا اور ہندوستانی، ایرانی، یونانی اور رومی سائنس کو عربی میں منتقل کیا گیا۔ اس وقت اور اس کے بعد بھی ارضیات پر کوئی خاص تحقیقی کام انجام نہ پا سکا۔ محض ابن سینا اور ابن رشید کے تحریرات میں چند ارضیاتی تحقیقی مواد ملتا ہے۔

یورپ میں جب نشاۃ ثانیہ کے آثار کافی ابھر کر سامنے آئے تو وہاں پر تمام علوم پر دوبارہ تحقیق شروع ہوئی۔ لہٰذا ارضیات پر بھی کافی کام ہوا۔ اور اس کے تمام شعبوں پر گہری نظر رکھنے کی خاطر اسکو حسب ذیل حصّوں میں تقسیم کیا گیا۔

۱۔ حجریات Petrology
۲۔ معدنیات Minerology
۳۔ طبقیات Stratigraphy
۴۔ احجوریات Palaeontology
۵۔ معاشیاتی ارضیات Economic Geology

ابتداء میں یورپ کے تمام ممالک میں خاص طور سے انگلینڈ، فرانس اور جرمنی میں ان مختلف شعبوں پر کافی کام کیا گیا۔ پھر ان پر الگ الگ تحقیقی ادارے قائم کیے گئے۔ علاوہ ازیں ان شعبوں کی تعلیم تمام یونیورسٹیوں میں عام کر دی گئی۔ امریکہ میں آزادی کے بعد ان شعبوں پر کافی تحقیقی کام کیا گیا لہٰذا یہ جلدی ہی یورپ کے تمام ممالک سے آگے بڑھ گیا۔ روس میں بھی اس کے لیے کئی ادارے قائم کیے گئے دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی بیسویں صدی میں تحقیقیں شروع کر دی گئیں۔

ہندوستان میں ۱۸۵۱ء میں ارضیاتی جائزی ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ ابتداء میں اس کا مقصد یہ تھا کہ جو جہاز انگلینڈ سے ہندوستان میں آتے تھے ان کے لیے کوئلہ فراہم کیا جائے تاکہ واپسی کے لیے بھی ان جہازوں کو انگلینڈ سے کوئلہ نہ لانا پڑے پہلی مرتبہ کلکتہ میں ۱۸۹۲ء میں ارضیات کی تعلیم شروع کی گئی تاکہ ہندوستان اس ادارے میں کام کر سکے۔ آزادی کے قبل تک یہی ادارہ معدن معلوم کرنے کا واحد ادارہ تھا۔ اگرچہ کئی یونیورسٹیوں میں ارضیات کی تعلیم دی جا رہی تھی۔

آزادی کے بعد اس مرکزی ادارے کے علاوہ کئی دوسرے ادارے بھی قائم کیے گئے علاوہ ازیں ہر صوبے میں ایسے ایک ادارہ کا اضافہ کیا گیا تاکہ ہر صوبہ اپنے معدن کی دریافت کر سکے اور اس سے مناسب فائدہ حاصل کر سکے۔

ہندوستان میں حسب ذیل مرکزی ارضیاتی تحقیق ادارے قابلِ ذکر ہیں :۔

۱۔ جیالوجیکل سروے آف انڈیا۔ کلکتہ
۲۔ آئل اینڈ نیچرل گیس کمیشن۔ دہرہ دون
۳۔ منرالوجیکل کارپوریشن۔ ناگپور
۴۔ ڈپارٹمنٹ آف مائننگ جیالوجی۔ دھنباد
۵۔ کوپر کارپوریشن۔ کھڑی
۶۔ انسٹی ٹیوٹ آف جیالوجی دہرہ دون
۷۔ کول کارپوریشن آف انڈیا۔ ہزاری باغ

ان اداروں میں جو تحقیقات ہوئی ہیں ان کے نتیجے میں ملک کو ہر سال کروڑ ہا روپیہ کا فائدہ ہوتا ہے۔

(اردو سروس نشر)

غنی اعجاز

رات معصوم ہے رات عیار بھی
رات ہی پارسا بھی گنہگار بھی
نفرتوں کے سہارے اُگا پیار بھی
ایک ہی ڈال پر پھول بھی خار بھی
عزم و ہمت کی خاطر بچھائے گئے
دشت بھی یہ سمندر بھی کہسار بھی
راہ بھی روک دی رہنمائی بھی کی
عقل اپنے تئیں در بھی دیوار بھی
تم کناروں کو محفوظ کہتے ہو پر
اس جگہ ڈوبنے کے ہیں آثار بھی

(ناگپور سے نشر)

وشباشی

ڈاکٹرڈی آروج

عظیم یونانی مفکر ارسطو کے قول کے مطابق انسانی زندگی کا مدعا اور مقصد اگر کوئی ہے تو خوشی کا ...ں ہے۔ خوشباشی یا تفکرات سے نجات کی خواہش ہر انسانی ...ش وکاوش کی محرک دکھائی دیتی ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ...ی حاصل کرنا وشادماں رہنا انسانی فطرت میں شامل ہے۔ ہم ...ی اس کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ ہر ذی ہوش خوشی کی تلاش ...سرگرداں ہے۔ ہم سب اس منزل کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں ...وہاں تک پہنچنے کے لیے مختلف راستے اختیار کرتے ہیں۔ خوشباشی ...ی توانا اور تندرست انسانی ذہن کی سرشت نظر آتی ہے۔ اور ہم ...ب پیہم اس ذہنی کیفیت کو حاصل کرنے کے خواہاں رہتے ہیں۔ ...ی بار تو یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کیفیت کو حاصل کرنے کے لیے ہم ...گی بھر بے چین رہتے ہیں۔ ذہنی سکون وتوازن بقول ارسطو ...ر گی کا منتہائے مقصود ہے۔ آج ہم ان باتوں کی نشاندہی کرنے ...ی کریں گے جو اس مقصد کے حصول میں معاون اور مددگار ...ت ہو سکتی ہیں۔

جیساکہ شروع میں عرض کیا ہے کہ خوشی کی منزل تک جانے ...ے مختلف راستے ہیں۔ لیکن یہ راستے ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ...۔ اس سلسلہ میں ایک بات پر لگ بھگ تمام مفکرین اور دانشور ...متفق ہیں کہ سچی خوشی کا منبع ہمارے باطن میں چھپا ہے۔ یہ ایک ...ص قسم کے طرز فکر کا نتیجہ ہے۔ اگر قناعت اور سکون کے اوصاف ...مارے باطن میں موجود نہیں تو پھر ساری سطح پر ہر کامیابی، عیش و ...سرت کے تمام تر سامان ہمیں خوشی فراہم کرنے میں ناکام رہیں گے۔ ...بقول شاعر ؎

جس کو خوش رہنے کے ساماں میسر ہیں
اسکو خوش رہنا بھی آئے، یہ ضروری تو نہیں

لہٰذا یہ بات ہمیں ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ دائمی خوشی ...کے سرچشمے ہمارے باطن کی گہرائیوں میں موجود ہیں۔ صرف صحیح طرز فکر ...اور فلسفۂ حیات کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

مست وشادماں رہتا ہے جو ہر گھڑی
پاس اس کے دوستو کوئی خزاں ہے ضرور

تو آیئے! اب ایک ایک کرکے ان امور پر غور کریں جس ...سے انسان کو دائمی خوشی نصیب ہو سکتی ہے۔ سب سے پہلی اور ...بنیادی بات یہ ہے کہ ہماری زندگی جمود کی شکار نہ ہو جائے۔ انسانی ...زندگی ایک ندی کی مانند ہے اور اس کے لیے ضروری بات ہے کہ وہ بہتی رہے، چلتی جائے۔ اگر اس کا بہاؤ رک جائے تو اس میں سڑاند پیدا ہو جائے گی اور ندی ندی نہیں رہے گی۔ اس طرح انسانی زندگی کے لیے یہ بھی ایک بنیادی شرط ہے کہ وہ پیہم رواں دواں رہے۔ انسانی زندگی کی لہریں جسمانی، اخلاقی اور ذہنی تمام سطحات پر حرکت میں رہیں۔ چلتی رہیں۔ اس کے لیے زندگی میں خوشی کا راز اس بات میں پنہاں ہے کہ انسان مشغول رہے۔ ذہنی طور پر مانوس مشغولیت انسانی زندگی میں خوشی پیدا کرنے کے لیے ایک لازمی بات ہے۔ آپ اپنے کو بلاشبہ ایک انتہائی خوش نصیب انسان تصور کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کوئی ایسا کام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوں جس کو کرنے میں آپ کو دلی مسرت کا احساس ہوتا ہے، ایک روحانی خوشی ملتی ہے۔ البرٹ ہبارڈ اسی بات کو بڑے خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:-

"خوشی کی دیوی انسان کو کام میں مشغول دیکھنا پسند کرتی ہے۔ اسے محنت کے پسینے، کام سے پیدا ہونے والی تھکاوٹ اور ایثار سے والہانہ عشق ہے۔ وہ محلوں میں رہنا ہرگز پسند نہیں کرتی۔ وہ آپ کو مکئی کی کھیت کے کسی گوشے میں مل جائے گی۔ یا کارخانوں میں یا کام کے بوجھ تلے دبے انسانوں کی آنکھوں میں اس کی جھلک آپ دیکھ پائیں گے۔ کسی بے حد مشکل اور محنت طلب کام کرتے ہوئے آنکھ اوپر کر دیکھنے پر وہ آپ کے سامنے کھڑی دکھائی دے گی۔ لیکن اس کی طرف زیادہ دیر تک مت دیکھئے۔ فوراً پھر اپنے کام میں لگ جائیے ورنہ وہ بے حد اداس ہو کر وہاں سے غائب ہو جائے گی۔"

خوشباشی کے لیے دوسری بے حد اہم بات یہ ہے کہ انسان اپنے حالات اور اپنے مقدر پر قانع رہنے کا زریں گر سیکھے۔ قناعت سے بڑھ کر دوسری کوئی دولت نہیں۔ بلکہ یہ وہی دولت ہے جس کی کمی انسان کو بے چین رکھتی ہے۔ اگر ہم اس بات پر گہرائی سے غور کریں تو یہ سچائی بے حد واضح شکل میں ہمارے سامنے آئے گی کہ اس وصف کی فقدان سے انسان صرف خود ہی بے چینی واضطراب کا شکار ہو جاتا ہے بلکہ حرص کے موذی رجحان کے زیر اثر انتہائی معیوب افعال کا مرتکب بھی ہوتا ہے۔ مادی ترقی کی دوڑ نے ساری دنیا کو ایک بحران کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ ہر انسان کے دل میں یہ خواہش کہ وہ دوسرے سے آگے بڑھ جائے۔ دولت میں، طاقت میں یا اثر ورسوخ میں اپنے تمام ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ جائے۔ یہ جذبہ ایک بے حد مضر صورتحال پیدا کر دیتا ہے۔ یعنی اس دوڑ میں لگا انسان اپنے مقصد کے حصول کے لیے تمام ذرائع کو ٹھیک وواجب سمجھ لیتا ہے۔ پھر یہ بے حد بنیادی بات ہے کہ غلط ذرائع سے جو بھی مقصد حاصل ہوگا وہ غلط نتائج کا حامل ہوگا۔ دولت کی اندھی دوڑ کو ہی لیجئے جب انسان روپیہ حاصل کرنے کو زندگی کا واحد مقصد سمجھ کر عمل کرتا ہے تو وہ کون سی برائی ہے جو اس سے سرزد نہیں ہوتی۔ ایسا انسان بتدریج تمام اعلیٰ اقدار کو خیرباد کہتا چلا جاتا ہے اور آخرکار ذلت کی گہرائیوں میں گر جاتا ہے۔ رشوت خور، ملاوٹ کرنے والے، بلیک مارکیٹ کرنے والے، پیسے کے لیے اپنی بہوؤں کو جلانے والے یہ آپ ہم جیسے ہی لوگ ہیں۔ ایک غلط نقطۂ نظر کی وجہ سے سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر سارے معاشرے کے لیے خطرناک لوگ ہیں۔ اس لیے ایک مفکر خدا سے دعا کرتا ہے:-

"اے خدا۔ مجھے زیادہ چیزیں مہیا نہ کر۔ بلکہ اپنی خواہشات کو کم سے کم کرنے کی توفیق دے۔"

دولت کے ان اندھے پرستاروں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ سچی خوشی کس چیز کا نام ہے۔ ہنری البسن کے الفاظ میں:-

"روپے سے آپ خوراک جو خرید لیں گے۔ لیکن بھوک کہاں سے لائیں گے؟ اس سے دوائیوں کے انبار تو لگا لوگے لیکن تندرستی نہیں خرید سکتے۔ آپ کی جان پہچان کے لوگ کی تعداد تو بڑھ جائے گی لیکن دوستوں کی محبت سے آپ محروم ہو جائیں گے۔ آپ نوکروں کی فوج بھرتی کر لیں گے لیکن وفاداری کے جوہر نہیں خرید پائیں گے۔ عارضی عیش کے چند دن تو تمہیں ضرور نصیب ہو جائیں گے۔ لیکن سکون اور مسرت آپ کے پاس نہیں پھٹکے گی۔"

اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ جب تک ہم خود غرضی وخود پرستانی کا شکار ہیں، جب تک ہم انا پر قابو نہیں پاتے اور اپنی صلاحیتوں کو دوسروں کی بھلائی کے لیے بروئے کار نہیں لاتے ہم سچی خوشی حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک ہم دوسروں کے بارے میں نہیں سوچیں گے اور ان کے مفاد کے لیے کچھ کام نہیں کریں گے سچی خوشی کے ایک بہت بڑے گوہر سے محروم رہ جائیں گے۔

جب آپ اپنی جائیداد کا تیاگ کرتے ہیں تو کسی کو کچھ بھی نہیں دیتے۔ اگر کسی کو کچھ دینا چاہتے ہو تو اسے محبت بھرے دل کا تحفہ پیش کرو۔ بقول غالبؔ ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دعا کیا ہے

دوسروں کی خوشی کے لیے اپنی زندگی کو وقف کرنا انسانی زندگی کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ اور اس کو ادا کرنے سے جو خوشی ملتی ہے وہ دائمی خوشی ہے۔ اپنے انا کی قید میں بند لوگوں کو اس کا احساس ہو ہی نہیں سکتا۔ اپنی تنگ نظری کے شکار خود غرض زندانیوں کو اس مسرت کی تازہ وزندگی بخش ہوا سے کیسے آگاہی ہو سکتی ہے۔ تیاگ کے راستے پر انسان کو بہت دور تک جانا پڑتا ہے۔ اور اس راستے پر بڑھتے ہوئے آپ کا احساسِ مسرت بھی بڑھے گا۔ جوش ملسیانی صاحب فرماتے ہیں:-

(آگے ص ۱۷ پر)

افسانہ

میرا درد اکیلا نہیں

کشمیری لال ذاکر

اس وقت میں سول ہاسپیٹل کے پرائیویٹ وارڈ کے روم نمبر پانچ کے بیڈ پر پڑی ہوں۔

کوئی گھنٹہ بھر ہو گیا ہے مجھے لیبر روم سے ٹرالی میں لٹا کر یہاں لائے ہوئے۔ جب میں لیبر روم میں گئی تھی تو دل میں بے حد گھبراہٹ تھی۔ ہونٹ سوکھ رہے تھے اور بنا کسی کارن پسینہ آئے جا رہا تھا۔ اس کے باوجود میں بہت پر امید تھی۔ اور جب لیبر روم سے باہر لائی گئی تو پوری طرح شکست خوردہ اور ہاری ہوئی تھی۔ اور اب پرائیویٹ وارڈ میں بستر پر ایک ایسے سپاہی کی طرح پڑی ہوں جو محاذ پر ڈٹ کر لڑا ہے۔ اپنے انگ انگ پر زخم کھائے ہیں لیکن آخر ہار گیا ہے۔ نہ اس کا حوصلہ کام آیا ہے نہ عزم۔ ڈاکٹر نے سر کے نیچے تکیہ رکھنا منع کر رکھا ہے۔ کروٹ لینا بھی روک دیا ہے۔ صرف سیدھی پڑے رہنے کی ہدایت کی ہے۔ بے حد درد ہو رہا ہے لیکن برداشت کر رہی ہوں۔ جو درد روح کی گہرائیوں میں لاوے کی طرح سلگ رہا ہے وہ ناقابل برداشت ہے جسم کا درد مجھ سے سہا نہیں جاتا روح کے درد کا تجربہ نہیں۔ شاید اسی لیے اپنے ہونٹ کاٹے جا رہی ہوں اور روئے جا رہی ہوں۔

"کلپنا! رونا نہیں چاہئے تمہیں۔ بچہ تمہاری تقدیر میں نہیں تھا۔ ڈاکٹر سلاریا نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ دوسرے ہاتھ سے وہ میرے آنسو پونچھ رہی ہے۔ میرے آنسوؤں سے اس کا ہاتھ گیلا ہو گیا ہے۔

اچانک ٹیس سی اٹھی ہے پیٹ کے اندر اور میں کروٹ لینے لگی ہوں۔

"کروٹ مت لو۔ بلیڈنگ زیادہ ہونے لگی ہے": ڈاکٹر نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا ہے اور مجھے کروٹ لینے سے روک دیا ہے۔

میں نے درد اور آنسوؤں سے بھری اپنی دھندلی آنکھیں پل بھر کو ڈاکٹر سلاریا کے چہرے پر گاڑ دی ہیں۔ اس نے دھیرے سے مسکرانے کی کوشش کی۔

"دی آل ڈڈ آور بیسٹ کلپنا"

"آئی نو، میری ہی تقدیر خراب تھی": میں نے آہستہ سے جواب دیا ہے اور اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں۔

ڈاکٹر چلی گئی ہے اور اُپل صاحب اسے چھوڑنے گئے ہیں۔ دروازہ آہستہ سے کھلا ہے اور اسی انداز سے بند ہوا ہے۔

میں نے اپنی آنکھیں کھولی ہیں۔ سر کے پاس ہی رکھے چھوٹے سے تولیے سے انہیں پونچھا ہے اور ذرا سی کروٹ بھی لے لی ہے۔

پاس رکھے تازہ پینٹ کیے سائیڈ بورڈ کے خانوں میں دواؤں کے علاوہ استعمال کی چھوٹی موٹی چیزیں رکھی ہیں۔ سب سے اوپر شیشے کے گلاس میں سرخ گلاب کے تازہ کھلے پھول بنا کسی ترتیب کے پڑے ہیں۔ اُن کی ہلکی سی مہک کا پہلی بار احساس ہوا ہے۔ میرا نوکر تلسا اپنے لان سے خوبصورت پھول توڑ کر گلاس میں لگا گیا ہے۔ میرا اٹیچی کیس بھی اس نے تیار کیا تھا گو میں اس کی رہنمائی کرتی رہی تھی۔ میری ضرورت کی سب چیزیں رکھ دی تھیں۔ بید کی بڑی سی ڈھکن دار ٹوکری میں اس نے، ہونے والے بچے کے چھوٹے چھوٹے فراک، اون کی پیاری سی ٹوپیاں، رنگ برنگے ننھے منے موزے ٹیلکم پاؤڈر، چھوٹی سی کنگھی، صابن کی چھوٹی سی ٹکیا اور سرخ رنگ کا چھوٹا سا سوپ کیس، سبھی کچھ ڈال دیا تھا۔

"تلسا! تم تو یوں تیاری کروا رہے ہو، جیسے میں سسرال جا رہی ہوں": میں نے کہا تھا۔

"ہماری طرف تو بچے کا آنا، بھگوان کا آنا بتایا جاتا ہے بی بی جی۔"

"کیا کیا کرتے ہو تم لوگ۔"

"جس دن بچے کا جنم ہوتا ہے، ہم لوگ اس دن سارے گھر کو دھو کر صاف کرتے ہیں۔ دروازوں پر درختوں کے ہرے پتے رنگ دار دھاگے میں پرو کر باندھتے ہیں۔ سارے گھر میں دھوپ کی سوکھی پتیاں جلاتے ہیں۔ ماں کو تو بڑا استکار دیتے ہیں۔ ہم لوگ۔ اسی کی کوکھ سے تو بھگوان جنم لیتا ہے"

"یہاں تو تم کچھ نہیں کر رہے تلسا": میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ہاسپیٹل جانے سے پہلے وہاں آپ کا کمرہ سجا دوں گا اور پھر واپس آ کر اپنا گھر سجا دوں گا بی بی جی۔ صاحب سے کہہ دینا ناراض نہ ہوں"

"وہ کیوں ناراض ہوں گے۔ ویسے میں کہہ دوں گی":
نے مسکرا کر تلسا کی بات کا جواب دیا تھا۔ مجھے معلوم ہے اُپل
بہت سخت قسم کے آدمی ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر اکھڑ جاتے ہیں
بے چارہ تلسا کئی بار تو بنا بات کے جھڑکیاں سہا ہے۔
صبح جب مجھے درد شروع ہوئے تو اُپل صا
نے فوراً ڈاکٹر سلاریا کو ٹیلی فون کیا۔ گیرج سے کار نکالی اور
پچھلی سیٹ پر لیٹ جانے کو کہا۔
میں لیٹ تو گئی پر پچھلی سیٹ پر مجھے بڑا اکیلا پن لگا۔
ایسا ہوا بھی تو نہیں کہ اپل صاحب ڈرائیو کر رہے ہوں اور
ان کے ساتھ اگلی سیٹ پر نہ بیٹھوں۔ اس سے پہلے کہ وہ کار اسٹا
کرتے، میں پچھلی سیٹ سے اُٹھ کر اگلی سیٹ پر آگئی۔
"تمہیں ڈس کمفرٹ رہے گا یہاں": وہ بولے۔
"یہاں بلکہ مجھے پروٹیکشن کا احساس ہو گا۔ آپ چلیے
انھوں نے میری بات سنی۔ بولے نہیں۔ گاڑی اسٹارٹ کر د
اپل صاحب اکثر بات سنتے ہی ہیں، بولتے نہیں۔ اپنی طرف
وہ بہت کم ہی کچھ کہتے ہیں۔ لفظوں کا اتنی کنجوسی سے استعما
کرنے والا اپنے خاوند کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا شخص نہ
اس شخص کے ساتھ بیٹھے مجھے شادی کے پہلے پہلے دنوں کی
آگئی۔
ہم ہنی مون کے لیے نینی تال گئے تھے۔ بہت اچ
ہوٹل میں ریزرویشن تھی۔ نینی تال پہنچنے تک جتنا وقت لگا
اس میں زیادہ سے زیادہ تیس منٹ بات ہوئی تھی۔ وہ بھی ایک
نہیں۔ ٹوٹ ٹوٹ کر۔ اور اس میں بھی زیادہ رول میرا ہی تھا
تو سنتے رہے تھے یا ہوں ہاں کرتے رہے تھے۔ پھر میں نے
کھیج میں آ کر بولنا بند کر دیا تھا۔ اس سے شاید اس شخص
(جو اس وقت میرے ساتھ بیٹھا ڈرائیو کر رہا تھا) راحت ہی ملی
پریشانی نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنی طرف سے گفتگو کا آغاز کر
کی ایک بار بھی کوشش نہ کی تھی۔ اور پھر ایک بار جانے میری
بات کے جواب میں اس نے کہا تھا۔
"سفر کے دوران مجھے بولنا بالکل اچھا نہیں لگتا۔"
"کب اچھا لگتا ہے آپ کو بولنا۔"
میرے اس معنی خیز سوال کا جواب دینے کی بجائے اس
صرف مسکرا کر دیکھا تھا۔ ایک بار میری طرف اور پھر اپنا دھیان اسٹیرنگ
ویل پر گاڑ دیا تھا۔ میں سٹپٹا کر رہ گئی تھی۔
ہوٹل میں پہلے دو دن کیسے گذرے تھے۔ یہ سوچ کر بڑا
عجیب لگ رہا تھا۔ وہ دن بھر کرسی میں بیٹھا ناول پڑھتا رہتا۔ او
سگریٹ پھونکتا رہتا اور میں بستر سے اُٹھ کر باتھ روم تک جاتی۔ ایک
بار آئینے کے سامنے کھڑی ہوتی۔ سوٹ کیسوں میں سے کپڑے نکالتی
انہیں دوبارہ تہ کر کے رکھتی اور پھر کھڑکی میں کھڑی ہو کر جھیل کو دیکھتی
رہتی۔ اور جب میں بہت دیر تک تقاضہ کرتی تو وہ بڑی بے دلی
سے کپڑے بدلتا اور بنا کچھ کہے سُنے میرے ساتھ ہوٹل سے باہر نکل
آتا۔ خاموشی سے میرے ساتھ چلتا رہتا اور کبھی اِدھر اُدھر نگاہ
بھی ڈال لیتا۔ رات کو وہ بستر میں پڑے پڑے پھر ناول پڑھنے لگتا
اور میں کھیج کھیج کر سو جاتی۔ وہ جانے کب ٹیبل لیمپ بجھاتا اور سو

تی تو وہ ابھی تک سو رہا ہوتا۔ اگر تیسرے دن وہ سانحہ کے بارے میں میں اب سوچ رہی ہوا تو میرا یہ شک یقین کہ میرا خاوند۔۔۔۔۔۔۔۔

ہوا یہ تھا کہ جب ہم جھیل کی ساتھ والی سڑک پر خاموشی ہے تھے تو اچانک بارش ہونے لگی تھی۔ میں نے سوچا وہ سامنے والی دکانوں کے برآمدوں میں جانے کو کہے گا۔ یں خاموشی سے چلے جا رہا تھا اپنی دھیمی سست رفتار

بارش ہونے لگی ہے۔" میں نے کہا۔

جواب ندارد

بارش تیز ہو گئی ہے۔ بھیگ جائیں گے۔"

پھر بھی کوئی جواب نہیں۔

بارش اور بھی تیز ہو گئی تھی اور سوائے ہم دونوں کے ں بھی سڑک پر نہیں چل رہا تھا۔ سب لوگ دکان کے ں میں چلے گئے تھے۔

"میں بُری طرح بھیگ رہی ہوں۔" میں نے اس کا بازو تے ہوئے کہا۔

"تو کسی دکان کے برآمدے میں چلی جاؤ۔" اس نے میری طرف دیکھا اور سکون سے چلتا رہا۔

"اور آپ؟"

"میں ابھی اور ٹہلوں گا۔"

بہت عجیب لگ رہا تھا یہ سب۔ وہ بھی اچھا خاصا ں بھیگا تھا۔ میرا بھی بُرا حال ہو رہا تھا۔ سڑک پر اب کوئی بھی تھا۔ اور میں بھیگتی ہوئی خاموشی سے اس کے ساتھ رہی تھی۔

اور پھر تھوڑی ہی دیر میں گھٹا آگے نکل گئی۔ بارش تھم اور دکانوں کے برآمدوں میں پناہ لینے والے لوگ دوبارہ ک پر آ گئے۔ سڑک تو دوبارہ آباد ہو گئی تھی لیکن میرا من بری ی اُجڑ گیا تھا۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اگلے دن اکیلی ہی واپس ں جاؤں گی اور اس ناقابلِ فہم، بے حس اور بے مروت آدمی ے پاس پھر کبھی نہیں آؤں گی۔ میری گیلی آنکھوں کی نمی بارش سے ے چہرے پر پھیل گئی جسے کسی نے نہ دیکھا صرف میں نے اس نمی کی ں گرمی اپنے ٹھنڈے چہرے پر رینگتی ہوئی محسوس کی۔

لیکن حقیقت یہ تھی کہ میں اگلے دن اسے اکیلے چھوڑ کر واپس آسکی تھی۔ اس رات اس نے مجھے اتنا پیار کیا کہ میں حیران رہ گئی۔

نہ وہ ناقابلِ فہم تھا، نہ بے حس، نہ بے مروت۔

وہ ایک بھرپور انسان تھا جس کے پاس سب کچھ تھا۔ رف الفاظ نہیں تھے۔

میں نے ایک بار مسکرا کر ڈرائیو کرتے ہوئے اپل صاحب کی طرف دیکھا۔

"کیا بات ہے؟" انھوں نے بڑے پیار سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" یہ کہہ کر میں نے اپنا سر ان کے کندھے پر رکھ دیا۔ جب ہم اسپتال پہنچے تو ریسپشن پر ڈاکٹر سلاریا ہمارا انتظار کر رہی تھی۔ اور تلسا پرائیویٹ وارڈ میں میرا کمرہ دیکھ کر ی سیپشن پر واپس آ گیا تھا۔

میں نے ایک بار مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ کھِل اُٹھا۔ اور پھر وہی ہوا جس کے بارے میں کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔ نہ اپل صاحب نے، نہ ڈاکٹر سلاریا نے۔

لیکن کسی کے نہ سوچنے سے تقدیر میں لکھا تھوڑی مٹ جاتا ہے۔

میں نے ہی تو ضد کی تھی، ڈاکٹر سلاریہ سے کہ وہ مجھے لیبر روم کے اسی کمرے میں لے جائے جہاں سبھی عورتیں اپنے اپنے بیڈ پر پڑی تھیں۔

"تم ایسا کیوں سوچتی ہو کلپنا؟"

"میں یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ عورتیں جو متوسط یا نچلے طبقے سے تعلق رکھتی ہیں، اس وقت ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔"

"وہی جو اس وقت تمہاری ہے۔ بچے کی پیدائش کے عمل میں خدا کسی قسم کا امتیاز نہیں کرتا۔ ایک وی آئی پی مہلا اور ایک مزدور، دونوں ایک ہی جیسے پراسس سے گذرتی ہیں۔"

"تم مجھے وہیں لے چلو ڈاکٹر۔"

میری بات میں کوئی لاجک نہیں تھا۔ اپل صاحب نے بھی ڈاکٹر سلاریا کی طرح میری بات کی تصدیق نہیں کی تھی۔ لیکن ڈاکٹر کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا مجھ سے بحث کرنے کے لیے۔ وہ مجھے وہیں لے آئی جہاں سرخ سرخ کمبلوں میں ڈھے کے بیڈ زیر پڑی عورتیں لیبر پینز سے کراہ رہی تھیں۔ اتنی ڈھیر ساری عورتوں کو اس حالت میں دیکھ کر میں ڈر گئی اور میرے ماتھے پر پسینے کے قطرے اُبھر آئے جی گھبرا اُٹھا۔ ہونٹ سوکھنے لگے۔ لیکن میں خاموش رہی۔ کسی سے کچھ نہ کہا۔ باہر ہوا بہت تیز تھی، اس لیے سردی تھی۔ اندر زیادہ سردی تو خیر نہیں تھی لیکن ٹھنڈی تھی ضرور۔

میرے کیس میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔

نرسوں نے میرے کپڑے بدل کر مجھے ایک سفید ایپرن پہنا دیا تھا۔ میری کلائی سے گھڑی اتار کر اسٹاف نرس نے ایک طرف رکھ دی تھی۔ ڈاکٹر سلاریا نے میرا بلیڈ پریشر چیک کیا۔ ٹھیک تھا۔ لیکن مجھے سردی لگنے لگی تھی۔ ڈاکٹر نے ڈیوٹی روم میں رکھی اپنی تھرموس منگوا کر فوراً مجھے گرم چائے کے کچھ گھونٹ زبردستی پلوائے۔

"درد کم ہو گیا ہے ڈاکٹر۔" میں نے کہا۔

ڈاکٹر نے سٹیتھواسکوپ میرے پیٹ پر رکھا۔ اسٹیتھوسکوپ بہت ٹھنڈا لگا مجھے۔ اسے جلدی سے کئی کئی جگہ پر رکھنے کے بعد گھبرائی ہوئی انداز میں بولی۔

"نو فورمیٹ اِن دی چائلڈ۔" اس کے اپنے چہرے پر پسینہ آگیا تھا۔

اس کے بعد کیا ہوا مجھے زیادہ معلوم نہیں۔ میں جیسے نیم غنودگی کی حالت میں تھی۔ دھیمی دھیمی آوازیں بھی سنائی دی تھیں مجھے۔

"منہ سے سانس دو۔"

"آکسیجن دو۔"

"نو فورمیٹ۔"

"دی چائلڈ از ڈیڈ ڈاکٹر۔"

"ڈونٹ بی اے فول۔"

یہ سب ملی جلی آوازیں میرے کانوں میں ایک ہلکے شور کی شکل میں گونج رہی تھیں۔

"مسز اپل کو مت بتانا۔"

"آل رائٹ ڈاکٹر۔"

مجھے کیا نہیں بتانا چاہتے تھے یہ لوگ۔ یہ نرس۔ یہ سٹاف نرس، یہ ڈاکٹر، ہاسپٹل کا تمام عملہ۔ مجھ سے کیا چھپا رہے تھے۔ ماں سے چھپا رہے تھے اس کے بچے کو جس نے اپنی دھڑکنیں اسکی دھڑکنوں میں منتقل کر کے اسے اپنے پیٹ میں پالا تھا۔

"واٹ اے ہینڈسم چائلڈ۔"

اسٹاف نرس کی آواز تھی۔ جانے کسے مخاطب کر رہی تھی وہ۔ اور پھر ایک بہت ہی کرخت آواز گونجی۔

"آ جاتی ہیں بچے جننے۔ کوئی بھی کپڑا نہیں ہے تیرے پاس مر جائے گا بچہ سردی سے۔"

کوئی نرس چیخ رہی تھی۔

"ایسا مت کہو۔ میرے پاس کوئی کپڑا ہوتا تو ساتھ نہ لے آتا۔"

"تو ہم کیا کریں۔"

وہ نرس اور اونچی آواز میں چیخی تھی۔

"مت چیخو اتنی زور سے۔" یہ ڈاکٹر سلاریہ کی آواز تھی۔ لیکن کافی اونچی۔

مجھے لگا جیسے میری غنودگی چھٹ گئی تھی اور مجھے سب

شمس الدین زاہد انصاری

حق کی سیدھی راہ سے ہٹ کر چلا کرتے ہیں لوگ
یوں فراہم خود ہی سامانِ بلا کرتے ہیں لوگ

اوپر اوپر مسکرانے کی اداکاری کے ساتھ
اندر اندر آتشِ غم میں جلا کرتے ہیں لوگ

انکساری کا چلن باقی تھا رسمی ہی سہی
اب تو اظہارِ تکبر برملا کرتے ہیں لوگ

اپنی بے جا خواہشوں کی رَو میں بہہ جانے کے بعد
دکھ اٹھاتے ہیں کفِ حسرت ملا کرتے ہیں لوگ

وعدۂ فردا پہ بہلانے کا دور اب ختم ہے
گوہرِ مقصود ہی لے کر ٹلا کرتے ہیں لوگ

کچھ بھی اب باقی نہیں ہے اپنے اصلی روپ میں
وقت جس سانچے میں بھی ڈھالے ڈھلا کرتے ہیں لوگ

یوں تو زاہد سب کو ہے سب کی بھلائی کا خیال
سچ مگر یہ ہے کہ اپنا ہی بھلا کرتے ہیں لوگ

(جلگاؤں سے نشر)

کچھ سنائی دے رہا تھا۔

"ڈاکٹر! اپل صاحب سے کہہ کر ڈوکری سے اس بچّے کے لیے کپڑے منگوالو۔ میں نے اپنے بچّے کے لیے بہت سارے کپڑے بنا رکھے ہیں۔"

ڈاکٹر نے اپنا ہاتھ میرے ماتھے پر رکھ دیا۔ نرس میرے زخموں میں ٹانکے لگا رہی تھی۔ بہت درد ہو رہا تھا۔ میں نے آنکھیں کھول کر ڈاکٹر سے پوچھا تھا۔

"میرا بچّہ کہاں ہے۔"

"تھوڑی دیر رُک جاؤ کلپنا۔"

"میل آر فی میل ؟"

"اے میل چائلڈ ڈیر۔"

"تو پھر ؟"

"پھر کچھ نہیں۔"

"مت چھپاؤ مجھ سے ڈاکٹر۔ میں نے سب سن لیا ہے۔"

"کیا سُنا ہے تم نے ؟"

ڈاکٹر سلاریہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ اور میں نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ بہت درد ہو رہا تھا۔

جب میں پورے دنوں کے گورے چٹے بے حس و حرکت بچّے کو دیکھ رہی تھی اور اس کی بند آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیر رہی تھی۔ اس پر ایک نرس پرائیویٹ وارڈ کے روم نمبر پانچ سے وہ کپڑے لائی تھی جو اپل صاحب نے اسے دیے تھے، مزدورن کے بچّے کے لیے نہیں، اپنے بچّے کے لیے جس کے بارے میں انھیں نرس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔ میں نے ایک بھرپور نظر اُن پیارے پیارے کپڑوں پر ڈالی تھی، جنہیں تیار کرنے میں مجھے کئی راتوں کی نیند قربان کرنی پڑی تھی۔

نرس نے میرے بچے کو میری باہوں سے لے لیا۔

دوسری نرس یہ سب کپڑے مزدورن ماں کو دے رہی تھی جو بچے کو جنم دینے میں ان تمام مراحل سے گذری تھی، جن میں سے مجھے گذرنا پڑا تھا۔ لیکن کامیابی سے، میری طرح شکست کھا کر نہیں۔

اور پھر مجھے اکیلی ہی ٹرالی میں لٹا کر اور میرے جسم کو دو سرخ کمبلوں میں لپیٹ کر ڈاکٹر سلاریہ اور دو نرسیں پرائیویٹ وارڈ کے روم نمبر پانچ میں لے آئیں اور مجھے اس بیڈ پر لٹا دیا جس کے ساتھ رکھے سائڈ بورڈ کے سب سے اوپر والے حصّہ پر شیشے کے گلاس میں کچھ ہی دیر پہلے تلسا اپنے لان سے توڑ کر لائے گلاب کے خوبصورت پھول سجا گیا تھا۔

اور اب تلسا دیوار کے ساتھ لگا رو رہا ہے۔

اور اپل صاحب خاموش سے کھڑے تھے۔ اس وقت ان کے پاس ایک بھی ایسا لفظ نہیں ہے کہ وہ مجھے تسلی دے سکیں۔

سامنے الماری میں بید کی آدھ کھلی ٹوکری میں سے گلابی رنگ کا ایک چھوٹا سا موزہ بڑی معصومیت سے جھانک رہا ہے۔ اپنا پیارا سا پھندنا نیچے لٹکائے۔ شاید میرے بچے کو ایک نظر دیکھنے کے لیے۔

میری آنکھیں پھر گیلی ہو گئیں، بے حد گیلی، گھٹا ٹوٹ کر برسی ہے۔

(آکاشوانی جالندھر سے نشر)

افسانہ

انتخاب

خیال انصاری مالیگانوی

میرے سامنے کانچ کے شفاف چکنے ٹیبل پر بہت سی چھوٹی بڑی، ہر سائز کی تصویریں بکھری ہیں۔ شوخ و چنچل، نازک، کومل، پھول برن، نکھری نکھری، حسین دلآویز، حسن و رعنائی سے معمور، ادھ کھلی کلیوں سی، مسکراتے لجاتے، شرم و حیا کے بوجھ تلے دبی دل کی دھڑکنوں کو تیز کر دینے والی، میٹھی میٹھی گدگدیاں بھرنے والی، آنکھوں کو چمک، تراوٹ دینے والی، خوبصورت چہرے، رنگ برنگ زندگی سے بھرپور چہرے، تتلیوں کے پر جیسے کومل چہرے، نوخیز، تیکھے، کنواری، حسین نرم و نازک دوشیزاؤں کی رنگت پر بہار، شاداب تصویریں۔

ان ہی تمام تصویروں سے کسی ایک کو مجھے منتخب کرنا ہے۔ پسند کرنا ہے۔ اپنی تمنّاؤں کی تکمیل کے لیے، شریک حیات بنانے کے لیے، اپنے سارے رنج و غم، مسرّتوں، خوشیوں کو بانٹ کر جینے کے لیے۔ حیات کے خوشگوار غموں کے خوشیوں بھرے بیش بہا خزانے لوٹ لینے کے لیے۔

اور میں زندگی کے اس طویل سفر میں ساتھ ساتھ چلنے والے ایک پُر خلوص، ہم سفر کی تلاش و کھوج میں کھویا ہوا ہوں۔ اپنے دل و ذہن کو جذبوں کی کسوٹی پر پرکھ رہا ہوں، مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے ہر تصویر مجھ سے مخاطب ہے۔ سرگوشی میں پوچھ رہی ہے۔ کہیے کیا ارادہ ہے بندہ پرور۔ کسی کی شوخی کہہ رہی ہو، اچھا۔ جناب نے ہمیں پسند کیا۔ شکریہ! کسی نے جیسے کہا ہو ہاں ہاں اپنی امّی کو دکھا دیجئے ہماری تصویر اور بنا لیجئے ہمیں اپنی شریکِ حیات!

میں چور نظروں سے سامنے اور دائیں بائیں بیٹھی ہوئیں اپنی امّی، اپنی بھابی اور پھر خالہ زاد بہن "بنّو" کی طرف باری باری دیکھتا ہوں۔ وہ سب ہی چور نظروں سے خود مجھے دیکھ رہی تھیں، اور میرے چہرے کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اور اب جیسے کچھ اکتا سی گئی تھیں شاید۔

یقیناً وہ سوچ رہی ہوں گی۔ صاحبزادے کو کوئی لڑکی پسند ہی نہیں آرہی ہے! خدا جانے اب کون سی حور لا کر دکھائی جائے کہ صاحبزادے اپنی پسند کے اظہار کے لیے لب کھولیں۔ اب میں کیا کہوں؟ اللہ جانتا ہے میں سچ کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا۔

ہر تصویر پر میں نے پہلے سرسری اور پھر گہری نگاہ ڈالی تھی۔ بڑی باریک بینی سے دیکھا تھا اور نتیجتاً کسی کی ستواں ناک پسند آئی۔ کسی کے گلاب کی پنکھڑی جیسے نرم و نازک تر و تازہ لب۔ کسی کی جھیل سی گہری گہری نرگسی آنکھوں میں میں نے خود کو ڈوبتا ہوا محسوس کیا۔ کسی کے کشمیری سیبوں جیسے سرخی مائل رخساروں نے متاثر کیا۔ اسی طرح کسی کی روشن کشادہ شفاف پیشانی پر قربان ہونے کو دل مچلا۔ کسی کا پر وقار سنجیدہ چہرہ اپنی طرف مخاطب کیے رہا۔ کسی کے بانکے ابرو کی کمانیوں نے لگاتار تیر برسائے۔ کسی کی گھنیری سیاہ زلفوں نے مقید کرنا چاہا تو کسی کا زیرِ لب قاتل تبسم گھائل کرتا رہا۔

اور میں غوطے کھانے لگا ان تمام حسین، شوخ، چنچل، نوخیز، نرم نازک رنگ برنگ، اجلی اجلی رنگت اور حسن و جمال کے بکھرے نگین، دل میں گدگدیاں سی بھنور ڈال دینے والے بیکراں سمندروں، ہر چہرے کی کوئی نہ کوئی خوبی، کوئی ادا، دل میں گھر کر رہی تھی، ذہن کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

آخر میں نے اپنی ناکامی پر ایک سرد آہ بھری اور سفید و رنگ برنگ چھوٹی بڑی تصویریں سامنے ٹیبل پر بے دلی سے چھوڑ دیں اور ان پر سے اپنی اشتاق نگاہیں ہٹالیں۔ بغل میں بیٹھی ہوئی بھابی نے میری پیٹھ میں کہنی ماری اور میری طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ ان کی لبوں پر بکھری ہوئی مسکراہٹ میرا استہزا اڑا رہی تھی۔

میں نے زِچ ہو کر کہا۔ کس مشکل کام میں ڈال دیا ہے تم نے بھابی؟ جہاں تم اتنی خوبصورت لڑکیوں کی تصویریں جمع کر سکتی ہو افسوس میرے لیے ایک منفرد لڑکی منتخب نہ کر سکیں تو میں کیا کر سکتا ہوں، اچھی الجھن میں ڈال دیا ہے تم نے!

واہ صاحب! یہ بھی ایک کہی حضرت نے! اور سنو، صاحب کہتے ہیں الجھن میں ڈال دیا ہے۔ ارے حضرت! نہ شکریہ نہ احسان اُلٹا الزام۔ اتنی ساری حسین و جمیل لڑکیوں کے دیدار کرائے ہیں کسی ایک کو پسند کر لو، قصّہ ختم — بھابی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پسند تو ہم کر ہی لیں گے بھابی۔ ہاں، اپنی ساری تصویروں میں سے ہر کسی سے کوئی نہ کوئی خوبی لیجئے اور آخر میں ان ملی جلی تصویروں سے جو شکل بنے بس ایسی ہی ایک لڑکی ڈھونڈ لائیے۔ ہم قبول کر لیں گے۔ میں نے بھابی کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

بھابی نے ہاتھ بڑھاکر پیار سے میرے کان کھینچے اور پھر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ نا بھائی۔ اب جناب والا ہی اپنی پسند کی کوئی لڑکی تلاش کرلیں۔ بھلا ایسی بھی کیا کوئی پری چہرہ سامنے لاکر کہیں جناب دیور صاحب پسند کرلیں۔ میں جی! ہم تو ہار گئے بس۔ ہمیں معاف ہی رکھو اس معاملے میں تو احسان مانوں۔

ارے تو کیا بھابی، تم اپنی ہی طرح کی کوئی لڑکی نہیں ڈھونڈ سکتیں؟ میں نے دوبارہ چھیڑتے ہوئے کہا۔

" نا۔ بابا۔ نا۔ اب ہم کچھ نہ بولیں گے۔ تم خود ہی جانو اپنا معاملہ۔"

بس بس۔ دیکھ لی۔ بھابی تمہاری اپنے دیور سے محبت! الجھن میں ڈال کر کنارہ کش ہو رہی ہیں۔ ٹھیک ہے۔

اب ہم خود ہی ختم کیے دیتے ہیں انتخاب کا معاملہ۔ ہاں "بنو" کو بھی شریک کرنے اور اس کی پسند سے ہمیں اتفاق کرنے کا موقع دیا جائے۔ بلکہ ہم تو اب فیصلہ اس پر ہی چھوڑتے ہیں۔ ان ساری تصویروں میں سے "بنو" کو جو بھی پسند آجائے گی ہم آنکھ بند کر کے اسے اپنی شریک حیات بنالیں گے۔

میرے اس اچانک فیصلے پر تو پہلے "بنو" سٹپٹاسی گئی۔ اس نے کچھ کہنا چاہا مگر الفاظ اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ حالانکہ وہ بہت شوخ و چنچل بلکہ منہ پھٹ، حاضر جواب لڑکی تھی اور وہ ایسا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھی جب ہمیں اُلّو بنایا جاسکے اور ہمارا مذاق اُڑایا جاسکے۔

لو صاحب! یہ بھی ایک ہی کہی۔ جہاں دیدہ اور تجربہ کار لوگوں کی کوئی قدر و اہمیت ہی نہ رہی۔ اب نوشہ میاں، کنواری اور ناتجربہ کار لڑکیوں کے اُلٹے سیدھے فیصلوں پر اپنی شریک حیات کا انتخاب فرمائیں گے۔ کیا زمانہ آگیا ہے۔ "توبہ ہی بھلی" بھابی نے منہ بگاڑا اور اپنا آنچل درست کرتے ہوئے دوسری جانب دیکھنے لگیں۔

بھابی کے اس طنز پر "بنو" پہلے تو جھینپ گئی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس کا چہرہ تمتا اُٹھا اور اس نے بھابی کو مخاطب کر کے کہا۔ ہاں، ہاں۔ ہم چنیں گے اپنی چھوٹی بھابی، کیا برائی ہے بھلا؟ لاؤ جی ہمیں بھی ساری تصویریں دکھاؤ تو سہی۔

"جیسی بڑی بی صاحبہ کی مرضی!" بھابی نے تمسخر سے ہاتھ نچائے اور میں نے سامنے سے تصویریں سمیٹ کر "بنو" کو ایک تصویر دیتے ہوئے کہا۔ یہ دیکھو۔ یہ اقبال مرزا ایڈووکیٹ کی صاحبزادی "نسیم آرا مرزا۔ ایم اے بی ایڈ"۔

ہائے اللہ۔ بسم اللہ ہی غلط کردی تم نے بھابی جان۔ سب سے پہلے ہی کس نک چڑھی مغرور کی تصویر تھمادی آپ نے؟ کہاں تک بھائی میاں اس کے ناز نخرے برداشت کریں گے؟ یہ کبھی اپنی انا کے خول سے باہر آئے تو کوئی بات کرے۔ ہٹاؤ بھابی بنو نے پہلی ہی لڑکی رد کردی۔

ٹھیک ہے یہ دیکھو۔ گرلز ہائی اسکول کی ٹیچر نکہت پروین بی ایس سی آنرز، اچھا خاندان، ہنس مکھ، ملنسار، اپنے اسٹاف اور طالبات میں معروف و مقبول۔

انھیں بھی معاف فرمائیں، گھر گرہستی کرنی ہے، گھر کو کوئی اسکول بنانا تو نہیں ہے، ٹیچر ہیں محترمہ۔ بھائی کو اُٹھتے بیٹھتے نصیحت فرمائیں گی۔ "اجی، ایسا کیجئے، یوں کیجئے، یہ مت کیجئے" نا بابا استانی صاحبہ کے لیے چھٹی کی بیل بجادیں بھابی۔ اور تیسری صاحبہ سے جلدی سے ملوائیے۔

اچھا۔ یہ تیور ہیں بنو صاحبہ کے؟ خیر دیکھو۔ یہ تو پسند آئے گی تمہیں بھی۔ ڈاکٹر احمد انصاری کی نورِ چشمی نجم السحر، گھر گرہستی میں کافی مہارت رکھتی ہے۔ محلے بھر میں گھر کی سجاوٹ صاف ستھرائی اور اچھے رہن سہن۔ گھر چلانے میں یکتا و مشہور، ماں باپ بھائی بہن کے ہوتے ہوئے بھی سارا انتظام خود سنبھالے ہوئے ہے۔ اس کے ہاتھوں کا پکا جس نے ایک بار بھی کھایا بس انگلیاں چاٹتا رہ گیا۔ یقین نہ کرو تو تمہاری دعوت کرادوں۔ بولو۔ کیا کہتی ہو۔

کیا بولوں بھابی؟ گھر گرہستی میں ہوشیار، سجاوٹ ستھرائی میں ماہر، کھانا بنانے میں یکتا۔ لیکن کبھی بات بھی کی ہے ان محترمہ سے۔ ہیں تو ڈاکٹر صاحب کی نورِ نظر لیکن ایک بات آدھ گھنٹہ میں کہہ پاتی ہے۔ بچاری ہکلا ہکلا کر جب بولنے پر کمر کستی ہے تو بس سامنے والی کی چھٹی ہی ہو جاتی ہے۔ ساری عمر اس کی باتوں کو سمجھنے ہی میں گذر جائے گی ان کے میاں کی۔ انھیں فی الحال چولھا چکی سے ہی باتیں کرنے دیجئے۔

یہ رہی شمیم فردوسی، کھاتے پیتے گھر کی آسودہ حال، پڑھی لکھی خوبصورت لڑکی، سہیلیاں تعریف کرتے نہیں تھکتیں۔

بھئی۔ انھیں تو ہم جانتے تک نہیں! کیا تبصرہ ہے؟ انھیں پینڈنگ ہی میں رکھ چھوڑیئے بہتر رہے گا۔

میں کہوں — اب بند کرو یہ شناختی پریڈ۔ سنجیدگی سے کوئی بات ہو تو نتیجہ بھی کچھ نکلے۔ امی جان نے سروتہ سے چھالیہ کترتے ہوئے کہا۔

میں نے کہا۔ امی جان جیسے بھی یہ چاہیں بحث و تکرار کرنے دیجئے۔ دیکھیں تو ہار کس کی ہوتی ہے۔ اسی لیے میں نے چپ سادھ رکھی ہے۔ آپ بھی تماشہ دیکھتے جائیں۔ دو بلیوں کی لڑائی میں فائدہ تیسرے کا ہو گا ہی۔ ہاں بھابی بُرا نہ مانیں۔ یہ بات میں نے محاورتاً کہی ہے۔ مجھے امید ہے بازی آپ کے ہاتھ رہے گی۔ بس ذرا ترپ کی چال چلیں اور اگلا پتہ پھینکیں آپ۔ یعنی دوسری تصویر دکھلائیں بنو کو۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

بھابی نے جیسے اکتا کر ایک سرد آہ بھری اور ہم سب ہی ہنسنے لگے۔ بنو نے شوخی سے کہا۔ ہاں۔ بھابی۔ بسم اللہ!

ٹھیک ہے بنو جی! اب ذرا سنبھلنا۔ واقعی اگلی تصویر ترپ کا پتہ ہے! یہ یاسمین ہے۔ تم تو جانتی ہو۔ تمہاری سہیلی بھی تو رہ چکی ہے۔ باسلیقہ، امورِ خانہ داری میں بے مثال، سلائی و بُنائی میں یکتا و ماہر۔ مشہور اور آسودہ باپ کی اکلوتی لاڈلی بیٹی، کافی دھن جہیز لائے گی اپنے ساتھ، کہو تو تمہاری مرضی پر بات کروں۔

مانا کہ میری سہیلوں میں سے ایک ہے لیکن سلیقہ اور ہوشیاری کا اچار تھوڑے ڈالنا ہے۔ بھابی کچھ شکل و صورت، ڈیل ڈول بھی تو ہونا چاہیئے۔ اس کی شکل پر تو چولھے کی راکھ بھری رہتی ہے۔ ہر دم مختلف پکوان اور ڈیزائن، گل بوٹے، کناری کے علاوہ جیسے کچھ ہے ہی نہیں دنیا میں۔ جب ملو، یہی موضوع، یہی باتیں، خانداں کے اُجلے رنگ میں داغ تھوڑے لگانا ہے۔ سانولی بہو لاکر — یاسمین کو میری سہیلی ہی رہنے دیجئے۔ بھابی بناکر ظلم نہ کیجئے مجھ غریب پر۔ اجی نوشہ میاں۔ کچھ آپ بھی تو کہیئے؟

بالکل نہیں صاحب! مجھے معاف ہی رکھئے۔ جب اس پریڈ کا کمانڈر تمہیں بنا ہی دیا ہے تو! اور پھر ہم نے کہہ دیا سو کہہ دیا۔ تمہاری پسند ہماری پسند ہو گی۔ ہم تمہارے انتخاب پر نا نہیں کہیں گے۔ وعدہ رہا۔

اف فو۔ اتنا ناز ہے بنو رانی کے انتخاب پر دیور جی کو؟ یہ کیوں نہیں کہتے میاں۔ یہ ساری لڑکیاں ہی کسی نہ کسی طور پر پسند آگئی ہیں۔ بس نخرے کیے جارہے ہیں اب۔ بھابی نے پھر چٹکی بھری۔ خیر۔ ہم بھی دیکھتے ہیں تمہارے تیور! اور — بنو صاحبہ تم کو بھی سمجھ لیں گے۔ ہاں۔ یہ دیکھو زلیخا۔ ظفر صدیقی صاحب کی ....

ارے ارے! بنو نے بیچ ہی میں اُچک لیا۔ غضب کرتی ہو بھابی تم بھی۔ اسے تو پہلے ہی الگ رکھئے۔ نام ہے زلیخا خوب۔ بھابی اس کے چہرے پر تھوپے گہرے میک اپ کے پیچھے چیچک کے نقش و نگار تمہیں دکھائی نہیں دیتے۔ اسے تو سرے سے ہی اس لائن میں شریک ہی نہیں کرنا چاہیئے۔ ہو گی بڑے گھر کی لڑکی۔ میری بلا سے۔

اس کا نام نازنین ہے .... اور .... ٹھیک ہے اچھا نام ہے۔ بنو نے بیچ ہی میں شوخی سے کہا اور تصویر اُچک لی۔ ایک نظر دیکھی اور بھابی کی طرف مسکراتے ہوئے کہا۔ آگے کون صاحبہ ہیں؟

یہ نرگسی آنکھوں والی مہ جبیں۔

جلدی پرے رکھئے۔ لاغر بیمار سی۔ کہیں تمہاری انگلیوں کی گرفت سے ہی نہ دم توڑ دے۔ بے چاری ٹی بی زدہ —

بس۔ بس۔ بہت ہو چکا تم لوگوں کا یہ مذاق!! اٹھو سب یہاں سے۔ دوسروں کی بیٹیوں میں کیڑے نکالتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ حد ہو گئی انتخاب کی بھی۔ یہ کوئی تُک ہے۔ اس طرح بھی کہیں دوسروں کی بچیوں پر فقرے بازی کی جاتی ہے۔ یہ کوئی بھوا انتخاب کرنے کا طریقہ ہے۔

بہو! ساری تصویریں بھجوا دو واپس — امی جان اچانک بگڑ سی گئیں۔

بھابی نے آہستگی سے کہا، امی صاحبہ بس اب مجھے مل گئی وہ لڑکی جس میں بنو صاحبہ کوئی عیب نہ نکال پائے گی کہو تو بول دوں بنو صاحبہ؟

ہاں ہاں بولو! ہم بھی تو دیکھیں۔ کون ہے وہ پری؟ بنو نے برجستہ کہا۔

وہ لڑکی ہے۔ میری۔ اپنی۔ بنو پیاری۔ کہو دیور جی رشتہ قبول ہے؟

میں نے کہا "قبول!"

اور مارے گھبراہٹ اور شرمندگی کے "بنو" اٹھ کر گرتی پڑتی کمرے سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ (جلگاؤں سے)

خیال انصاری
۲۷۷۔ خوش آمد پورہ۔ مالیگاؤں۔ ۴۲۳۲۰۳

افسانہ

محسوسات کی آخری دہائی

تاج انور

میں تم سے کیوں ملنے جاتا تھا، یہ مجھے آج بھی نہیں معلوم ——!

بس چلا جاتا تھا

مل لیتا تھا۔

میں تم سے باتیں کرتا تھا ——یا

تمہاری باتیں سنتا تھا

میں کیا کہتا تھا

تمہاری باتیں کیا ہوتی تھیں ——،

نہ کل مجھے یاد رہیں

نہ آج یاد ہیں ——،

نہ کبھی ان باتوں کو یاد کرنے کی ضرورت پیش آئی

—— کہ

ہم ہر دوسرے دن سورج کی طرح تازہ دم ہوتے تھے اور ہر وقت نارت کی طرح دیوار چاٹنے لگتے تھے۔

یہ یادیں توانائی کے کن لہروں پر سفر کرتی ہیں کہ ان کا مدار دہائیوں کے احاطہ میں کبھی نہیں آتا —— ؟ اور پھر دماغ میں وہ کونسا ٹیوانس ہے کہ لاتعداد فاصلوں پر سفر کرنے والی ان شعاعوں کو ایک پل کے ہزارویں حصہ سے بھی کم وقفہ میں سمیٹ کر ذہن کے کینوس پر اندراج کر دیتا ہے —— ؟

دوسری دہائی ختم پر ہے۔ تمہیں ہوسٹل چھوڑے ہوئے۔

ہوسٹل کے لان کی دوب سدابہار تھی ہماری تمہاری ملاقاتوں کی طرح۔

دربان جب دو تین کرسیاں رکھ دیتا اور ہم آنے جانے والوں، یا قریب ہی دوسری کرسیوں پر بیٹھے ملاقاتیوں کی گفتگو اور نگاہوں سے بے خبر الفاظ کے کنول روشن کرتے چلے جاتے تو کس طرح فوراً شام ہو جاتی تھی، اور ہم ٹہلتے ہوئے وہاں آکھڑے ہوتے جہاں یونیورسٹی اور کرسٹنا گھاٹ سے آتی ہوئی سڑکیں ایک دوسرے کو کراس کرتی ہوئی گذر جاتیں۔

کیا تمہیں مجھ سے کوئی غرض تھی —— ؟

مگر تمہارے الفاظ تو ہمیشہ بے لوث رہے۔

کیا میری کوئی غرض تم سے وابستہ تھی —— ؟

شاید اس میں کبھی کوئی سچ نہیں —— تو پھر ہماری ملاقاتوں کا اندراجمنٹ کیوں —— ؟

تم نے اپنے اردگرد مقیم طرار و خوش رنگ بے تکلفوں سے میرے بارے میں کچھ کہا تھا —— کہ آتے جاتے ان کی لگاہوں میں رشک کے سائے لہراتے اور میں ایک بے نام احساس کے تلے دب سا جاتا

تم سے قبل اسی شاداب لان پر کتنی بار مترائے بھی ملاقاتیں ہوئی تھیں۔

میں اس کی خوب تعریف کرتا۔

اس نے میری خوب تعریفیں کیں ..... لیکن تب کسی کی آنکھوں میں رشک کے سائے نہیں لہرائے تھے۔

اور ——،

اور ان ملاقاتوں کا کبھی انتظار بھی نہیں رہا ——!

پھر ایسا ہوا کہ چار ماہ کے لئے مجھے شہر سے باہر جانا پڑا، ایک اسائن منٹ مل گیا تھا، وہاں لان کی سدابہار دوب نہیں تھی ایک معمولی سا پن سنٹر تھا اور ایک کتاب کی دوکان تھی، ایک گندہ سا محلہ تھا، اور میں تنہا ——

لیکن آتے جاتے کچھ ہی لوگ، سلام اور وعلیکم سلام کے بعد بھی مجھے دیکھتے ہی چلے جاتے۔

تو مجھے محسوس ہوتا۔

ان کی آنکھوں میں

میں صبح کر رہا ہوں ——،

ان کی آنکھوں میں رشک کے سائے لہرا رہے ہیں —!

یہ مگر اس قدر توانا نہیں تھے، جو تمہارے اردگرد تھے —— شاید اسی لئے میرے بے نام احساس کو خائف نہیں کرنے پڑے اور میں نے اپنے روشن شہر سے دور نیم تاریک فضاؤں میں بھی چار ماہ بغیر کسی اضطراب کے گذار دئے اور تمہیں صرف ایک خط لکھا ——!

تم نے جب ہوسٹل چھوڑا اور بس تمہیں تمہارے شہر کی جانب لے کر روانہ ہوئی تو تمہاری آنکھوں اور تمہارے محسوسات پر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔

پرسکون جھیلیں سیلاب زدہ تھیں اور موجیں کناروں کی قید سے آزاد ہو گئی تھیں —— اور روشن شہر اور ہر لمحہ قدم آگے بڑھاتی تعلیمی فضا کے چھوٹنے کا تمہیں بے حد غم تھا۔

میں نے تو یہی سمجھا۔ اسی لئے میں حیرت سے صرف تمہیں دیکھتا رہا ——،

لیکن ——،

بس کے جانے کے بعد میں سر جھکائے دھیرے دھیرے سامنے گاندھی میدان کی طرف بڑھتا چلا گیا ——،

میرے پیروں میں جیسے توانائی نہیں تھی

اور ——،

کھلی فضا میں حبس کا احساس ہوا ——!

کیا واقعی حبس کا عالم تھا ——،

یا ——،

تمہارے محسوسات مشینی اصولوں کو بہائے لئے جا رہے تھے ؟

یا ——

ایک احساس، جسے کوئی نام نہ دے سکا ——!

مگر، بے نام احساس تو آنکھوں کا مرہون تھا جن کے کانوں میں تم نے سحر پھونکا تھا۔

یا ——،

ان نیم تاریک فضاؤں،

گندہ محلہ،

پن سنٹر اور ——،

کتاب کی دوکان والوں کی احساس کمتری کا ——!

ہم کتنے قسم کے کامپلکس میں مبتلا ہیں جن کا کوئی مشینی نام تو دے دیتے ہیں لیکن ہمیں اطمینان نہیں ہوتا!

تم سے ملاقاتوں کے سلسلہ کی مدت پانچ چھ ماہ کی تھی۔ نیم تاریک فضاؤں کے افراد کے درمیان کوئی چار ماہ رہا ——،

آدمی آدمی کے پاس رہنے لگتا ہے تو محسوسات کا بھی دل دھڑکنے لگتا ہے۔ لیکن مشینیں ایک دوسرے میں پیوست ہو کر بھی کام کرتی ہیں تو ایک کو دوسرے کی حس نہیں ہوتی —!

اور ——،

آدمی جب مشینی اصولوں کو خود پر طاری کر لیتا ہے تو کیا ہوتا ہے —— ؟

میں اپنے روشن شہر اور لان کی سدابہار دوب کو یاد تو کر سکتا ہوں، ان کا مس حاصل نہیں کر سکتا —— کہ دھیرے دھیرے میں بھی مشینی خول میں دھنستا جا رہا ہوں۔

عتیق سے میری ملاقات کوئی آٹھ سال قبل سماج کے مشینی اصولوں کے تحت ہوئی، پھر ہم گہرے دوست بن گئے —— اس طرح کہ اب اس مشینی سماج میں زندگی گذارنے کے لئے مزید دوست کی ضرورت بھی نہیں ——

وہ بھی آدمی!

میں بھی آدمی!!

اور محسوسات کے دل بھی دھڑکتے رہنے میں مگن دھڑکنیں صرف فرض اور ذمہ داری کے سُروں پر ہی تال دیتی ہیں ——!

کیا اب آدمی کا آدمی کے پاس رہنا بھی ایک مشینی
ن گیا ہے ——،
یا ——،
مشینی اصولوں نے محسوسات پر بھی فتح حاصل کر لی
——؟
میں کوئی تین ہفتہ سے اس شہر میں تنہا ہوں ——،
مشینی اخلاق سے اکتا کر آج شام میں پچھم کی طرف
کھیتوں کی شادابی کو آنکھوں میں بسانے کے لئے سر
ئے محلہ کی بے کو لتار سڑک سے گذر رہا ہوں۔
یہ محبوب ہوٹل ہے، یہ شوکت علی خاں کا مکان، یہ
سون کی عالیشان عمارت، یہ ڈاکٹر لیین!
کسی کو بھی اپنے آپ سے باہر نکل کر سانس لینے کی
رت محسوس نہیں ہوتی۔
یہ کریسن اسکول ہے ——،
وسیع و عریض، شاداب و خوش رنگ، مودّب اور
سکون ——!
کیا مشینی سماج کا ادھر سے گذر نہیں ہوتا ——؟
اسکول کے احاطہ میں ہری ہری دوب دور تک
پھیلی ہوئی ہے اور آنکھوں کو ٹھنڈک بخش رہی ہے کہ
نک میں رک جاتا ہوں،
ایک پل کے ہزارویں حصہ سے بھی کم وقفہ میں ذہن
کے کینوس پر اپنا روشن شہر اور ہوسٹل کے لان کی سدابہار
دوب کا انلارجمنٹ ہوتا ہے ——،
یہ...... یہ دو دہائیوں کے طویل سفر کے بعد
چانک چند تصویریں کیوں سامنے آکھڑی ہوتیں ——؟
برسوں گذرے، بے نام احساس کو ایک دانہ بھی
نصیب نہیں ہوا۔
تو کیا ——،
ابھی تک سانسیں چل رہی ہیں ——؟
میں نے گھڑی دیکھی۔
اپنے شہر کی جانب جانے والی ٹرین نصف گھنٹہ
بعد چھوٹے گی ——،
لیکن ——،
پنو کا پریکٹیکل،
اقبال اور جاوید کی کاپیوں کے لئے سفارش،
کالج کی ڈیوٹی،
ریڈیو کے لئے ایک کہانی،
عتیق کی صحت کے لئے ڈاکٹروں سے مشورہ۔
اور ——،
ان ڈھیر ساری مشینی ذمہ داریوں کا کیا ہوگا ——؟
اگر گوشت و پوست کا ڈھانچہ مشینی اصولوں سے
ہوسٹل کے لان کی سدا بہار دوب کی طرح ہرا بھرا نہیں رہ
سکتا تو ——،
اب میں کیا کر سکتا ہوں ——؟
وہ بھی محسوسات کی اس آخری دہائی میں!! (پٹنہ سے نشر)

افسانہ

جلتے بجھتے دیے

شکیلہ اختر

روبی

ایک ایسی منہ بند کلی تھی، جو اپنے جذبوں، اپنی کیفیتوں، اپنے حسن اور اپنی تمناؤں میں سمٹی ہوئی رہتی، جسے سمجھنا کچھ آسان نہ تھا۔ وہ شبنم کے پاکیزہ قطروں کی طرح مقدس تھی۔ اس کی آنکھوں میں معصومیت کا حسن اور چہرے پر فرشتوں جیسی ملاحت تھی، اسکو دیکھ کر کوئی یہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ اس سادہ سی لڑکی کا دل بھی کسی کے نام پر تیز تیز دھڑکنے لگتا ہے۔ وہ جو خیالوں اور تصورات کی دنیا میں بسنے والی تھی جس کو اپنی موسیقی کے غمگیں سروں سے محبت تھی اور جو رات کی تنہائیوں میں بہت دیر دیر تک اپنے مضراب کے تاروں کی لے پر اپنا حال دل کائنات کے دھڑکتے ہوئے دل میں جذب کرنے کی سعی کرتی تھی تو اسوقت آہستہ آہستہ اس کی اپنی پلکیں بھیگ جاتیں۔ کمرے سے باہر دریچے کے شیشوں پر جب شبنم کے آنسوؤں کے قطروں کی آواز اس کے نازک حساس دل کو ایک ہلکا سا ٹھیس لگاتی، تو پل بھر کے لیے ایک اداس مسکراہٹ اس کے لبوں پر آجاتی —— اپنی محرمیوں کا یہ کھلا ہوا اظہار —— ٹپ..... ٹپ گرتے ہوئے یہ مجبور سے قطرے! کائنات کی اتنی پھیلی ہوئی وسعتوں میں کیا اپنے درد کو کہیں چھپا نہیں سکتے تھے؟

فیصل کی نگاہوں کے سامنے وہ اس کے ساتھ کھیل کر بڑی تھی۔ اپنے اسکول کی ساری باتیں وہ اسی کو سنایا کرتی، جتنے ہوم ورک ملا کرتے وہ جلدی جلدی ختم کر کے فیصل کو دکھلایا کرتی، پھر وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے باہر نکل جاتے۔ روبی ایک ننھی سی چڑیا کی طرح چہچہاتی پھرتی اور فیصل اتنی چھوٹی سی عمر میں اپنے اندر بڑے پن کا احساس لیے اس کے ساتھ باغوں میں، پارکوں میں گھومتا پھرتا۔

صبح کے اُجالے، شام کا سنہرا پن، اور راتوں کے اندھیروں میں آسماں پر چمکتے ہوئے چاند و ستاروں اور جگنوں کی طرح جھلملاتی ہوئی بجلی کی روشنیاں ان کے معصوم دلوں کو مسرت و انبساط سے بھر دیا کرتی تھیں۔ دن، مہینے اور سال اسی طرح گذرتے چلے گئے ننھے ننھے بچوں کی کتابیں بدلتی چلی گئیں۔ ان کے پیروں کے نیچے سے زینے انہیں اوپر لیے جا رہے تھے۔ اب ان کی آنکھوں میں انتظار سا گھلنے لگا تھا اور انتظار کی یہ خلش دلوں کو پُر اضطراب سرور و سکون بخشنے لگی تھی اور جیسے دلوں کی دھڑکنیں اور تمناؤں کی رنگینیاں چاہے بغیر اچانک ان کے رگ و پے میں بھرتی چلی گئی تھیں۔ شاید اسی طرح ہواؤں میں آپ ہی آپ نشہ سا بھر گیا تھا، جو آنکھیں کھولنے پر بھی خود بخود جھکتی چلی جاتی تھیں۔ پتہ نہیں موسموں کو کیا ہو گیا تھا جو ان کے سرد و گرم جھونکے ان کے دل میں سرور سا بھرتے چلے جاتے۔ چہروں پر ادھ کھلی گلاب کی کلیوں جیسا رنگ و حجاب اور آنکھوں میں حیا، کا خمار یہی تو حسن کی انتہا تھی۔ پاکیزگی کا یہی اچھوتا پن، سادگی و معصومیت کا یہی نشہ کسی کسی کے دل میں محبت کا چراغ جلا کر اجالا سا بھر دیتا ہے۔ روبی مہینوں اپنے آپ سے الجھتی رہی۔ دیکھنے اور دیکھے جانے والی خواہ مخواہ کی یہ آرزو اس کے دل میں کیوں انگڑائیاں لیتی ہوئی چلی گئی تھیں؟ —— وہ کچھ نہ سمجھ سکی۔ نگاہوں کے پردوں میں چھپی ہوئی، دل کے نہاں خانوں کے اندر کعبۂ محبت کے ایک جلتے ہوئے مقدس چراغ کو زمانے کی پر تجسس نگاہیں کہاں سے کہاں اور کیسے پہچان لیتی ہیں۔ وہ تو آنکھیں اُٹھاتے ہوئے بھی ڈرتی رہی تھی۔ مگر شاید چہرے پر انار کلیوں کی چٹکتی ہوئی رنگت کسی معصوم محبت کی پردہ پوشی نہ کر سکتی تھی۔ سرگوشیوں نے سر اٹھایا، نگاہوں میں چھپتی ہوئی مسکراہٹوں کی بجلیاں سی بھرنے لگیں۔ اشاروں کی گفتگو میں خنجروں کی سی کاٹ بھرتی چلی گئی۔ روبی حیران تھی۔ یہ وقت اور لمحوں میں اچانک کیسا تغیر آگیا تھا؟ جو اسکی راہوں میں خواہ مخواہ کانٹے بچھتے چلے جا رہے تھے، آخر تھک ہار کر اس نے اپنے آپ کو بدل دیا کالج کیمپس میں وہ پہلی سی ہنستی مسکراتی زندہ دل لڑکی تھی، جو ڈیبیٹ میں خوب حصہ لیتی، کالج کے ہر فنکشن میں آگے آگے رہتی لیکن اپنے گھر کے گیٹ سے اندر آتے ہی اس کی شخصیت بدل جاتی جیسے وہ روبی نہیں، روبی کا ایک سایہ ہے۔ وہ جانتی تھی کہ زمانہ سے ٹکر لینے کی اس میں ہمت نہیں ہے۔ وہ اپنے گھر کے احاطے میں بیٹھ کر بھی فیصل کے گھر کی طرف دیکھنے سے نظریں چرائے رہتی۔ مگر فیصل ذرا بھی نہ بدلا تھا اس کے وہی انداز تھے، وہی سادگی اور محبت بھرے لہجے —— روبی کبھی کبھی اکیلے میں اس کو سمجھاتی۔ "فیصل تم اپنے آپ کو بدلو۔ آنٹی کی بدلی بدلی

راشدہ تسنیم

انجیل مقدس میں حضرت عیسٰی کا یہ قول درج ہے کہ انسان صرف روٹی سے زندہ نہیں رہتا۔
حضرت عیسٰی کے اس مقولے کی فصاحت ایک امریکی مفکر نے ان الفاظ میں کی ہے۔

" انسان صرف روٹی سے زندہ نہیں رہتا، بلکہ زندہ رہتا ہے حسن اور ہم آہنگی سے۔ سچائی اور نیکی سے، کام اور کھیل سے، محبت اور دوستی سے، آرزو کی خلش اور عبادت کے شوق سے۔

صرف روٹی سے نہیں بلکہ رات کے سناٹے میں، تاروں بھرے آسمان کی خوبصورتی سے، طلوع آفتاب کے وقت آسمان کی شان وشوکت اور غروب آفتاب کے وقت رنگوں کے حسین میل سے، پھولوں سے بھرے ہوئے درختوں کے جمال، اور سربفلک پہاڑوں کی عظمت اور جلال سے، سرفروشی سے نہیں بلکہ سمندروں کی موجوں کے جوش وخروش سے، جھیل کے ساکن پانی پر چاند کی نقرئی کرنوں کے کھیل سے پہاڑی نالوں کے تڑپتے ہوئے سیمابی پانی سے، برف کے شفاف ٹکڑے کی حسن کاری اور باکمال کلاکاروں کی صناعی سے، روٹی سے نہیں بلکہ بلبل کے میٹھے راگوں، درختوں کی ہوا کی سرسراہٹ سے، ستارے جگاتے ہوئے جادو سے اور عبادت خانوں کی دھیمی روشنی کی اثر آفرینی سے۔

انسان صرف روٹی سے زندہ نہیں رہتا، بلکہ زندہ رہتا ہے گلاب کی عطر بیزی سے نارنگی کے شگوفوں کی مہک سے، تازہ کٹی ہوئی قاش کی بھینی بھینی خوشبو سے، دوست کے مصافحہ کی گرمی اور ماں کے محبت بھرے پیار کی نرمی سے۔
صرف روٹی سے نہیں بلکہ شاعروں کے تغزل سے، حکیموں کی حکمت سے، ولیوں کے تقدس سے اور بڑے آدمیوں کی داستانِ حیات سے۔
صرف روٹی سے نہیں بلکہ رفاقت اور حوصلہ مندی سے، ڈھونڈنے اور پانے سے، سیوا اور مل بانٹ کر کھانے سے چاہنے اور چاہے جانے سے۔
انسان صرف روٹی سے زندہ نہیں رہتا وہ زندہ رہتا ہے حضورِ قلب کے ساتھ عبادت کرنے سے۔
ہدایت الٰہی کے لئے دل کے دروازے کھول دینے سے اور رضائے الٰہی کے راستے پر چلنے سے۔
انسان زندگی کا یہ وہ وسیع تناظر ہے، جس میں زندگی اور زندگی کے مفہوم کی تمام تر گہرائیاں موجود ہیں۔

(اردو سروس سے)

نگاہیں مجھے برداشت نہیں ہوتیں "

"جاؤ — جاؤ گڑیا کھیلو — تم بیوقوف لڑکیاں پڑھ لکھ کر بھی ہر کسی سے خوفزدہ ہو جاتی ہیں۔ اپنے اندر ہمت پیدا کرو — سمجھیں؟ — بس تمہیں کچھ نہیں سوچنا ہے۔" وہ اس کی جھکی جھکی آنکھوں میں جھانک کر بڑے پیار سے کہتا۔

فیصل کے خاندان سے روبی کے گھر والوں کے اتنے قریبی تعلقات تھے کہ ہر کسی کو یہی معلوم ہوتا جیسے یہ لوگ بہت ہی قریبی رشتہ دار ہیں۔ دونوں کی کوٹھیاں بھی ساتھ ہی ساتھ تھیں، درمیان میں تھوڑی اونچی باؤنڈری وال تھی۔ فیصل کے انجینئر ہونے میں چند ہی مہینے باقی رہ گئے تھے اور روبی ایم۔ اے کے آخری سال میں تھی۔ فیصل وقت کی زنجیروں کی آواز کو محسوس کر رہا تھا مگر اس کو ذرا بھی پروا نہ تھی، حالات وزمانے کو کبھی اس نے کوئی اہمیت نہ دی تھی اگرچہ اب تک کسی طوفان سے اس کا کوئی واسطہ نہ پڑا تھا اس نے تو اپنی زندگی کے کسی لمحے میں کبھی سرد وگرم ہوا کے جھونکے بھی محسوس نہ کیے تھے لیکن وہ اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ جذبۂ دل کے ساتھ انسان ہواؤں کے رخ کو بدل سکتا ہے۔ گھر کی فضا میں جیسے جیسے تناؤ اور اداسی کو چھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا، اس کے قہقہے اور بھی گونجنے لگتے تھے۔ گھر بھر میں وہ سبھی کا چہیتا تھا اور خاص طور پر تو اپنی امی کی آنکھوں کا تارا۔ مگر ان ساری چاہتوں میں کتنی خود غرضیاں چھپی ہوئی ہیں — ماں کی ممتا بھی اس داغ سے خالی نہیں ہوتی اور یہی ایک ایسی بات تھی جو فیصل کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ خاندانی دوستی، برسوں کی رقابت پوزیشن، امارت، وجاہت اور عزت بالکل ایک جیسی — پھر بھی ماں کو ایک ضد تھی کہ "میری ایک تمنا ہے" فیصل نے کسی طرح کی پریشانی کو اپنے اوپر طاری ہونے نہ دیا وہ پہلے جیسا تھا — ایک دم نارمل! وہ جانتا تھا کہ اس گھر میں امی کی چہیتی بھانجی نیلو صرف اسی کو پسند کرانے کے لیے بلائی گئی ہے۔

وہ گھر کے سارے لوگوں کی طرح نیلو سے بھی ملتا، اس سے باتیں کرتا۔ اس نے کسی پر یہ بات ظاہر نہ ہونے دی کہ کھیلے جانے والے ڈرامہ کے اصل کردار سے وہ خائف ہے۔ نیلو ایک اچھی لڑکی تھی خوبصورت سی، شوخ، اپنے کو لیے دیئے رہنے والی اور دور دور تک نگاہیں رکھنے والی چوکس سی۔ وہ خود ایسی تھی یا اسے بنایا گیا تھا، فیصل یہ سمجھ نہ سکا۔ روبی کے گھر میں کوئی الجھن نہ تھی۔ بس ہر روز کے اپنے حالات تھے۔ مگر روبی چوکنا ہو چکی تھی۔ اس نے آنے والے خطرے کی بو محسوس کر لیا تھا۔ ویسے بھی دل کا چور تو بات بات پر ڈرتا ہی رہتا ہے۔ فیصل کی امی نے بڑے لاڈ اور پیار کے ساتھ نیلو کو روبی کے گھر بھر سے ملایا اور ساتھ ہی روبی کی ممی کو آہستہ سے یہ بات بھی بتا دی کہ نیلو فیصل کے لیے بچپن کی مانگ ہے۔ روبی کی ممی کے چہرے پر ایک ہلکا سا رنگ آیا لیکن جلد ہی ان کی شرافت کا خون ان کے چہرے پر ظاہرا خوشی کا رنگ بھر گیا۔

روبی نیلو سے ہمیشہ کھلے دل کے ساتھ ملا کرتی مگر نیلو کا ہر انداز ایسا ہی نظر آتا جیسے وہ بڑی محویت کے ساتھ ایک ہی جست میں روبی کی آنکھوں کی گہرائیوں میں ڈوب کر اس کے دل کے اندر سے فیصل کی محبت کے صدف کو توڑ کر وہ موتی نکال لینا چاہتی ہو —!

نیلو کبھی کبھی پڑھی لکھی ایک احمق سی نظر آنے لگتی تھی۔

روبی کو نیلو اس لیے بھی اچھی لگتی تھی کہ فیصل کا نام اس سے منسوب تو تھا۔ کبھی اس کو اپنے آپ پر اور اپنی بے بسی پر رونا بھی آتا تھا اور ہنسی بھی۔ انسان کی بے بسی جب حد سے بڑھ جاتی ہے تب وہ اپنے محبوب کے قبر پر فاتحہ پڑھ کر ہی سکون حاصل کر لیتا ہے اور یہی انسان کی مجبوریوں کی انتہا ہے۔

ساری ساری رات کبھی روبی کی سوگوار آنکھوں میں کٹ جاتی اور وہ سوچتی کہ آنے والا وقت کون سی کہانی سنائے گا؟ روبی کو جب بھی فرصت ہوتی فیصل کی امی کے بلاوے پر ان کے گھر چلی جاتی، وہ بڑی نرمی سے کہا کرتیں "بیٹی! ذرا نیلو کے ساتھ ساتھ رہا کرو۔ یہ بے چاری یہاں اکیلی گھبرایا کرتی ہے، چھوٹے بچوں کے ساتھ بھلا اس کا کیا جوڑ — ہاں کبھی نیلو کو اپنے گھر بلوا لیا کرو۔ فیصل میاں کے تو ہزار جھنجھٹ ہیں، کبھی پکچر تک لے کر نہیں جاتے ہیں"

روبی اور نیلو کی طبیعتوں میں بہت فرق تھا۔ نیلو بھی سجائی ہنستی چمکتی گڑیا کی طرح رہتی جس کو نظر بھر کر دیکھتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا کہ کہیں نگاہوں کی گرمی سے پگھل نہ جائے، ٹوٹ کر بکھر نہ جائے۔ روبی دھیرے دھیرے مسکرانے والی سادہ سی خوبصورت لڑکی جس کی آنکھیں ایک پرسکون جھیل کی طرح گہری تھیں اور جس کو دیکھتے ہی پھولوں سے ڈھکا ہوا وہ منظر گنج یاد آنے لگتا تھا جس جگہ پر جاتے ہی روح وجسم پر ایک نشہ سا چھا جاتا ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

نسان

عبید قمر

ہرے بھرے جنگل میں اس کا تنہا دوست چیتا جب مرا تو 'انسان' کے اندر
یوان بھی جاگ پڑا تھا۔ وہ اپنے بابا سے الجھ پڑا، جو اس
ساتھ واحد حیوان ناطق تھے اور بابا نے اسے سمجھایا تھا۔

"ہاں بیٹے، یہ دنیا فانی ہے۔ یہاں ہر ذی روح کو
ت کا مزہ چکھنا ہے۔ ایک وقت ایسا آئے گا جب سب کچھ
م ہو جائے گا۔ اس دنیا کے بنانے والے کو لوگ مختلف نام
یاد کرتے ہیں۔ گاڈ، بھگوان، اللہ، واہگورو۔ مختلف
م مختلف مذہب، مختلف زبان اور مختلف نام! اور
سی نام کا تو سارا جھگڑا ہے بیٹے۔ اسی لیے تو میں نے تیرا نام
سان' رکھدیا ہے!"

اور انسان اٹھتے بیٹھتے، دوڑتے بھاگتے ہر وقت
ں بڑی طاقت والے کے بھی نام اپنی جنگلی بابا، ہو کے
تھ اگلتا اور نگلتا رہتا تھا۔ اور آج اپنی موت سے ذرا
ل بابا نے نقاہت بھری آواز میں کہا۔

"میرے بیٹے، میرے بچے! 'انسان' وعدہ کر کہ میری
ت کے بعد بھی تو کبھی بستی کا رخ نہ کرے گا۔"

تو وہ جو بولنا بھی کم جانتا تھا اس نے اپنے اندر کی
شمکش کے بیچ بابا کی بات مانتے ہوئے اقرار میں گردن
ادی تھی۔

اور بابا کہہ رہے تھے — "فساد میں جب سارے
پنے لوگ مارے گئے تو میں تجھے گود میں لے کر بھاگنے میں
میاب ہو گیا تھا۔ اور تب سے اس دور دراز جنگل میں
ری پرورش کرتا رہا۔ میرے خاندان کا آخری چراغ بس تو
ی ہے۔ میں تجھے تعلیم تو نہ دے سکا۔ لیکن ساری مخلوق سے
یار کرنے کا جو جذبہ میں نے تیرے اندر اجاگر کیا ہے، اسے
بھی ختم نہ کرنا۔

اور پھر بابا پر تشنج کی سی کیفیت طاری ہونے لگی
تھی۔ اور انھوں نے اپنی آخری طاقت کے سہارے اسے
ھینچے ہوئے کہا تھا — جا ہم نے تجھے گاڈ، بھگوان
[illegible] کے سہارے چھوڑ دیا۔ لیکن دیکھ
انسان تو بستی کا رخ کبھی نہ ......" اور انسان کے دل
میں بستی جانے کی خواہش جاگ اٹھی تھی۔ 'آخر بابا مجھے کیوں
وہاں جانے سے منع کرتے تھے'۔ اور یہ فطری و جبلی خواہش
بھلا روکے سے کیوں کر رک سکتی تھی۔

رات اندھیری تھی، راستہ سنسان تھا اور انسان
بستی کی جانب چلا جا رہا تھا۔ اور بابا کی تمام باتیں اور
اشارے مختلف مناظر لیے اس کے ذہن میں جھلملا
رہے تھے۔

انسان ایک بستی میں داخل ہو گیا۔ تمام دم گھونٹنے
والی سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔ اس جنگل باسی پر عجیب سراسیمگی
اور خوف و ہراس کا عالم طاری تھا۔ وہ ڈرتا جھجکتا ایک مکان
کی دیوار سے لگ کر چل رہا تھا۔

یکایک کوئی شخص روتا چیختا آیا اور مکان میں گھس
گیا۔ 'انسان' دیوار سے چپک کر رہ گیا تھا۔

"رحیم کی ماں — رحیم فساد میں مارا گیا۔"

اور پھر آہ و بکا، بین و گریہ کے ساتھ سینہ کوبی کی
تیز آواز فضا میں ابھری۔

"نہیں نہیں — ہائے اللہ، ہائے میرے اللہ..."

اور انسان وحشت زدہ علاقوں میں ایک سمت بھاگنے
لگا۔ دوڑتے دوڑتے وہ ایک نابینا بوڑھے سے ٹکرا گیا۔
بوڑھے کی لاٹھی دور جا گری۔ اس نے جھپٹ کر انسان کو پکڑ
لیا پھر بوڑھا جیسے کانپنے لگا۔

"رامو بیٹا — بیٹا رامو تم آ گئے نا۔ تمہیں شہر میں کچھ
نہیں ہوا نا۔ تم بولتے کیوں نہیں۔ تم۔ تم کون ہو۔؟"

"انسان۔"

نہ جانے کیا سمجھ کر، بوڑھے نے فوراً اسے گرفت سے
آزاد کر دیا۔ اور اب وہ لاٹھی ٹٹولتا گڑگڑا رہا تھا۔

"ہے بھگوان میرے رامو کو بچا لے۔ ہے بھگوان..."

انسان بے تحاشا بھاگا جا رہا تھا۔ ہائے اللہ اور ہے
بھگوان کی آواز کے بگولے جیسے اسے اڑائے لیے جا رہے تھے۔

اب وہ بستی سے بہت دور نکل گیا تھا۔ یکایک
اس کی نظر ایک عالی شان عمارت پر پڑی۔ جو جھلملاتے قمقموں
سے بقعۂ نور بنی ہوئی تھی۔ اس جانب وہ خود بخود کھنچتا
چلا گیا۔ اور پھر اس کی سماعت سے مائک کی آواز ٹکرائی۔

"اور گاڈ نے اپنے بیٹے یسوع مسیح کو....."

"گاڈ!" اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"نہیں نہیں، تو سی واہگورو بول۔ بول واہگورو۔"
ایک شرابی ڈرائیور اسے پکڑے جھنجھوڑ رہا تھا۔ اور 'انسان'
ایک زخمی پرندہ کے مانند ہاتھ کے شکنجے میں جکڑا تھا۔

یکایک اس شرابی نے گرج کر کہا — "بول واہگورو۔"

"واہگورو!" ایک گھگھیائی آواز فضا میں بلند ہوئی۔

اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ ان اذیت ناک لمحوں سے نکل کر
انسان جنگل کی سمت سرپٹ دوڑ رہا تھا۔

جنگل میں پہنچ کر اپنے مانوس پیڑ سے لپٹا وہ بلک بلک
کر رونے لگا۔ اسے 'چیتا' بری طرح یاد آ رہا تھا۔ جس کے
گلے میں باہیں ڈالے جانوروں کے انداز میں چلتا وہ بھیانک
جنگل کی سیر کو بلا خوف و خطر نکل جایا کرتا تھا۔

یکایک بادل کی گرج سے ایک زوردار دھماکہ
ہوا۔ گاڈ، بھگوان، اللہ اور واہگورو کی رٹ لگائے ہوئے
وہ کانپنے لگا۔ دل کی گہرائی سے نکلے ہوئے یہ الفاظ اب کھوکھلے
نہ رہ گئے تھے۔ اس کی روح میں بالیدگی پیدا کر رہے تھے۔
بجلی کی چمک ایک نور بن کر اس کے سراپا کو منور کر گئی۔ اس
کی نظر جنگل سے باہر جانے والے راستے کی جانب اٹھ گئیں۔

شاید بستی میں کہیں بجلی گری تھی!!

(پٹنہ سے نشر)

جلیس نجیب آبادی

بھٹک رہی ہے جنگل، جنگل، بستی بستی شام
تیرے میرے خوابوں جیسی بکھری بکھری شام
بجھی بجھی سی، تھکی تھکی سی، سہمی سہمی شام
دشمن کے نرغے میں بے گھر شہزادی سی شام
ایسے منظر سے تو اچھی اپنے گھر کی شام
سرد ہوا بے درد شکاری، گھائل پنچھی شام
گھر میں رکھے تھے پیاسے نینوں کے کشکول
دن کا بوجھ اٹھائے دفتر سے لوٹے گی شام
تنہا، تنہا کمرے میں سناٹوں کے آسیب
دروازے پر پھن پھیلائے ناگن جیسی شام
رنگ و نور کا موسم ٹھیرا گئی رتوں کی شام
اندیشوں میں لپٹا دن سوچوں میں ڈوبی شام

(نجیب آباد سے نشر)

افسانہ

دردکا رشتہ

ریحانہ شمسی

آج جب میں کالج سے لوٹی تو اماں کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ بخار تیز تھا اور سانسیں مدھم۔ یوں تو اماں چراغِ سحری تھیں۔ دو گھڑی کی مہمان۔ یوں لگتا بس... یوسف کے دیدار کے لئے اپنی سانسیں برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ آہ! لیکن اماں کو کیا معلوم یوسف ان کے اکلوتے بیٹے اب اس دُنیا میں نہیں تھے۔ وہ فوج میں لڑتے ہوئے پانچ سال قبل ہی شہید ہو چکے تھے۔ اماں جن کی ساری اُمیدیں ساری خوشیاں یوسف سے وابستہ تھیں اور جب ان کی موت کا تار مجھے ملا تھا تو میں سمجھ گئی تھی اماں یہ غم برداشت نہیں کر پائیں گی۔ اس لئے میں نے پانچ سال سے یہ راز اپنے سینے میں چھپا رکھا تھا۔ میں چاہتی تھی کہ اماں زندہ رہیں اگر اماں کو کچھ ہو گیا تو میں کہیں کی نہ رہوں گی۔ اماں کے سوا میرا کوئی تھا بھی تو نہیں۔ اماں اگر نہ ہوتیں تو میرا کیا حشر ہوتا۔ اس بے درد دُنیا میں سوائے ٹھوکریں کھانے کے رہ ہی کیا گیا تھا میرے لئے۔ امی کے انتقال کے بعد ابا نے دوسری شادی کر لی تھی۔ سوتیلی امی کی نگاہ میں میں تیر کی طرح کھٹکتی تھی۔ ابو مجھے بہت چاہتے تھے لیکن وہ نئی امی کے آگے بے بس تھے۔ امی کے فرچیلے پن اور پھوہڑپن سے وہ بہت تنگ آ گئے تھے، قرضوں کا بوجھ اُن پر بڑھتا ہی گیا اور پھر آٹھ، دس سال میں سارا کاروبار ہی ٹھپ ہو گیا۔ ابا مستقل دل کے مریض بن گئے تھے۔ اور صاحب فراش ہو گئے تھے۔ کاش ایسے وقت میں امی انھیں سہارا دیتیں لیکن وہ تو طعنے تشنے دے دے کر اُن کے دل کو چھلنی کرتی رہتی تھیں اور پھر امی کے مجھ پر بڑھتے ہوئے ظلم ابو سے برداشت نہ ہو سکے اور وہ ایک دن چل بسے۔ ابا کی موت کے بعد امی نے گھر کا سارا اثاثہ فروخت کر دیا اور مجھے گھر سے نکال کر بے سہارا کر دیا۔ اُس وقت یہی اماں تھیں جنہوں نے مجھے گلے سے لگایا تھا۔

اماں ہماری پُرانی خادمہ تھیں ان کا ایک ہی بیٹا تھا یوسف جو فوج میں چلا گیا تھا۔ اماں نمازیں پڑھ پڑھ کر یوسف کی سلامتی کے لیے دعائیں کرتیں۔ اماں نے نہ صرف مجھے پالا پوسا بلکہ مجھے پڑھایا لکھایا۔ اور اب میں اس قابل تھی کہ ایک کالج میں ملازمت کر رہی تھی۔ میں اور یوسف اماں کے شفیق سائے میں پل کر بڑے ہوئے تھے۔

یوسف جب فوج میں بھرتی ہو کر پہلی مرتبہ گئے۔ تو مجھے احساس ہوا تھا کہ میری بہت قیمتی چیز مجھ سے چھین لی گئی ہے۔ شاید یوسف نے بھی یہ محسوس کیا تھا۔ انھوں نے اپنے خط میں مجھے لکھا تھا: "سلمیٰ یہ دوریاں ہمیں نزدیک لے آئی ہیں۔ تم شاید اسے گستاخی سمجھو لیکن میں تمہارے بغیر اپنی زندگانی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ سلمیٰ! کیا تمھارے دل میں بھی میرے لئے کچھ نرم گوشے ہیں؟ کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔"

پہلی بار مجھے ایسا محسوس ہوا تھا کہ اس دنیا میں میری کوئی اہمیت ہے۔ مجھے کوئی چاہنے والا ہے۔ میری زندگی کا کوئی مقصد ہے۔ تین ماہ بعد جب یوسف گھر آئے تو ہمارا یہ راز اماں پر بھی آشکارا ہو گیا تھا وہ چھپکے چھپکے مسکرائیں اور ہمیں دعائیں دیتی تھیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے، جاتے وقت یوسف نے کہا تھا: "سلمیٰ اب ہماری مصیبت کے دن ختم ہو گئے۔ پرانی زندگی کو بھول جاؤ اب میں آؤں گا تو تمہیں دولہن بنا کر ہی لے جاؤں گا۔" اور میں شرم سے دوہری ہو گئی تھی۔

جاتے ہی اُنھیں محاذِ جنگ پر بھیج دیا گیا تھا۔ ادھر اماں کی دمہ اور سانس کی پرانی شکایت نے زور پکڑا اور اچانک ایک دن یہ تار ملا

کہ یوسف محاذِ جنگ پر شہید ہو گئے۔ دل چاہا کہ اماں سے لپٹ لپٹ کر خوب روؤں، جی بھر کر چلاؤں، لیکن میں جانتی تھی۔ اماں یہ صدمہ برداشت نہ کر سکیں گی اور میں نے سب کچھ سہن کر لیا۔ اماں کے سامنے زبردستی مسکراتی رہی اور ہر آٹھ دن بعد اماں کو یوسف کی طرف بھیجے ہوئے بناوٹی خط پڑھ کر سُناتی رہی لیکن اماں کی حالت دن بہ دن خراب ہوتی گئی۔

اور آج جب میں کالج سے لوٹی تو اُن کی حالت دیکھ کر دل دھک سے رہ گیا۔ میں نے "اماں" کہہ کر پکارا! انھوں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ سارے جہاں کا درد ان کی آنکھوں میں بھرا ہوا تھا۔ کرب اور دل کی بے قراریاں ان کے چہرے سے صاف عیاں تھیں۔

"اماں، ڈاکٹر کو بُلا لاؤں آپ کی طبیعت کیسی ہے۔"
"اب کوئی فائدہ نہیں بیٹی" انھوں نے لڑکھڑاتی ہو... زبان سے کہا
"اماں، ایسی مایوسی کی باتیں نہ کریں، میرا دل بیٹھا جا... ہے میں یوسف کو تار دے آتی ہوں۔"
"تار، اُسے تار پہنچ گیا ہے.... یوسف وہ تو میرے سا... کھڑا ہے۔"
"اماں کیسی بہکی باتیں کرتی ہیں آپ"
"ہاں بیٹی! وہ تو شہید ہو گیا تھا نہ شہید اعظم یوسف م... شہزادہ۔"
"اماں یہ تمہیں کس نے بتایا سب۔؟"
"یہ تو جس دن تار آیا تھا مجھے پتہ چل گیا تھا بیٹی۔"
"اماں۔" میرے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ "پھر یہ... مجھ سے کیوں چھپایا۔ اکیلے اکیلے کُڑھتی رہیں۔"
"بیٹی میں یہ جانتی تھی تو برداشت نہیں کر سکے گی۔ تیر... میں برداشت نہ کر پاتی۔ تیری آنکھوں میں آنسو میں نہیں دیکھ... تھی۔"
"اماں! یہ کیسا ظلم کیا تم نے مجھ پر اور اپنے آپ پر.... تمہارا جسم سرد ہو رہا ہے۔ میں ڈاکٹر کو لے آؤں۔؟"
"نہیں، اب میں بڑی بیگم کے پاس جا رہی ہوں۔ تمہار... کے پاس، اب کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں، یہ ٹھنڈا پسینہ اطمینا... چین کا پسینہ ہے۔ تمہاری خدمت میں کوئی کمی رہ گئی ہو چھوٹی بیگ... مجھے معاف کرنا ورنہ بڑی بیگم کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ اور ہاں تمہیں ق... ہے میرے مرنے کے بعد آنسو نہ بہانا۔ بولو چھوٹی بیگم مجھ سے و...
"اماں، تم نے تو حق نمک خوب ادا کیا۔ لیکن مجھے کوئی مو... نہ دیا کہ میں تمہارا دُکھ درد بانٹ سکتی۔ بولو اماں اتنا بڑا ظلم کیوں... تم نے مجھ پر اور اپنے آپ پر، پانچ سال تک بُت بنی رہیں۔ ایک آ... بھی نہ بہایا اپنے بیٹے کے لئے......"
"اماں" میرے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اماں کی گ... ڈھل چکی تھی۔ محلّے کے لوگ میری چیخ و پکار سن کر آ گئے تھے۔ میں... شاید بے ہوش ہو گئی تھی۔ میری آنکھ کھلی تو اماں کو نہلا دُھلا کر کف... پہنا دیا گیا تھا۔ مجھے کچھ خواتین اماں کے دیدار کرنے لے جا رہی تھیں... پھر چار لوگ آئے اور اماں کا جنازہ اٹھا کر لے کر چلے گئے۔ دھیر... دھیرے تسلیاں دیکر لوگ بھی رخصت ہو گئے۔

اب میں ہوں اور رات کی تنہائیاں ہیں۔ امی اور ابا کی ی... ہے۔ امی کیسے کینسر کے مرض میں مبتلا ہو کر ختم ہوئی تھیں اور ابا کیسے... بے بسی کی موت مرے تھے اور یوسف تو شہیدِ اعظم تھے۔ اور سب سے... بڑھ کر اماں جنہوں نے خود دردکھا سوکھا کر مجھے پالا پوسا تھا۔ اب... وقت تھا کہ میں اُن کی خدمت کا صلہ ادا کرتی تو آج وہ بھی نہیں تھیں...
اَب میں ہوں اور میری تنہائیاں ہیں اور ساتھ ہی پھر یادوں... بارات ہے۔ جن سے بڑی بچپن کا واسطہ تھا۔ "اماں" سب نے ت... ساتھ چھوڑ دیا تھا، آج تم بھی ساتھ چھوڑ گئیں۔ میرے اور تمہار... درمیان درد کا جو رشتہ تھا وہ بھی تم نے توڑ دیا آج۔

(آکاشوانی ناگپور سے نشر)

غفورُالرّحیم

ظفر حبیب

"اے خدا! تو غفور الرحیم ہے۔ عفو اور درگذر تیرا شیوہ ہے۔ تو میرے دوست [پر رحم] فرما"—— اس کی بیچارگی بھری گذارش پر کہ 'میرے لیے [دعا] کرو'—— میری زبان سے یہ دعائیہ کلمات نکل پڑے—— [ج]ب میں نے دیکھا کہ میری آواز تو گلوگیر ہو ہی چکی تھی اس کی [آنکھو]ں میں بھی نمی آگئی تھی—— انسان کتنا مختار ہے اور کتنا [مجبور]۔ اس وقت یہ تماشہ دیدنی تھا—— آج بہت دن بعد [جب م]یں اس سے ملا تو اس کی مجبوریاں میرے کلیجے کو چھلنی [کر ر]ہی تھیں——

میری اور اس کی دوستی ایک طویل مسافت طے کر چکی تھی [ا]یسے آج زبان سے جب یہ دعا نکلی تو اس دعا نے تصور کو ایک [ل]مے سفر کی جانب روانہ کر دیا—— مجھے اچھی طرح یاد ہے [ہم] دونوں نے پہلے ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کی تھی۔ مجھے اپنے اس ہونے والے دوست کی خبریں ملا کرتی تھیں۔ [اس] کی تعلیمی جدوجہد، ادبی سرگرمی اور سیاسی بھاگ دوڑ سے [با]ر و شناس کرایا جاتا رہا تھا کہ پھر ہم دونوں آمنے سامنے آکھڑے [ہو]ئے تھے—— بھرپور نگاہوں سے ایک دوسرے کا جائزہ [لیا] تھا اور پھر بغل گیر ہو گئے تھے۔ تب سے اب تک ہم دونوں [ایک] دوسرے سے بغل گیر ہیں—— لیکن اس بغل گیری [کے] باوجود وہ فاصلہ برقرار رہا جو دو منزلوں کے حصول کی تمنا کا [حا]صل تھا——

میرے دوست نے مجھ سے برخلاف جدوجہد کی وہ راہ [اپ]نیا لی جس سے خسروی حاصل ہوتی ہے۔ انقلاب کا نعرہ لگا کر [تا]ج و تخت کا حصول اس کی غرض و غایت بن گئی۔ اس کی ادبی [کاو]شیں، اس کی سماجی خدمتیں اور اس کی تمامتر سرگرمیاں اسی [غر]ض کے لیے مخصوص ہو گئیں۔ مجھ سے کئی بار اس موضوع پر اس [سے] باتیں ہوئیں لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کو قائل نہ کر سکے۔ [میں] اس موقف پر قائم رہا کہ تمامتر جدوجہد کا اصل نتیجہ ابدی نتیجہ کی [ش]کل میں ملنے والا ہے اور اس نے نتائج کا انتظار اسی دنیا [م]یں کیا۔

مجھے اس کا اعتراف کر لینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی کہ میں بظاہر ناکام رہا اور میرے دوست کو بہت ساری کامیابیاں نصیب ہوئیں—— یہ مان لینے میں بھی میں خود کو بونا محسوس نہیں کرتا—— کہ میرے دوست نے زیادہ احباب حاصل کیے، زیادہ احترام حاصل کیا اور زیادہ پیروکار اسے ملتے رہے جو کھلے اور چھپے اس کے کاز میں شریک ہوتے رہے ہیں اور اس کے مقاصد کے حصول میں دل جمعی سے لگے ہیں—— اس کی ان کامیابیوں نے اسے کبھی یہ سوچنے کی مہلت نہ دی کہ "غربت سے پہلے دولت کی قدر کرو اور علالت سے پہلے صحت کی قدر کرو——" اس کے دل میں کبھی یہ بات جگہ نہ پا سکی کہ "وہی بیمار ڈالتا ہے اور وہی پھر اچھا کر دیتا ہے——" بظاہر اس نے مجھ سے کبھی اختلاف نہ کیا لیکن حقیقتاً وہ اس سے منحرف رہا۔ اس کی تمامتر جدوجہد نے جس مقصدیت کو اولیت دی وہ الحادی قوتوں کو تعاون دینے کی تھی—— اس کے لیے یہ عمل سب سے افضل اور اعلیٰ تھا۔ اس نے کئی ایسے شاگردوں کو جنم دیا جو انسانی آبادیوں میں گھوم گھوم کر ناخواندہ اور کم فہم لوگوں میں ان سیاہ افکار کی تبلیغ کیا کرتے ہیں۔ خدا بیزاری اور گمراہی جس کا دوسرا نام ہے۔ تصور کے سبز باغ دکھا دکھا کر قہر و جبروت کی وادی میں ہانک ہانک خدا کے ان معصوم بندوں کو بے جا ناحق کا شعار بنا ہوا ہے——

ایک وہ وقت تھا جب میرا وہ دوست جوان رعنا تھا۔ اس کی رگوں میں اچھلتا خون ہر وقت اسے متحرک رکھتا تھا۔ اس کی فکر کے قلزم سے ذہنوں کو سیرابی ہو رہی تھی—— لیکن—— صد حیف کہ اس شیو کی جٹا سے جتنی ندیاں نکلیں یہ تمام ندیاں نے اجگر کا وِش اپنے ساتھ لائیں۔ وِش کے کئی ایسے درخت خدا کی زمین کے مختلف حصوں پر اس نے نصب کر دیئے جو آج بارآور ہو چکے ہیں۔ ان کے خوشنما پھل اب بازاروں میں کھلے عام بکنے لگے ہیں—— اندھیرا دن بہ دن پھیل رہا ہے۔ روشنی کے لیے آزمائش اور چیلنج میں اضافہ ہو رہا ہے—— میں یہ نہیں مانتا کہ روشنی ماند پڑ جائے گی یا روشنی پھیلانے والے چراغ گل ہو جائیں گے۔ لیکن یہ ضرور دیکھتا ہوں کہ ان روشنیوں کو فی الوقت لہلہاتے سبزہ زاروں اور سکون بخش شبستانوں کے بدلے سرخ پتھروں کی وادیاں مل رہی ہیں۔ ان پتھروں کو سفیدی اور لہلہاہٹ عطا کرنے میں میرے دوست اور اس کے پیروؤں کی تمامتر صلاحیتیں صرف ہو رہی ہیں۔ کاش روشنی کی ان کرنوں کو ضائع ہونے سے بچایا جاتا—— اور میرے دوست نے اس سلسلے میں میری مدد کی ہوتی۔

آج جبکہ پکڑنے والے نے اسے پکڑ لیا ہے اور اس کی گرفت سے آزادی حاصل کرنے کے لیے اس کے حضور سفارشیں پیش کی جا رہی ہیں اور اس آزادی دینے والے نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی ہے تو اس تصور سے بھی روح کانپ رہی ہے کہ نہ جانے کب اس کی گرفت میں کون آجائے——؟

مجھے یقین ہے خدا! وحدہٗ لاشریک خدا—— میرے دوست پر ضرور رحم فرمائے گا۔ اس لیے کہ وہ غفور الرحیم بھی ہے اور عفو و درگذر کرنے والا بھی ہے۔ ہاں! شاید وہ اس دن کا منظر جب اس کی جٹا سے نکلنے والی وِش بھری ندیوں کا رشتہ اس سے ٹوٹ جائے گا۔ یا پھر وِش بھرے خوش رنگ پھلوں کی پیدائش کا سلسلہ رک جائے گا۔ اور تب میرا وہ دوست میرا ازلی اور ابدی دوست بن چکا ہوگا۔ اس کی کھوئی ہوئی ساری دولتیں اسے مل چکی ہوں گی۔ اس کی ساری توانائیاں اسے لوٹا دی گئی ہوں گی اور وہ روشنی پھیلانے میں لگ چکا ہوگا۔ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب سیاہی اس سے خوفزدہ ہونے لگے گی۔ اس کی جدوجہد کو نئی راہ اور نئی منزل حاصل ہو چکی ہوگی۔ وہ منزل جو ازلی ہے۔ وہ منزل جو ابدی ہے اور وہ منزل جو حقیقی اور اصلی ہے—— اے میرے خدا تو رحم فرما کہ تو غفور الرحیم ہے۔ بیشک تو غفور الرحیم ہے——!!!

(پٹنہ سے نشر)

۱۳/۱۹ء

ظفر حبیب،
صدر شعبۂ اردو، اے۔پی۔ایس۔ایم کالج
برونی —۸۵۱۱۱۲

سہیل احمد زیدی

ہم لوٹ بھی جائیں تو لوٹے کا زمانہ کیا
جس بزم سے اُٹھ آئے اس بزم میں جانا کیا
یادوں کے جھروکوں سے کیا دیکھنا ماضی کو
اڑتے ہوئے رنگوں سے تصویر بنانا کیا
کشکول میں کیا رکھنا اڑتے ہوئے لمحوں کو
گرتی ہوئی ڈیوڑھی پر آواز لگانا کیا
جس شہر کا ہر رستا دریا میں اترتا ہو
اس شہر میں رہنا پھر دامن کو بچانا کیا

(الٰہ آباد سے)

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۴۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۴۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸٫۷۰ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

صبح
۵-۴۳ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۱۵ خبریں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
۷-۲۵ شمع فروزاں
۷-۳۰ ساز سنگیت (سازینہ)
۷-۴۵ گذشتہ شب ۰۰۰ ۹ کی

دوبارہ نشریات
۷-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۰۰ آپ کی فرمائش (جاری)
بجز اتوار، بدھ اور جمعہ
۸-۳۰ تاریخ ساز (اتوار، بدھ اور جمعہ)
۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ/اتوار : آؤ بچو !
۹-۱۵ لوک گیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار : آؤ بچو !

ہفتہ : نغمات وطن
(حب الوطنی کے نغمات)
۹-۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
(بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ : آپ کے خط آپ کے گیت
ہفتہ : ہلکی کلاسیکی موسیقی
اتوار : چلتے چلتے
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۴۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰٫۴۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

دوپہر
۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
۲-۰۷ اتوار : آپ کا خط ملا
پیر : نغمہ وصدا (I)
نگاہ انتخاب (V، III)
میری نظر میں (IV، II)
منگل : جھلکتی گیت (V، III، I)
فلمی قوالیاں (IV، II)
بدھ : سب رس
جمعرات : دھوپ چھاؤں
جمعہ : مشاعرہ (I)
۳-۰۰ بجے تک
سات سوال (IV، II)
کہانی ایک گیت کی (V، III)
ہفتہ : سب رس (V، III، I)
گیت آپ کے شعر ہمارے
(IV، II)
۲-۳۰ اتوار : کہکشاں (I)

محفل (II)
گیتوں بھری کہانی (III)
غیر فلمی غزلیں (IV)
نئی فلموں سے (V)
پیر : نغمہ وصدا (I)
نگاہ انتخاب (جاری)
(V، III)
راگ رنگ (IV، II)
منگل : نغمہ و تبسم
بدھ : بزم خواتین
جمعرات : ایک راگ کئی روپ (I)
حرف غزل (V، IV، II)
ڈرامہ (III)
جمعہ : مشاعرہ (جاری) (I)
رنگ نو (V، III)
یادیں بن گئیں گیت (IV، II)
ہفتہ : بزم خواتین
۳-۰۰ اتوار : فلمی قوالیاں
(III، I)

غیر فلمی قوالیاں (V، IV، II)
پیر : سازینہ
منگل : نئی نسل نئی روشنی
بدھ : فلمی دنیا (IV، II)
رنگا رنگ (V، II)
بات ایک قلم کی (III)
جمعرات : غیر فلمی قوالیاں
(V، I)
ایک فن کار (IV، II)
ڈرامہ (III)
جمعہ : آواز دے کہاں ہے
ہفتہ : پھر سنیے
۳-۳۰ آپ کی پسند
۴-۰۰ جہاں نما (بجز اتوار اور تعطیل)
اتوار : آپ کی پسند (جاری)
۴-۱۰ آپ کی پسند (جاری)
۴-۳۰ تبصرہ/ہفتہ بھر کی پارلیمانی کارروائی
۴-۳۵ آپ کی پسند (جاری)
۴-۵۰ خبریں
۵-۰۰ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷٫۴۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱٫۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

رات
۷-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۱۵ سازینہ
(منگل، جمعرات، جمعہ)
فلمی دوگانے (II)
ہفتہ اور تعطیل (بجز اتوار)
(جاری)
آہنگ نظم (پیر، ہفتہ، بدھ)
آواز دے کہاں ہے (اتوار)
(گذشتہ جمعہ کی مکرر نشریات)
۸-۳۰ جہاں نما (بجز اتوار تعطیل و ہفتہ)
اتوار : آواز دے کہاں
ہے (جاری)
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ اتوار : کتابوں کی باتیں
(III، I)
صنعت و حرفت (IV، II)
اردو دنیا (V)
پیر : کلام شاعر
منگل : تقریر
بدھ : شہر نامہ (III، I)
دل ڈائری (IV، II)
شہ پارے (V)
جمعرات : ہم سے پوچھیے
(V، III، I)
حفظان صحت (IV، II)
جمعہ : تقریر
ہفتہ : ریڈیو نیوز ریل
۹-۱۰ آبشار
۹-۳۰ اتوار : گجر بن کارے

پیر، بدھ، جمعرات : غیر فلمی
قوالیاں
منگل : علاقائی نغمے
جمعہ : افسانہ (III، I)
علاقائی نغمے (V، II)
صدائے رفتہ (V)
ہفتہ : منظر پس منظر
(اردو اخبارات پر مبنی)
۹-۴۵ خبریں
۹-۵۵ تبصرہ (مکرر نشریات)
۱۰-۰۰ اتوار : ڈرامہ
پیر : فیچر (I)
کہکشاں (III)
دریچہ (IV)
اظہار خیال (II)
منگل : کھیل کے میدان سے

(III، I)
سائنس میگزین (V، II)
مشاعرہ (IV)
بدھ : ریڈیو دوستی
(V، III، I)
کہانی سنگیت کی (IV، II)
جمعرات : ادبی نشست (I)
آئینہ (IV، II)
جمال ہم نشیں (III)

ماضی کے دیار (V)
جمعہ : روبرو
ہفتہ : نئی نسل نئی روشنی
۱۰-۱۵ خدا کے لیے شکریہ
(بدھ، ہفتہ وار)
۱۰-۳۰ تعمیل ارشاد
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ تعمیل ارشاد (تسلسل)
۱۱-۳۵ شمع فروزاں (مکرر نشریات)

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں
۱۲-۰۵ بزم موسیقی (جاری)
۱۲-۳۰ فلمی نغمے
۱۲-۵۸ اگلے دن کے پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ اختتام

ہفتہ یکم اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی، قوالی اور سید
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
تاج احمد : غالب کا کلام
ارملا ناگر : فیض اور ساغر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
اسد علی خاں : وینا پر میاں کی توڑی
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
بشیر احمد : ٹھمری و دادرا

دوپہر
۲-۰۷ سب رس
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) افسانہ از نسرین بشیر
(۲) غزل
(۳) خطوں کے جواب
۳-۰۰ پھر سنیے

رات
۸-۴۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل
تاج احمد : مجروح اور مجاز کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ منظر و پس منظر
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اشتیاق حسین خاں : خیال چھایا
اسد علی خاں : وینا پر جے جے ونتی
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

اتوار ۲ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
گاندھی جی کے پسندیدہ بھجن
۷-۳۰ ساز سنگیت
دنکر راؤ : بانسری پر بلاول
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر
۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ 'مہاتما گاندھی' فیچر
۳-۰۰ فلمی قوالیاں

رات
۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ کتابوں کی باتیں
۹-۳۰ گجر بن کارے
گنگا پرساد ماتھر : ٹپہ اور کجری
۱۰-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
وجینتی بھٹا چاریہ : خیال چھایا نٹ
دنکر راؤ : بانسری پر درباری کانہڑہ
اور درباری

پیر ۳ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی، قوالی اور شبد
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ اسکرن شرما : مجاز اور داغ
کا کلام
نسیم بانو : جگر کا کلام
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
امیر خاں : خیال اہیر بھیروی

دوپہر
۲-۰۷ نغمہ و صدا
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی
وی جی جوگ : وائلن پر شدھ سارنگ

رات
۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل
نسیم بانو : داغ اور راز الہ آبادی کا کلام

سازاورآواز
کلام شاعر
غیرفلمی قوالیاں
فیچر
بزم موسیقی
بیناپانی مشر: خیال مل گنجی
علاؤالدین: اسراج پر بارو بہاگ
فلمی نغمے

منگل ۴ راکتوبر

صبح گاہی : قوالیاں
پرانی فلموں سے
شہرصبا
او۔پی۔کپور : فیض اور مخدوم کا کلام
انجلی بنرجی، غلام ربانی تاباں اور
فیض کا کلام
سازسنگیت
وی۔جی جوگ : وائلن پر توڑی
کلاسیکی موسیقی
استادچاندخاں : خیال جونپوری

بھگتی گیت
میری پسند
نئی نسل نئی روشنی

سازینہ
حسن غزل
شانتی ماتھر : جگر کا کلام
سازاورآواز
تقریر
علاقائی نغمے
کھیل کے میدان سے
بزم موسیقی
مالتی پانڈے : خیال کیدارہ
وی جی جوگ : وائلن پر جے جے ونتی
۱۲ فلمی نغمے

بدھ ۵ راکتوبر

۵ صبح گاہی
نعت خوانی، قوالی اور بھجن
۶ پرانی فلموں سے
۷ شہرصبا
نیلم ساہنی: اقبال اور مجاز کا کلام

یونس ملک: قیصر قلندر اور
زبیر رضوی کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
اننت لال اور ساتھی
شہنائی پر راگ بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
گنگوبائی ہنگل : خیال میاں کی توڑی
۲-۳۰ بزم خواتین
اپنی تو عادت ہے وعدہ کرنے کی
تقریر از ناہید جمال
گیت ' دسترخوان
رات
۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل : مہندر پال
جاں نثار اختر اور مخدوم محی الدین
کا کلام
۸-۴۵ سازاورآواز
۹-۳۰ غیرفلمی قوالیاں
۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مشکور علی خاں : خیال کیدار
اننت لال اور ساتھی
شہنائی پر راگ مدھوکونس
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

جمعرات ۶ راکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی، قوالی اور بھجن
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرصبا
محمد حسین : ساحر اور کیفی کا کلام
امینہ برنی: جاں نثار اختر اور
خمار بارہ بنکوی کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار پر راگ
سندھی بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
گریجادیوی : خیال بلاسکھانی توڑی
دوپہر
۲-۰۷ دھوپ چھاؤں
۲-۳۰ ایک راگ کئی روپ
۳-۰۰ غیرفلمی قوالیاں
رات
۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسن غزل
معین الدین : شکیل کا کلام
۸-۴۵ سازاورآواز
۹-۰۰ ہم سے پوچھیے
۹-۳۰ غیرفلمی قوالیاں
۱۰-۰۰ ادبی نشست
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گریجادیوی : خیال نائیکی
عبدالحلیم جعفر خاں : ستار پر اراوی

جمعہ ۷ راکتوبر

صبح
۵-۵۵ صبح گاہی
(۱) تلاوت قرآن پاک معہ تشریح از
قاری عبداللہ سلیم
(۲) نعت خوانی اور نعتیہ کلام
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرصبا
شانتا سکینہ : شکیل اور جگر کا کلام
جمیل احمد : غالب کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
بدھ دیوداس گپتا : سرود پر راگ بھیروں
۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت
دوپہر
۲-۰۷ مشاعرہ
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے
رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
نینادیوی : امیر قزلباش اور
جگر کا کلام
۸-۴۵ سازاورآواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ افسانہ
۱۰-۰۰ روبرو
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنیش رامچندر بہرے بوا :
خیال ملوہا کیدارہ
بدھ دیوداس گپتا : سرود پر راگ چھایا
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

ہفتہ ۸ راکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی

نعت، قوالی اور شبد
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرصبا
حسین بخش : خمار بارہ بنکوی اور
اور جگر کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
حاجی غلام صابر : سارنگی پر
راگ اہیر بھیروں
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
اے۔کانن : ٹھمری کافی اور تلنگ
۲-۰۷ گیت آپ کے شعر ہمارے
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) ایک ملاقات
' آپکی غذا ' ریکھا مالویہ سے گفتگو
(۲) غزل
(۳) خطوں کے جواب
۳-۰۰ پھر سنیئے
رات
۸-۱۵ آہنگ نظم
-۳۰ حسن غزل
سیما شرما : داغ اور غالب کا کلام
۸-۴۵ سوزخوانی
۹-۰۰ ریڈیو نیوزریل
۹-۳۰ منظر وپس منظر
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
غلام مصطفےٰ خاں : خیال بہاگ
حاجی غلام صابر : سارنگی پر
راگ مالکونس

اتوار ۹ راکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرصبا
برجو مہاراج : فیض احمد فیض
اور میر کا کلام
اقبال بانو : داغ کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
احمد جان تھرکوا : طبلے پر جھپ تال
۹-۳۲ چلتے چلتے
دوپہر
۲-۰۷ آپ کا خط ملا

۲-۳۰ محفل
۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۸-۴۵ سوزخوانی
۹-۰۰ صنعت و حرفت
۹-۳۰ کچہ بن کا رے
ہیرادیوی مشرا ، دادرہ اور کجری
۱۰-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
غلام تقی خاں : خیال مالکونس
احمد جان تھرکوا : طبلے پر تین تال
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

پیر ۱۰ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت ، قوالی اور شبد
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
مہدی حسن : سلیم جیلانی کا کلام
ملکہ پکھراج ، فیض اور حفیظ جالندھری کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
گوپال سنگھ ، گٹار پر راگ توڑی
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
ہیرابائی بڑوڈکر ، خیال للت

دوپہر

۲-۰۰ میری نظر میں
۲-۳۰ راگ رنگ
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی
پرکاش این سکینہ ، بانسری پر
راگ مدھومد سارنگ

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ کلام شاعر
۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں
۱۰-۰۰ اظہار خیال
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ہیرابائی بڑوڈکر ، خیال للت
گوپال سنگھ : گٹار پر راگ
تنکرہ اور اڈانہ

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

منگل ۱۱ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
انیتا تلوار : شکیل بدایونی اور
شمیم جے پوری کا کلام
ایم ۔ نیازی : شوکت پردیسی کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
این ۔ راجن : وائلن پر راگ
میاں کی توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
جیوتسنا بھوے : خیال اہیر بھیروں
۲-۰۰ فلمی قوالیاں
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
انیتا تلوار : جگر کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ سائنس میگزین
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
جیوتسنا بھوے : خیال مارو بہاگ
این ۔ راجن : وائلن پر راگ درباری
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

بدھ ۱۲ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت ، قوالی اور بھجن
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
مدھو رانی : غالب کا کلام
بشیر احمد : میر کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
سکندر حسین و ساتھی ، شہنائی پر
راگ رام کلی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
جگدیش پرشاد : خیال بھٹیار

دوپہر

۲-۰۰ سب رس
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) "جہیز اور اخراجات" ، تقریر از
صادقہ ذکی
(۲) گیت
(۳) کام کی باتیں
۳-۰۰ فلمی دنیا

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ سوزخوانی
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ دہلی ڈائری
۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں
۱۰-۰۰ کہانی سنگیت کی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
جگدیش پرساد : خیال
سکندر حسین و ساتھی ، شہنائی پر
راگ گوری
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

جمعرات ۱۳ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
بیگم اختر : نشور واحدی ،
اختر انصاری اور جگر کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
اوما شنکر مشرا : ستار پر راگ بھٹیار
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کشوری امونکر : خیال جونپوری

دوپہر

۲-۰۰ دھوپ چھاؤں
۲-۳۰ حرف غزل
۳-۰۰ ایک فنکار

رات

۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
بیلا ساویر : غالب اور جگر کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ حفظان صحت
۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں
۱۰-۰۰ آئینہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کشوری امونکر : خیال اور
تلک کامود
اوما شنکر مشرا ، ستار پر راگ دیوگری
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

جمعہ ۱۴ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک معہ تشریح از
قاری محمد حسام صدیقی
نعت خوانی اور نعتیہ کلام
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
امبر کماردیو : داغ کا کلام
چاندرانی : ظفر اور مومن کا کل
۷-۳۰ سازسنگیت
یعقوب علی خاں : سرود پر
راگ بھیروی
۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر

۲-۰۰ سات سوال
۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
امبر کماردیو ، حسرت موہانی اور
شاہ حاتم کا کلام
۸-۴۵ سوزخوانی
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ روبرو
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کنکنا بنرجی ، خیال مالکونس
یعقوب علی خاں : سرود پ
چندرکونس
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

ہفتہ ۱۵ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت ، قوالی اور شبد
۶-۲۵ پرانی فلموں سے

(آگے ص ۰۵ ...

دہلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۰-۹ ... میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۵-۵۰ ... میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ... میٹر ... کلوہرٹز
دہلی د ۹-۰۰ ... میٹر ۱۲۵ کلوہرٹز

شارٹ ویو

... میٹر ۵ ... کلوہرٹز
... میٹر ۱۱۰ ... کلوہرٹز
... کلوہرٹز
... میٹر ۱۱۰ ... کلوہرٹز
... کلوہرٹز

خبریں

الف:
ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، ۲-۱۰ شام ۵-۰۰ (صوبائی) شام ۶-۰۵، ۷-۰۵ (علاقائی)
رات ۸-۴۵، ۹-۰۵، ۱۱-۰۰ (عالمی) انگریزی: دوپہر ۱۲-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ) پنجابی: دوپہر ۱-۴۰
ہندی: دوپہر ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے) انگریزی: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۳۰ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۴۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی) پنجابی: صبح ۸-۳۰ شام ۷-۳۰ ہندی نیوز لیٹر: صبح ۹-۰۰ بجے
ہندی: شام ۷-۳۰ انگریزی: رات ۹-۱۵ کھیل کود: شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

...رہ پروگراموں کے لیے "آواز" شمارہ ۱۶ ستمبر دیکھیے

ہفتہ یکم اکتوبر

دہلی 'الف'

...۸، رات ۹-۰۰
شرمشٹھا سین : ستار
۱۰... منورما آہوجہ : گائن
۱۱... بسم اللہ خاں اور ساتھی، شہنائی
۱۱...، سہ پہر ۵-۴۰
اقبال احمد خاں : گائن

دوپہر

۱۲... لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

سوا ستھیہ رکھشا
آج کے ساتھی
ریڈیو سنگیت سمیلن
بھیم سین جوشی : گائن

دہلی 'ب'

سنگیت سوربھی
استاد مشتاق حسین خاں، گائن
سنگم
ملیالم گیت
۹... لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۲-۳۰ شرمشٹھا سین : ستار

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹوناٹ

اتوار ۲ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۵-۵۵ گاندھی جینتی کے موقع پر راج گھاٹ
منعقد تقریبات کا ریلے
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
سمتی متاںکر : گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ نرملا ارون : گائن
مہاپرش مشرا : طبلہ
بمل مکرجی : ستار

دوپہر

۱۲-۱۵ 'چوبارہ'، جھلکی
تحریر : چرنجیت
۲-۰۰ گاندھی جی کے پریہ بھجن
۲-۳۰ 'ابھی شپت گندھار'، ناٹک
تحریر : ڈاکٹر شنکر شیش

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ ٹی ایس راگھون : گائن

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین
این ناگ راجو اور ساتھی : ناگیشورم

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پنڈت جسراج : گائن
۷-۵۰ سنگم : اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۲-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۲-۳۰ سمتی متاںکر : گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
ایرانگم : بھجن اور گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۳ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
نصیر ظہیر الدین ڈاگر اور
نصیر فیاض الدین ڈاگر : گائن
۱۰-۳۵، سہ پہر ۵-۴۰
ظفر احمد خاں : ستار
۱۱-۰۲ رام اوتار : گائن
۱۱-۳۰ احمد جان تھرکوا : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'جیون کی تلاش میں'، ناٹک
تحریر : منورما بھٹناگر

رات

۸-۰۰ سوا ستھیہ رکھشا
۸-۱۵ پنڈت منی رام : گائن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
رام اوتار : گائن
۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۲-۳۰ نصیر ظہیر الدین ڈاگر اور
نصیر فیاض الدین ڈاگر : گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
امرجیت : گیت، بھجن اور غزلیں

منگل ۴ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
اتیندر کمار موئترا : سرود
۱۰-۳۵، سہ پہر ۵-۴۰
رادھے راج : گائن
۱۱-۰۲ گھنشیام داس پربھاکر : جلترنگ
۱۱-۳۰ رسولن بائی : ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ نئے پرکاشن
۹-۳۰ 'پنچیکتا یم سموادم'، سنسکرت ناٹک
تحریر : کملا رتنم
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
ڈی۔ کے۔ جیارمن، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گھنشیام داس پربھاکر : جلترنگ
۷-۵۰ سگم سنگیت : بنگلا گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ اتیندر کمار موئترا :
سرود وادن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
وی۔ ایچ۔ ساگر ، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۵ اکتوبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، ۱۱-۲۰، رات ۹-۰۰
جگن ناتھ وساتھی ، شہنائی
۱۰-۳۵، سہ پہر ۵-۴۰
مرنالنی کھانڈیکر ، گائن
۱۱-۳۰ سوہن سنگھ ، گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ 'چوبارہ' ، جھلکی
تحریر ، چرنجیت
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
شرافت حسین خاں ، گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
غلام مصطفٰے خاں ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۲۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
پدما سرینواسن ، گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
شانتی ہیرانند ، غزلیں

جمعرات ۶ اکتوبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، ۱۱-۲۰، رات ۹-۰۰
سلوچنا برہسپتی ، گائن
۱۰-۳۵ بھیم سنگھ ، کلارنٹ
۱۱-۳۰ طبلہ اور پکھاوج وادن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلا لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ بال کاریہ کرم
رات
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، علاقائی سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
کے۔ ایس گوپالا کرشنن ، بانسری
سدھا کرشنا مچاری ، گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
بھیم سنگھ ، کلارنٹ
۷-۵۰ سنگم ، مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۲۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ سدھا کرشنا مچاری ، گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
انجنا چٹرجی ، گیت ، بھجن

جمعہ ۷ اکتوبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، ۱۱-۲۰، رات ۹-۰۰
ایل۔ کے۔ پنڈت ، گائن
۱۰-۳۵، سہ پہر ۵-۴۰
چندن رائے ، سرود
۱۱-۳۰ اندرانل بھٹاچاریہ ، ستار
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
محمود مرزا ، ستار
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کشوری امونکر ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۲۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ ایم۔ جی۔ سوامی ناتھن ، گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
اندر ناراشن ، گیت ، بھجن اور غزلیں

ہفتہ ۸ اکتوبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، ۱۱-۲۰
بے نظیر بیگم ، ٹھمری ، دادرا
۱۰-۳۵، سہ پہر ۵-۴۰
ایس۔ این۔ گلاٹی ، وائلن
۱۱-۳۰ دبیر خاں ، بین
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۰۰ رمضان خاں ، طبلہ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
مہاراج پورم سنتانم ،
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
مالنی راجورکر ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک سنگیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۲۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ مالتی گولانی ، گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹو نائٹ

اتوار ۹ اکتوبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
بلرام پاٹھک ، ستار
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
دوپہر
۱۲-۱۵ 'دو کمروں میں بھرا پریوار' ، ناٹک
تحریر ، رام سرن شرما
۲-۳۰ ناٹک
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
پپو چندر شیکھر ، ونیا داور
رات
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ سنگیت پتریکا
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
بینا پانی مشر ، گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سدیشوری دیوی ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۲۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ بلرام پاٹھک ، ستار
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
وندنا واجپئی ، غزلیں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۰ اکتوبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
میرا۔ پی۔ دیش پانڈے ، گائن
۱۰-۳۵، سہ پہر ۵-۴۰
چھوٹے خاں ، سارنگی

۱۱، رات ۸-۱۵
ملک ارجن منصور : گائن
۱۱ مختار احمد ، سرود

۱۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲ ' پنچیکتایم سمووادم ' ، سنسکرت ناٹک
تحریر : کملا رتنم

۸ سواستھ رکھشا
۹ نیشنل پروگرام : تقریر
۱۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
کے۔ ایس نارائن سوامی : وینا
دہلی 'ب'

۷ سنگیت سوربھی
مختار احمد ، سرود
۷ سنگم : سندھی گیت
۹ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

۳، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳ میرا۔ پی۔ دیشپانڈے ، گائن

۶، ۴۵-۸
اسٹینلے والٹر ، گیت اور غزلیں

منگل ۱۱ اکتوبر

دہلی 'الف'

۸، رات ۹-۰۰
شفیع احمد ، گائن
۱۰، سہ پہر ۵-۴۰
بلونت رائے ورما ، ستار
۱۱ شرت چندر اروکر ، گائن
۱۱ اوم پرکاش ، دلربا

۱۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت
۵ گیان وگیان

۸ ادیوگ منڈل
۸ ہندی تقریر
۹ ناٹک

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
اشوک رائے ، سرود
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
اوم پرکاش : دلربا
۷-۵۰ سنگم : تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳-۳۰ شفیع احمد خاں ، گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
کرونا ابرول ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۱۲ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۲۰، رات ۹-۰۰
نرنجن پرساد : بانسری
۱۰-۳۵ رام چتر ملک ، گائن
۱۱-۳۰ چتر رائے : گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت
۵-۴۰ بلو خاں وارثی : طبلہ
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ ' دو کمروں میں بھرا پریوار ' ، ناٹکہ
تحریر : رام سرن شرما
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
آر۔ ویداولی ، کرناٹک گائن
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سنندہ پٹنائیک ، گائن
۷-۵۰ سنگم
گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بندیل کھنڈی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳-۳۰ وی۔ ایس۔ سندری ، گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
کمل ہنسپال : گیت ، غزلیں

جمعرات ۱۳ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۲۰، رات ۹-۰۰
راس بہاری دتہ : ستار
۱۰-۳۵ میرا بنرجی ، گائن
۱۱-۳۰ پرومیلا پوری : گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کونکنی لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم
رات
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
نصیر امین الدین ڈاگر : گائن
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
پرومیلا پوری ، گائن
۷-۵۰ سنگم : مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳-۳۰ کلپکم بالا سبرامنیم ، کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
ارمیلا وڈھیرہ ، گیت ، غزلیں

جمعہ ۱۴ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۲۰، رات ۹-۰۰
مہندر شرما ، گائن

۱۰-۳۵، سہ پہر ۵-۴۰
اشوک کمار و ساتھی ، شہنائی
۱۱-۳۰ رادھیکا موہن مونترا : سرود
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ ادلوکن
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
ایم۔ چندر شیکھر : وائلن
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جتندر ابھی شیکی : گائن
۷-۵۰ سنگم : تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
ٹی۔ ایس۔ وشوانا تھن ، گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
ترلوک کپور ، بھجن ، غزلیں

ہفتہ ۱۵ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۲۰، رات ۹-۰۰
او۔ پی۔ کپور ، ٹھمری ، دادرا
۱۰-۳۵ وی۔ جی۔ جوگ ، وائلن
۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۴۰
شری کرشن شرما ، گٹار
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتھی

(آگے ص ۳۶ پر)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۴۰۱/۶ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
لکھنؤ 'ب' صبح ۲-۴۵/۵-۴۵ سے ۷-۴۵ ، ۹۳/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو
صبح ۸-۰۰ سے ۹-۳۰ ، ۴۸/۸۲ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
صبح ۹-۴۵ سے شام ۵-۱۵/۵-۴۵ ، ۴۸/۶۱ میٹر ۶۲۵۰ کلوہرٹز شام ۵-۳۰ سے رات ۱۲-۰۰ ، ۹۳/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی) ہندی: صبح ۸-۰۰ بجے، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ بجے، شام ۶-۰۵، شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵ بجے
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰ بجے، شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے
سنسکرت: صبح ۷-۰۰ بجے، شام ۶-۱۰ بجے اردو: صبح ۸-۰۵ بجے، شب ۹-۱۵ بجے نیوز ریلیز (ہندی): صبح ۹-۰۰ بجے
ضلع کی چیٹھی: صبح ۹-۰۵ بجے علاقائی: دوپہر ۲-۳۰ بجے (اردو)، صبح ۷-۲۰ بجے، شام ۷-۲۰ بجے (ہندی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

لکھنؤ 'الف'

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم/منگل دھونی
۶-۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶-۳۰ آرادھنا
۶-۴۵ گاندھی چرچا (جمعہ)
۶-۵۰ دچار وندو (جمعہ کے علاوہ)
۶-۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷-۰۵ مانس گان
۷-۱۵ روزگار سے متعلق اطلاعات
۷-۳۰ اورتی
۸-۲۱ صبح، شام: لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ اسن کھوائے کا گیت (اتوار)
۹-۱۵ پتر کے لیے دھنیہ واد
۹-۳۰ گیتکا (دوسرے اور چوتھے اتوار)
انگ (پہلے، تیسرے اور پانچویں اتوار)
۹-۴۵ بال سنگھ (اتوار)
۱۰-۳۰ لوک رنگ (اتوار)
۱۰-۴۵ آئینہ (اتوار)
۱۱-۰۰ منجوشا (اتوار)
۱۱-۳۰ پھر سنیئے (اتوار)

دوپہر

۱۲-۰۰ جیوتی پنج (اتوار)
۱۲-۰۵ گیت جو گائیں یادیں (اتوار)
۱۲-۱۰ دریا کھیتوں کے لیے
(اتوار اور چھٹیوں کے علاوہ)
۱۲-۳۰ کاریشیل جیلاؤں کے لیے (اتوار)
من بھاون (پیر، بدھ، ہفتہ)
حسن نظر (منگل)
سنگیت سنواد (جمعرات)
بزم قوالی (جمعہ)
۱-۱ آج اتوار ہے: جھلکی (اتوار)
گھر آنگن (پیر، جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل، جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۱-۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱-۴۰ جوانوں کے لیے
۲-۳۰ وگیان اور کسان
۲-۳۵ آج اور کل کا کاریہ کرم اور موسم کا حال

شام

۴-۳۰ سنسکرت پروگرام (اتوار)
سنسکرت شکشا (پیر، بدھ)
تامل شکشا (جمعرات، جمعہ)
رویندر سنگیت (ہفتہ)
۴-۴۵ لوکائتن
(اتوار، پیر، منگل، جمعرات، ہفتہ)
آؤ بچو! (بدھ)
بال گوپال (جمعہ)
۵-۱۵ یو وانی
۶-۰۰ اطلاعات
۶-۱۵ مزدور منڈل
۶-۴۵ آج اور کل کے کاریہ کرم اور موسم کا حال
۶-۵۰ کسانوں کے لیے
۷-۳۰ بات ایک فلم کی
(ایک ہی فلم کے گیت) جمعہ
یووانس (پیر)
کلا جگت (منگل)
پتر کے لیے دھنیہ واد (بدھ)
وگیان جگت (جمعرات)
کھیل جگت (ہفتہ)
جن جیون (اتوار)

رات

۷-۵۰ بھاؤنا کے سُر (بدھ)
۸-۰۰ انبھوتی (اتوار)
دیس ودیش (پیر)
وارتا کرم (منگل)
سامائک پرسنگ (بدھ)
سوتنتر وارتائیں (جمعرات)
کرمشیہ/سنسکرت پروگرام (جمعہ)
اس پکھوارے کی کہانی (ہفتہ)
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ پرادیشک سماچار درشن (اتوار)
۹-۴۵ بھارت بھارتی (منگل)
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری (بدھ)
۱۰-۰۰ سنگیت رس (اتوار)
۱۱-۱۰ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ 'ب'

صبح

۵-۵۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۷-۴۵ اختتام
۸-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۹-۳۰ اختتام (اتوار کے علاوہ)

دوپہر

۱۲-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۲-۳۵ اختتام

شام

۴-۳۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۵-۴۵ اُتراکھنڈ پروگرام (لکھنؤ اور نجیب آباد)
۶-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۱۱-۱۰ اختتام

ہفتہ یکم اکتوبر

صبح

۷-۴۵ شنکر داس گپتا، شلیندر یوگی: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کیلئے
۹-۱۰ راجن مشرا، ساجن مشرا: خیال للت
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
افضل حسین خاں نظامی: سگم سنگیت
۱-۱۰ علی اکبر خاں: سرود وادن
۴-۳۰ رویندر سنگیت

اتوار ۲ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ محمد حیات خاں اور ساتھی: کورس
۸-۳۰ اردو پروگرام
گاندھی جینتی پر خصوصی پروگرام

رات

۸-۱۵ لکشمی بائی راٹھور: سگم سنگیت
۸-۳۰ پرادیشک سماچار درشن
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹو نائٹ

پیر ۳ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ سوتنتر کمار اوجھا، راجندر شکل سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
گوری شنکر: کلارنٹ وادن

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
رینا ٹنڈن: سگم سنگیت

رات

۹-۴۵ سویتا دیوی: ٹھمری

منگل ۴ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ رماسین، احمد حسین محمد حسین: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام - میگزین
۹-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں: گائن

رات

۸-۱۵ الکارانی: سگم سنگیت

بدھ ۵ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ شانتا سکینہ، سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰، دوپہر ۱-۱۰
بھگوان داس مصر: سارنگی وادن

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
افضل حسین نگینہ، سگم سنگیت

رات

۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری
۱۰-۰۰ 'دہلیز پر سنواد' ہندی ناٹک
تحریر: سدھا اروڑہ

جمعرات ۶ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ مہندر پال، چندر کانت گندھرو: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
خط کیلئے شکریہ
رنگِ تغزل

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
دیپا شری موہن: سگم سنگیت

جمعہ ۷ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ اوشا سیٹھ: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
گوپال چندر نندی: وائلن

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
انیما سریواستو، سگم سنگیت

رات

۹-۳۰ 'اتی سودھوا شیپہ کو مارگ'
تحریر: شنکر دیال پانڈے

ہفتہ ۸ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ صلاح الدین اور ہرمیت کور: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
شعری نشست
۹-۱۰ اکبر حسین خاں: طبلہ سولو

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
غلام دستگیر: سگم سنگیت
۱-۱۰ کمار گندھرو: خیال
۴-۳۰ رویندر سنگیت

اتوار ۹ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ وانی جے رام، پشپا پاگدھرے: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
بچوں کیلئے

رامپور

۳۳۳-۶۲ میٹر (۸۹۱ کلو ہرٹز)

خبریں

ھندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی) ھندی: ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰ رات ۹-۰۰
اردو: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵ سماچار پاتر ھندی: صبح ۹-۰۰
ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم: آربھک / دھگھوشنا منگل دھونی
۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ) جمعہ: گاندھی چرچا
۶-۴۰ سنو کسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت (علاوہ جمعہ، اتوار) جمعہ: کاویہ سور بھ/ واتائن اتوار: آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو) درپن (ہر جمعہ کو) سگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱۰ تا ۱۰-۰۰ بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو) فلمی قوالی (ہر پیر کو) آپ کی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو) سورسنگم (ہر بدھ کو) دھنک (ہر جمعہ کو) ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو) مہلا جگت (ہر پیر کو) دھرتی گاتی ہے (پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو) پٹھان راگ (دوسرے اور چوتھے منگل کو) گرامین مہلاؤں کے لیے (ہر بدھ کو) گیتیکا (ہر جمعرات کو) نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو) سواستھ سندیش (ہر ہفتہ کو)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر ہفتہ کو)
۲-۲۰ چترپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲-۳۷ آس پاس (ہر اتوار)

تیسری مجلس

شام

۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ علاقائی سوچنائیں
۶-۳۰ یوواوانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ پریوار کلیان پرشن وتری (ہر اتوار کو) اردو پروگرام (ہر پیر کو) انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو) آپ نے لکھا ہے (دوسرے اور چوتھے بدھ کو) شرتاؤں کے بیچ (پانچویں بدھ کو) آپ کی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو) لیجیے پھر سنیے (ہر جمعہ کو) ہندی تقریر (ہر ہفتہ کو)
۸-۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل) اتوار: جوئے بار منگل: سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو) شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ وادیہ ورند (ہر منگل کو)
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳۰ پچار بیت (ہر اتوار کو) ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ آپ کی پسند (ہر اتوار کو) وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)
۱۰-۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو) محفل (پانچویں پیر کو)

ہفتہ یکم اکتوبر

صبح

۸-۲۱ سادھنا مہروترہ: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ سواستھ سندیش
(۱) کہانی از انل شریواستو
(۲) "رکت چاپ - کارن اور اپچار" تقریر از ڈاکٹر ایم - ایس - سیٹھ

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت
(۱) "اسپرشتا — ایک امانویہ کریتی" مذاکرہ شرکا: وشواوتار جیمنی، سچیت گوسندی اور شوبھا نندہ
(۲) غزل

رات

۸-۰۰ گنیش جی کے پریہ بھجن
۹-۳۰ شہزادہ اور ساتھی، چہاربیت۔

اتوار ۲ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ سموہ گان شکشا
۸-۲۱ رجنی ماتھر: لوک گیت

پیر ۳ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ وانی جیارام: سگم سنگیت
۸-۲۱، دوپہر ۲-۲۰ آر - سی - پانڈے، لوک گیت

جمعرات ۱۳ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ مقصود علی، انجلی بنرجی: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام خط کیلئے شکریہ رنگِ تغزل
۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۱۰، رات ۱۰-۳۰ الیاس خاں: ستار وادن

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵ سجاتا چکرورتی: سگم سنگیت

جمعہ ۱۴ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ نریندر پنڈت، مبارک بیگم سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام میگزین
۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۱۰ پریم سنگھ کنوت: خیال

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵ الطاف حسین: سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۰ قوالیاں

ہفتہ ۱۵ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ بھوشن مہتہ: سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام خواتین کیلئے
۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۱۰ مقصود علی: ستار وادن

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵ دی کے چٹرجی: سگم سنگیت
۱-۱۰ نثار حسین خاں: خیال
۴-۳۰ رویندر سنگت

آج اتوار ہے
"مرمت"، جھلکی
تحریر: شیام تیواری

گورچرن سنگھ چنی: سگم سنگیت
پرادیشک سماچار درشن
ساہتیہ لوک

پیر ۱۰ اکتوبر

۷ چندروا آتما، سمنا رائے: سگم سنگیت
۸ اردو پروگرام ملاقات
۹، رات ۹-۴۵، ۱۰-۳۰ سریندر زنگر اوستھی: خیال

۱۲، رات ۸-۱۵ اے - کے - بنرجی، سگم سنگیت
۱۲ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

منگل ۱۱ اکتوبر

۷ سیما شرما، محمد حیات و ساتھی: سگم سنگیت
۸ اردو پروگرام: میگزین
۹، دوپہر ۱۲-۱۰ ہری موہن شریواستو: بانسری

دوپہر

۱۲، رات ۸-۱۵ کاجل بنرجی، سگم سنگیت

بدھ ۱۲ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ رام کمار شرما: طبلہ سولو

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵ گوری نندی: سگم سنگیت
۱۲-۱۰، رات ۱۰-۳۰ ایم - ڈی - شنکر رشی، وائلن وادن
۱-۱۰ ممتاز علی خاں: خیال

جمعہ ۷ اکتوبر

صبح

6-45 بھجن

7-30، دوپہر 12-30
سگم سنگیت

7-45 'نویں کرشمے' پنجابی تقریر

8-20، سہ پہر 5-05
سروپ سنگھ سروپ، شبد اور پنجابی گیت

9-05، دوپہر 12-02
الیس کے دتہ، ستار وادن
ہری اوم سریواستو، طبلہ سنگت

دوپہر

2-30 تنکرداس و ساتھی، بھینٹاں
5-15 سورن باوا، لوک گیت

رات

9-30 ہندی ناٹک
10-00 ریڈیو سنگیت سمیلن

ہفتہ ۸ اکتوبر

صبح

6-45 شبد
7-30 بھجن
7-45 گردھاری لال و ساتھی، بھینٹاں

9-05، دوپہر 12-02
گریش، راگ بسنت مکھاری

دوپہر

12-30 جھلکی، طنز و مزاح کا پروگرام
5-05 پنجابی گیت
5-15 ہرپریت سوہل، لوک گیت

شام

7-45 چرنجیت کور، گیت اور غزل
9-30 ریڈیو سنگیت سمیلن

اتوار ۹ اکتوبر

صبح

6-45 آسا دی وار
7-30 مانس گان
8-20 مسیحی بھجن
9-15 بچوں کیلئے
10-00 ریڈیو سنگیت سمیلن

دوپہر

12-02 شوبھا گرتو، دادرا
2-30 جاگیر محمد، کافیاں

5-15 سوہاگر بل کول اور ساتھی، بھینٹاں

شام

7-45 جاگرت
8-30 سیتا کوہلی، گیت اور غزل
10-00 ریڈیو سنگیت سمیلن

پیر ۱۰ اکتوبر

صبح

6-45 بھجن
7-30 جاگرت
7-45 شبد
8-20 کرتار چند جوگی، بھینٹاں
9-05 سرفراز حسین خاں، خیال

دوپہر

12-02 فرمائشی فلمی گیت
2-30 پرکاش چند چمن، لوک گیت
5-05 دیہی بچوں کیلئے

شام

6-45 سروجنی مراٹھے، گیت اور غزل
9-30 پنجابی ناٹک
10-00 ریڈیو سنگیت سمیلن

منگل ۱۱ اکتوبر

صبح

6-45 شبد
7-30 'ساڈا دیش ساڈی سبھیتا'، فیچر
تحریر، موہن لال
8-20 ہنسراج و ساتھی، بھینٹاں
9-10 پنڈت جسراج، گائن

دوپہر

12-02 نالے گلاں نالے گیت
پیشکش، سادھو سنگھ گوبند پوری
2-30 رجنی دیوی، لوک گیت
5-15 کرتار سنگھ چانن ڈھاڈی و ساتھی، واراں

رات

8-15 پشپا ہنس اور چندر کانتا، گیت و غزل
10-00 ریڈیو سنگیت سمیلن

بدھ ۱۲ اکتوبر

صبح

6-45 بھجن

7-30، دوپہر 12-15
بھائی شان سنگھ جوگی، شبد

8-20، شام 7-45
رمیش شرما، بھجن اور غزلیں

9-05، دوپہر 12-02
پی۔این۔ چیمبر، ستار وادن
جیالال، طبلہ سنگت
9-20 شری لوکالیکر، سبدھ سنگیت

دوپہر

2-30 گوردیپ سنگھ، لوک گیت
5-05 ننھے منے بچوں کیلئے

رات

9-30 فرمائشی فلمی گانے
10-00 ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعرات ۱۳ اکتوبر

صبح

6-45 شبد

7-30، سہ پہر 5-05
مہندر پال سنگھ نگینہ، گیت
7-45 منموہن کور، لوک گیت

8-02، دوپہر 12-15
پریم پاٹھک، بھجن
9-05 چمن لال ملی، خیال

9-20، دوپہر 12-02
بیراگی ——
آرکیسٹرل کمپوزیشن از ایم وائی کاماساسٹری

دوپہر

12-30 لوک گیت
5-15 جیون سنگھ چندن اور ساتھی، لوک گیت

رات

9-30 ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعہ ۱۴ اکتوبر

صبح

6-45 بھجن

7-30، دوپہر 12-30، شام 7-45
ارشاد رحمت قوال و ساتھی، نعتیں، غزلیں اور کافیاں

8-20، سہ پہر 5-05
پنجابی گیت

9-05، دوپہر 12-02
یش پال، خیال
ونن کمار ورما، طبلہ سنگت

2-30 تنکرداس و ساتھی، بھینٹاں
5-05 راج و ساتھی، بھینٹاں

رات

9-20 ہندی ناٹک
10-00 ریڈیو سنگیت سمیلن

ہفتہ ۱۵ اکتوبر

صبح

6-45 شبد

7-30، دوپہر 12-15، سہ پہر 5-05
ہربھجن لال، بھجن، گیت اور کافی
7-45 گردھاری لال و ساتھی، بھینٹاں

9-05، دوپہر 12-02
موہن لال کنور، بانسری

دوپہر

2-30 طفیل نیازی اور جاوید طفیل، لوک گیت
5-15 لال چند یملاجٹ اور ساتھی، لوک گیت

رات

10-00 ریڈیو سنگیت سمیلن

غزل

عاجز ہنگن گھاٹی

کوئی شیشہ بکف آئے تو آسانی سے نکلوں گا
میں اک جھرنا ہوں چٹانوں کی پیشانی سے نکلوں
تقدس گاؤں کا تم اپنے مکھڑے پر سجا لینا
میں اپنے شہر کی مانوس ویرانی سے نکلوں
تم اپنے جسم کو دوکان میں ترتیب سے رکھنا
میں سایہ بیچ کر بازار حیرانی سے نکلوں
تم اپنی روح کی آنکھیں کسی منظر میں رکھ دینا
میں اپنا جسم لے کر قصر سلطانی سے نکلوں
میں بھولی بسری یادوں کے حجرو کے کا ہوں نظارہ
نہ جانے کل سیلاب کے پانی سے نکلوں
میں اپنے جسم کا آسیب ہوں سایہ نہیں عاجز
عمل سورج کا کرنا میں درخشانی سے نکلوں

(ناگپور سے نشر)

وھتک

میڈیم ویو ۲۶۲٫۴ میٹر ۱۱۴۳ کلو ہرٹز

خبریں

دی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
ریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

وزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۶ اور ۷-۰۵ شام
بھگتی سنگیت
۶ کھیتی باڑی
۷ پروگراموں کا خلاصہ
۷ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۸ لوک سنگیت
(اتوار کو بچوں کیلئے)
۸ سب رس
۱ فلمی سنگیت

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت
(بدھ کو ننھے منے)
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۷-۳۰ روزگار سماچار
۹-۱۶ ایک فلم سے

۹-۱۶ ایک فلم سے 'پتنیا'

ہفتہ یکم اکتوبر

صبح
، شام ۷-۴۵
دینا ناتھ، سگم سنگیت
۷ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۷ کلاسیکی موسیقی
۸ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲ پھر سنئے
۱ ورندگان
۱ اساتذہ کیلئے
۲ ضلع سنگھ، لوک سنگیت

شام
۵ یووا سنسار
۶ راگنی سانگوں سے
۶ کرشی جگت
۷ گرامین سنسار
۸ ہریانہ درشن
۸ سورمنجری

اتوار ۲ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سشیل کمار شرما، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندرگڑھ کی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ پریم لتا ڈاگر اور بہادر ناتھ و ساتھی:
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'لوٹ مار'

پیر ۳ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شیام بھتیجہ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ لکشمی دھر، بانسری
اوم پرکاش تلاوت، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار (انگریزی)
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'میلہ'

منگل ۴ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
بھائی سنتو کھ سنگھ راگی، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسا ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ راجندر مراثی اور وندنا سکینہ:
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'پھر وہی رات'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۵ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدھوبالا بھارگو: سگم سنگیت
۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
دیال سنگھ رانا، بانسری
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ گستریں
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ شیر سنگھ اور نتھو رام شرما:
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے، گیت، کہانی
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'انکھن دیکھی'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۶ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
کنول سدھو: سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ راجیش کمار اور راجکمار شرما،
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار

۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۵ ایم۔آر۔گوتم : گائن
۹-۰۵ محفل

شام

۶-۵۵ ساماٹیک چرچا
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۷-۲۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۳۰ وادیہ وِرند
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن

ھفتہ ۸ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ سویتا دیوی : گائن
۷-۴۰ پرکاش کرن
۸-۲۱ آندھرا پردیش کے لوک گیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۵۵ ضلع کی چٹھی
۷-۰۵ اساتذہ کیلئے
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ شمبھوناتھ : سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی سنگیت
۹-۱۶ ہیم درشن ، علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن

اتوار ۹ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ امجد علی خاں : سرود
۷-۲۵ ریڈیو شروتا کلبوں سے
۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۵ اِن دنوں
۹-۳۰ مانس گان
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ڈرامہ

دوپہر

۱۲-۰۰ پٹاری : رنگارنگ پروگرام
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل : خواتین کیلئے

شام

۶-۵۵ اس ماس کا گیت
۷-۰۵ پریوار کلیان پروگرام

۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ شوِرام : بانسری پر پوریا کلیان
۹-۱۶ میکر پستک سنگرہ سے
۹-۳۰ گیت پہاڑ ائے

پیر ۱۰ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ نیلادھر : میاں کی توڑی
۷-۴۵ جیون جیوتی
۸-۲۱ شبد
۸-۳۵ ادبی پروگرام
۹-۰۵ پرانی فلموں سے

شام

۶-۵۵ ضلع کی چٹھی
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۳۰ دیش گان
۹-۱۶ ہیم ترنگنی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
۹-۴۵ مینا کپور : سگم سنگیت

منگل ۱۱ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ساز سنگیت
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۵ کھیل سمیکشا
۹-۰۵ راگ چھایا

شام

۶-۵۵ ساماٹیک چرچا
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۷-۲۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۱۵ سرلا کپور : سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۶ وگیان جگت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن

بدھ ۱۲ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۷-۴۵ جیون جیوتی
۸-۲۱ ٹھمری دادرا
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶-۵۵ ضلع کی چٹھی
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ وِرند
۹-۱۶ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۳ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ گائن
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو واکشر
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۵۵ وگیان چرچا
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ پریوار کلیان
۸-۳۰ بھگتی سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : روپک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن

جمعہ ۱۴ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ جیون جیوتی
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۱ شری رام شرما : بھجن
۸-۳۵ گائن
۹-۰۵ محفل

شام

۶-۵۵ ساماٹیک چرچا
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۲۵ مایا راوت : سگم سنگیت
۸-۳۵ بانسری
۹-۱۶ ہندی تقریر

غزل

کرشن مو…

چپکے چپکے آنکھ جو شرما رہی…
پھر کہانی عشق کی دہرا رہی…
دھیمی دھیمی تشنگی کی لذتوں…
لمحہ لمحہ رُت بدلتی جا رہی…
وہ تھکن جو منزلوں تک آ گئی…
اب لبوں پر مسکراتی جا رہی…
منظروں سے کس قدر مایوسیاں…
دور تک اک خامشی لہرا رہی…
وہ نظر جو سوچتی ہی رہ گئی…
اب اداسی کا چلن اپنا رہی…
پھر کسی حرفِ تہی کے ذائقے…
آرزو ہونٹوں پہ سجتی جا رہی…
سوچتی سی تشنگی حرف و صدا…
ایک نقطے پر سمٹتی جا رہی…
کچھ اجالوں کچھ اندھیروں میں…
زندگی صد رنگ ہوتی جا رہی…
پھر کسی مفہوم اول کی خبر…
اک مدھر مسکان کھلتی جا رہی…
کچھ جواں سی قربتوں کی سنسنا…
شبنمی رشتوں میں ڈھلتی جا رہی…
میرے اندر کون سی شئے ہے…
جو صریحاً مجھ سے الجھی جا رہی…

(دہلی…

۹-۳۰ ہندی ناٹک

ھفتہ ۱۵ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ساز سنگیت
۷-۴۰ پرکاش کرنیں
۸-۲۱ ہریانہ کے لوک گیت
۸-۳۵ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۵۵ ضلع کی چٹھی
۷-۰۵ اساتذہ کیلئے
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ دیش گان
۸-۳۵ وادیہ وِرند
۹-۱۶ من منتھن
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن

...ندھر، چنڈی گڑھ

...الف" ۳۴۴۳ء۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۳ء۴۲۷ میٹر ۷۰۳ کلو ہرٹز
...۲۰۹ء۶ میٹر ۱۴۳۰ کلو ہرٹز

خبریں

...ی : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵، ۶-۲۰ (پرادیشک سماچار) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
...ب : صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک سماچار) شام ۷-۳۰
...ی صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
... : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ تبصرہ
...گار سماچار : شام ۷-۴۰

...نہ نشر ہونیوالے پروگرام

جالندھر 'الف'

...وندے ماترم اور منگل دھونی
...بھگتی سنگیت
...موسم کا حال اور
...کھیتی باڑی پروگرام
...بریچے : پروگراموں کا خلاصہ
...آسا دی وار (اتوار)
...امرت بودھ
...رام چرت مانس (اتوار)
...ساماگیکی
...فوجیوں کے لیے
...موسم کا حال : اَنت کھیتی
...سگم سنگیت
(ساڈے آس پاس، ہفتہ)

شام

۵-۳۰ گوربانی وچار
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۴۰ روزگار سماچار
۹-۲۵ اردو میں تبصرہ

جالندھر 'ب'

شام

۶-۰۰ یووانی پروگرام
۶-۴۵ یونیورسٹی پروگرام
۷-۰۰ پنجابی میں رنگارنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

...ہفتہ یکم اکتوبر

...شبد
دوپہر ۱۲-۰۰...
جوگندر تکھی : کلارنٹ وادن
تلک راج : طبلہ سنگت
...دوپہر ۱۲-۱۵، ۵-۰۵...
...سجاشن چندر گپتا : بھجن اور

گیت

۹-۳۰ کرتار سنگھ سندھو : شبد

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک سنگیت
۵-۱۵ گوردیو سنگھ کوٹل : لوک سنگیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
ریڈیو سنگیت سمیلن

اتوار ۲ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ آسا دی وار
۷-۴۵ پریتی بمب
پیشکش : ایس ایس بٹالوی
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۱۵ بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دوپہر

۱۲-۰۲ حفیظ احمد خاں : خیال
۲-۳۰، ۵-۱۵
لوک گیت : سموہ گان

شام

۶-۴۵ جاگرت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

پیر ۳ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ شبد
۷-۴۵ جاگرت
۸-۲۰ ہنسراج ہنس : لوک گیت
۹-۰۵ ایرن رائے چودھری : خیال

دوپہر

۱۲-۰۲ فرمائشی پنجابی گیت
۱۲-۴۵ جیون جاچ
خاندانی بہبود کا پروگرام
۲-۳۰ امر سنگھ لکھن پوری اور ساتھی : لوک گیت
۵-۰۵ دیہی بچوں کیلئے

رات

۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

منگل ۴ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ 'مٹی دی مہک'، غنائیہ
۸-۲۰ ہردیو سنگھ خوشدل : لوک گیت
۹-۱۰ بھیم سین جوشی : گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ نالے گلاں نالے گیت
پیشکش : ایس ایس گوبند پوری
۲-۳۰ باغ سنگھ : لوک گیت
۵-۱۵ برکت سدھو : لوک گیت

شام

۷-۴۵ تعلیم بالغاں کے موضوع پر تقریر
۹-۳۰ کھیڈ سنسار
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

بدھ ۵ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ قدم قدم بڑھا چڑھا
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی گورنام سنگھ راگی و ساتھی : شبد
۷-۴۵ جیون جیوت
۸-۲۰ پنجابی گیت
۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۰۲
برہم سروپ سنگھ : وچتر وینا

دوپہر

۲-۳۰ دھنا سنگھ رنگیلا : لوک گیت
تارا چند : الغوزہ سنگت
۵-۱۵ ننھے منوں کیلئے

شام

۷-۴۵ صلاح الدین احمد : گیت، غزل
۹-۳۰ فرمائشی فلمی گانے
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعرات ۶ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۱۵
مدھوریما : بھجن
۷-۴۵ چندر کانتا کپور : لوک گیت
۸-۲۰، سہ پہر ۵-۰۵
برہم سروپ سنگھ : شبد اور گیت
۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۰۲
مہندر سنگھ : ٹھمری اور دادرا

دوپہر

۲-۳۰ رویل سنگھ : لوک گیت
اشونی کمار : ڈھولک سنگت
۵-۱۵ اوشا جیسوال : لوک گیت

رات

۸-۰۰ سرجنا : پنجابی ادبی پروگرام
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دوپہر

۱-۱۰ بندیا

(۱) 'چرکماری سبھا' ناٹیکہ

(۲) 'پشٹ آہار اور مہیلائیں' تقریراز انیتاسکسینہ

(۳) گیت

۱-۴۰ شاستریہ سنگیت
استاد عبدالکریم خاں ، گائن

شام

۶-۳۰ یووا وانی

۷-۰۰ کرشی جگت

منگل ۴ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ طالب حسین وساتھی ، نعت اور غزل

۸-۲۱ لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ اروند پارکھ ، ستار

شام

۷-۴۵ قانونی سہایتا
ستیش چندر گپتا ایڈووکیٹ

بدھ ۵ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ، دوپہر ۱-۴۰ ، رات ۹-۱۰
عطا حسین خاں ، طبلہ

۸-۲۱ انوپم سریواستو ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ رنجن دوہرا ، گیت ، بھجن

جمعرات ۶ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ گنیش پرشاد مشرا ، گائن

۸-۲۱ ، دوپہر ۲-۲۰
پریم شیل بھٹناگر ، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ علی اکبر خاں ، سرود

رات

۸-۰۰ ایم-ایم-گوسوامی ، غزل

۸-۱۰ ہری پرساد چورسیہ ، بانسری

جمعہ ۷ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ کاویہ سوربھ

۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
ستیش ببتر ، سگم سنگیت

۸-۲۱ ، دوپہر ۲-۲۰
سروج ماتھر ، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ محمد سعید خاں ، محمد رشید خاں ، گائن

رات

۸-۱۰ نثار حسین ، طبلہ سولو

ہفتہ ۸ر اکتوبر

دوپہر

۱-۱۰ سواستھ سندیش
'جن سنکھیا نیسترن کیلئے جن آندولن' مذاکرہ
شرکا ، ڈاکٹر ایم اے زیدی ، اختر علیخاں اور درگیش بابو

رات

۸-۱۰ امرت حسین خاں ، سربہار

اتوار ۹ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ سموہ گان شکشا

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت

(۱) 'کام کاجی مہلاؤں کی پریوار میں استھتی' تقریراز لتا شرما

(۲) 'وش سے بھی ادھک گھاتک - چھوٹی چھوٹی بھولیں' - تقریراز راجندر کماری سکسینہ

(۳) غزل

رات

۸-۰۰ دیش گان

۹-۳۰ ساجد خاں وساتھی ، چہاربیت

پیر ۱۰ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
کانتا دھون ، سگم سنگیت

۸-۲۱ لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ بندیا

(۱) بیتروا تر

(۲) 'گھر کے کام کاج میں اتیہ سدسیوں کی بھاگیہ داری' تقریراز پوجا بھٹناگر

(۳) 'رنگ روپ نکھارنے کے کچھ پرساد شالی

گھریلو اپائے' تقریراز راج رانی دربیلی

(۴) گیت

۱-۴۰ پنڈت جسراج ، گائن

شام

۷-۴۵ اردو پروگرام

منگل ۱۱ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
انور حسین ، غزلیں

۸-۲۱ ، دوپہر ۲-۲۰
ریکھا شریواستو ، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ مانک ورما ، گائن

بدھ ۱۲ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ، دوپہر ۱-۴۰ ، رات ۸-۰۰
احمد رضا خاں ، وینا وادن

رات

۸-۰۰ ہیمنت کمار ، سگم سنگیت

جمعرات ۱۳ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ نبی جان خاں ، کلارنٹ

۸-۲۰ شکنتلا شریواستو ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ شجاعت حسین خاں ، غزل

۸-۱۰ سسر کنا دھر چودھری ، وا...

جمعہ ۱۴ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ منموہن پہاڑی ، بھجن

۸-۲۰ کرشن آریہ وسکھیاں ، لوک گ...

دوپہر

۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
بسم اللہ خاں وساتھی ، شہنا...

ہفتہ ۱۵ر اکتوبر

صبح

۸-۲۱ گیان وتی سکسینہ ، لوک گیت

۱-۴۰ سواستھ سندیش - کاویہ گوشٹھی

رات

۸-۰۰ نیلم ساہنی ، بھجن

بقیہ: دہلی

۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
رئیس خاں ، ستار
دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ڈی-وی-پلسکر ، گائن

۷-۵۰ سنگم ، ملیالم گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

کشمیری لوک گی...

دوپہر

۲-۱۵ ، ۲-۲۰۰

سگم سنگیت

۲-۳۰ رام اوتار ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

پرسار گیت

۹-۳۰ اور گیسٹ ڈوناٹ

فرحت قادری

کس جرم کی آخر یہ سزا کاٹ رہے ہیں ‏ ‏ سانسوں سے ہم اپنا گلا کاٹ رہ...
یہ سنگ تراشی ہے کہ آواز تراشی ! ‏ ‏ ہر روز ہم اِک کوہِ ندا کاٹ ر...
موسم کا تغیر اثر انداز نہیں ہے ! ‏ ‏ ہم شام وسحر فصلِ اَنا کاٹ ر...
شاید کوئی سورج ہے نہاں فکر ونظر میں ‏ ‏ شبنم کو بھی ہم شعلہ نما کاٹ ر...
معلوم ہے پرواز کا انجام مگر ہم ‏ ‏ کچھ سوچ کے آندھی ہوا کاٹ ر...
ان خوف کے عفریتوں سے بچ کر کہاں جاؤں ‏ ‏ چکر جو میرے گھر کا سدا کاٹ ر...
فرحت میرے دشمن ہیں ٹھٹھرتے ہوئے لمحات
جو شعلگیٔ دل بنا کاٹ رہے ہیں ‏ ‏ (پڑھ...

شملہ

...یم ویو ۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
...ٹ ویو صبح ۴۵-۴/۴۵-۵ سے ۳۰-۷ اور شام ۰۰-۶/۳۰-۶ سے رات ۰۰-۱۲
...۹۳٫ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۴۵-۷ سے ۳۰-۹ اور ۴۵-۹ سے شام ۴۵-۴/۴۵-۵ اور
شام ۰۰-۵ سے ۱۵-۶ تک ۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز

خبریں

...ندی: صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲ شام ۰۵-۶ اور رات ۴۵-۸
...گریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱، ۰۰-۲ اور رات ۰۰-۹
...نسکرت: صبح ۰۰-۷ اردو: صبح ۵۰-۸

...روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

...ح
...-۶ وندے ماترم، منگل دھونی
...-۶ گیان دندوا اور دندنا
...-۶ کھیتی باڑی
...-۷ پروگراموں کا خلاصہ
...-۷ کلاسیکی موسیقی
...-۷ سامائیکی
...-۷ پہاڑی سنگیت
...-۹ راجیہ کی چٹھی، موسم کا حال
...-۹ اختتام

...پہر
...-۱۲ اسکول براڈکاسٹ
...-۱۲ اختتام
...-۱ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
...-۲ سنہری کرنیں
...-۲ سب رنگ ۰۰-۳ اختتام

...شام
...-۵ ہماچل پروگرام: لاہول سپتی)
(اتوار، منگل، جمعہ)

۵-۳۰ کنری پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبا پانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل ہفتہ)
چنو منو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت / دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یووان کے لیے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۰۵-۱۱ بجے)

ہفتہ یکم اکتوبر

صبح
۷-۱۰ پنڈت جسراج، گائن
۸-۲۱ برج لوک گیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۶-۵۵ ضلع کی چٹھی
۷-۰۵ اساتذہ کیلئے
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ سگم سنگیت
۹-۱۶ ہیم درشن
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

اتوار ۲ اکتوبر

صبح
۷-۱۰ بسم اللہ خاں وساتھی، شہنائی
۷-۴۰ بھارت بھارتی
۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ بالس گان
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یوواوانی
۱۱-۰۰ ڈرامہ

دوپہر
۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل: خواتین کیلئے

شام
۷-۰۵ پریوار کلیان
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کشوری اموںکر: گائن
۹-۱۶ من منتھن
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے

پیر ۳ اکتوبر

صبح
۷-۱۰ گوپال داس گرگ: طبلہ
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ شبد
۸-۳۵ ادبی پروگرام
۹-۰۰ پرانی فلموں سے

شام
۶-۵۵ ضلع کی چٹھی
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۳۰ دلیش گان
۹-۱۶ جگیاسا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

منگل ۴ اکتوبر

صبح
۷-۱۰ سوہن سنگھ، گائن
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۱، رات ۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سیاحوں کیلئے
۹-۰۵ راگ چھایا

شام
۶-۵۵ سامانیک چرچا
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۷-۲۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۶ شکشا سنسار
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

بدھ ۵ اکتوبر

صبح
۷-۱۰ آر۔ کے۔ سوریہ نارائن: کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ زندہ جشن: ٹھمری، دلورا
۸-۳۵ شاشوت وانی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۶-۵۵ ضلع کی چٹھی
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۷-۲۵ کرشی جگت
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۶ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعرات ۶ اکتوبر

صبح
۷-۱۰ وائلن وادن
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ نریندر کور: پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار

رات
۸-۱۵ لکشمن داس سندھو: غزلیں
۸-۲۵ پریوار کلیان
۸-۳۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعہ ۷ اکتوبر

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ: کلام شاعر
۷-۵۵ سمے کی بات

۶-۱۰ راگنی سانگوں سے
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ آپ کا خط ملا

جمعہ ۷ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مانک لال ورما، سگم سنگیت

۷-۱۰، رات ۱۰-۰۰
راجندر کمار، بانسری وادن

۸-۲۱ لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ لکشمن سنگھ اور بلوان سنگھ مراثی؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
پتریکا
۶-۱۰ راگنی سانگوں سے
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
لوک سنگیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'نئی عمارت'
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۸ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ارملا ناگر، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنیے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
۲-۲۰ رام مہر اور چھمن لال ملک، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
سوال جواب
۶-۱۰ راگنی سانگوں سے
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'ٹکر'

اتوار ۹ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
کمل ہنس پال، سگم سنگیت

۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ کوشلیا کادیان اور سہیلیاں؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'جانی دشمن'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۰ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
دی ایچ ساگر، سگم سنگیت

۷-۲۵ کرنال ضلع کی چھٹی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
رمیش کمار شرما، ستار

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ رتن سنگھ جوگی اور پیارے لال راٹے؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار (انگریزی)
۶-۱۰ بنگالی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'ستارہ'

منگل ۱۱ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سر لیش چندر شرما، سگم سنگیت

۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ جے پرکاش میتری اور سورج بھان؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ اتر پردیش کے گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'ایگریمنٹ'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۲ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شیلے کپور، سگم سنگیت

۷-۲۵ جیند ضلع کی چھٹی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
کندن لال شرما، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ آنگن باڑی
۱-۰۰ کسترنیا
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ ہزاری لال اور پریت سنگھ و ساتھی؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے، گیت، کہانی
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'دو مسافر'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۳ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سنیتا واجپائی؛ سگم سنگیت

۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ ایوب خاں او رسجے سنگھ و ساتھی؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ راگنی سانگوں سے
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ آپ کا خط ملا
۹-۳۰ لیکچر
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۴ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ چندر منی چودھری، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چھٹی

←

آکاشوانی دهلی

سارنگی نواز

درکار ہیں

سٹیشن ڈائریکٹر، آل انڈیا ریڈیو نئی دہلی کو آکاشوانی نئی دہلی میں انسٹرومنٹلسٹ (سارنگی نواز —
ٹ کی آسامی پر کرنے کے لیے امیدواروں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

ی کا نام	اسامی کی تعداد
گی نواز	دو

نوعیت : ڈیوٹی چارٹ کے مطابق بطور اکمپنسٹ/انسٹرومینٹلسٹ شفٹ ڈیوٹیز انجام دینا۔ ضرورت پڑنے پر بطور سولو آرٹسٹ پروگرام دینا۔ خصوصی مواقع کے لیے موسیقی کے خصوصی آئیٹمز
ں اور ریکارڈنگ۔ موسیقی کے پروگراموں کی ریہرسل اور بیلنسنگ میں مدد دینا۔ جب اور جہاں ضرورت ہو
سازوں کی دیکھ بھال کرنا۔ کمپوزیشنز کی علامات اور کتب کی سنبھال۔ موسیقی کے اسباق پیش کرنے میں
شرکت کرنا۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً سپرد کردہ فرائض کی انجام دہی۔
اہلیت، عمر اور فیس اسکیل وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

اہلیت

امیدوار کو متذکرہ بالا زمروں میں سے کلاسیکی موسیقی کے پرفارمنگ میوزک آرٹسٹ بطور آل انڈیا ریڈیو
کے میوزک آڈیشن بورڈ کی جانب سے 'بی' ہائی گریڈ دیا گیا ہو یا اس سے اعلیٰ گریڈ دیا گیا ہو۔
موسیقی میں باقاعدہ اور باضابطہ تربیت۔
موسیقی کے اجتماعی مظاہرے میں دیگر سازندوں کے ساتھ سنگت دینے کی بخوبی صلاحیت۔
سنگت دینے/تنہا ساز بجانے کی صلاحیت۔
ہندی زبان/یا کوئی ایک علاقائی زبان لکھنے پڑھنے کی صلاحیت۔ کسی مسلمہ پرائمری اسکول سے
کم از کم III کلاس پاس کرنے کا ثبوت پیش کرنا ہوگا۔

دیدہ
تانپورہ بجانے کی صلاحیت اور دیگر سازندوں کو تانپورہ پر سنگت دینے کی صلاحیت۔

عمر کی حد :

یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ۱۹ اور ۴۵ برس کے درمیان۔ آل انڈیا ریڈیو کے اسٹاف آرٹسٹوں/
شیڈول کاسٹ/شیڈول ٹرائب امیدواروں کو عمر کی حد میں رعایت دی جائے گی۔

فیس کا اسکیل :

'اے' گریڈ فنکار کے لیے : ۶۵۰-۳۰-۷۴۰-۳۵-۸۱۰-ای بی-۴۰-۸۸۰-۴۰-۱۰۰۰-ای بی-۴۰-۱۲۰۰ روپے۔

'بی' ہائی گریڈ فنکار کے لیے : ۵۵۰-۲۵-۷۵۰-ای بی-۳۰-۹۰۰ روپے۔
اور ساتھ میں وہ بھتے جو آل انڈیا ریڈیو کے اسٹاف آرٹسٹوں کو وقتاً فوقتاً دیے جاتے ہیں۔

عام هدایات :

امیدواروں کو اپنے اخراجات پر ٹسٹ/انٹرویو کے لیے آکاشوانی نئی دہلی پہنچنا ہوگا۔
سرکاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔
منتخب امیدوار کا تبادلہ آل انڈیا ریڈیو کے کسی بھی اسٹیشن/آفس پر کیا جاسکتا ہے۔
تمام ضروری کارروائیوں کی اطمینان کن تکمیل سے قبل منتخب امیدوار کو ابتدا میں عارضی ماہانہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر رکھا جائے گا۔ اس کے بعد مقررہ فیس اسکیل میں ان کو بطور اسٹاف آرٹسٹ تین سالہ معاہدے پر تقرری دی جائے گی۔ اس میں سے دو سال کی مدت آزمائشی شمار کی جائے گی۔
سادہ کاغذ پر درخواستیں مندرجہ ذیل تفصیلات کے ساتھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء تک اسٹیشن ڈائریکٹر آل انڈیا ریڈیو نئی دہلی کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔

۱۔ پورا نام اور پتہ
۲۔ والد کا نام
۳۔ عمر تاریخ پیدائش کے ساتھ (دستاویزی ثبوت پیش کرنا ہوگا۔)
۴۔ تعلیمی اور پیشہ ورانہ قابلیتیں۔
۵۔ موسیقی کی تربیت کی تفصیلات۔
۶۔ دیگر سازندوں کو سنگت دینے کا تجربہ۔
۷۔ موجودہ گریڈ۔
۸۔ اگر امیدوار کا کوئی رشتہ دار آل انڈیا ریڈیو، دوردرشن یا وزارت اطلاعات ونشریات کے کسی میڈیا یونٹ میں ملازم ہے تو اس کے متعلق تفصیلات کا اندراج بھی اپنی درخواست میں کریں۔

مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی اور نامکمل درخواستیں کسی بھی حالت میں قابل قبول نہ ہوں گی۔
کسی بھی قسم کے اثر ورسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوگی۔

رات ۱۰۔۰۰
ہروِندر کمار شرما : ستار
لوک سنگیت
گاندھی چرچا
گاتی پنکتی
ورندگان
طلبا کیلئے
ٹیک چند چوہان : لوک سنگیت
یووا سنسار

سرگم
۶۔۱۰ راگنی سانگوں سے
۶۔۳۰ کرشی جگت
لوک گیت
۷۔۰۰ گرامین سنسار
۷۔۲۵ نریندر پنڈت : سگم سنگیت
۸۔۰۰ وگیان کلب
۸۔۳۰ سورمنجری
۹۔۱۶ ایک فلم سے 'آدمی سڑک کا'
۹۔۳۰ ہیلتھ میگزین

هفته ۱۵ اکتوبر

صبح
۷۔۱۰، شام ۷۔۴۵
مدن سنگھ : سگم سنگیت
۷۔۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷۔۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸۔۲۱ لوک سنگیت
دوپہر
۱۲۔۳۰ پھر سنیئے
۱۔۰۰ ورندگان

۱۔۳۰ اساتذہ کیلئے
۲۔۲۰ تیج پربھاکر اور ہری رام شرما : لوک سنگیت
شام
۵۔۳۰ یووا سنسار
سوال جواب
۶۔۱۰ راگنی سانگوں سے
۶۔۳۰ کرشی جگت
۷۔۰۰ گرامین سنسار
۸۔۰۰ ہریانہ درشن
۸۔۳۰ سورمنجری
۹۔۱۶ ایک فلم سے 'اہنسا'

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف، ۲/۲۰۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز   بھوپال ب، ۲/۲۴۳ میٹر ۱۲۳۳ کلو ہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۴-۴۵ / ۵-۴۵ سے ۷-۴۵   ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

صبح ۸-۰۰ سے ۹-۳۰ / ۹-۴۵   ۷۱۸۰ کلو ہرٹز

صبح ۹-۴۵ سے شام ۵-۱۵ / ۵-۴۵   ۹۶۹۰ کلو ہرٹز

شام ۵-۳۰ سے رات ۱۲-۰۰   ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

رائے پور: ۹/۳۰۵ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز   گوالیار: ۴/۲۱۶ میٹر ۱۳۸۶ کلو ہرٹز

جبلپور ۲/۲۵۴ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ھندی: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (پرادیشک) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

ھفتہ یکم اکتوبر

صبح

۶-۳۰ کسانوں کیلئے

۸-۲۱ سگم سنگیت

۸-۳۰ ثروت حسین خاں: طبلہ

دوپہر

۱-۲۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ از چاندمل چاند

۱-۴۰ برج موہن دیکشت: سگم سنگیت

رات

۸-۰۰ سوال جن سادھارن کے
جواب مکھیہ منتری کے

اتوار ۲ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ گت سپتاہ نگر میں

۹-۵۰، دوپہر ۱-۴۰
پنڈت منی رام جی سنکھیاں،
سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ وملا دیوی سکینہ، لوک گیت

پیر ۳ اکتوبر

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
گودھن لال کشواہا و ساتھی، لوک گیت

۸-۲۱ تربھوج ناتھ دوبے، سگم سنگیت

۸-۳۰ وسنت راؤ پانڈے، خیال

رات

۸-۱۵ 'سنگیت اور سرویدنا شاستریہ سنگیت'
ہندی تقریر از شیش کماری شاہ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر

۹-۴۵ اس ماہ کا گیت

منگل ۴ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ دیپا شرما و سکھیاں: لوک گیت

۷-۴۵ برجو مہاراج: ٹھمری

۸-۲۱ سپریا بوس: سگم سنگیت

۸-۳۰ آئینہ، اردو پروگرام
بزم سخن
شرکا، عشرت قادری، وکیل بھوپالی،
عزیز انصاری، رہبر جونپوری اور
نور محمد یاس

دوپہر

۲-۳۰ دیپا شرما و سکھیاں، لوک گیت

رات

۸-۱۵ ودھان سبھا سمیکشا

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۵ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ سدھا شریواستو، لوک گیت

۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
تاپتی چکرورتی: سگم سنگیت

۸-۳۰ سدھرام سوامی کوروار: خیال

۲-۳۰ سدھا شریواستو، لوک گیت

رات

۸-۰۲ مادھیم
کہانی از مالتی جوشی

۸-۱۵ چیتر پٹ سنگیت

۹-۴۵ وشوودھالیہ میں

۱۰-۰۰، ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

جمعرات ۶ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ان دنوں
سواستھ اور پریوار کلیان کاریہ کرم

۷-۴۵ اپ شاستریہ سنگیت
نرملا دیوی، ٹھمری

۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
شکشیر چندر کوشک، سگم سنگیت

۸-۳۰ رتناکر ایس پی، خیال للت

رات

۸-۰۰ سانسکرتک دھروہر
'ادے گیری کی گپھائیں'،
ہندی تقریر از دنیش چندر ورما

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: لوک و سگم سنگیت

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۷ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ گاندھی چرچا

۷-۴۵ پرادیشک گیت
گجرات کے گیت

دوپہر

۱-۴۰ چھاتریہ کاریہ کرم

۲-۳۰ تیج رام بھارتی و ساتھی، لوک گیت

رات

۸-۰۰ کہکشاں، اردو پروگرام
(۱) 'خون اچھوت نہیں ہوتا'
تقریر از ڈاکٹر ایس۔ کاظمی
(۲) نظم خوانی

ھفتہ ۸ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ ہیما شرودنکر، سگم سنگیت

۸-۳۰ غلام مصطفےٰ خاں، خیال

دوپہر

۱-۲۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ از شریکانت

۱-۳۰ ہیما شرودنکر: سگم سنگیت

۲-۳۰ بہاری لال راؤ اور ساتھی
لوک گیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۹ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ گت سپتاہ نگر میں

۹-۴۰، دوپہر ۱-۴۰
ایس کے داس گپتا: س

رات

۸-۳۰ ہمارا گھر

پیر ۱۰ اکتوبر

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۲-۳۰
شیلوا ترویدی: لوک گیـ

۸-۲۱ نرملا دیش پانڈے: سگم

۸-۳۰ شانتی ہیرانند: ٹھمری د

رات

۸-۱۵ 'واتاورن اور وایو پردوشن'
ہندی تقریر از دیوی سر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقر

منگل ۱۱ اکتوبر

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
دیوی داس کشواہا اور سا
لوک گیـ

۷-۴۰ غلام مصطفےٰ خاں، گائـ

۸-۲۱ آشا لتا، سگم سنگیـ

۸-۳۰ آئینہ، اردو پروگر

دوپہر

۱-۳۰ آشا لتا رمن، سگم سنگیـ

۱-۴۰ چھاتریہ کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ برکھا بڑو گھدائی، بید لیـ
ہندی تقریر از لکشمی کانت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیـ

بدھ ۱۲ اکتوبر

دوپہر ۲۰-۳۰:۳
وشوکرما کمل اور ساتھی، لوک گیت
سمے کے ساتھ

دوپہر ۳۰:۱-۳
اوم پرکاش پورانک، سگم سنگیت
۸ گیتا پریم : خیال نٹ بھیروی

۱۲ مہلا سبھا

۸ مادھیسم
کاویہ پاٹھ از اوم پرکاش
۹ وشو ودیالین کاریہ کرم

جمعرات ۱۳ اکتوبر

۷ اِن دِنوں
سواستھ اور پریوار کلیان کاریہ کرم
۷ اُپ شاستریہ سنگیت
گرجا دیوی : ٹھمری
۸ مالا ورما : سگم سنگیت
۸ کاشی ناتھ بیڈکو : خیال

۱۲ آپ کی پسند
۲ وِملا شریواستو : لوک گیت

۸ لوک نرتیہ اور شاستریہ کا سازِ نرتیہ
ہندی تقریر
۹ نیشنل پروگرام : روپک

۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۴ اکتوبر

صبح
۸-۲۱، دوپہر ۱۰-۳۰
اشوک شرما : سگم سنگیت
۸-۳۰ گھومتے پھرتے

دوپہر
۱۲-۳۰ غیر فلمی گیت
۲-۳۰ سوشیلا شریواستو و سکھیاں،
لوک گیت

رات
۸-۰۰ کہکشاں : اردو پروگرام
سب رنگ : محفل سلام

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۱۵ اکتوبر

صبح
۸-۲۱، دوپہر ۱-۲۰
راگنی روڑے، سگم سنگیت
۸-۳۰ وی۔ جی۔ جوگ : وائلن
۹-۱۰ چھاتریہ کاریہ کرم

دوپہر
۱-۳۰ سگم سنگیت
۱-۴۰ نئی رچنا
کہانی از پی ڈی شرما

رات
۸-۱۵ ساز سنگیت
۸-۳۰ چیترپٹ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

غزل

شبنم بانسپاری

افسردہ ہے ہر برگ بدحواس سا ہے
موجِ نکہتِ گل ہے کہ روحِ فصلِ بہار
ستائیں لاکھ زمانے کی گردشیں اے دوست
نظر میں درد کا احساس دل میں شوقِ جفا
وہ دھندلا دھندلا سا عکس بحر فضاؤں میں
ہے اندھیروں نے پھر قید کر لیا شاید
وہ جس کو سن کے زمانے کی آنکھ بھر آئی

چلے بھی آؤ کہ سارا چمن اداس سا ہے
لگے ہے دور مگر پھر بھی پاس پاس سا ہے
تری وفا کا ہر اک دل میں اک قیاس سا ہے
یہ دل تمہاری اداؤں سے روشناس سا ہے
کبھی قریبِ نظر ہے کبھی قیاس سا ہے
وہ ایک پیکرِ خورشید حق شناس سا ہے
ہماری تشنہ کہانی کا اقتباس سا ہے

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

بیکانیر

۲۱۵٫۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

ہفتہ یکم اکتوبر

صبح
۸-۲۱ رس دھارا
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
گیانیشور شرما : لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ بھولے بسرے گیت
۱-۱۰ لکشمی شنکر : گائن
۲-۴۰ ایک رنگ
یوواوانی
۵-۰۵ (۱) وشو کی بڑھتی جن سنکھیا اور بڑھتے داتیو، تقریر از لکشمی کانت
(۲) کویتا پاٹھ از کماری نیلم سکسینہ
(۳) آج کے سنگیت کلاکار
انشو چاننا : ستار وادن

شام
۶-۳۰ بال گوپال
۸-۲۵ فلم سنگیت
۹-۱۶ وکاس گیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲ اکتوبر

صبح
۷-۲۰ دیش بھگتی گان
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ سگم سنگیت
۹-۱۵ مکل
۱۰-۰۰ سندھی کاریہ کرم
۱۰-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

دوپہر
۱۲-۰۰ میلا جگت
۱۲-۳۰ جھلکی
۱۲-۴۵ گیت اور غزل
۲-۲۰ جے جوان
فوجی بھائیوں کیلئے فلم سنگیت

۵-۰۵ یوواوانی
(۱) نونرتیک
(۲) ساماجک اپرادھ اور بھارتیہ کشور، تقریر از وبھا جاگو
(۳) کویتا پاٹھ از انیتا پانڈے

شام
۶-۲۵ سرود دھر گاوے
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۲۵ ایک ہی کلاکار
۱۰-۰۰ پتر ریکا
۹-۱۶ پتر ملا
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

پیر ۳ اکتوبر

صبح
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
فاطمہ : لوک گیت
۹-۲۵ ودیالیہ پرسارن

دوپہر
۱۲-۳۰ گیت رِی لڑی
۱۲-۴۵ ییگل گان
۱-۱۰ منور علی خاں : شاستریہ سنگیت
۲-۴۰ ایک رنگ
۵-۰۵ یوواوانی
(۱) کویتا پاٹھ از مہندر تیواری
(۲) فلم سنگیت

شام
۶-۲۵ نرملا دیوی : شاستریہ سنگیت
۷-۰۰ ہندی تقریر
۸-۲۵ ایک ہی سنگیت کار
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

منگل ۴ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ دیووانی
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰

گوسوامی وساتھی : لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ راگ رس

۲-۴۰ ایک رنگ

۵-۰۵ یوواوانی

(۱) یوواؤں کیلئے

(۲) وگیان کی باتیں

'اور جاسمیا اور سمادھان'، تقریر انیل پرکاش ماتھر

(۳) آپ کی چٹھی ملی

شام

۶-۲۵ گودھولی

۸-۰۰ راجستھانی میں تقریر

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۲۵ ایک ہی فلم سے

۹-۱۶ فلم سنگیت

۹-۳۰ سندھی پروگرام

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۵ اکتوبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰

پشپا سونی : لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ سور سریتا

۱-۱۰ مالویکا کانن : شاستریہ سنگیت

۲-۲۵ ایک رنگ

۵-۰۵ یوواوانی

(۱) 'دیالوتا' تقریر از ششی پربھا جین

(۲) کویتا پاٹھ از سشما گپتا

(۳) کھیل کھلاڑی

شام

۶-۲۵ آج کی شام

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۲۵ ایک ہی گیت کار

۹-۱۶ آؤ اپنی ڈگر بنائیں

۹-۳۰ ناٹک

۱۰-۰۰ آپکی پسند

جمعرات ۶ اکتوبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰

ننھو خاں مراثی : لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ گیت سدھا

۵-۰۵ یوواوانی

(۱) 'ساہتیہ اور سماج'، تقریر از مینا پانڈے

(۲) آج کے سنگیت کلاکار پربجیت کور ، سگم سنگیت

(۳) نئی فلموں سے

شام

۶-۴۵ جے ہند پرکاش بھٹناگر : سگم سنگیت

۱۰-۳۰ رجنی گندھا

جمعہ ۷ اکتوبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰

گوپال کرشن ویاس : لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ سور سنگم

۱-۱۰ بدھو دتیہ مکرجی ، ستار

۲-۴۰ ایک رنگ

۵-۰۵ یوواوانی

(۱) 'آپ بیتی، ہرن جیتی'، ہندی تقریر از روپا پاریکھ

(۲) کویتا پاٹھ از سنوارکر لال سوامی

(۳) سگم سنگیت

شام

۶-۲۵ دھرتی راگیت

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۲۵ فلم سنگیت

۹-۱۶ فلمی قوالیاں

۹-۳۰ ناٹک

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۸ اکتوبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰

غلام رسول : لوک گیت

۱۲-۳۰ بھولے بسرے گیت

۱-۱۰ غلام مصطفےٰ خاں : گائن

۲-۴۰ ایک رنگ

۵-۰۵ یوواوانی

آج کے سنگیت کلاکار

عزیز محمد ، لوک گیت

شام

۶-۳۰ سہیلیاں ری باڑی

۸-۰۰ کہکشاں

۸-۲۵ فلم سنگیت

۹-۱۶ نیرنگ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۹ اکتوبر

صبح

۹-۱۵ منگل کاریہ کرم

۱۰-۰۰ سندھی کاریہ کرم

۱۰-۳۰ راجستھانی کوی گوشٹھی

دوپہر

۱۲-۰۰ مینیلا جگت

۱۲-۳۰ جھلکی

۱۲-۴۵ گیت، غزل

۱-۱۰ آپ کیلئے

۲-۲۰ جوان ، فوجی بھائیوں کیلئے [illegible]

ناگپور

۵۱۲٫۸ میٹر ، ۵۸۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم ، منگل وادیہ

۶-۳۵ بھکتی سنگیت

۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ

کرشی جانکاری ، زراعتی معلومات

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی

اور موسم کا حال (مراٹھی)

۷-۳۵ ہندی سبق (پیر سے جمعہ تک)

سنسکرت سبق (ہفتہ)

سر بھارتی (اتوار)

۸-۲۰ بھاؤ گیت

عوامی پسند کی کہانیاں (جمعرات)

۸-۲۵ ضلع کی چٹھی : مراٹھی خبرنامہ

۸-۳۰ موسم کا حال : روزگار سماچار

(پیر سے ہفتہ تک)

ڈرامہ یا فیچر (اتوار)

۸-۴۵ سگم سنگیت (پیر سے جمعرات تک)

گاندھی امرت (جمعہ)

فلمی موسیقی

فلم سنگیت (ہفتہ)

۹-۰۰ اور ۹-۲۵ نشریات برائے اسکول

(اسکول کے دنوں میں)

۹-۱۵ طلبا کے لیے پروگرام (اتوار)

دوپہر

۱۲-۳۰ پروگرام برائے خواتین

(اتوار اور جمعرات)

۱-۱۰ موسم کا حال برائے کاشتکاران

(جمعہ مراٹھی ، جمعہ ہندی)

۱-۴۰ اور ۲-۵۰

نشریات برائے اسکول

(اسکول کے دنوں میں)

شام

۵-۳۰ کلاسیکی موسیقی (اتوار اور جمعرات)

سگم سنگیت (پیر اور بدھ)

موسیقی (ساز) [illegible]

علاقائی موسیقی (ہفتہ)

۵-۵۵ مقامی اعلانات

پروگراموں کا خلاصہ ، موسم کا حال

۶-۱۵ پروگرام برائے دیہی خواتین

(پیر اور جمعہ)

نوجوانوں کے لیے پروگرام [illegible]

طلبا کے لیے پروگرام (جمعہ [illegible]

۶-۴۵ بازار بھاؤ (پیر سے [illegible]

روزگار سماچار (اتوار)

۷-۰۰ تعلیم بالغان مراٹھی

(پیر اور جمعہ)

دیہی بچوں کے لیے پروگرام

(ہفتہ)

۷-۳۰ پروگرام برائے دیہی سامعین

۸-۲۵ [illegible] چتروں سے

۹-۱۵ مراٹھی میں بات چیت

(اتوار، منگل)

ہندی میں بات چیت [illegible]

انگریزی میں بات چیت [illegible]

نیوز ریل (پیر)

خطوط کے جواب (بدھ)

۱۰-۰۰ اردو پروگرام 'محفل' [illegible]

۱۰-۳۰ اختتام

۱۱-۱۰ اتوار، منگل، جمعہ کو اختتام

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

پیر ۳ اکتوبر

رات

۱۰-۰۰ دوربھ کی ادبی شخصیات

منظور علی شور'

بات چیت

از جسٹس قاضی مجیب الدین

سازونغمہ : غزل

بزمِ یاراں

خطوط اور ان کے جوابات

پیر ۱۰ اکتوبر

رات

۱۰-۰۰ رنگِ افسانہ

افسانہ نگار : بابو آر۔ کے

سازونغمہ : غزل

خواتین خالی اوقات میں کیا کریں

بات چیت

از عائشہ اقبال

یوواوانی
نوترنگ

وادیہ ورند

ہندی تقریر
ایک ہی کلاکار
کرنٹ افیئرز
آنگن کی گونج
شاستریہ سنگیت

پیر ۱۰ اکتوبر

، دوپہر ۳۰-۱
نوری دیوی : لوک گیت

گیتاں ری لڑی
لیگل گان
کمار گندھرو : گائن
ایک رنگ
یوواوانی
(۱) پریچرچا
(۲) فلم سنگیت

پروین سلطانہ : گائن
سگم سنگیت
ایک ہی سنگیت کار
نیشنل پروگرام : تقریر
پرادینک سنگیت
سنگیت سبھا

منگل ۱۱ اکتوبر

یوواوانی
، دوپہر ۳۰-۱
امرچند پروہت : لوک گیت

راگ رس
ایک رنگ
یوواوانی
(۱) یوواؤں کیلئے
(۲) وگیان کی باتیں از دلیپ کمار بھٹو
(۳) آپ کی چٹھی ملی

گودھولی

۰۰-۸ راجستھانی میں تقریر
۱۵-۸ سگم سنگیت
۲۵-۸ ایک فلم سے
۳۰-۹ سندھی کاریہ کرم
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۲ اکتوبر

صبح
۱۰-۹ ، دوپہر ۳۰-۱
شیر محمد سلکھینا : لوک گیت

دوپہر
۳۰-۱۲ سورسریتا
۱۰-۱ روشن آرا بیگم : گائن
۴۰-۲ ایک رنگ
۰۵-۵ یوووانی
شام
۲۵-۶ آج کی شام
۲۵-۸ ایک ہی گیت کار
۱۶-۹ آؤ اپنی ڈگر بنائیں
۳۰-۹ ناٹک
۰۰-۱۰ آپ کی پسند

جمعرات ۱۳ اکتوبر

صبح
۱۰-۹ ، دوپہر ۳۰-۱
سراج الدین : لوک گیت

دوپہر
۳۰-۱۲ گیت سدھا
۰۵-۵ یوواوانی
شام
۴۵-۶ ، ۱۵-۸
کیشوشرما : سگم سنگیت
۲۵-۸ شاستریہ سنگیت
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : روپک
۰۰-۱۰ سرگم
۳۰-۱۰ رجنی گندھا

جمعہ ۱۴ اکتوبر

صبح
۱۰-۹ ، دوپہر ۳۰-۱
علی محمد : لوک گیت

دوپہر
۳۰-۱۲ سورسنگم
۱۰-۱ مانک ورما : گائن

حیدرآباد

حیدرآباد الف ۲۰۶،۵ میٹر (۱۴۳۰ کلوہرٹز) حیدرآباد ب ۲۱،۸ میٹر (۱۳۷۸۰ کلوہرٹز) حیدرآباد ج ۲۵۶،۴ (۱۱۷۰ کلوہرٹز)

ہفتہ وار نشر ہونیوالے اردو پروگرام

اتوار
صبح
۲۵-۸ یوواوانی
گلدستہ : نوجوانوں پر مبنی پروگرام
فلمی گانے
۳۰-۹ بچوں کے لیے
۳۰-۲ بہنوں کے لیے
شام
۳۰-۵ ترنگ : ورائٹی پروگرام
۳۰-۹ نیرنگ : ڈرامہ

پیر
صبح
۴۰-۸ یوواوانی
نغموں کی دنیا : فلمی گانے
شام
۳۰-۵ ترنگ : کھیلوں پر تبصرہ
خطوں کے جواب : فلمی گانے
۳۰-۹ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی : کلام شاعر
افسانہ : گیت اور غزلیں

منگل
صبح
۲۵-۸ یوواوانی : اردو پروگرام
فلمی گانے
شام
۳۰-۵ ترنگ : ادبی میگزین پروگرام
فلمی گانے
۳۰-۹ کہانی : سازی موسیقی
صنعتی مزدوروں کے لیے
ڈھولک کے گیت

بدھ
صبح ۲۵-۸ یوواوانی
شہرنامہ : فلمی گانے
۳۰-۲ طلبا کے لیے
اسکول طلبا کے لیے
شام
۳۰-۵ ترنگ : اردو پروگرام
فلمی گانے
۳۰-۹ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی
شگوفے : ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
خطوں کے جواب
افسانہ : غزلیں

جمعرات
صبح
۲۵-۸ یوواوانی : کلام شاعر
فلمی گانے
۳۰-۲ طلبا کے لیے
اسکول طلبا کے لیے
شام
۳۰-۵ ترنگ : ورائٹی پروگرام
فلمی گانے
۳۰-۹ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی
دیہات کی تصویر
گیت اور غزلیں

جمعہ
صبح
۳۰-۷ ایشور اللہ : قرأت کلام پاک
نعت شریف
۴۰-۸ یوواوانی : تقریر
فلمی گانے
شام
۳۰-۵ ترنگ : میری پسند
۳۰-۹ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی
کلچرل ڈائری پروگرام
ان سے ملیے : غزلیں

ہفتہ
صبح
۲۵-۸ یوواوانی : تقریر
فلمی گانے
شام
۳۰-۵ ترنگ : ڈرامہ
فلمی گانے
۳۰-۹ نیرنگ : کہانی
موسیقی : لطیفے ہی لطیفے
بھارت بھارتی : غزلیں

۴۰-۲ ایک رنگ
۰۵-۵ یوواوانی
(۱) 'اسٹیٹس آف ویمین' تقریر از
راجندر پرساد شرما
(۲) انگریزی تقریر از کمل کشور سونی
شام
۲۵-۶ دھرتی راگیت
۰۰-۸ ہندی تقریر
۲۵-۸ فلم سنگیت
۱۶-۹ فلمی قوالیاں
۳۰-۹ ناٹک
۳۰-۱۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۱۵ اکتوبر

صبح
۱۰-۹ ، دوپہر ۳۰-۱
امام الدین خاں : لوک گیت

دوپہر
۳۰-۱۲ بھولے بسرے گیت
۱۰-۱ کیسربائی کیرکر : شاستریہ سنگیت
۴۰-۲ ایک رنگ
۰۵-۵ یوواوانی
شام
۳۰-۶ سہیلیاں ری باڑی
۰۰-۸ کہکشاں
۲۵-۸ فلم سنگیت
۱۶-۹ شیرشک سنگیت
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : موسیقی

سرینگر

میڈیم ویو: سرینگر 'الف': ۸/۳۶۸ میٹر سرینگر 'ب': ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو: ۴۹/۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱/۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک دوسری مجلس، صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک (اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵
ھندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰ انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

صبح ۹-۰۵ دلچسپ خبریں ۱۹-۲۰ اردو ۹-۲۵ کشمیری دوپہر ۲-۱۰ لداخی شام ۷-۳۰ کشمیری ۷-۴۵ اردو

ھفتہ یکم اکتوبر

صبح

۷-۰۵ اندرا کا چرو: غزلیں
۷-۳۰ صوفی سنتوں کا کلام
للہ دید کا کلام
۸-۰۰ بیسے کا نغمہ
وینا سادھو، غلام نبی خیال کا کلام
۸-۲۵ تخلیق نو
۸-۳۵ حرف حرف
۹-۰۵ محمد خلیل اور ساتھی: قوالی
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
پروفیسر احمد اللہ خاں اور سراج الدین کے درمیان انگریزی میں گفتگو
۱-۰۰ غلام محی الدین بلپوری و ساتھی؛ چھکری اور روف
۲-۱۰ غلام احمد: ستار پردھن

رات

۸-۴۵ انگریزی تقریر از فادر برنے
۹-۳۰ میانی زندگی میون کار

اتوار ۲ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ غلام حسن صوفی: غزلیں
۸-۰۰ انجلی بنرجی: غزلیں
۸-۲۱ گھرانوں کیلئے
'باپو'، بابائے قوم کے کام اور زندگی پر مبنی ایک فیچر
از موہن نراش
۱۰-۱۵ ہونہار
۱۱-۰۰ نوبہ نو

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
۲-۳۰ ٹیچرز فورم
'قومی اور بین الاقوامی مفاہمت میں استاد کا رول' مذاکرہ
شرکا: جی۔ اے۔ شاہد سلیمانی، جی ایل رینہ اور کرشنا لابرو
۴-۰۰ ہی مال
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

رات

۸-۴۵ تو ہنز چیٹھی واژ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۳ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ نسیم اختر: غزلیں
۸-۰۰ بشیر احمد: غزلیں
۸-۲۱ رسالو منزہ
۸-۳۵ گاندھی بنام سائنس
ہندی تقریر از پروفیسر نورالحسن
۹-۰۵ سنطور
صوفیانہ موسیقی 'مقام چارگاہ'
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
علی محمد شیخ اور ساتھی، چھکری اور روف

دوپہر

۱۲-۰۰ چھٹی اور ساتویں جماعت کے طلبا کیلئے انگریزی میں پروگرام
۱-۰۰ نسیم اختر: غزلیں
۴-۳۰ گیاری
کانتا شرما: ڈوگری گیت
سریندر کور: پنجابی گیت

رات

۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ 'ایک اور روبوٹ'، اردو کھیل
تحریر: مدرا راکشس
۱۰-۳۰ میانی پسند
پیشکش: پنامبر ناتھ فانی

منگل ۴ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ شانتی کول: غزلیں
۸-۰۰ اجیت کور: غزلیں
۸-۲۱ 'زعفران زار'
طنز و مزاح کا پروگرام
۹-۰۵ قطب الدین و ساتھی؛ ڈوگری سنگیت
۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی؛

دوپہر

۱۲-۰۰ شانتی کول اور اجیت کور: غزلیں
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

رات

۸-۴۵ کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ وودھا، ہندی میں ادبی پروگرام

بدھ ۵ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ راج بیگم، غزلیں
۸-۰۰ برلیش بھاردواج: غزلیں
۸-۲۱ شششش رنگ
(۱) 'پنبہ سفرنامہ منزہ'
تقریر از میر نوشاد رسول
(۲) 'سمندری سفرس منز ملکچ پیش رفت'
تقریر از بی۔ایل۔ کاک
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۴-۳۰
ولی محمد جان اور ساتھی؛ چھکری اور روف

دوپہر

۱۲-۳۰ اسکول براڈکاسٹ
'جغرافیائی تفاوت اور برِاعظم ...'
شرکا: پروفیسر جی ایم شہری اور ...
۱-۰۰ راج بیگم، اسد اللہ: غزلیں

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ 'سام'، بیس نکاتی اقتصادی ... پر عمل درآمد کا ایک جائزہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۶ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ علی محمد: غزلیں
۸-۰۰ نیلم ساہنی: غزلیں
۸-۲۱ آتش تہ گاش
۹-۰۵ پوسٹ کارڈ افسانہ
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبد العزیز و ساتھی، صوفی ...

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
ڈاکٹر بھوشن لال کول اور بشیر ... درمیان انگریزی میں گفتگو
۱-۰۰ غلام نبی ڈولوال و ساتھی؛ چ...
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

جمعہ ۷ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ آرتی تکو: غزلیں
۸-۰۰ محمد یعقوب، غزلیں
۸-۲۱ گھر بارہ خاطرہ
۹-۰۵ نرملا اروڑ: غزلیں
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
غلام رسول آہنگر اور ساتھی؛ چھکری اور روف

دوپہر

'ایکو سسٹم'؛ ڈاکٹر ڈی پی ... اور کلیم اللہ خاں کے درمیان ...
۱-۰۰ غلام قادر خاں اور آرتی تکو: غزلیں
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

کھیلوں پر تبصرہ
رانے ترانے
محمد اسمعیل میر اور ساتھی، داستان

ہفتہ ۸ر اکتوبر

غلام محمد راہ : غزلیں
مہینے کا نغمہ
وینا سادھو، غلام نبی خیال کا کلام
تخلیق نو
جگن ناتھ آزاد کا تازہ کلام
مولل شعار
محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی؛
صوفیانہ موسیقی

اسکول براڈ کاسٹ
ڈاکٹر وی کول اور مختار احمد کے درمیان
انگریزی میں گفتگو
غلام محمد کاوہ و ساتھی؛
چھکری اور روف
خوشحال گھرہ

انگریزی تقریراز وجیہہ احمد علوی
بزم سامعین
اسپورٹس میگزین
شہر صدا

اتوار ۹ر اکتوبر

راجندر کمار کا چرو : غزلیں
شوبھا گرتو : غزلیں
گھر انوں کیلئے
گلبدن بیگم، تقریراز آصف نسیم
ریڈیو نیوز ریل
ہونہار
کہکشاں

پراگاشش
ٹیچرز فورم
انگریزی تقریراز بی۔ ایل۔ کول
ہما مال
پنجابی پروگرام

تو ہنز چھٹی واژ

۹-۳۰ راج بیگم اور ساتھی، چھکری و روف
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش

پیر ۱۰ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ آشا کول : غزلیں
۸-۰۰ مشتاق حسین : غزلیں
۸-۲۱ ذات بترات
۸-۳۵ ہندی تقریر از پروفیسر ایم ایل کول
۹-۰۵ سنطور : صوفیانہ موسیقی
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
غلام احمد راتھر اور ساتھی؛
چھکری اور روف

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈ کاسٹ
۱-۰۰ غلام محمد میر اور شانتی لال سدھ:
غزلیں
۴-۳۰ کیاری
شام ساجن : ڈوگری سنگیت

شام

۶-۱۰ ضلع خبرنامہ
۸-۴۵ اردو تقریر
۹-۳۰ "بوجھ ہرھتہ" کشمیری میں کھیل
تحریر : فاروق مسعودی

منگل ۱۱ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ نسیم اختر : غزلیں
۸-۰۰ اوما گرگ : غزلیں
۸-۲۱ سنگیت میگزین
(۱) 'ویدک سنگیت — ایک جائزہ'
(۲) استاد امیر خاں : راگ بلاسکھانی توڑی
۹-۰۵ غلام محمد و ساتھی : ڈوگری سنگیت
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی؛
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈ کاسٹ
چوتھی اور پانچویں جماعت کیلئے انگریزی سبق
۱-۰۰ نسیم اختر و ساتھی؛ چھکری و روف
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

رات

۹-۳۰ سنگرمال
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

دوردرشن سرینگر

ہیلڈ ۲۲۵/ ۹۲ میگا ہرٹز (علموی) چینل ۵ ... میگا ہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۷-۳۰ کشمیری میں خبریں
۸-۳۰ نیشنل پروگرام (دلی سے براہ راست ریلے)
۱۱-۰۰ اردو میں خبریں

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۱۰-۳۰ بچوں کے لیے ۱۱-۱۰ ڈرامہ (دوبارہ)
۱۲-۰۰ کشمیری لوک سنگیت / دستاویزی
شام ۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹس ۵-۰۰ کشمیری لوک
سنگیت ۵-۲۰ روزگار خبرنامہ ۵-۳۰ اور ۷-۴۵
ہندوستانی فیچر فلم ۱۰-۰۰ ادبی میگزین پروگرام
۱۰-۳۰ سلسلہ وار فیچر (اردو)

پیر

صبح ۱۱-۰۰ ایجوکیشنل ٹی وی ۱۱-۲۰ اختتام
شام ۶-۳۰ دیہاتی پروگرام ۷-۰۰ لوک سنگیت (کشمیری)
۷-۱۵ ڈوگری پروگرام ۷-۴۲ آپ کی ڈاک (ناظرین
کے خطوط) ۸-۰۰ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۱۰-۰۰ یوتھ
پروگرام (نوجوانوں کے لیے) ۱۰-۳۰ تعمیر و ترقی سے
متعلق پروگرام

منگل

شام ۶-۳۰ دیہاتی پروگرام ۷-۰۰ دستاویزی فلم/
ہمارے فرائض ۷-۱۰ ایجوکیشنل ٹی وی (دوبارہ)
۷-۴۲ نغمہ و نقش ۱۰-۰۰ صوفی سنتوں سے متعلق

پروگرام/ادبی پروگرام ۱۰-۳۰ انٹرویوز

بدھ

شام ۶-۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے ۷-۰۰ اسپورٹس
میگزین پروگرام ۷-۴۲ سائنس میگزین/ فن اور فنکار
۸-۰۰ چترہار ۱۰-۰۰ نوجوانوں کے لیے/ادبی میگزین
۱۰-۳۰ سلسلہ وار فیچر/ انٹرویو

جمعرات

صبح ۱۱-۰۰ ایجوکیشنل ٹی وی ۱۱-۲۰ اختتام
شام ۶-۳۰ زرعی پروگرام ۷-۰۰ کشمیری لوک سنگیت
۷-۱۵ ٹی وی نیوز فیچر ۷-۴۲ ایک گاؤں / نظم کی
عکس بندی ۸-۰۰ گھرانوں کے لیے ۱۰-۰۰ ڈرامہ
(کشمیری)/ ڈرامہ (دوسرے کیندروں سے انتخاب)

جمعہ

شام ۶-۳۰ کشمیری لوک سنگیت / گجر بھائیوں کے لیے
پروگرام ۷-۰۰ ہلکی پھلکی موسیقی ۷-۱۰ ایجوکیشنل ٹی وی
(دوبارہ) ۷-۴۲ خاندانی بہبود / ٹیل کلبوں سے
۸-۱۰ ہوم سائنس ۱۰-۰۰ ہیلتھ میگزین
۱۰-۳۰ سلسلہ وار فیچر (کشمیری)

ہفتہ

شام ۶-۳۰ بچوں کے لیے ۷-۱۰ کشمیری لوک سنگیت
۷-۴۲ کلاسیکی موسیقی / پنجابی موسیقی ۸-۰۰ حالات
حاضرہ ۱۰-۰۰ نقش و نغمہ ۱۰-۳۵ انگریزی میں
سلسلہ وار فیچر

بدھ ۱۲ر اکتوبر

صبح

۷-۰۰ رحمت اللہ خاں : غزلیں
۸-۰۰ صلاح الدین احمد : غزلیں
۸-۲۱ شش رنگ
(۱) 'نوو کھ پرون وکھ' تقریراز
شریف الدین پرواز
(۲) 'تم اس عظیم' تقریراز
سنت جی سلطان
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۳-۳۰، ۴-۰۰
عبدالکریم صدنا رہی اور ساتھی؛
چھکری و روف

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈ کاسٹ
'ہندوستان ایک مان سوئی خط'
مشتاق احمد وانی اور تنویر مرزا کے
درمیان گفتگو
۱-۰۰ رحمت خاں، ششی چوپڑہ : غزلیں

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین (اردو)
(۱) ہمالیہ کی اونچائیوں پر زندگی'
تقریراز اے۔ آر۔ یوسف
(۲) کشمیر میں ادویات کے پودے'
تقریراز ڈاکٹر احمد حسین منٹی

جمعرات ۱۳ر اکتوبر

صبح

۷-۰۵ راج بیگم : غزلیں
۸-۰۰ ارملا ناگر : غزلیں
۸-۲۱ آتش تہ گاتس

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈ کاسٹ
انگریزی فیچر از پی۔ این۔ کوٹھاری
۱-۰۰ عبدالرشید حافظ و ساتھی، چھکری روف
۲-۳۰، رات ۱۰-۳۰
عبدالخالق و ساتھی، صوفیانہ موسیقی
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۴۵ سلیقہ فورم

جمعہ ۱۴ اکتوبر

صبح

۰۵ - ۷ اومکارناتھ کول : غزلیں

۰۰ - ۸ نورجہاں : غزلیں

۲۱ - ۸ گھر بارہ خاطرہ

۰۵ - ۹ اے گیسٹ اِن دی ہیپی ویلی

۳۰ - ۱۱، دوپہر ۳۰ - ۲
غلام محمد درزی و ساتھی ؛ چھکری رُوف

دوپہر

۰۰ - ۱۲ اسکول براڈکاسٹ
نذیر احمد خاں اور للتا کا چرو کے درمیان انگریزی میں گفتگو

۰۰ - ۱ اومکارناتھ کول اور نرملا دیوی ؛ غزلیں

۳۰ - ۴ پنجابی پروگرام

رات

۴۵ - ۸ کھیلوں پر تبصرہ

۳۰ - ۹ گفتگو (اردو)

۰۰ - ۱۰ محمد اسمٰعیل میر و ساتھی ؛ داستان

۳۰ - ۱۰ پھر سنیئے

ہفتہ ۱۵ اکتوبر

صبح

۰۵ - ۷ کیلاش مہرہ : غزلیں

۳۰ - ۷ بھگت کبیر کا کلام
گلوکار : آرتی تنکو اور روی کے ملّا

۰۰ - ۸ مہینے کا نغمہ
وینا سادھو ، غلام نبی خیال کا کلام

۲۱ - ۸ نو تخلیق

۳۵ - ۸ پراگ

۳۰ - ۱۱، دوپہر ۳۰ - ۲
غلام محمد سازنواز و ساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۰۰ - ۱۲ اسکول براڈکاسٹ
ڈاکٹر اے ۔ آر ۔ یوسف اور لبشارت احمد کے درمیان انگریزی میں گفتگو

۰۰ - ۱ نسیم اختر و ساتھی ؛ چھکری اور رُوف

۳۰ - ۲ خوشحال گھرہ

رات

۵۵ - ۸ 'پرابلم آف کرائم اینڈ پنشمنٹ'، انگریزی تقریر از ڈاکٹر سی ایل پنڈت

۳۰ - ۹ محفل موسیقی
عبدالغنی راتھر اور ساتھی ؛

دور درشن کلکتہ

چینل : ۴ تصویر ۲۵ / ۶۲ میگاہرٹز بینڈ : ۱ آواز ۲۷ / ۶۷ میگاہرٹز

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۳۰ - ۶ پروگراموں کا خلاصہ ۳۲ - ۶ مختصر خبریں (سوائے اتوار) ۳۰ - ۷ بنگالی میں خبریں ۲۵ - ۸ پروگراموں کا خلاصہ (سوائے اتوار)
۳۰ - ۸ نیشنل ٹیلی کاسٹ (دلّی سے ریلے) ۳۰ - ۱۰ اختتام

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ۰۰ - ۴ ولڈ آف اسپورٹس (دلّی سے ریلے)
۳۰ - ۵ اور ۴۵ - ۷ ہندی فیچر فلم (دلّی سے ریلے)
۲۵ - ۷ سپتاہکی

پیر

شام ۳۴ - ۶ بچوں کے لیے ۰۰ - ۷ بھجن پر سانگے
۴۰ - ۷ سنواد پر بھا ۵۵ - ۷ ساہتیہ سنسکرتی

منگل

شام ۳۴ - ۶ ٹیلی اسکوپ / ہرے کرا کیا ۰۰ - ۷ اور ۴۰ - ۷ بنگالی میں ڈرامہ سلسلے وار ڈرامہ ۴۰ - ۷ یوتھ ٹائم ۰۰ - ۸ ہیلتھ سے متعلق پروگرام
۱۰ - ۸ موسیقی

بدھ

شام ۳۴ - ۶ پالی کتھا (زرعی پروگرام) ۰۰ - ۷ سلسلہ وار انگریزی فلم ۴۰ - ۷ ویورز فورم (سامعین کی رائے اور

خطوں کے جواب ۰۰ - ۸ چترہار (دلّی سے ...

جمعرات

شام ۳۴ - ۶ انڈسٹریل پروگرام ۵۰ - ۶ ... گھرے بار ۱۰ - ۷ پارلیمنٹ ریویو / ... نو ڈ فیچر ۱۵ - ۷ ایکتا تان (قومی یک جہتی ... پروگرام) / موسیقی ۴۰ - ۷ ... (بنگالی فلموں سے گانے) ۰۰ - ۸ موسیقی

جمعہ

شام ۳۴ - ۶ بچوں کے لیے (بنگالی / ہندی ... موسیقی ۵۵ - ۶ ترن درپنے (بنگالی میں ... کے لیے پروگرام) ۴۰ - ۷ اسپورٹس راؤنڈ ...
۱۰ - ۸ رابندر سنگیت

ہفتہ

شام ۱۹ - ۵ موسیقی ۳۰ - ۵ اور ۴۰ - ۷ ... فلم ۱۰ - ۸ ڈی این ایف ایویلیشن ... (بنگالی میں نوجوانوں کے لیے پروگرام)

دور درشن بمبئی

بمبئی چینل : ۴ تصویر ۲۵ - ۶۲ میگاہرٹز بینڈ : ۱ آواز ۷۵ - ۶۷ میگاہرٹز
پونہ چینل : ۵ تصویر ۲۵ - ۶۵ میگاہرٹز بینڈ : آواز ۷۵ - ۷۰ میگاہرٹز

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

رات ۲۷ - ۷ کل کے پروگرام مراٹھی (اتوار ۳۰ - ۶ بجے) ۳۰ - ۷ مراٹھی میں خبریں ۳۰ - ۹ سے ۰۰ - ۱۰ نیشنل پروگرام (دلّی دور درشن سے براہ راست ریلے)

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۰۰ - ۹ پرتیبھا آنی پرتما ۰۰ - ۱۰ سپتاہکی (ہفتے کے پروگراموں کا ہندی میں خلاصہ) ۳۰ - ۱۰ آؤ ہمارے ساتھ گاؤ ۱۵ - ۱۱ اختتام
شام ۰۰ - ۴ دی ورلڈ آف اسپورٹس ۱۵ - ۵، ۴۵ - ۶ اور ۴۵ - ۷ ہندی فیچر فلم ۳۰ - ۶ کل کے پروگرام اور گمشدہ لوگوں سے متعلق اعلان (مراٹھی) ۰۰ - ۱۰ پُر بھیٹ (مراٹھی) ۴۵ - ۱۰ اختتام

پیر

شام ۱۵ - ۶ سگم سنگیت (مراٹھی) / لوک سنگیت ۳۰ - ۶ کلبل (مراٹھی میں بچوں کا پروگرام) ۵۷ - ۶ آپلی ماتی آپلی مانس ۴۰ - ۷ کامگار وشو ۰۰ - ۸ چترگیت (مراٹھی) ۰۰ - ۹ ایکر ڈاکمن (کھیل پروگرام، مراٹھی) ۳۰ - ۱۰ ہو لکھا دیگڑوی مانسے / کرنٹ افیئرز (مراٹھی) ۵۰ - ۱۰ اختتام

منگل

شام ۱۵ - ۶ ورت چتر ۲۷ - ۶ گھر بیٹھاں (گجراتی / وندن وار (ہندی) ۵۷ - ۶ دیا ندیپ ۳۰ - ۷ پریم نسکار (خطوں کے مراٹھی میں جواب) / آپ کی رائے خطوں کے ہندی میں جواب ۰۰ - ۸ یووا درشن (ہندی / گجراتی) ۰۰ - ۱۰ موکھو ٹے آنی چہرے / پریکچات ۴۵ - ۱۰ اختتام

بدھ

شام ۱۵ - ۶ سگم سنگیت (گجراتی / ہندی) ۴۰ - ۶ ریک لیمپ (بچوں کا پروگرام انگریزی) / کھیل کھونے بچوں کا پروگرام ہندی) ۵۰ - ۶ آپلی ماتی آپلی مانس ۳۰ - ۷ ایف ڈی فلم (مراٹھی) ۵۰ - ۷ چترہار ۰۰ - ۱۰ آروگیہ سمپدا ۳۰ - ۱۰ انگریزی فلم سیریل ۵۰ - ۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۱۵ - ۶ ایف ڈی فلم (مراٹھی) ۴۰ - ۶ بست بائے گھر (مراٹھی) ۵۷ - ۶ ریانیپ ۳۰ - ۷ کامگار وشو ۰۰ - ۹ چترگیت (گجراتی) / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۰۰ - ۱۰ ہندی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ ۴۵ - ۱۰ اختتام

جمعہ

شام ۱۵ - ۶ ٹی وی این ایف (سائنس / ترقی) ۳۲ - ۶ ساننا کو کڈی (گجراتی میں بچوں کا پروگرام) ۵۰ - ۶ آپلی ماتی آپلی مانس ۴۰ - ۷ ہوشیار ۵۰ - ۷ چھایا گیت ۰۰ - ۱۰ یووا درشن (مراٹھی) ۳۰ - ۱۰ اردو پروگرام / سائنس رپورٹ ۰۰ - ۱۱ اختتام

ہفتہ

شام ۰۰ - ۵ بچوں کی فلم (ہندی) ۰۰ - ۶ اور ۴۰ - ۷ مراٹھی فیچر فلم ۰۰ - ۱۰ مراٹھی سیریل ۳۰ - ۱۰ ایوننگ ... نوکس ۰۰ - ۱۱ اختتام

[redacted]

بقیہ :- اردو سروس

۰۰ - ۷ شہر صبا اور دادرہ
اقبال احمد صدیقی ؛ عمر انصاری اور اختر شیرانی کا کلام

کمل ہنس پال : رام کشن اور ساحر کا کلام

۳۰ - ۷ ساز سنگیت
حفیظ اللہ خاں ؛ سارنگی پر راگ نوبہر توڑی

۳۲ - ۹ ہلکی کلاسیکی موسیقی
بینا پانی مشر ؛ ٹھمری بھیروی

دوپہر

۰۰ - ۲ سب رس

۳۰ - ۲ بزم خواتین
'اختلاف کیوں، نئی اور پرانی نسل میں'
مباحثہ
شرکا : صفیہ باقر، کسم متل، پربھجوت کلکرنی اور پروین طلحہ
(۲) غزل
(۳) خطوں کے جواب

۰۰ - ۳ پھر سنیئے

رات

۱۵ - ۸ آہنگ نظم

۳۰ - ۸ حسن غزل
کمل ہنپال ؛ فراق، فانی اور ساحر کا کلام

۴۵ - ۸ ساز اور آواز

۰۰ - ۹ ریڈیو نیوز ریل

۳۰ - ۹ منظر و پس منظر

۰۰ - ۱۰ نئی نسل نئی روشنی

۳۰ - ۱۱ بزم موسیقی
لکشمی شنکر ؛ خیال چندرکونس ...
حفیظ اللہ خاں ؛ سارنگی پر راگ ملتانی اور راگ ...

۳۰ - ۱۲ فلمی نغمے

کھلاڑی —
سروس کے پروگرام میں
ایک مذاکرے کے شرکار :
یں سے)، برکت الزماں خاں
کٹر منندر سنگھ اور
ریندر کھنہ ۔

ردو مجلس (آکاشوانی دہلی) سے نشر
یک طرحی مشاعرے کے شرکار
ائیں سے)، رفعت سروش، محسن زیدی
صغیر احمد صوفی
رام کرشن مضطر اور
ندر سروپ دت ناداں ۔

یا کھیل کود کی سرگرمیاں اور نئے امکانات" کے زیر عنوان آکاشوانی پٹنہ کے اردو پروگرام میں نشر مذاکرے
رکا (دائیں سے) ارجن بکرم شاہ، آر ایل لال، شمیم فاروقی اور اعجاز حسین ۔

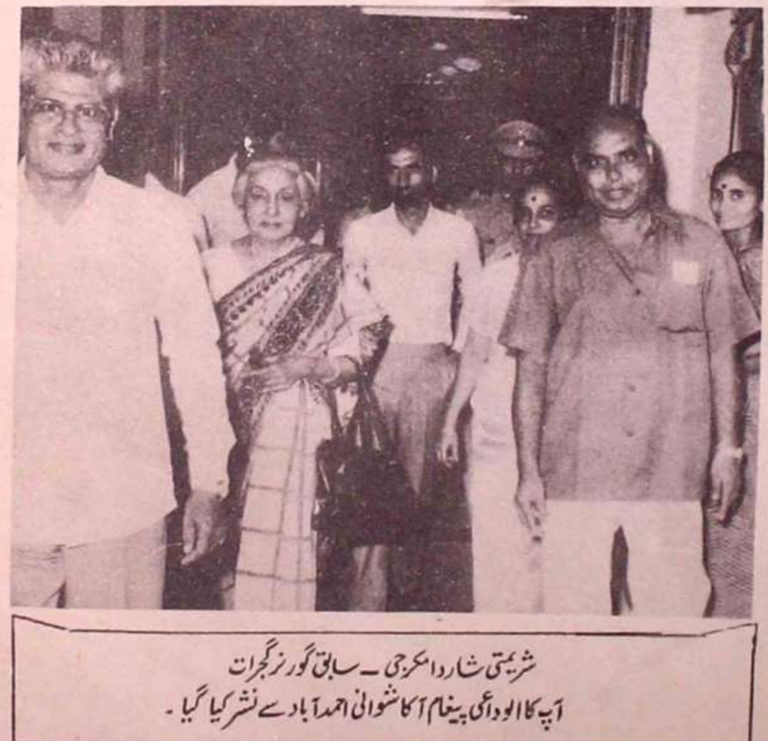

شریمتی شاردا مکرجی ۔ سابق گورنر گجرات
آپ کا الوداعی پیغام آکاشوانی احمد آباد سے نشر کیا گیا ۔

No. D-(C) 39 Regd. No. RN 14253 | AWAZ 1st. October 1983 | Licenced (U-23) to post without prepayment at CPSO, New Delhi.

مکیش کی یاد میں ـ فلمی نغموں پر مبنی خصوصی جے مالا پروگرام
وودھ بھارتی سروس کے میوزک ڈائریکٹر خیام نے پیش

محمد رفیع کی یاد میں ـ
موسیقار نوشاد علی نے فلمی گیتوں کا
خصوصی جے مالا پروگرام وودھ بھارتی سے
پیش کیا ـ

محترمہ حجاب امتیاز علی (پاکستان)
اردو کی نامور ادیبہ کے ساتھ اردو سروس کے
روبرو پروگرام میں ڈاکٹر شمیم حنفی
بات چیت کرتے ہوئے ـ

زیر تربیت
اولین ہندوستانی خلاباز
ونگ کمانڈر رویش ملہوترہ (دائیں)
اور اسکواڈرن لیڈر راکیش شرما (بائیں)
کے ساتھ
انڈین ایکسپریس کے ایس پرو بات چیت
کرتے ہوئے یہ پروگرام
آکاشوانی بنگلور سے
نشر کیا گیا ـ

Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, PTI Building, II floor Sansad Marg, New Delhi 110001.
Printed by the Manager, Government of India Photo Litho Press, Faridabad. MGIPLF(FBD)—66/AIR(N.D)/83—3,850.

۱۶ر سے ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۳ء
۲۴ر آشون سے ۹ر کارتک ۱۹۰۵ شاکا

आकाशवाणी

آواز

اعت کا ۴۸واں سال
مت 50 پیسے

اٰل انڈیا ریڈیو، دوردرشن کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات

حمید دانش ناگپوری

فروغ حسنِ نظر ہے یہ دلکشی کیا ہے
گلی کا رنگ گلوں کی شگفتگی کیا ہے
جہاں کا عیش زمانے کی سرخوشی کیا ہے
وہ ہو گئے ہیں ہمارے ہمیں کمی کیا ہے
زمیں کی ایک ہی ٹھوکر خموش کر دے گی
فلک مزاجوں کی دنیا میں زندگی کیا ہے
بہار اب کے برس ساتھ لائی ہے کس کو
روش روش یہ چراغوں کی روشنی کیا ہے
کہا ہی کیا ہے تمہیں ہم نے بے وفا کے سوا
ذرا سی بات پہ اس درجہ برہمی کیا ہے
وہ آ کے سامنے بیٹھے ہیں صورتِ تصویر
یہ دشمنی کی علامت ہے دوستی کیا ہے
کبھی تو اپنے ستم کا بھی تجزیہ کیجیے
ہمارے عشق کا چرچا گلی گلی کیا ہے
کسی کی خاص توجہ کا صدقہ ہے دانش
ہمارا ذوقِ سخن کیا ہے شاعری کیا ہے

شائستہ جبیں حنا

کوئی بھی رت ہو میری آنکھوں میں ساون ہوگا
میں نے سوچا نہ تھا اس طرح کا جیون ہوگا
جس کی صحبت میں مری عمر کا بن باس کٹا
کس کو معلوم تھا وہ 'رام' کبھی راون ہوگا
جب بھی 'فاران' کے شہزاد کی مدحت لکھوں
میرا ہر شعر مہکتا ہوا چندن ہوگا
گرمیاں آئیں تو بچوں نے یہ سوچا بھی نہیں
کتنا اُجڑا ہوا اسکول کا آنگن ہوگا
گھر سے بھاگے ہوئے بنجارے کی قسمت ہے یہی
کسی سنسان گذرگاہ پہ مدفن ہوگا

غنی اعجاز

ثبوت کیسے فراہم کریں جفاؤں کا
ٹھکانہ ہو تو بتائے کوئی ہواؤں کا
بدلتی رت نے برہنہ کیا درختوں کو
لگا ہے ڈھیر سا اُتری ہوئی قباؤں کا
کہر میں ڈوبا تھا منظر تمام گاؤں کا
اجالا تھا بھی تو جلتی ہوئی چتاؤں کا
زمیں سے تا بہ فلک ہر مقام پر پہونچے
نشاں ڈھونڈنے والے ہمارے پاؤں کا
پڑا ہوا تھا جو پانی پہ عکس کی صورت
اٹھا تا نقش کوئی گیا کسی کی چھاؤں کا
ہماری بات سنی ان سنی رہی اعجاز
غضب کا شور تھا جنگل تھا اک صداؤں کا

سرجیت کمار دانش

فلک کے راز آ جائیں اتر کر چشمِ پُر نم میں
نظر کو ڈال دوں اپنی اگر میں آبِ زم
ارے او حسنِ ناداں منتشر اتنی نہ کر زلفیں
الجھ کر شام رہ جائے کہیں نازلفِ
بتا اے طاقتِ ضبطِ الم فرقت میں پرچھائیں
ابھرتی دھندلی دھندلی کس کی ہے اس د
سبق امید کا تا عمر جو دیتے رہے ہم کو
سُنا ہے خودکشی کر لی انھوں نے آخر
مقدر کی لکیریں ہیں کہ ندیاں غم کی ہیں دانش
ازل سے زندگی ہے غرق میری ورطۂ غم میں

ڈاکٹر ایل سی رندھیر

منزل کے منتہائی کس موج میں کھویا ہے
منزل نے تو دریا کو ساگر میں ڈبویا ہے
اَے عشق جو ہم رسوا ہوتے ہیں تو ہونے دے
دنیا نے فرشتوں کے دامن کو بھگویا ہے
مانا کہ سمندر میں ہر سمت ہے خاموشی
طوفان مگر اس کی ہر موج میں سویا ہے
جب قطرہ نہ تھا قطرہ دریا تھا سمندر تھا
دم بھر کی نمائش نے قطرہ کو ڈبویا ہے
ہر موجِ مخالف پر اک جوش اٹھا دل میں
ہم نے اسی کشتی میں طوفان کو ڈبویا ہے
جذبات کی دنیا میں کیوں آگ نہ لگ جائے
وہ غسل کو بیٹھے ہیں زلفوں کو بھگویا ہے
ہر شاخِ گل افشاں پر شبنم کے نگینے ہیں
فطرت نے رگِ گل میں موتی کو پرویا ہے
اشعار کی لڑیوں میں افکار کے موتی ہیں
جذبات کے دھاگے میں اک ہار پرویا ہے
دہکے ہوئے عارض پر رندھیر یہ شادابی
کس ہاتھ نے شعلوں میں شبنم کو سمویا ہے

پروفیسر س. یونس

تھی بات کچھ، یہ لوگ سمجھتے کچھ اور تھے
پھولوں سے عندلیب کے رشتے کچھ اور تھے
کچھ اور رنگ بھر دیے فن کارِ وقت نے
جو ذہن نے بنائے تھے خاکے کچھ اور تھے
اپنے لیے تھے آپ تماشا بنے ہوئے
ہم چاہتے کچھ اور تھے کرتے کچھ اور تھے
عالم تعلقات کا ہے سرد جنگ سا
ملنے کے ورنہ لگے طریقے کچھ اور تھے
نازل ہوئے تھے دل پہ جو پیغام تھے کچھ اور
صفحات پر جو اترے صحیفے کچھ اور تھے
اک محتسب کو صرف چڑانے کے واسطے
ہم میکدے میں بیٹھ کے پیتے کچھ اور تھے
کرتے ہماری بات کا کب لوگ اعتبار
اچھا ہوا کہ دیکھنے والے کچھ اور تھے

اس بار ناگپور سے غزلیں

ریڈیو سنگیت سمیلن

اتوار ۱۶ر اکتوبر

...۱۰ سے ۰۰-۱۱
...یر گائن
...ویراراگھون وائلن
...ی مردنگم
(...کو تریوندرم میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)
...۱۱ سے دوپہر ۰۰-۱۲
...پر وچتروینا
...احمد طبلہ
(...کو رانچی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)
...۱۰ سے ۰۰-۱۱
...راجگرو گائن
...ٹ سنگت گائن
...ٹنکاپور ہارمونیم
...وناکوڈ طبلہ
(...ستمبر کو جبلپور میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

پیر ۱۷ر اکتوبر

...۱۰ سے ۰۰-۱۱
...ٹی این شیشاگوپالن گائن
...کی ہری دھرن وائلن
...ویراگھو مردنگم
...ٹی ایس مہادیون مورسنگ
(...ستمبر کو مدراس میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

منگل ۱۸ر اکتوبر

...۱۰ سے ۰۰-۱۱
...ی بکرجی سرود
...مدیو پرساد چکرورتی طبلہ
(...ستمبر کو جبلپور میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

بدھ ۱۹ر اکتوبر

...۱۰ سے ۰۰-۱۱
...وی کرن گوٹو وادیم
...ی بھگتاوت سالم مردنگم
...پی ویاکرم گھاٹم
(...ستمبر کو بنگلور میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعرات ۲۰ر اکتوبر

...۱۰ سے ۰۰-۱۱
...ماتھر گائن
...دیپرکاش ہارمونیم
...بیال بوس طبلہ
(...ستمبر کو پٹنہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

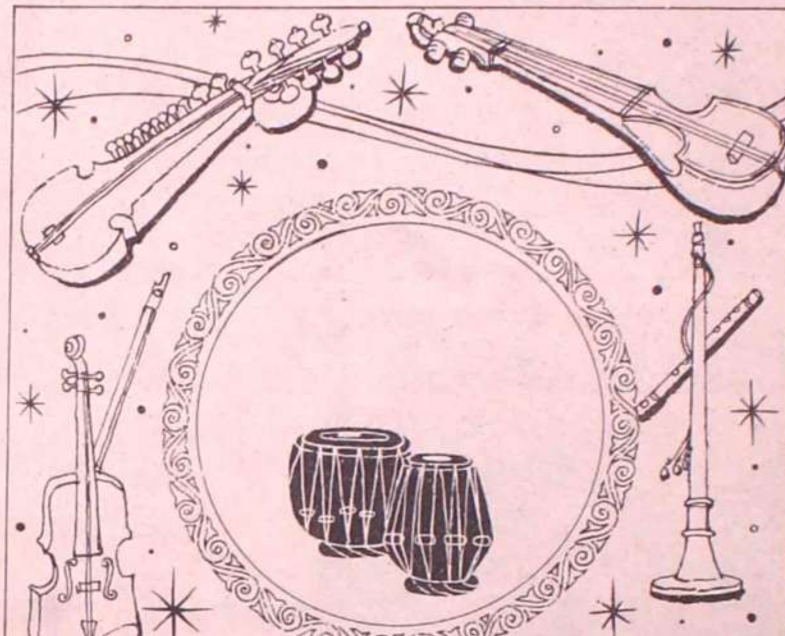

جمعہ ۲۱ر اکتوبر

صبح ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱
ستیہ دیو پنوار وائلن
فیاض خاں طبلہ
صبح ۰۰-۱۱ سے دوپہر ۰۰-۱۲
ایم آر گوتم گائن
ایم آر کھاڈیکر سارنگی
چھوٹے لال مشرا طبلہ
(۱۸ر ستمبر کو اورنگ آباد میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)
رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱
ایم ایس شیلا گائن
ایم۔ ناگ راج وائلن
اے وی آنند مردنگم
بی کے وینکارمن گھاٹم
(۱۸ر ستمبر کو کڈپا میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

ہفتہ ۲۲ر اکتوبر

رات ۳۰-۹ سے ۰۰-۱۱
ایس شنکر شاستری وینا
ای کلیانی وینا سنگت
ایلا وینکٹیشاراؤ مردنگم
جی ہری شنکر کنجیرہ
(۱۸ر ستمبر کو کلکتہ میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

اتوار ۲۳ر اکتوبر

رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱
پرکاش وڈھیرہ بانسری
پرکاش سکسینہ بانسری سنگت
گیڈون چارلس طبلہ
(۱۸ر ستمبر کو پورٹ بلیئر میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

پیر ۲۴ر اکتوبر

رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱
پھتوکوڈے کے۔ کرشنا مورتی گائن
وی وی سبرامنیم وائلن
امیلپورم کے سوامن مردنگم
(۱۸ر ستمبر کو بنگلور میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

منگل ۲۵ر اکتوبر

رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱
حفیظ احمد خاں گائن
غلام حسین خاں سنگت گائن
حمید خاں سارنگی
کمار بوس طبلہ
غلام باقر خاں ہارمونیم
(۱۸ر ستمبر کو پورٹ بلیئر میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

بدھ ۲۶ر اکتوبر

رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱
ٹی این کرشنن وائلن
وی جی نارائن وائلن سنگت
ٹی وی گوپالا کرشنن مردنگم
ٹی ایچ سبھاش چندرن گھاٹم
(۱۸ر ستمبر کو ترینویلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعرات ۲۷ر اکتوبر

رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱
شمیم احمد ستار
لطیف احمد خاں طبلہ
(۱۸ر ستمبر کو حیدرآباد میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

جمعہ ۲۸ر اکتوبر

رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱
ایم وی رما سورتی گائن
اناور پورا راما سوامی وائلن
کے۔ اے ویربھدرا راؤ مردنگم
(۱۸ر ستمبر کو ترینویلی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

ہفتہ ۲۹ر اکتوبر

رات ۳۰-۹ سے ۰۰-۱۱
پروین سلطانہ گائن
محمود دھولپوری ہارمونیم
صابر خاں طبلہ
(۱۸ر ستمبر کو مدراس میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

MGIPLP(FBD)-71/AIR/ND/83-3850

بی راجم ایئر — رمیش پریم — بسوراج راجو — مدورائی ٹی این شیشا گوپالن — سنیل مکرجی

این روی کرن — امرناتھ — سیتہ دیو پوار — ایم آر گوتم — ایم ایس شیلا

ایمنی شنکر شاستری — پرکاش وڈھیرہ — پھتوکوڈے ہری کرشنا مورتی — حفیظ احمد خاں — ٹی این کرشنن

شمیم احمد — ایم وی نرسمہا مورتی — پروین سلطانہ — دیا شنکر — پرابنچم سیتارام

اتوار ۳۰ اکتوبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰

دیا شنکر و ساتھی — شہنائی

(۱۸ ستمبر کو مدراس میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

پیر ۳۱ اکتوبر

صبح ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰

پرابنچم سیتارام — بانسری

چلاکڈی نرانا سوامی — وائلن

ڈی رام موہن راؤ — مردنگم

گننوپلی کرشنا مورتی — کنجیرا

(۱۸ ستمبر کو تریوندرم میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

صبح ۱۱.۰۰ سے دوپہر ۱۲.۰۰

مالتی پانڈے — گائن

عبداللطیف — سارنگی

سمپت لال — طبلہ

اروند تھتے — ہارمونیم

(۱۸ ستمبر کو رانچی میں منعقد محفل موسیقی کی ریکارڈنگ)

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

چیف ایڈیٹر — اوم پرکاش بھریوال — ٹیلی فون ۳۸۲۲۴۹

ادارت

سراج احمد ۳۸۲۲۵۴

ھومہندر سنگھ وِج

اسسٹنٹ بزنس منیجر — ڈی کے پوری ۳۸۲۳۵۱

تار کا پتہ LISTENER

دھلی — ۱۶؍اکتوبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۴؍آشون ۱۹۰۵ شاکا — جلد ۴۸ ۔ شمارہ ۲۰

اس شمارے میں

...بلا۔ سیدنا امام حسین ـــــ اخترالواسع ـــــ ۵
...مانیہ ـــــ م۔ خ۔ شاذلی ـــــ ۶
...اعری میں مرثیہ ـــــ جگر جالندھری ـــــ ۹
...اور خلائی سفر ـــــ محمد یوسف مرگی ـــــ ۱۱
...صنیف بیگھ دوت ـــــ ماجدہ اسد ـــــ ۱۲
...یاستی ہے خلوص اور ایمانداری ـ انوار النسا نادرہ عمر ـــــ ۱۴
...تعلیم ـــــ رضوان رضوی ـــــ ۱۵
...میں نئی کہانیاں ـــــ ظہیر انور ـــــ ۱۶
...ستانی ڈاک ٹکٹ ـــــ محمد ظہیر الدین اظہر ـــــ ۱۸
...ور سفید بالوں کی ڈرامائی صورت حال سید تمیم گوہر ـــــ ۲۰
...البترا ـــــ م۔ ناگ ـــــ ۲۲
...ل میں بٹا انسان ـــــ اعجاز بن ضیا اوگانوی ـ ۲۳
...ے پیڑ ـــــ شردن کمار ورما ـــــ ۲۴
ـــــ شہناز انجم ـــــ ۲۶
...ے جڑا آدمی ـــــ احمد عثمانی ـــــ ۲۷
...یات۔ شمس تبریزی ـــــ ۱۲
انیس امام ـــــ ۱۳
ممتاز راشد ـــــ ۱۷
ڈاکٹر رضی ناطقی ـــــ ۲۱
نذیر بنارسی ـــــ ۲۴
ظہیر صدیقی ـــــ ۲۸
نور پیکر ـــــ ۳۱
ساغر شفاقی ـــــ ۳۸
علقمہ شبلی ـــــ ۴۶
مخمور سعیدی ـــــ ۴۸
عبدالاحد ساز ـــــ ۵۰

قیمت

فی کاپی ـــــ ۵۰ پیسے
سالانہ ـــــ ۱۰ روپے
دو سال ـــــ ۱۸ روپے

شہید کربلا۔ سیدنا امام حسین

اخترالواسع

یہ آج سے کوئی تیرہ سو برس سے زیادہ پہلے کی بات ہے کہ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ (ستمبر ۶۸۱ء) کو ایک ایسے چٹیل میدان میں جہاں نہ کوئی اوٹ تھی اور نہ پانی، رسول اللہ کے جگر گوشہ، شیر خدا حضرت علیؑ کے قرۃ العین اور سیدہ فاطمہ زہرہؓ کی آنکھوں کے نور اور دل کے سرور حضرت امام حسینؓ کو یزیدی لشکر نے ابن سعد کی ہدایت اور شمر کی سرکردگی میں نہ صرف شہید کیا بلکہ ان کے سر کو تن سے جدا کر کے لے گئے۔ اس معرکۂ حق و باطل میں یزیدی لشکر کی تعداد چار ہزار مسلح سپاہیوں پر مشتمل تھی، اور نواسۂ رسولؐ کے ہمراہی ہم عدد یزداں یعنی کل ۷۲ آدمی۔ جن میں سے صرف بیمار زین العابدینؓ زندہ بچے رہے۔ تاریخ اسلام میں یہی حادثہ معرکۂ کربلا کے نام سے مشہور ہے اور اس عظیم تاریخی حادثہ پر مولانا محمد علی جوہر کا یہ شعر تو ضرب المثل بن گیا ہے۔

قتل حسینؓ اصل میں مرگ یزید ہے ۔۔۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

دنیا کی تاریخ دعوت و عزیمت میں یہ واقعہ اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس میں مٹھی بھر افراد نے "حق" پر قائم رہنے کیلئے "باطل" سے ہر ممکنہ ٹکر لی اور اپنے جذبۂ صادق، پرعزم استقامت، زبردست استقلال اور میدان کربلا میں داد شجاعت دے کر حق اور باطل کے فرق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس طرح واضح اور عریاں کر دیا کہ اب کبھی بھی کوئی باطل پسند قوت حق کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو فریب دینے میں کامیاب نہ ہوگی۔ اقبال نے شاید اسی لیے کہا تھا۔

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید ۔۔۔ ایں دو قوت از حیات آمد پدید

شہید کربلا نے آزمائش کے اس مرحلہ میں جس صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا وہ اس بات کی یاد دلاتا ہے کہ حق اور حریت کی راہ میں ہر قربانی ضروری ہے اور یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ ہمارے پاس وہ تمام مادی قوت و شوکت موجود ہے کہ نہیں جس کے تمام ساز و سامان سے ظالم آراستہ و پیراستہ ہے۔ یہ بھی خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ ہماری تعداد ظالم اور حق کی دشمن طاقت کے مقابلے کم اور بہت کم ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ حق و حریت کی حفاظت کے لیے سینہ سپر ہو کر ہر میدان کرب و بلا میں آزمائش کے لیے تیار ہو جائیں اور نتائج کا معاملہ اللہ کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں چونکہ یہ انسان کے بس میں نہیں ہیں۔ مصلحت اور خوف سے پرہیز کریں۔ امام حسینؓ کی اتباع اس میں ہے کہ نہ صرف اولاد اور متعلقین کی محبت کو راہ حق پر گامزن ہونے میں حائل نہ ہونے دیں بلکہ

اسوۂ ابراہیمیؑ کی پیروی میں امام حسینؓ کی طرح اپنے جگر گوشوں کو، جان ودل سے عزیزوں کو، گھر کے روشن چراغوں کو، حق وحریت، آزادی وصداقت اور معروف ومنکر کے لیے ظالم وجابر شخصی حکمرانوں کے دعویداروں کے مقابلے میں لے کر نکل کھڑے ہوں۔ ان کو اپنی آنکھوں کے سامنے قربان ہوتے دیکھیں اور خود بھی قربان ہوجائیں۔ اوراس منشاءالٰہی کے مثیل بن جائیں جس کو قرآن کریم کی سورۂ بقرہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ :

"ـــــ اللہ تمہیں آزمائشوں میں ڈالے گا۔ وہ حالت خوف وہراس، بھوک اور پیاس، نقصانِ مال و جان اور ہلاکت اولاد واقارب میں مبتلاکرکے تمہارے صبرواستقامت کو آزمائے گا۔ استقامت کا یہ حال ہے کہ جب مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں تو اپنے تمام معاملات کو یہ کہہ کر اللہ کے سپرد کردیتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔"

امام حسین ـــــ کربلا میں شہید کس لیے ہوئے ؟ کیا اس لیے کہ وہ حکومت کے خواہاں تھے؟ نہیں! ـــ توپھر کیا اس لیے کہ دولت وشوکت کے طلب گار تھے ؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر کیا بات تھی جس کی خاطر وہ ۷۲ آدمیوں پر مشتمل جماعت کو لے کر اس شخصی حکومت کے نظام جبر کے سامنے سینہ سپر ہوگئے جس کی حکومت کی سرحدیں یورپ سے ہندوستان اور افریقہ سے وسط ایشیا کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی تھیں ـــ؟ بات صرف حکومت کی خواہش یا دولت وشوکت کی طلب گاری کی نہ تھی، چونکہ وہ شہ دوسرا اور تاجدار امم کے محبوب نواسہ ہونے کی وجہ سے ساری امت کے بے تاج بادشاہ تھے اور ان کی حکومت دلوں پر تھی، دولت وشوکت ان کے گھر کی باندی تھی۔ وہ اپنے نانا کے دیار، اپنے اجداد کے شہر کو چھوڑ کر اس لیے میدان کربلا میں ڈٹ گئے چونکہ وہ ایک شخصی حکومت کے جبریہ نظام کو اکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے، وہ باطل پرسے حق کی جھوٹی نقاب کو اتار دینا چاہتے تھے۔ انھوں نے کربلا پہنچنے سے بہت پہلے مقام بیضہ پر اپنے ایک خطبہ میں اپنے مقاصد مطالب کو بڑے پُر اثر انداز میں واضح کردیا تھا۔ امام عالی مقام نے فرمایا تھا :

" لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس ظالم نے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے والے، خدا کے عہد کو توڑنے والے، خدا اور رسول کے مخالف اور خدا کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور قولاً وعملاً اس پر غیرت نہ آئی تو خدا کو حق ہے کہ اس شخص کو اس بادشاہ کی جگہ دوزخ میں داخل کردے۔ لوگو! خبردار ہوجاؤ۔ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی اور رحمان کی اطاعت چھوڑ دی، ملک میں فساد پھیلایا ہے۔ حدود الٰہی کو معطل کردیا ہے، مال غنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں، خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال، اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کردیا ہے۔ اس لیے مجھ کو غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔"

اس کے برخلاف یزیدی قوتیں چاہتی تھی کہ امام حسینؓ اپنے موقف کو تبدیل کریں اور یزید کی پلید ملوکیت کی تائید کریں، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی اطاعت کا یقین دلائیں۔ لیکن حضرت امام حسینؓ نے کربلائے افسانۂ حق وحریت کی داستان کو اپنے خون سے سرخی تو عطا کی، اپنا سر تو دیدیا لیکن ظالم وجابر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیا۔ اسی لیے تو معین الہند خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ نے کہا تھا :

شاہ است حسین، دیں پناہ است حسین
دیں است حسین، دیں پناہ است حسین
سرداد نہ داد دست در دستِ یزید
حقاکہ بنائے لاالٰہ است حسینؓ

شہید کربلا حضرت امام حسینؓ نے اپنے قربانی سے اپنے مقصد کو پالیا اور یزیدی لشکر کی ہر کوشش اور سازش کو ناکام بنادیا۔ یزید کا مقصد بیعت لینا یعنی اپنی اطاعت کا حسینؓ سے اقرار کرانا تھا اور امام حسینؓ کا مقصد بیعت نہ کرنا تھا، امام کامیاب ہوئے اور یزید ناکام ہوگیا۔ اسی لیے تو کسی نے کہا ہے :

دقارِ خون شہیدان کربلا کی قسم
یزید مورچہ جیتا ہے، جنگ ہارا ہے

امام حسینؓ جام شہادت نوش کرکے ہمیشہ کے زندۂ جاوید ہوگئے۔ چونکہ بقول مولانا ابوالکلام آزاد کے :

" دنیا میں ہر چیز مرجاتی ہے کہ فانی ہے، مگر خونِ شہادت کے ان قطروں کے لیے جو اپنے اندر حیاتِ الٰہیہ کی روح رکھتے ہیں کبھی بھی فنا نہیں ہوتے ـــ"

علامہ اقبال نے بھی اس بات کی گواہی اس طرح دی :

حقیقت ابدی ہے مقام شبیریؓ
بدلتے رہتے ہیں احوال رومی وشامی

محرم کا یہ عشرہ ہمیں تازگیٔ زخم کہن کے لیے ایسے ہی ماتم آلود دنوں سے متعارف کراتا ہے جو صدیوں پہلے کی اس داستانِ کرب وبلا کو جس میں امام حسینؓ نے اپنی اولادوں، عزیزوں اور رفیقوں کے ساتھ سچائی آزادی اور خیر کی برتری وبحالی کے لیے معرکۂ کربلا میں شہادت دی تھی۔ اپنی زبان سے، خون آلود اور زخم خوردہ جسم سے اور ظالموں کے ہاتھوں قلم کیے گئے سر سے ـــ مولانا آزاد کی زبان میں : ـــ

" فی الحقیقت یہ حق وصداقت، آزادی وحریت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایک عظیم الشان انسانی قربانی تھی جو صرف اس لیے ہوئی تاکہ پیروانِ اسلام کے لیے ایک اسوۂ حسنہ پیش کرے اور اسی طرح جہادِ حق وعدالت اور اس کے ثبات و استقامت کی ہمیشہ کے لیے ایک مکمل ترین مثال قائم کردے۔"

(اردو مجلس سے نشر)

اختر الواسع
شعبہ اسلامک وعرب۔ ایرانین اسٹڈیز۔
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

دریچے

جامعہ عثمانیہ

نواب بہادر یار جنگ نے ۲۴ مئی ۱...
سکریٹری بزم تیموریہ فرخ م...
فرخ کو یوم ظفر کے دعوت نامے کے جواب میں لکھا تھ...
" ان کی ذاتی خوبیوں میں کسی کو کلام نہیں۔ لیکن ش...
کے آخری اور شمشیر بردار نہیں بلکہ شعر گو بادشاہ کی...
میں ان کی یاد منانا، فرزندانِ تیمور کی شکست، ذلت...
رسوائی اور بربادی کی یاد منانا سمجھتا ہوں مجھے اس بز...
سے معاف فرمایئے۔

واقعہ یہ ہے کہ شاہان مغلیہ کا آخری د...
شعر وشاعری کے لئے رہ گیا تھا لیکن جنوب کے د...
کو یہ افضلیت حاصل رہی کہ اس سے وابستہ آخری تا...
دکن نواب میر عثمان علی خان آصفجاہ ہفتم نے شعر و...
کی سرپرستی کے بجائے ترویج علوم وفنون کو مقد...
اور ریاست حیدرآباد میں بلا لحاظ مذہب وملت و...
سیکڑوں تعلیمی اداروں کا جال پھیلا دیا۔ حدث ما...
دیگراں کے مصداق ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر امبیڈکر نے ...
میں کہا تھا۔

" اچھوتوں کا یہ جلسہ حضور نظام آصف ...
حکومت کا شکرگذار ہے کہ وہ اچھوتوں کی پستی دو...
کے لئے پوری دلچسپی کا اظہار کر رہی ہے۔ حکومت ...
اچھوتوں کی تعلیم کے لئے خاص طور پر ایسی درسگاہیں...
کی ہیں جن کی مثال ہندوستان بھر میں نہیں ہے۔ ...
دیگر والیانِ ریاست سے درخواست کرتا ہے کہ وہ...
حضرت حضور نظام حیدرآباد دکن کے ان شریفانہ...
کی تقلید کریں "

چنانچہ مشہور حدیث " میں علم کا شہر ہوں ا...
اس کا دروازہ " کے حروف ابجی میں پوشیدہ...
تاریخ ۲۶ ر اپریل ۱۹۱۷ء تھی یہ تاریخ عالم کا...
انقلاب آفریں سال تھا۔ جب روس کے عوام ...
کے نعرے بلند کر رہے تھے تو ریاست حید...

م-خ-شاذلی

...ں کے زبردست تعلیمی انقلاب کی بنیاد رکھی۔
...سروی جامعہ عثمانیہ کے قیام کا اعلان ے کر جاری
...ار اگست ۱۹۱۹ء کو علم و فن کے اس گہوارۂ
...افتتاح آغا سید حسن کے "آغا محل" میں عمل میں
...ں نے ہندوستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اپنی ملکی
...ں ذریعہ تعلیم کا اہتمام کیا۔ جس کو دنیا عثمانیہ
...سٹی کے نام سے جانتی ہے۔ دنیا کی یہ پہلی یونیورسٹی
...ں اعلیٰ تعلیم کے لئے اردو ذریعہ تعلیم کا خوشگوار
...میاب تجربہ کیا گیا۔ زبان و ادب اور علم و فن کا یہ
...ال گہوارہ اپنی منفرد حیثیت کے باعث تمام
... کے اہل علم و ادب کو متوجہ کئے بغیر نہ رہ سکا۔
...ے تمام علوم و فنون کو ان کی شاخوں اور شعبوں
... اردو میں منتقل کر لیا گیا۔ یہ دنیا کا ایک نادر عجوبہ
...ونکہ یہ اس دور میں کیا گیا جب کہ ہندوستان کی مختلف
...سٹیوں میں انگریزی ذریعہ تعلیم نہ صرف جاری تھا
...طے کر لیا گیا تھا کہ کوئی ہندوستانی زبان جامعہ کی
...ک نہیں پہونچ سکتی۔ چنانچہ سلطان العلوم کے
...بیش قیمت تجربہ نے عالمی شہرت کے مالک مشہور
... فلسفی اور ماہر تعلیم کو متوجہ کر لیا۔ ٹیگور لکھتے ہیں:
"...میں ایک عرصہ دراز سے اس دن کا منتظر تھا
...علیم کے پیروں میں پڑی ملکی غیر ملکی زبانوں کی
...یا ٹوٹ جائیں گی۔ مجھے بڑی مسرت ہے کہ ریاست
...ب جامعہ کے قیام کا فیصلہ کیا جس میں تعلیم اردو
...ریعہ دی جائے گی۔ میں آپ کی اسکیم کی دلی طور
...ستائش کرتا ہوں۔"

سرسید مرحوم سائنٹفک سوسائٹی کے ذریعہ
...۱۸ء میں علوم و فنون کی کتب کے اردو میں ترجمو
...ہنچے۔ لیکن اعلیٰ تعلیم کے لئے اردو کو ذریعۂ تعلیم
...ے کے تصور کو نہ پا سکے۔ یہ شرف جنوب کے اس
...ئی علم و فن کو حاصل ہے جو ایک طرف تو مطلق العنان

بادشاہ کی حیثیت رکھتا تھا لیکن دوسری طرف ایک مکمل جمہوری کردار کا مالک۔ تعمیرانہ قلب و ذہن کا پیکر تھا۔

حبیب الرحمٰن خاں شیروانی پہلے وائس چانسلر کی حیثیت سے اور اپنی چوالیس مشاہیر ملک پر مشتمل مجلس رفقار کے ساتھ اور سر اکبر حیدری اور نواب فخر الملک کے عملی تعاون سے جامعہ کی کشتی کو آگے بڑھاتے رہے۔ ۱۴ ارکان پر مشتمل پہلی مجلس عاملہ قائم کی گئی جس کی صدارت پہ مہاراجہ کشن پرشاد عین السلطنت فائز تھے۔

چھ سو ایکڑ کے ایک خوبصورت قطعہ اراضی پر ہندوستان کی ملی جلی تہذیب کی نمائندہ عمارت کی تعمیر ہوئی۔ طرز تعمیر میں بھی اردو زبان کی طرح ہندو اور مسلمان دونوں کی تہذیبوں کو یکجا کر دیا گیا۔ عمارت کے ہر گوشہ میں ہندو مسلم تہذیب و تمدن کی جھلکیاں در و دیوار کے ہر نقش و نگار میں نمایاں ہیں۔ جس کے لئے زین یار جنگ بہادر اور سید علی رضا کی شبانہ روز عرق ریزیوں نے بڑا کام کیا۔

علم و فن کا یہ عالمی گہوارہ کبھی ۲۲۵ طلبا سے شروع ہو کر آج ۱۲۵ سے زائد پروفیسرس ایک ہزار اساتذہ، تین ہزار غیر تدریسی اسٹاف پر مشتمل ہے۔ دنیا بھر کے علوم و فنون کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کی تدریس اور تحقیق کا جامعہ عثمانیہ میں انتظام نہ ہو دس فکلٹیز پر مشتمل یہ یونیورسٹی مزید یونانی آیورویدک، کامرس، انجینئرنگ، سائنس، سماجی علوم اور ٹکنولوجی کے شعبوں کی حامل ہے۔ اردو کی فراخدلی وسعت نظری اور میل جول کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اردو ذریعہ تعلیم کے اسی جامعہ میں اردو کے علاوہ تلگو ہندی اور انگریزی میں بھی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ مرہٹی، کنڑی، عربی اور فارسی وغیرہ میں تحقیقی کام آج تک بھی جاری ہے۔ ۱۹۲۳ء میں قانون کے امتحانات نصاب میں داخل ہوئے اور دوسرے ہی سال کلیۂ اناث کا قیام عمل میں آیا۔ غرض مقصد یہ کہ کوئی تشنۂ علم اس آستانۂ علوم سے پیاسا نہ جائے۔

اس دور میں جب کہ تمام ہندوستان میں جدوجہد آزادی کی للکاریں سنائی دے رہی تھیں۔ جامعہ عثمانیہ نے دیہی علاقوں میں اعلیٰ تعلیم کے لئے مختلف چھوٹے مقامات جیسے کتہ گوڑم، گوداوری کھائی وغیرہ میں پوسٹ گریجویٹ سینٹر قائم کر دئے۔ علاقائی ضرورت کے پیش نظر مائننگ، انجینئرنگ کالج قائم کئے۔ جامعہ کی سب سے بڑی خصوصیت آسٹرونومی اسٹڈی سینٹر ہے جو ملک بھر میں صرف جامعہ عثمانیہ میں قائم ہے۔ ایشیا کا سب سے بڑا ریفلیکشن اسکوپ صرف اس یونیورسٹی میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ غیر ممالک جیسے روس، امریکہ یوگوسلاویہ اور اقوام متحدہ وغیرہ کے تعاون سے

مختلف اعلیٰ سائنسی آلات کی تنصیب کا شرف جامعہ کو حاصل ہے۔

وہی جامعہ عثمانیہ جو شکوک و شبہات کے دھندلکوں میں قائم ہوا تھا آج ایک مینارۂ نور بن کر سات ہزار ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں دے چکا ہے جہاں اب تین لاکھ سے زائد کتب کا ذخیرہ ہے۔ ایک ہزار میگزین آتے ہیں۔ عربی، مرہٹی کنڑی کے چھ ہزار مسودے محفوظ ہیں۔ ہندوستان کی ملی جلی تہذیب کی نمائندہ یونیورسٹی نے ایک ہزار نشست کی ایک عظیم الشان آڈیٹوریم تعمیر کیا جس کو ملک کے مشہور نامور شاعر و فلسفی رابندر ناتھ ٹیگور کے نام سے موسوم کر دیا۔ جو اتفاق سے ریاست کا باشندہ نہ تھا۔

لیکن یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ اردو جس کے ساتھ اپنے ہی ملک میں غیروں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے علوم و فنون کے اس مینارۂ نور تک کیسے جا پہنچی۔ اس کا جواب مولوی عبدالحق سے سنئے۔

"جب تعلیم کا ذریعہ اردو قرار دیا گیا تو یہ کھلا اعتراض تھا کہ اردو میں اعلیٰ تعلیم کے لئے کتابوں کا ذخیرہ کہاں ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا تھا کہ اردو میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ اس میں علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم ہو سکے۔"

ظاہر ہے کہ سلطان العلوم کی دور اندیشی اور علمی تفکر کے سامنے یہ کیسے ممکن تھا کہ اتنا اہم مسئلہ نظر سے بچ جائے۔ چنانچہ پیشگاہ خسروی سے عثمانیہ یونیورسٹی کے لئے امتحاناً ایک سال کے لئے سررشتہ ترجمہ کے قیام کی منظوری صادر ہوئی اور سررشتہ کے اخراجات کا تخمینہ ۱۶ ہزار سے چوالیس ہزار ہو کر اسی ہزار تک پہنچا۔

اس سررشتہ ترجمہ کے قیام کی تاریخ میں بھی قدرے اختلاف ہے کیونکہ جامعہ اور سررشتہ ترجمہ لازم و ملزوم تھے۔ سر عبدالقادر سروری نے ۱۶ر ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ م ۱۹۱۸ء دی ہے۔ جب کہ ڈاکٹر رفیعہ اشرف نے ۶ر ستمبر ۱۹۱۷ء یعنی جامعہ عثمانیہ سے قبل سررشتہ ترجمہ کا قیام بتایا ہے۔ بہرحال جامعہ عثمانیہ کا ایک بنیادی ادارہ سررشتہ ترجمہ تھا۔ مولوی عبدالحق اسے "سررشتہ تالیف و ترجمہ" کہتے تھے۔ ڈاکٹر زور اور عبدالقادر سروری اسے دارالتصنیف و ترجمہ کہتے رہے لیکن یہ ادارہ بعد میں دارالترجمہ کے نام سے مشہور ہوا۔

دراصل دارالترجمہ کا مقصد محض درسی کتب کے تراجم کرنا ہی نہیں تھا۔ بلکہ یہ ادارہ زبردست سماجی انقلاب کا پیش خیمہ تھا۔ مولوی عبدالحق نے بالکل صحیح اندازہ کیا تھا "..... بلکہ اس کے علاوہ وہ ہر علم میں متعدد اور کثرت سے کتابیں تالیف و ترجمہ کرائے تاکہ لوگوں میں علم کا شوق بڑھے ملک میں روشنی پھیلے خیالات و قلوب پر اثر پیدا ہو۔ جہالت کا استحصال

ہو۔ مولوی عبدالحق نے یہ بھی واضح کر دیا کہ جہالت کے معنی صرف بے علمی نہیں ہے بلکہ اس میں افلاس کم ہمتی کوتاہ نظری تنگ دلی وغیرہ جیسی خباثتیں شامل ہیں۔ لہٰذا دارالترجمہ نے واقعی اس جہالت کا بڑی قوت کا مقابلہ کیا۔ ریاست حیدرآباد کی زندگی میں دارالترجمہ، سماجی، معاشی، غرض ہمہ رنگی انقلاب کا علم بردار ثابت ہوا اور نہ صرف انگریزی بلکہ سنسکرت عربی اور فارسی کی بیش قیمت تصانیف کے ترجمے کر کے دنیا بھر کے علوم سے اردو کے دامن کو بھر دیا۔ دارالترجمہ میں بڑا مستند وضع اصطلاحات کا تھا۔ مجالس میں مباحث ہوتے اور ترجمہ کے ساتھ ساتھ مناسب اصطلاحات وضع کر لی جاتی تھیں۔ سید ہاشمی فرید آبادی کہتے ہیں کہ شمالی ہند میں اردو کالج دہلی میں اس کا تجربہ کیا گیا تھا۔ لیکن موجودہ دور میں اس سے بھی بڑے پیمانے پر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد نے ان مشکلات سے عہدہ برآ ہو کر دکھایا۔ مختلف علوم کے لئے مختلف مجالس قائم تھیں۔ ایک مجلس زبان و ادب کے لئے جس میں وحیدالدین سلیم، نظم طباطبائی، مرزا ہادی رسوا وغیرہ تھے۔ دوسری سائنسی اصطلاحات کے لئے جس میں چودھری برکت علی، محمود احمد خاں وغیرہ نے خدمات انجام دیں۔ مولوی عبداللہ عمادی مذہبی نقطہ نظر سے ان اصطلاحات کا جائزہ لیتے تھے رائے جانکی پرشاد کے مطابق ان مجالس نے ۱۹۲۹ء تک تقریباً ۵۵ ہزار اصطلاحات تیار کر لی تھیں بعد میں مزید دس سال تک یہ کام جاری رہا۔ ان مجالس نے ۱۹۱۸ء سے ہی کام کرنا شروع کر دیا تھا اور آخری مجلس ۲۵ ر جولائی ۱۹۴۶ء کو منعقد ہوئی تھی جس میں ڈاکٹر نظام الدین، عبداللہ عمادی، ڈاکٹر زور، محمد نصیر احمد عثمانی، مولوی اشفاق حسین شریک رہے

دارالترجمہ نے نہ صرف اردو زبان کو تمام علوم و فنون کے حصول کا اہل بنایا بلکہ مشرق اور مغرب کے علوم کے فرق کو مٹا دیا۔ اور ہر قسم کے اور ہر ملک کے علم و فن کو اردو میں منتقل کرنے کے رجحان کو تیز کر دیا۔ دارالترجمہ ۳۳ سال تک کام کرتا رہا جس میں مجموعی کارکردگی کے لحاظ سے تقریباً ۱۶ علوم پر سیکڑوں کتب کے ترجمے کئے گئے۔ ترجموں کی تعداد میں فرق پایا جاتا ہے جس کی وجہ مختلف علوم کی مختلف محاسن کی رپورٹیں ہیں عبداللہ عمادی کے مطابق ۵۱۲ ترجمے ہوئے۔ ڈاکٹر زور نے ۳۵۸ بتایا ہے اور نصیر الدین ہاشمی کے لحاظ سے ۳۷۹ ترجمے ہوئے۔ دراصل مطبوعہ ترجموں کے علاوہ لاتعداد قلمی نسخے بھی پڑے رہے۔ دارالترجمہ کی اس ۳۳ سالہ کارگذاری کے دوران یہ بات خصوصیت کی حامل ہے کہ نصابی کتب کے علاوہ بعض نہایت نایاب کتب کے ترجمے ہوئے جس نے اردو زبان کو علم کے خزانہ سے مالا مال کر دیا۔ مثلاً تاریخ ہند و فلسفہ اصول فلسفہ ہندو، تاریخ فلسفہ یونان، تاریخ کامل ابن کثیر، تاریخ طبری، اسلامی فن تعمیر ہندوستان، قدیم تاریخ ہند وغیرہ۔ دارالترجمہ کے اس ۳۲ سالہ دور میں تمام ہندوستان سے ۱۲۹ مترجم کام کرتے رہے اور ناظم دارالترجمہ کی حیثیت سے سات حضرات نے کام کیا ہے جن میں اول مولوی عبدالحق پہلے ناظم اور آخری بار ایشور ناتھ ٹوپا نے یہ عہدہ سنبھالا۔ دارالترجمہ علاقہ داریت اور ملکی و غیر ملکی کی لعنت سے ہمیشہ پاک رہا۔ چنانچہ تمام ہندوستان سے اعلیٰ پایہ کے علماء، مستند ادیب اور مفکرین کو مدعو کیا گیا تھا۔ لاہور سے مولانا ظفر علی خاں، علی گڈھ سے وحیدالدین سلیم، بلند شہر سے محمد الیاس برنی وغیرہ۔

یہاں سے حالات بڑے روح فرسا ہیں پولیس ایکشن ۱۹۴۸ء کے وقت دارالترجمہ میں صرف مترجمین کام کر رہے تھے۔ جن میں ڈاکٹر غلام دستگیر شہید، ڈاکٹر یوسف انتونی، عبدالرحمٰن خاں قابلِ ذکر ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں ترجمہ کا کام تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ دارالترجمہ کی حیثیت اب صرف ایک اسٹور روم کی تھی جہاں صرف کتابیں فروخت ہوتی تھیں۔ چند قلمی نسخے رکھے ہوئے تھے جو زیورِ طباعت کے لئے ترستے رہے ۱۹۶۸ء میں وائس چانسلر ڈاکٹر ریڈی نے تمام نسخے نظام ٹرسٹ لائبریری کے حوالے کر دئیے البتہ مترجمین کا ایک مقام بن چکا تھا۔ بیرونِ ریاست بھی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا۔ مثلاً ڈاکٹر رضی الدین ڈاکٹر یوسف حسین خاں، پروفیسر محمد مجیب وغیرہ۔

اس عظیم الشان ادارہ نے جہاں ریاست حیدرآباد میں تعلیمی شعور بیدار کیا وہیں علم و ادب میں زبردست اضافہ کیا۔ سو سال پہلے ترجمہ کا وجود تھا لیکن دارالترجمہ نے اسے ایک مستقل فن اور صنف ادب کا مقام عطا کی۔ لسانیات میں اصطلاحات، محاورے اور الفاظ کی تراش خراش نے تمام ملک کے اردو ادب میں زبردست اضافہ کیا جس سے آج تک تمام ملک استفادہ کر رہا ہے۔

۱۹۵۰ء کا وہ منحوس سال تھا جب جامعہ عثمانیہ کی سینٹ کی میٹنگ منعقدہ ۲۶ ر ستمبر ۱۹۵۰ء میں دارالترجمہ پر غور کیا گیا۔ اس میٹنگ کا وہ اعلان نامہ تھا جس میں عثمانیہ یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم اردو سے بدل کر انگریزی کر دیا گیا اور ساتھ ہی دارالترجمہ کے وجود کو غیر ضروری قرار دیا گیا ۱۹۵۴ء تک دارالترجمہ میں ہو کا عالم تھا اور آخر کار ۱۹۵۵ء میں ۱۸ ر اگست کو وہ شعلہ فشاں تاریخ دارالترجمہ کے لئے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔ دارالترجمہ کی عمارت کو بری طرح آگ کے شعلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور لاکھوں روپیہ کا قیمتی، نادر، نایاب سرمایۂ علم جل کر خاکستر ہو گیا عالمی شہرت کا یہ ادارہ جامعہ عثمانیہ کی بنیاد ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا سلطان ا[لعلوم] کے خوابوں کی تعبیر خاک ہو کر یونیورسٹی کے احا[طے] کئی دنوں اڑتی رہی۔ البتہ اس تعبیر کا ایک عکس عثمانیہ ابھی باقی ہے پندرہویں وائس چانسلر [...] علی اختر کے ہاتھوں میں جس کا مستقبل ہے لیکن اس سلطان العلوم۔ بانی و سرپرست جامعہ کے جامعہ عثمانیہ ہی "حضور نظام چیئر" کے قیام مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ صرف مطالبہ، وائے حسرتا۔

زندہ کردہ چوں مسیحا علم و فن را در دکن
زندہ باد اے حضرت عثمان علی خاں زندہ باد

چلئے بہت ہو چکا، آنسو پونچھئے

سیر کی خوب پھرے پھول چنے شاد رہے
باغباں جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے

داورنگ آباد سے نشر

MAHAVIR MELODIES

جوانی کی سحر خیزیوں اور جذبات سے معمور، دلوں کو گرما دینے والے محبت کے نغمے ——— جن کو لکھا ہے آل انڈیا ریڈیو کے منظور شدہ، رائٹر اور فلم رائٹرس ایسوسی ایشن کی مینیجنگ کمیٹی کے ممبر کملا کانت جین نے خدائے محبت کی آواز ہمیشہ آپ کے دلوں کو چھوتی رہیگی۔ اس دہائی کی عظیم ترین دریافت۔

موٗرے منوا میں مہندی کھلی

دل کی دھڑکنوں کو تیز کرنے والا نغمہ ریز کیسٹ آج ہی اپنے میوزک ڈیلر سے خریدیئے یا ۴۸ روپے بذریعہ بنک ڈرافٹ رمنی آرڈر بھیج کر ہم سے طلب کیجیے۔ (بشمول ڈاک خرچ)

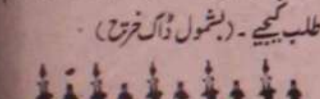

اردو شاعری میں مرثیہ

جگر جالندھری

مرثیہ کے معنی ہیں بین کرنا۔ یعنی خود رونا اور دوسروں کو رُلانا۔ یہ صنفِ سخن قصیدہ کے برعکس ہے۔ قصیدہ میں زندوں کی تعریف کی جاتی ہے یہ میں مرحومین کے اوصاف بیان کرکے آہ وزاری۔ عام طور پر مرثیہ اُن نظموں کو کہتے ہیں شہیدان کربلا کی شہادت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

یہ پرانی صنفِ سخن عرب سے فارس پہنچی اور وہاں سے ہمارے ہاں آئی۔ عرب کی اعری میں مرثیے ایسے سچے اور صحیح واقعات پر مشتمل ہوتے تھے کہ ان سے متوفی کی زندگی کا پتہ لگ جاتا تھا۔

ابتدا میں اردو مرثیہ کا مقصد میت کو یاد کرکے رنج وغم کا اظہار کرنا اور دوسروں کو ہ کرنا تھا۔ شروع شروع میں جو مرثیے لکھے گئے۔ وہ بیس یا تیس بند یا بیس تیس بیت ہوتے تھے۔ اور ان میں مرثیت یا بین کے سوا کوئی مضمون نہیں ہوتا تھا۔ میر تقی میر کی ب شادی کے جلد بعد وفات پا گئی تو وہ یوں اظہار غم کرنے لگے ؎

اب آیا یاد اے آرامِ جاں اس نامرادی میں
کفن دینا تجھے بھولے تھے ہم اسباب شادی میں

عارف کی موت پر مرزا غالب یوں افسوس کرنے لگے ؎

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

مرثیے سودا کے وقت تک چومصرعہ ہوتے تھے۔ سودا نے مرثیہ کو مسدس کیا۔ چونکہ مرثیہ ایک خاص مضمون کے دائرہ میں محدود تھا۔ لہٰذا متاخرین کو اس میں جدت ے اور اس میں مضامین کا اضافہ کرنے کا خیال آیا رفتہ رفتہ مرثیہ کا دائرہ بڑھ گیا۔ یں بین اور مرثیت کے علاوہ مدح وذم، مناظر قدرت، رزم و بزم اور اظہارِ فخر خاندانی کیے گیے۔ اس نئی طرز کی نظم سے اردو شاعری میں وسعت پیدا ہوگئی۔ اس طرز میں ہل میر ضمیر نے مرثیے لکھے۔ انھیں اس طرز کا موجد کہا جا سکتا ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ ہو

میدان میں کس طرح یہ محبوب لڑے — یہ تو کہیے کہ غلام آپ کے کیا خوب لڑے
تھا کروں ضبط پہ چپ رہتا تھا — پوچھو اکبر سے کہ ہر بات یہ کیا کہتا تھا
فوج کو اس پار سے اس پار گیے — میں نے خود دیکھا کہ دریا پہ کئی بار گیے
بیٹے کو جو حیدر کے نواسے آئے — بولے عباس کہ پیاسے گیے پیاسے آئے

میر ضمیر کے ہمعصر اور میر انیس کے والد میر خلیق بھی مرثیہ کے میدان میں کود پڑے نوں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے جس سے مرثیہ کی صنف ت ترقی ملی۔ لکھنؤ شیعہ فرقہ کے لوگوں کا مرکز تھا۔ وہاں حکمران خود مرثیے کہتے تھے مرثیہ کہنے والوں کی انعام و اکرام سے حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ اس طرح اس فن کی و منزلت اور بھی بڑھی۔

اگرچہ میر انیس اور مرزا دبیر نے مرثیہ کی صنف کو آسمان کی بلندی تک پہنچایا لیکن اس میں شک نہیں کہ ضمیر اور خلیق کی دکھائی ہوئی راہ پر چل کر وہ منزل تک پہنچے۔ میر انیس خود میر خلیق کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں ؎

بس اے انیس بس کہ دعا کا ہے یہ مقام — ہو مغفرت خلیق کی یا ربّ ذوالکرام
مداحِ آل پاک نبی تھا وہ خوش کلام — یارب! اُسی بزرگ کا یہ فیض ہے تمام
بندہ وہ کون سا ہے کہ جو بے قصور ہے
گر بخش دے، تو کیا تری رحمت سے دور ہے

میر انیس نے بیان کے نئے نئے ڈھنگ اردو شاعری میں کثرت سے پیدا کیے۔ انھوں الفاظ کو نہایت خوبصورتی سے استعمال کیا اور ایک ایک واقعہ کو سو سو طرح سے بیان کیا اُن کے کلام میں منظر نگاری۔ جذبات نگاری، واقعہ نگاری اور کردار نگاری کا کمال نظر آتا ہے انھوں نے زبان کی سادگی اور بیان کی سلاست کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ وہ واقعات کا نقشہ ایسا اتارتے ہیں۔ نیچرل کیفیات کی تصویر ایسی کھینچتے ہیں اور بیان میں تاثیر کا رنگ ایسا بھرتے ہیں کہ جسے دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے اردو شاعری کو بلند مقام عطا کیا۔ انھوں نے مرثیے کے دائرہ کو بہت وسعت دی۔ ایسے اعلیٰ درجہ کے اخلاق انھوں نے مرثیہ میں بیان کیے ہیں جن کی مثال دوسری زبانوں میں کم یاب ہے۔ اپنی زبان اور اپنے انداز بیان کا انھیں خود بھی احساس تھا۔ فرماتے ہیں ؎

نہریں رواں ہیں فیض شہد مشرقین کی
پیاسو پیو، سبیل ہے نذرِ حسین کی

ایک اور جگہ کہتے ہیں ؎

لگا رہا ہوں مضامینِ نو کے پھر انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

اپنے کلام میں انھوں نے اخلاق کے بہترین نمونے پیش کیے۔ اخلاق کا نمونہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ اہل اسلام کے نبی کا نواسہ جس کے آگے ہر مسلمان کا سر جھکنا چاہیے تھا وہ وہاں چند عزیزوں اور دوستوں کے سوا ہر مسلمان کو اپنے خون کا پیاسا دیکھتا ہے۔ ریگستان عرب کی لُو اور گرمی ہے چند کے سوا سب دوست ساتھ چھوڑ گیے ہیں۔ جن کا مقابلہ لاکھوں دشمنوں سے ہے کئی مصائب دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ ایک نالائق آدمی کی حکومت تسلیم نہیں کرتا۔ رشتہ داروں کے سر تلواروں سے کٹتے اُن کے کلیجے برچھیوں سے چھدتے اور اُن کے سینے تیروں سے چھلنی ہوتے دیکھتا ہے لیکن ان میں سے کوئی چیز اس کے عزم و استقلال میں کمی پیدا نہیں کر سکتی جو قوم اس کے خون کی پیاسی ہے اس کو ہر طرح ایذا دیتی ہے اور اس کے خاندان کو مٹانے پر کمر بستہ ہے۔ نہ وہ ان کو بد دعا دیتا ہے نہ شکایت کرتا ہے۔

انیس کے مرثیوں میں سے سلاست، اخلاق نگاری، واقعہ نگاری، جذبات نگاری، حقیقت نگاری، منظر نگاری اور مکالمہ نگاری کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

سلاست

پھیلائے شہ نے ہاتھ کہ آؤ، گلے لگو   سینہ میرے جگر سے لگاؤ، گلے لگو
بچھڑے ہیں دیر سے نہ رلاؤ، گلے لگو   لو تم بھی دستِ شوق بڑھاؤ گلے لگو
آنکھوں سے آنکھیں، منہ سے منہ اور لب سے لب ملیں
اب کے جُدا ہوئے تو خدا جانے کب ملیں

اخلاق

تو کیا ہے اور کیا ہے تیرا وہ امیر شام   کرتے ہیں بادشاہ کہیں بیعت غلام
تو بھی نمک حرام ہے وہ بھی نمک حرام   او بے ادب! یزید کجا اور کجا امام
دوزخ سے دور رہتے ہیں ساکن بہشت کے
کعبہ کبھی جُھکا نہیں آگے کنشت کے

واقعہ

شہ کے قدم پہ زینب زار و حزیں گری   بانو پچھاڑ کھا کے پسر کے قریں گری
کلثوم تھرتھرا کے بہ روئے زمیں گری   باقر کہیں گرا تو سکینہ کہیں گری
اُجڑا چمن، ہر ایک گلِ تازہ نکل گیا
نکلا عَلم کہ گھر سے جنازہ نکل گیا

جذبات

دوڑا یہ سُن کے نہر کی جانب وہ بے پدر   رو کر پکارے شاہ کہ بیٹا! چلے کدھر
ننھے سے ہاتھ جوڑ کے بولا وہ نوحہ گر   بابا کی لاش اُٹھانے کو جاتے ہیں نہر پر
میت نہ اُٹھ سکے گی تو خالی نہ آئیں گے
دامن میں ہم کٹے ہوئے ہاتھوں کو لائیں گے

حقیقت

اللہ رے خزاں کے دن اس باغ کی بہار   پھولے سماتے تھے نہ محمد کے گل عذار
دولہا بنے ہوئے تھے۔ اجل تھی گلوں کا ہار   جاگے وہ ساری رات کے وہ نیند کا خمار
راہیں تمام، جسم کی خوشبو سے بس گئیں
جب مسکرائے، پھولوں کی کلیاں بکس گئیں

منظر

وہ دشت، وہ نسیم کے جھونکے، وہ سبزہ زار   پھولوں پہ جا بجا وہ گہر ہائے آب دار
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار   بالائے نخل ایک جو بلبل، تو گل ہزار
خواہاں تھے نخل گلشن زہرا جو آب کے
شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے

مکالمہ

ماں ہوں میں، کلیجہ نہیں سینے میں سنبھلتا   صاحب! میرے دل کو ہے کوئی ہاتھوں سے ملتا
میں تو اُسے لے چلتی پہ کچھ بس نہیں چلتا   رہ جاتیں جو بہنیں بھی تو دل اُس کا بہلتا
دروازے پہ تیار سواری تو کھڑی ہے
پر اب تو مجھے جان کی صغرا کی پڑی ہے

میر انیس کے علاوہ فن مرثیہ کو معراج کمال تک پہنچانے میں میر ضمیر کے شاگرد مرزا دبیر کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ میر انیس جب فیض آباد سے لکھنؤ پہنچے تو ان کا مرزا دبیر سے مقابلہ شروع ہو گیا۔ دونوں ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے۔ اور نہایت لطیف انداز سے نوک جھونک کرتے تھے۔ دونوں نے پوری عمر مرثیہ گوئی میں صرف کی اور اپنے اپنے انداز کے مستند استاد کہلائے۔

مرزا دبیر کے کلام میں جدتِ خیال، بلندیٔ تخیل، شکوہ بیان اور نادر تشبیہات و استعارات کے نمونے جا بجا ملتے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

جدتِ خیال

گر کاہ ملے، فائدہ کیا کوہ کنی سے   میں کاہ کو گل کرتا ہوں رنگیں سخنی سے
خوش رنگ ہیں الفاظ عقیق یمنی سے   یہ ساز ہے، سوزِ غم شاہِ مدنی سے
آہن کو کروں نرم تو آئینہ بنالوں
پتھر کو کروں گرم تو میں عطر نکالوں

شکوہِ بیان

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے   رستم کا جگر زیرِ کفن کانپ رہا ہے
ہر قصرِ سلاطین زمن کانپ رہا ہے   سب ایک طرف، چرخِ کہن کانپ رہا ہے
شمشیر بہ کف دیکھ کے حیدر کے پسر کو
جبریل لرزتے ہیں سمیٹے ہوئے "پر" کو

تشبیہ

مشتاق ہوں اب عالم بالا کی مدد کا   در پیش ہے مضمون علم دار کے ق
یہ ہے قد بالا پسرِ شیر صمد کا   یا سایہ مجسم ہوا اللہ اح
اس قد پر دو ابرو کی کشش کیا کوئی جانے
کھینچے ہیں دو مد ایک الف پر یہ خدا نے

استعارہ

والد شہ کو نہر پر گہر مدعا ملا   پرلال خون میں وہ دُرِ بے بہا
مچھلی کی طرح شیر تڑپتا ہوا ملا   آنکھیں عطش سے بند ملیں، منہ کھ
دیکھا کہ روح پاک سوئے حق رجوع ہے
رُکتی ہے سانس، موت کی ہچکی شروع ہے

میر انیس اور مرزا دبیر کے مرثیوں کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد مرزا دبیر کے ک ایک تاریک پہلو روشنی میں آتا ہے۔ اور وہ ہے شکوہ بیان کے لیے بوجھل الفاظ کا ا اور یہی بات ان کو میر انیس سے پیچھے رکھتی ہے۔

القصہ اس کے باوجود کہ میر انیس کو زبان کی سلاست اور بیان کی سادگی سبب اپنے زمانے میں بہت مقبولیت اور شہرت ملی۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ م نے بھی میدانِ مرثیہ کو لالہ زار بنانے کے لیے خونِ جگر بہایا۔ دونوں اپنے اپنے رنگ مسلم استاد تھے۔ جن کی بدولت مرثیہ کو اردو شاعری میں مستقل اور بلند مقام ہے۔

(جالندھر سے نشر)

عزیز سامعین

طباعت، کاغذ اور دیگر متعلقہ اخراجات میں مجموعی طور پر اضافے کے سبب ہم اپنے پندرہ روزہ جریدے آواز کی قیمت میں اضافہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یکم دسمبر ۱۹۸۳ء کے آواز کے شمارے کے ساتھ آئندہ ایک کاپی کی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ بادی النظر میں بے شک یہ اضافہ صد فیصد محسوس ہوتا ہے لیکن بازار میں مہیا دیگر رسالوں اور اخبار کے مقابلے ایک روپیہ قیمت نہایت کم ہے۔

ہمیں امید ہے آپ کا تعاون ہمیں حسبِ سابق ملتا رہے گا اور بہتر سے بہتر مواد آپ تک پہنچانے کے لیے ہم ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔ شکریہ۔

سالانہ قیمت

ایک سال —— ۲۰ روپے   دو سال —— ۳۵ روپے

ان اور خلائی سفر

محمد یوسف مرٹکی

انسانی زندگی کے وجود کو برقرار رکھنے کیلئے زمین پر اس قدر موزوں ترین حالات ہم ان حالات کا جتنا بھی تجزیہ کرتے جائیں اور ان پر غور کرتے جائیں عقل حیران اور دنگ ہی ہوتی ۔ سطح زمین پر پانی اور غذائی اشیا کے علاوہ کے اطرف مختلف گیسوں کا ایک ہوائی غلاف موجود یف ہوائی غلاف سارے کرۂ کے گرد مساوی ۲ تا ۳۰ میل کی اونچائی تک پایا جاتا ہے ۔ اس کے ی مقدار قلیل سے قلیل تر ہوتی جاتی ہے اور پھر گے صرف خلا پایا جاتا ہے ۔

قدرت نے انسانی ذہن کو کئی طرح سے ممتاز کرتے اسے تحقیق و جستجو کی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے ہے کہ انسان نہ صرف یہ کہ اس کرۂ ارض پر اپنے د اس کے تخلیق کے بارے میں صحیح معلومات کی تحقیق نوا ہے بلکہ اپنی زمین سے ہٹ کر دیگر سیاروں اور وں پر بھی زندگی کے کھوج کی میں مصروف بہ کار ہے ؍خلائی جہازوں کے ذریعہ خلانوردوں کی چاند کی سیر مسی کے قریبی سیارے زہرہ اور مریخ پر سے معلوم کرنے کے لئے خلائی جہازوں کو روانہ کرنے گرام وغیرہ سبھی اس سلسلے کی چند کڑیاں ہیں ۔

سائنسدانوں نے جب زمین سے نکل کر خلا میں جانے وگرام کرنے شروع کئے تو انہیں مختلف عجیب و شکلات سے سابقہ پڑا ۔ اوّل تو یہ کہ زمین کی کشش ا کر خلا میں داخل ہونے کے لئے ایک زبردست ضرورت ہوتی ہے ۔ اس کو رفتارِ فرار ESCAPE VEL کہتے ہیں ۔ لہٰذا خلائی جہازوں کو کم از کم ۱۱۶۲ فی سیکنڈ کی عمودی رفتار حاصل کرنا لازمی ہوتا ہے صل کرنے والی اس زبردست رفتار کے دوران د کا وزن آٹھ تا دس گنا بڑھ جاتا ہے اور جسم میں ے کی مانند وزنی محسوس ہونے لگتا ہے ۔ خلانورد ہاتھ پیر ہلانے کی بھی قابل نہیں رہتا ۔ اس اذیت سے بچنے اور کسی نقصان دہ اثر سے محفوظ رہنے کے لئے خلانورد کو پیٹھ کے بل لیٹی ہوئی حالت میں رہنا پڑتا ہے اور اس کا مخصوص خلائی لباس SPACE SUIT بھی اس وقت مدد دیتا ہے ۔

خلائی جہاز نیوکلیائی ایندھنوں کو استعمال کرتے ہوئے رفتارِ فرار حاصل کر کے زمینی فضا سے نکل جاتا ہے تو اسے خلا میں سب سے پہلے وان الین اشعاعی علاقے سے سابقہ پڑتا ہے ۔ زمین کے گرد حلقہ کی شکل میں پائے جانے والے اس علاقے میں سورج سے آنے والے برقائے ہوئے تیز رفتار ذرات الکٹران اور پروٹان پائے جاتے ہیں ۔ یہ انسانی جسم کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں ۔ اس لئے ان سے بچاؤ کی خاطر خلائی جہاز کو محفوظ بنایا جاتا ہے اور اس علاقے سے جلد از جلد سفر کر لیا جاتا ہے ۔ لیکن تشویش کن بات یہ ہے کہ ان تیز رفتار ذرات سے ہٹ کر گہرے خلا میں پائی جانے والی کائناتی شعاعوں COSMIC RAYS سے بچاؤ کافی مشکل ہوتا ہے ۔ یہ شعاعیں جب کسی جانور کی آنکھوں میں داخل ہو جاتی ہیں تو دماغ کے خلیوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچتا ہے ۔ خصوصاً زہرہ یا مریخ جیسے سیاروں کے لمبے عرصے والی خلائی سفروں کے دوران ان کو سخت نقصان رسانی کے خطرات موجود رہتے ہیں ۔

خلائی سفر کے دوران خلا میں آوارہ گردش شہابی تودوں MESTEORITES کا خلائی جہاز سے ٹکراؤ ایک مخدوش صورتِ حال پیدا کر سکتا ہے ۔ لہٰذا ان سے بچاؤ کیلئے خلائی جہاز کے اطرف مخصوص قسم کے بمپر یا شیلڈ لگائے جاتے ہیں ۔ ان حفاظتی ا[illegible]ن کی جانب خلائی جہاز تیار کرنے والے انجینئر بہت ہی خ[illegible]ی توجہ دیتے ہیں ورنہ خلانوردوں کی شامت آنے دیر نہیں [illegible]د ۔

خلائی جہازوں میں زائد گرمی کا اجتماع نقصان دہ ہوتا ہے اس لئے کہ انسانی جسم گرمی کی صرف ایک محدود مخصوص مقدار ہی کو برداشت کرنے کی اہلیت رکھتا ہے ۔ انسانی جسم کے خلئے حرارت کے لئے کچھ اتنے حساس ہوتے ہیں کہ نارمل درجہ حرارت سے ہر دس درجہ سنٹی گریڈ اضافہ پر جسم کے اندر اہمیت کے حامل خامروں ENZYMES کے تعاملات کی شرح میں دو سے تین گنا اضافہ ہوتا جاتا ہے ۔ جو ایک قابلِ تشویش بات ہوتی ہے ۔ خاص طور پر انسانی دماغ کی کارکردگی جسم میں ہونے والے کئی کیمیائی تعاملات پر منحصر ہوتی ہے اور یہ سبھی تعاملات حرارت کی مخصوص حدوں ہی میں نارمل طور پر عمل پذیر ہوتے ہیں ۔ انسانی دماغ حرارت کے لئے اس قدر حساس ہوتا ہے کہ جسمانی درجۂ حرارت میں صرف دس فیصد ہی اضافہ یعنی ۹۸° سے ۱۰۸° فارن ہیٹ ہو جانے سے زندگی کا نظام سخت متاثر ہو جاتا ہے ۔ اس لئے خلائی جہاز کے کیبن یا خلائی لباس کے ذریعہ اس پر مکمل ضبط رکھنا لازمی ہوتا ہے ۔

خلائی سفر ہمارے ٹرین، بس یا ہوائی سفر کی مانند آسان نہیں ہوتا ۔ خلا جانوردں کو اپنے ساتھ سبھی تجرباتی آلات اپنی غذا، پانی اور آکسیجن کے علاوہ زمین کی طرح کا ایک مصنوعی دباؤ والا ماحول بھی خلائی جہاز میں ساتھ لے جانا پڑتا ہے ۔ تاکہ وہ زندہ اور بحفاظت خلائی سفر کے بعد زمین پر واپس آ سکیں ۔ اس لئے مختلف جدید ہمہ مقصدی کارآمد نظاموں سے خلائی جہاز کو لیس کیا جاتا ہے ۔ مثلاً امریکی اپولو جہازوں میں ہیڈروجن اور آکسیجن گیسوں کے سیلوں میں برقی توانائی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ پانی کو بھی تیار کر لینے کا نظام شامل رہا ہے ۔

خلائی جہاز زمین کی کشش کے علاقے سے جب دور خلا میں پہنچ جاتا ہے تو اس میں موجود خلانورد بے وزنی WEIGHTLSSNESS کی ایک عجیب و غریب اور مضحکہ خیز حالت سے دوچار ہو جاتا ہے ۔ یہاں پر وہ اپنے آپ کو بے وزن اور معلق محسوس کرنے لگتا ہے اور سمت کا تعین کھو دیتا ہے ۔ کشش ثقل کی غیر موجودگی سے جسم میں خون کا دوران پیروں کی جانب نہیں ہونے پاتا اور خون کی زیادہ مقدار سینہ میں مجتمع ہونے لگتی ہے ۔ نتیجتاً گردے زیادہ مائع خارج کرنے لگتے ہیں اور اس سے خون کے حجم میں کمی واقع ہونے لگتی ہے ۔ اس کیفیت سے بچنے کیلئے جہاز کے کیبن کو دباؤ والا PRESSURISED بنایا جاتا ہے اور دباؤ والا لباس PRESSURE SUIT استعمال کیا جاتا ہے ۔ اس لباس کا میکانزم بہت سادہ ہوتا ہے ۔ لیکن اس کو بڑی مشکل سے تیار کیا جاتا ہے ۔ یہ لباس دو اہم مقاصد کو پورا کرتا ہے ۔ ایک تو یہ کہ کیبن میں ہوا کے دباؤ کو قائم رکھنے والے نظام میں خرابی پیدا ہونے کی صورت میں یہ لباس خلانورد کی حفاظت کرتا ہے ۔ دوسرے یہ لباس خلانورد کو کیبن سے باہر آ کر خلا میں "چہل قدمی" کرنے کے دوران اس کے جسمانی حرکات میں باقاعدگی قائم رکھنے کیلئے لازمی ہوتا ہے اس کے علاوہ جسم کے مخصوص حرارت کو

MGIPLP(PBD)-71/AIR/ND/83-3850

برقرار رکھنے، عمل تنفس کے لئے آکسیجن فراہم کرنے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کو خارج کرنے وغیرہ جیسے ضروری افعال کو انجام دینے کے لئے یہ لباس اہم رول ادا کرتا ہے خلانورد کو زندہ رکھنے کے لئے آکسیجن کا مخصوص مقدار میں فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آکسیجن کی کمی ہی نہیں بلکہ زیادتی بھی مضر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کی مقدار ماحول میں ایک حد سے بڑھ جائے تو خلانورد ردِ سرا، الجھن، زیادہ یا بالکل کم پسینہ آنا سردی اور گرمی کو محسوس کرنے میں مبالغہ ہونا وغیرہ جیسی کیفیات سے دوچار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس گیس کو کیبن کے ماحول سے یا خلائی لباس سے ہٹا دینا ضروری ہوتا ہے۔

بے وزنی کی حالت میں پانی کو گلاس کے ذریعہ نہیں پیا جا سکتا۔ اس لئے پانی کو دباؤ والی بوتلوں کی مدد سے براہِ راست حلق میں اتارنا پڑتا ہے۔ ابتدائی سفروں میں غذا کو نیم مائع کی شکل میں لے جایا جاتا تھا۔ اس کے بعد اپالو سفروں میں امریکی خلانوردوں کے لئے سرد کی ہوئی، منجمد یا سوکھائی ہوئی غذاؤں کا رواج عام ہوا۔ ایسی غذائی اشیاء میں ٹھنڈا یا گرم پانی ملا کر استعمال کیا جانے لگا۔ ایک خلانورد کو فی دن کم از کم ایک پاؤنڈ خالص غذا اور پانچ پاؤنڈ تک پانی کی ضرورت پڑتی ہے

خلانورد کے جسم کو سخت گرمی یا سخت سردی سے بچانے کے لئے اس کے خلائی لباس میں گیس یا پانی کے دوران کا ایک خاص نظام قائم کیا جاتا ہے جو برقی سیلوں سے کارکرد رہتا ہے۔ لباس مختلف آلات اور گیس وغیرہ سے لیس ہونے کے بعد خلانورد پر کافی بار پڑ جاتا ہے اور اس کے کام کرنے کی شرح گھٹ جاتی ہے جس سے اسے نسبتاً زیادہ توانائی کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ جلد تھکان سے دوچار ہونے لگتا ہے۔ طویل عرصوں تک بے وزنی کی حالت میں رہنے سے انسانی جسم کے رگ و پٹھے اپنی کارکردگی کی استعداد کھونے لگتے ہیں۔ ہڈیوں میں کیلشیم کی مقدار گھٹنے لگتی ہے۔ روسی تجربات سے پتہ چلا ہے کہ ان مخدوش کیفیات سے بہت حد تک بچنے کے لئے بے وزنی کی حالت میں مخصوص ورزشیں باقاعدگی کے ساتھ کروانا کافی فائدہ مند ہوتا ہے۔

خلانوردوں کو ضرورت پڑنے والی آکسیجن کی پوری مقدار ساتھ لے جانا پڑتا ہے۔ آکسیجن کے استعمال کے لئے امریکی خلانورد خلائی لباس کو کام میں لاتے رہے ہیں جب کہ روسی خلائی جہازوں میں آکسیجن کے ساتھ دوسرے گیسوں کے آمیزے کا ایک ماحول کیبن میں قائم کر کے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ خلانورد کے پھیپھڑوں کو صحیح طور پر کارکرد رکھنے یعنی دوسرے معنوں میں اس کو زندہ رکھنے کے لئے کیبن یا لباس کے اندر دباؤ کا مناسب طور پر کام کرنا لازمی ہوتا ہے۔ دباؤ والا لباس فی مربع انچ پر پانچ پاؤنڈ دباؤ پیدا کرتا ہے۔

خلانورد کا جسمانی طور پر کافی صحتمند رہنا ضروری ہوتا ہے۔ اور انتخاب کے وقت خصوصاً یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا وہ نفسیاتی طور پر سخت صدموں کو برداشت کرنے کی اہلیت رکھتا ہے کہ نہیں! اس کے علاوہ خلائی سفر پر روانہ کرنے سے قبل خلانوردوں کو طویل اور کڑے تربیتی مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس کے باوجود یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ خطروں سے دوچار ہونے پر ان صحت مند، تربیت یافتہ اور ذہین خلانوردوں کے اجسام بھی تقریباً اسی طرح کے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہیں جس طرح کہ ایک عام آدمی کا جسم۔ مثلاً خلائی جہاز سے باہر خلائی چہل قدمی کے دوران خلائی نورد کے نبض کی شرح فی منٹ ۱۸۰ تک بھی پہنچ سکتی ہے جو کہ عام حالت کی بہ نسبت دوگنا سے زیادہ ہے لہٰذا زمین پر موجود ڈاکٹر ان سبھی حالات کا مسلسل مشاہدہ کرتے رہتے ہیں جو خلانورد کے جسم سے لگے ہوئے حساس الکٹرانی آلات زمینی اسٹیشنوں کے خلائی کنٹرول سینٹر کو روانہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں ان حالات کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور خلانورد کو کسی بھی حادثہ سے بچانے کے لئے ماہرین پوری طرح مستعد رہتے ہیں۔ خلانورد کا جسم کسی وجہ سے سخت ردِ عمل کا مظاہرہ کرتا ہے تو خلائی پروگرام میں تبدیلی لانے کی بھی پورے انتظامات تیار رکھے جاتے ہیں۔

الغرض اس میں شک نہیں کہ موجودہ صدی میں خلائی سائنس نے بے حد تیز رفتاری سے قابلِ لحاظ ترقی کی ہے لیکن ایک سائنسداں کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ ابھی اپنے ابتدائی مراحل ہی میں ہے اس لئے کہ ہمیں دکھائی دینے والے ان ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔ مسائل اور بھی ہیں جو پیچیدہ ہیں اور حل طلب ہیں۔ پھر بھی ہر نئے خلائی سفر کے ساتھ نئی معلومات فراہم ہوتی ہیں اور ترقی کی راہیں روشن ہوتی جاتی ہیں۔

(حیدرآباد سے)

کالی داس

سنسکرت ادب کے مشہور
شعرا میں سے ہیں۔ کمار سمبھو
رِتو سہار، میگھ دوت۔ مالوکا اگنی متر، ورم وارو
ان کی تصانیف ہیں شکنتلا نے انہیں عالم گیر شہرت دی
دوت نے عوام میں مقبولیت۔

میگھ دوت ہجر و فراق کی ایسی شاعری ہے کہ اس
ہر شعر و شلوک سے فراق میں تڑپتے ہوئے بے چین دل کی
کا اندازہ ہوتا ہے۔ عالموں نے اس کو کھنڈ کاویہ یعنی زندگی
کے کسی ایک پہلو پر روشنی ڈالنے والی تخلیق مانا ہے۔ در اصل
میگھ دوت عشق و محبت سے شرابور محبوبہ کے ہجر میں پریشان
محبوب کے جذبات کی عکاسی ہے یہ کتاب ایک سو چوبیس
پدوں پر مشتمل ہے۔ ایک سو بیس پدوں میں کالی داس
یکش کی اپنی بیوی سے جدائی میں گذارے گئے لمحات کی عکاسی
ہے۔ یکش کی ہجر میں اس تڑپ اور بے چینی کو بہت ہی دلفریب
جذباتی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ میگھ دوت کی سب سے
بڑی جدت یہ ہے کہ شاعر نے بادل کو پیغامبر بنا کر بھیجا ہے یکش
اپنا پیغام بادل کے ذریعہ اپنی محبوبہ کے پاس بھیجتا ہے۔ میگھ دوت
کے اس اندازِ بیان اور فنی شہرت سے متاثر ہو کر بعد
شعرا نے بھی اسی رنگ میں بادل ہوا چرند پرند وغیرہ کو بھی پیغامبر
بنا کر بھیجا۔ کالی داس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی
ہوتا ہے کہ میگھ دوت کے ہندی میں سات شعری ترجمہ ہو چکے
ہیں۔ برج بھاشا میں بھی میگھ دوت کا ترجمہ کیا گیا ہے شری
رانگے راگھو نے اپنی چھتیس پینٹنگس کے ساتھ اس تصنیف کا
انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ موسیقی کے عناصر بھی اس تصنیف
میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اسے بہت ہی دلکش انداز میں گایا جا
سکتا ہے۔

میگھ دوت کی کہانی اس طرح ہے۔ الکاپوری کے راجہ
کوبیر نے اپنے خادم یکش کو اپنے فرائض اچھی طرح انجام نہ دینے
وجہ سے ایک سال کے لئے شہر بدر کر دیا۔ یکش ایک سال کی
مدت ہندوستان کے جنوب میں واقع کوہ رام گری پر گذارتا
ہے۔ آٹھ مہینے تو جیسے تیسے گذر جاتے ہیں لیکن برسات کی آمد
اس کا بیار بھرا دل اپنی محبوبہ کی یاد میں تڑپنے لگتا ہے۔ کتاب
کے ابتدائی حصہ میں یکش نے رام گری سے الکاپوری جانے کا
راستہ بادل کو بتایا ہے۔ اس کے بعد فراق و ہجر میں کھوئی
محبوبہ کی تصویر کو پیش کیا ہے۔ وہ بادل سے دل میں ایک
خاص کیفیت پیدا کرنے والا سندیشہ بھیجتا ہے۔ بادل الکاپوری
پہونچ کر یکشنی کو یکش کا پیغام سناتا ہے اور آخر میں کوبیر بھی
ہو کر اپنی دی ہوئی بددعا کو واپس لے لیتا ہے اور یکش اور یکشنی
دونوں ایک دوسرے سے کافی عرصہ بعد ملتے ہیں اور عشق
محبت سے لطف اندوز ہو جاتے ہیں۔ اس طرح میگھ دوت
ایک خوبصورت کامیڈی ہے۔

کالی داس نے یکش کی تصویر بہت ہی خوبصورت
میں پیش کی ہے۔ وہ اپنی محبوبہ کے غم میں اتنا دبلا ہو جاتا ہے کہ
اس کے ہاتھ کا کڑا یا کنگن ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ یکش بہت ہی
کن حالت میں ہے۔ اسے اساڑھ ماہ کے پہلے دن پہاڑ کی

پتھر پہ بارشوں کا اثر کچھ نہیں ہوا — قصہ ہوا تمام مگر کچھ نہیں ہوا
سوئے تھے دن میں رات کو جگنے کے واسطے — پھر شام تا بوقتِ سحر کچھ نہیں ہوا
پیغامِ امن صلح محبت معاہدے — آئی ہے روز ایسی خبر کچھ نہیں ہوا
دیکھو ہمارے دل میں نہ دیکھو کتاب کو — جو کچھ ہوا ادھر ہے ادھر کچھ نہیں ہوا
کہتے ہو اس کی یاد بھی آتی نہیں تمہیں — کیوں ہو اداس اتنے اگر کچھ نہیں ہوا
پچھلی تمام رات رہا شاعری کا ذکر
اے شمس ذکرِ تیر و جگر نہیں ہوا

شمس تبریزی

([illegible])

...یم تصنیف میگھ دوت

ماجدہ اسد

ے بادل دکھائی دیتے ہیں یکش کو ایسا محسوس ہوتا ہے ہاتھی اپنی پیشانی کی ٹکر سے مٹی کے ٹیلے کو توڑ گرانے میں مصروف ہے۔ یہ بادل اس کو اور بھی بے چین کر دیتے اپنی محبوبہ اور اس کے ساتھ گذارے ہوئے رنگین یاد آنے لگتی ہے۔ وہ ٹکٹکی لگا کر بادلوں کو دیکھتا ہے کھوں میں آنسو آجاتے ہیں جنہیں وہ بمشکل تمام روک اس کو یہ فکر ہے کہ جس طرح وہ اپنی محبوبہ کے فراق میں کمزور ہو گیا ہے کہیں اس کی محبوب بیوی بھی تو اس کی ہو کر جدائی میں آنسو بہا رہی ہوگی۔ نہ جانے کس طرح ار رہی ہوگی۔

یکش پہلے تو بادلوں کا استقبال کرتا ہے اس کے بعد خیر و عافیت پوچھتا ہے پھر اپنی حالتِ فراق اس سے تے ہوئے کہتا ہے بادل تو عاجزی سمجھداری اور کا علمبردار ہے۔ وہ بادل اور اندر دونوں کو جذبۂ الفت مانتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے جذبات کی عکاسی کے لئے اپنی محبوبہ کے پاس بھیجتا ہے۔ یکش کی یہ تمنا ہے کہ بادل جلد یہاں سے جاکر اس کی محبوبہ کو اس کا سندیشہ سنا دے کے جانے کے لئے جو راستہ چناگیا ہے وہ پیار کی تمثیل سے لبریز ہے۔ یکش کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کی محبوبہ کا میں تڑپتا ہوا پھول سے بھی نازک دل شاید امید کے پر زندہ ہے۔ ورنہ شیرازۂ زندگی بکھر کر ریزہ ریزہ ۔ اس سب کے باوجود بھی یکش خود غرض نہیں ہے وہ ے کہتا ہے کہ وہ راستہ میں سب کی پیاس بجھاتا ہوا اور دور کرتا ہوا جائے۔ وہ بادل کے ساتھ بھائی کا رشتہ جوڑ ہے اور کہتا ہے کہ جاکر اپنی بھابی سے میرا حال کہنا۔ بھابی کو طرح پریم کا سندیشہ سنانا ہندوستانی روایت اور نظریہ کے ق ہے۔

کالی داس نے اس کتاب کو تصنیف کرتے وقت ایک ...میر کو ذہن میں رکھا تھا۔ ان کا مقصد جذبۂ الفت و محبت ...میت کو بیان کرنا تھا۔ ساری فطرت کو جب یہ پتہ چلتا ہے کہ بادل محبت کا سندیشہ لے کر جا رہا ہے تو وہ اس کے ساتھ ہمدردانہ رویّہ اختیار کر لیتی ہے۔ ہوا دھیمی دھیمی چال سے بادل کو آگے بڑھاتی ہے۔ پپیہا پیار سے اس کے قریب آکر محبت بھری آواز میں بولتا ہے۔ یکش نے بادل کے راستہ میں قیام کرنے کے مقامات بھی طے کر دیئے جہاں رک کر وہ نئی چستی اور طاقت لیتا رہے اور راستہ میں ملنے والی چیزوں کا حسن دوبالا کر دے کالی داس کا یہ حسین تخیل کتنا دلکش ہے کہ گنگا کے پانی میں جب بادل کا عکس پڑے گا تو وہ ایسی حسین معلوم ہوگی جیسے الٰہ آباد کے سنگم میں جمنا آکر اس سے مل گئی ہو۔ برفیلی چوٹیوں پر سے جب بادل گذرے گا تو اس کا حسن ایسا لگے گا جیسے شیو کی سواری سفید نندی بیل کے سینگوں پر کالی مٹی لگا دی ہو۔ چکنے کالے کاجل کی طرح بادل جب سفید کوہ کیلاش پر گرے گا تو ایسا محسوس ہوگا جیسے گورے بل رام کے کندھوں پر چٹکیلا نیلے رنگ کا کپڑا ہو اور جب بادل کیلاش پربت کی گود میں بسی ہوئی الکا پوری کے اوپر بارش کی جھڑی لگا دے گا تو الکا ایسی لگے گی مانو موتیوں کے جال سے گوتھے ہوئے گھنگھرالے بالوں والی کوئی حسینہ ہو۔

کالی داس سے پہلے بھی شاعروں نے محبوبہ کے پاس پیامبر بھجوائے ہیں۔ بالمیکی کی رامائن میں ہنومان سیتا کے پاس جاتے ہیں۔ مہابھارت میں دمینتی ہنس کے ذریعہ راجہ نل کے پاس اپنا پیغام محبت پہونچاتی ہے۔ لیکن بے جان بادل کے ذریعہ اتنے خوبصورت انداز میں پیغام محبت بھیجنا کالی داس کا فن ہے۔ یکش بادل سے کہتا ہے کہ اس کی محبوبہ کو دیکھ کر تمہیں دھوکہ ہو سکتا ہے کہیں تم محبوب کے فراق میں چکوری کو طرح رنجیدہ اس حسینہ کو پالے سے ماری ہوئی کملنی یا کوئی دکھی لڑکی نہ سمجھ لینا۔ یکش بادل کو یکشنی کا ایک خواب سناتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ جب تم اس واقعہ کو یکشنی سے بیان کرو گے تو اسے یقین آجائے گا کہ میں نے تمہیں اس کے پاس بھیجا ہے۔

میگھ دوت میں یکشنی کے جسمانی حسن کا عکس یکش جگہ جگہ میں اس طرح دیکھتا ہے۔ یکشنی کی آنکھوں کا حسن اسے ہرنی کی ڈری ہوئی نگاہوں میں۔ چہرہ کا حسن چاند میں۔ اس کے سیاہ زلفوں کی عکاسی مور کے لمبے لمبے پروں میں۔ بھنوؤں کی عکاسی ندی کی ہلکی لہروں میں ہوتی ہے۔ لیکن اس کے پورے حسن و وجود کی تشبیہہ و شباہت اسے کہیں نہیں ملتی۔ جذبات کی لطافت و نزاکت کا جو دریا اس کتاب میں بہتا ہے وہ مانو اس عظیم تصنیف کی جان ہے۔ اندازِ بیان اور زبان پر شاعر کو پوری قدرت ہے۔ بادل اور یکش دونوں مل کر مانو ساری کائنات میں جنسی محبت کی روح پھونک رہے ہوں۔ یہ محبت زندگی کی دلیل ہے اور عشق اس کی روشنی۔ اس روشنی سے کائنات کی رگوں میں حسن و زندگی ہے۔ میگھ دوت میں وہ انوکھی شاعری ہے جس سے رزمیہ اور بزمیہ دونوں رجحانات دیکھے جا سکتے ہیں۔ شاعر کا تصور اور احساس دونوں یکجا ہو کر بہت حسین انداز میں ابھرتے ہیں میگھ دوت کی ہر دلعزیزی کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ اس پر تقریباً پچاس شرحیں لکھی گئی ہیں۔ سنسکرت میگھ دوت سے دو اشعار اردو میں پیش کر رہی ہوں۔

پھول بکھرے ہونگے وہ اپنے دروازہ پر بیٹھی میری جدائی کے دن گن رہی ہوگی
یا میری الفت کے فسانوں میں کھوئی کس طرح ہجر میں اپنے دن گزارتی ہوگی
مصروف دن تو کسی طرح کٹ جاتا ہوگا پریشان ہوں کس طرح رات گزارتی ہوگی
دیکھو گے جب جھروکے سے بادل تم اسے آدھی رات زمین پر صرف دبی جاتی ہوگی

میگھ دوت یوں تو عشق و محبت کی شاعری ہے لیکن یہ تصنیف ایک خاص سبق بھی دیتی ہے کہ عشق و محبت میں ڈوب کر انسان کو اپنے فرضِ عین کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ جو آدمی اپنے فرائض کو بھولتا ہے اس کو اس کی سزا ملتی ہے۔ یکش نے اپنے فرائض کو بھولنے پر سزا ایک سال تک بھگتی۔ انسان کو قاعدہ اور اعتدال کے ساتھ زندگی گذارنی چاہیئے۔

(اردو سروس سے)

رضا مظہری

میکدے میں خم کے خم گو بھرے ہوئے ہوں گے
کم نصیب پیالوں نے آنسو بھی پیئے ہوں گے
اس خزاں کے موسم میں چھاؤں کی توقع کیوں
چھاؤں تو گھنی ہوگی پیڑ جب ہرے ہوں گے
شہر میں نظر آیا آج پھر وہ دیوانہ
چاک اپنے دامن کے اس نے سی لئے ہوں گے
دل میں نامرادوں کے کچھ دیئے امیدوں کے
رات بھر جلے ہوں گے رات بھر بجھے ہوں گے
نبھ سکی کسی سے بھی دیر تک نہ کیوں اپنی
دوست تو سب اچھے تھے ہم ہی کچھ برے ہوں گے
زندہ ہیں سہاروں پر جو حسین وعدوں کے
میری ہی طرح شاید وہ بھی سر پھرے ہوں گے
اتنے سارے شکوے ہیں اے رضاؔ تمہیں جن سے
ان کے دل میں بھی شاید تم سے کچھ گلے ہوں گے

(کلکتہ سے)

زندگی چاہتی ہے خلوص اور ایمانداری

انوار النسا نادرہ عمر

خالق کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے، کائنات کی بہت سی چیزوں پر اسے تصرف کی آزادی بخشی ہے اور ہر قسم کی ہدایات دے کر اس زمین پر اسے اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔

جو لوگ اپنے اس منصب، اور پیدائش کے مقصد کو سمجھنے میں وہ اپنے خالق کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ اور زندگی کے مقصد اصلی اس کے بنیادی اور سچے تقاضوں کو پورا کرکے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

ایک کامیاب و بامراد زندگی بسر کرنے کے لیے سب سے اہم اور ضروری چیز خلوص اور ایمانداری کی لازوال دولت سے بہرہ ور ہونا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تعلیم اخلاق میں اس پر بہت زور دیا گیا ہے، اور ساری شرافت و بزرگی، اور مقبولیت طاعت و عبادت کی بنیاد اور جڑ ان ہی صفات کو قرار دیا گیا ہے۔

علمائے اخلاق اور پیشوایان مذاہب نے اپنی اپنی تعلیمات میں ان صفات کو صفات حسنہ قرار دے کر ان پر عمل پیرا ہونے کی بار بار تاکید کی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے تمام افعال و اقوال کو خلوص نیت کے زیور سے آراستہ و مزین کرے۔ کیونکہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی موجب خیر و برکت، اور باعث فلاح و کامرانی ہے۔

بغیر اخلاص اور ایمان داری کے نہ دنیا میں راحت و چین حاصل ہوتا اور نہ آخرت میں اجر و ثواب۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اعمال کا دار مدار صرف نیت پر ہے۔ ہر شخص اپنی نیت کا پھل پائے گا۔ سب اعمال سے بہتر نیت صادقہ ہے۔ خداوند تعالیٰ، اجر انسان کی نیت کے مطابق عطا فرماتا ہے، اعمال کو محض اپنے خالق کے واسطے کرو، کیونکہ جن اعمال میں اخلاص نہیں، اُن کو خدا قبول نہیں فرماتا، خدا تمہاری صورتوں کو اور تمہارے اعمال کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ صرف تمہارے اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے۔

اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ جو عمل کرو خلوص نیت و قلب اور ظاہر و باطن کی یکسانیت کے ساتھ کرو، ورنہ نیت کا کھوٹ، بہتر سے بہتر عمل کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ وبال جان بن جاتا ہے۔

دراصل یہ ایک اصولی بات ہے کہ جس ارادے اور نیت سے کام کیا جائے گا ویسا ہی اجر اور نتیجہ بھی سامنے آئے گا۔

زندگی کے جس شعبہ میں انسان اپنی جدوجہد کا آغاز کرتا ہے، اُس میں اگر وہ خلوص و دیانت داری کو اپنا نصب العین قرار دے تو اس میں کامیابی ہوتی ہے۔

تجارت، زراعت، صنعت و حرفت، ہر میدان میں خلوص و ایمانداری کی ضرورت ہے۔ ایک مخلص اور ایماندار انسان دنیا کی نظروں میں بھی قابل ستائش اور لائق عزت و احترام ہوتا ہے۔ اور آخرت میں بھی اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اس کی زندگی ان صفاتِ حسنہ کے باعث دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتی ہے اور معاشرہ کا ہر فرد اس کے خلوص، اور اس کی ایمانداری کی قدر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

حتیٰ کہ وہ لوگ بھی جو زندگی میں مکر و فریب، چالاکی اور ہوشیاری کو کامیابی کی ضمانت سمجھتے ہیں۔ اور اپنی عیاری اور چالاکی سے دنیا کو بے وقوف بنانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ بھی ایمانداری اور خلوص کے سامنے ہتھیار ڈالتے نظر آتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ جو لوگ زندگی کے ان اہم اور بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کمربستہ ہوتے ہیں۔ اور ایماندار[illegible] خلوص کے جوہر سے آراستہ ہوتے ہیں۔ آج کے مادہ پرست[illegible] میں انھیں زندگی میں بڑے سے بڑے امتحانات سے بھی گزرنا[illegible] ہے۔ اور خلوص و ایمانداری پر عمل پیرا ہونے میں مصائب و[illegible] کا طوفان قدم قدم پر ان کا راستہ روکتا ہے۔ سچائی اور ایما[illegible] سے کام کرنا، اور زندگی کے اس نیک اور سچے مطالبے کو پو[illegible] کرنا ان کے لیے دشوار ہوجاتا ہے۔ نفسانی اور شیطانی[illegible] انھیں اخلاص سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں۔

خود غرض اپنی ضرورتوں اور خواہشوں کو پورا کرنے[illegible] لیے مختلف قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنی[illegible] خواہشات کی تکمیل کے لیے ایماندار اور مخلص لوگوں کو بد[illegible] ملامت بنانے سے بھی احتراز نہیں کرتے، چاپلوسی، خوشامد[illegible] دوسرے مذموم ذرائع کو کام میں لاتے ہیں۔ اور اس طرح[illegible] کو ناحق، اور ناحق کو حق بنانے میں سر دھڑ کی بازی لگا[illegible] ہیں۔

ایسے ماحول اور ایسی تاریک فضا میں خلو[illegible] ایمانداری کی قوتیں اگرچہ کچھ وقت کے لیے کمزور پڑتی دکھائی د[illegible] ہیں۔ لیکن سانچ کو آنچ کہاں؟ کے بمصداق آخر میں فتح ایماندا[illegible] اور خلوص ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

یہ ممکن ہے کہ بے ایمانی، خود غرضی اور ریا کاری سے[illegible] انسان کسی وقت کامیاب ہوجائے، لیکن اس کی یہ کامیابی[illegible] ہوتی ہے، اور اس کے لیے بڑی مہنگی ثابت ہوتی ہے۔

اُس کا ضمیر، اُسے چین اور سکون سے بیٹھنے نہیں دیتا[illegible] اس کے دل کے اندر کی آواز ہر وقت اس پر ملامت کرتی[illegible] ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا صحیح ہے کہ بے ایمانی سے جو کامیابی حا[illegible] ہوتی ہے، وہ کامیابی نہیں، بلکہ عین ناکامی ہے۔

کیسے سے کیسا بُرا انسان ہو، جرائم پیشہ ہو، چور یا[illegible] ہو، اس کے اندر کا ضمیر کبھی نہ کبھی ضرور جاگتا ہے، اور یہ[illegible] ہے اور اس کے افعال مذمومہ پر ملامت کرتا ہے، اور یہ اس[illegible] لیے ہوتا ہے کہ انسان فطرتاً زندگی کے میدان میں خلوص اور[illegible] کی ضرورت اور اہمیت و افادیت، اور اس کے تقاضہ کو محسو[illegible] کرتا ہے۔ وہ بے ایمانی اور منافقت کے اس کاروبار[illegible] شدید نالاں رہتا ہے۔

غرض کہ زندگی کا مطالبہ ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ[illegible] اس اخلاص اور ایماندارانہ اصولوں کے ساتھ برتا جائے او[illegible] بسر کیا جائے۔ ایمانداری اور خلوص ایسی بے بہا نعمتوں او[illegible] شریف صفتیں ہیں کہ جن سے زندگی سنورتی نکھرتی او[illegible] جلا پاتی ہے۔

اس دولت سے بہرہ ور، اور ان صفات کے حا[illegible] انسان کا دل ہمیشہ غنی اور مطمئن رہتا ہے۔ وہ عسرت و تنگ[illegible] کی زندگی بسر کرنے کے باوجود دنیا کے قیمتی سے قیمتی خزا[illegible] کی جانب نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ بلکہ اس کو ٹھکرا دیتا ہے۔

وہ ایمان و خلوص کے سرمایہ کو ہی سرمایۂ حیات سمجھتا[illegible] ہے، نیک نام جیتا ہے اور نیک نام مرتا ہے۔

(بقیہ پورے)

خلوص کی طرح ایمانداری کی صفت بھی ایک شریف صفت ہے جو بہت سی صفات حسنہ کا مجموعہ ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ خلوص و ایمانداری قریب قریب ہم معنی ہیں۔ اور یہ دونوں صفتیں باہم اس طرح وابستہ ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ممکن نہیں، جہاں خلوص ہوگا وہاں ایمانداری بھی ہوگی، اور جہاں ایمانداری ہوگی وہاں خلوص عمل بھی ہوگا۔

کوئی نیک عمل، درحقیقت اسی وقت نیک عمل ہے۔ جبکہ اس کا مقصد اپنے مالک حقیقی کی خوشنودی حاصل کرنا ہو اور اگر اس میں دکھاوا، شہرت، نام آوری، یا کوئی اور دوسری دنیاوی غرض شامل ہوگی تو پھر اس عمل کا کوئی وزن و وقار نہیں۔

آپ کسی کے ساتھ کیسا ہی اچھا برتاؤ کریں، اور کیسا ہی حسن سلوک فرمائیں، اگر اس میں صداقت و خلوص نہیں ہے تو وہ بیکار ہے، خود آپ کے ساتھ اگر کوئی سلوک کرے، لیکن اس کے دل میں آپ کی محبت یا آپ کے ساتھ خلوص نہ ہو۔ بلکہ وہ اس کے پردہ میں آپ سے اپنی کوئی غرض، اور مقصد پورا کرنا چاہتا ہو تو کیا پھر بھی آپ کے دل میں اس حسن سلوک کی قیمت ہوگی۔؟

بنیادی تعلیم

رضوان رضوی

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے جمہوریت جو اصولی طور پر نظام ...مت کی سب سے اچھی شکل ہے لیکن ہماری جمہوریت ...بتسمہ ہر اعضا سے مکمل اور خوبصورت نہیں ہے۔ اس ...لے میں ناقدوں کا کہنا ہے کہ ہندوستان کے موجودہ ...ات جمہوری نظام حکومت کے لئے موزوں و موافق ...ہیں۔ اس کی خاص وجہ ہندوستان میں تعلیم کی ...ہے کیونکہ تعلیم جمہوریت کی روح ہوتی ہے۔ لیکن ...دوستانی شہروں کی کثیر تعداد اب تک تعلیم سے محروم ...ہے ایسی حالت میں ان پڑھ لوگ نہ تو جمہوریت کے ...دش کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی حق رائے دہندگی کا صحیح ...تعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں نکالا ...سکتا کہ ہندوستان میں جمہوریت کا قیام ممکن ہی ...ہیں۔ حقیقتاً جمہوریت سے ملک کے بہت سے شعبوں ...ں اصلاح اور ترقی ہوئی ہے جس سے انکار نہیں کیا ...سکتا۔

آج کا ہندوستان ۱۹۴۷ء کے ہندوستان سے قطعی مختلف ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان کا شمار دنیا کے چند سب سے بڑے ملکوں میں کیا ...اتا ہے۔ یہ بھی کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہندوستان نہ صرف ...پنے پرانے مسائل بلکہ کئی نئے مسائل پر بھی قابو پانے میں ...نسبتاً بہتر پوزیشن میں آگیا ہے۔ ہاں تعلیمی میدان میں ابھی ...تنی ترقی نہیں ہو سکی ہے جتنی اب تک ہونی چاہئے۔

ہندوستانی آئین کی دفعہ ۴۵ میں چھ سے چودہ برس تک کے سبھی بچوں کو ۱۹۶۰ء تک مفت اور لازمی تعلیم کی سہولیات مہیا کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن ہم بھرپور کوششوں کے باوجود بھی اپنے اس پرانے نصب العین کو پورا نہیں کر پائے۔

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جمہوریت کی کامیابی کے لئے شہریوں کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے ہماری روزانہ زندگی میں تعلیم کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ بغیر تعلیم کے انسان صحیح معنی میں انسان نہیں بنتا اس کی عدم موجودگی کا افراد کی زندگی پر جو اثر پڑتا ہے اس کے سبب سماج بھی برے طور پر اثر انداز ہوتا ہے اور سماج کی برائیوں کا اثر پورے ملک پر پڑتا ہے اور لوگوں میں طرح طرح کی اخلاقی اور معاشی برائیاں آجاتی ہیں۔ اس کے برعکس تعلیم یافتہ افراد کی کارگذاریوں پر تعلیم کا گہرا اثر پڑتا ہے کیونکہ تعلیم کے ذریعہ انسان میں دماغی ترقی آتی ہے اور وہ اپنے ملک، اپنے سماج اور اپنی ذات سے تعلق رکھنے والے مسائل کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ لیکن اگر طریقۂ تعلیم بہتر نہ ہو تو تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی انسان میں بہت سارے نقائص رہ جاتے ہیں۔

ہندوستان کا موجودہ طریقۂ تعلیم انسانی زندگی کو یک طرفہ بنا رہا ہے۔ ہر سال اسکولوں اور کالجوں سے تعلیم حاصل کر کے جتنے افراد نکلتے ہیں وہ کام یا ملازمت چاہتے ہیں۔ لیکن ہر سال اسی تعداد میں ملازمتوں کے لئے عہدہ کو بڑھایا نہیں جا سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑی تعداد میں بیکاری اور بے روزگاری بڑھتی جاتی ہے۔ لہٰذا موجودہ طریقۂ تعلیم کے سبب ملک میں بیکاری یا بے روزگاری کے حل ہونے کے بجائے الجھن ہوتی جا رہی ہے۔ موجودہ طریقۂ تعلیم انسان کو تعلیم یافتہ بنانے کے بعد ایک فریب مسلسل میں مبتلا کرتی جا رہی ہے ایسی تعلیم پانے کے بعد انسان اپنی خود داری کو بھول بیٹھتا ہے اور اس میں خود اعتمادی کا جذبہ بھی نہیں رہتا وہ صرف مادی ترقی کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے اور طرح طرح کے بے کار فیشن میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ ظاہری بناؤ سنگار کو ہی زندگی کا مآل سمجھنے لگتا ہے جس سے انسانی زندگی کا اصل مقصد فوت کر جاتا ہے۔ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان یہ نہیں سمجھتے کہ سادہ زندگی اور اعلیٰ خیال کو بلندی پر پہنچاتے ہیں۔

موجودہ طریقۂ تعلیم میں مقصدِ تعلیم سے اصولی باتوں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا ہے اور اس کا مقصد صرف مادیت پرستی ہو کر رہ گیا ہے۔

اسکولوں اور کالجوں کی فضا ایسی بنائی جا سکتی ہے جس میں طالب علم اپنے اخلاق و کردار کو سنوار سکیں۔ آج کے دور میں ہر چہار طرف جو افراتفری پھیلی ہوئی ہے اور دولت کے پیچھے لوگ دیوانے ہو رہے ہیں اس کی خاص وجہ غلط ڈھنگ کی تعلیم ہے صحیح تعلیم وہ ہے جو انسان کو تربیت یافتہ بھی بنائے۔ مادی اور روحانی دونوں طور پر اسے اونچا کر سکے۔ اور یہ ساری خوبیاں اس وقت پوری ہو سکتی ہیں جب ہم بنیادی تعلیم کو اپنانے کی کوشش کریں۔ بنیادی تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم پانے والا نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی پاتا جائے تاکہ تعلیم ختم ہونے کے بعد وہ صرف کتابی دنیا تک محدود نہ رہے بلکہ عملی دنیا سے اس کا گہرا لگاؤ ہے یہی طریقۂ تعلیم انسان کو عملی اور صنعتی دونوں حلقوں میں کام کا انسان بنا سکتا ہے۔ بنیادی تعلیم انسان کو معاشی، اقتصادی، تعلیمی، تمدنی اور اخلاقی ہر اعتبار سے ترقی کا حامل بنا سکتی ہے۔ بنیادی تعلیم سے طلبا میں خود داری اور خود اعتمادی پیدا ہوگی اور پھر ان کو پڑھنے کے علاوہ کام کرنے سے جو پیسے ملیں گے ان سے ان کے تعلیمی اور دیگر چھوٹے چھوٹے اخراجات نکل آئیں گے۔ اور وہ اپنے والدین کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے۔ اور تعلیمی زندگی سے سبکدوش ہونے کے بعد جب وہ میدانِ عمل میں قدم رکھیں گے تو ان کا عمل ان کی مدد کرے گا اور وہ یقیناً کامیاب ہوں گے۔ کیونکہ نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ وہ گھریلو صنعت کی تعلیم بھی حاصل کر لیں گے۔ لہٰذا تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ان کے بے کار رہنے کا کوئی سوال نہیں اٹھتا۔

اس لئے بدلتے ہوئے حالات اور ماحول میں موجودہ طریقۂ تعلیم میں تبدیلی اور اصلاح لانا ضروری ہے۔ ہندوستان جیسے ملک میں بنیادی تعلیم کے ذریعہ ہی بیکاری اور بے روزگاری کے مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

رضوان رضوی
بہار شریف، نالندہ ۸۰۳۱۰۱

فلموں میں نئی کہانیاں

ظہیر انور

یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ کسی بھی فلم کی بنیاد اس کی کہانی ہوتی ہے جس طرح ٹھوس بنیاد کے بغیر مستحکم عمارت کھڑی نہیں کی جاسکتی اسی طرح اچھی اور صحت مند کہانی کے بغیر ایک اچھی اور کامیاب فلم نہیں بنائی جا سکتی۔ لہٰذا یہ کہنا قطعی مبالغہ نہ ہوگا کہ کہانی ہی فلم کی جان ہوتی ہے ——— ہمارے یہاں انسان کے تعلق سے یہ ضرب المثل کافی مشہور ہے کہ جیسی روح ویسے فرشتے۔ اسی طرح فلم کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جیسی کہانی ویسی فلم۔ ظاہر ہے کہانی جس مرکزی خیال کو لے کر لکھی گئی ہے فلم بھی اسی پر مرکوز ہوگی لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ فلم کی کامیابی کا انحصار اس کی کہانی کے ساتھ مکمل انصاف کرنے سے ہوتا ہے۔ اکثر اوقات یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کسی ہدایت کار نے کہانی سے الگ ہٹ کر اپنی طرف سے کوئی بات لادنے یا ٹھونسنے کی کوشش کی ہے جو کہانی کے مرکزی خیال کو مجروح کرتا ہو تو وہ فلم ناکام ثابت ہوئی ہے ——— ان حقائق کی روشنی میں ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ فلم کا سارا دارومدار کہانی پر ہوتا ہے ——— یہ تو ہوئی فلم میں کہانی کی مسلمہ حیثیت کی بات۔ آیئے اب اس کے رجحان کی باتیں کریں۔

جس طرح ادب میں کہانیوں کے رجحانات بدلتے رہتے ہیں پرانا رجحان ختم ہوتا ہے اور نیا رجحان پیدا ہوتا ہے اسی طرح فلم کی کہانیوں میں بھی نئے نئے رجحان پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ البتہ یہ ضروری نہیں کہ ہر تجربہ کامیاب بھی ہو۔ یہ تو تجربہ کرنے والے پر منحصر ہوتا ہے کہ اس نے کس قدر ٹھوس تجربہ کیا ہے۔ تجربہ برائے تجربہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ تجربہ کی کامیابی کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ دوسروں کو اس طرح اپیل کرے کہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں اور اس کی تقلید پر مجبور ہو جائیں۔ ایسا ہی تجربہ کامیاب تجربہ کہلاتا ہے۔

یہ بات سو فیصد درست ہے کہ سننے یا پڑھنے سے زیادہ دیکھنے کا اثر انسان کے دل و دماغ پر پڑتا ہے ——— فلموں میں کہانی کے مطابق جو کردار پیش کئے جاتے ہیں وہ فلم بینوں کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑتے ہیں۔ کبھی کبھی کچھ کردار ایسے دکھائے جاتے ہیں جو فلم بینوں کے دل و دماغ پر برسوں چھائے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ کہانی جتنی اچھی ہوگی کردار بھی اتنے ہی اچھے ہوں گے کیونکہ تمام کردار کہانی کے مرکزی خیال سے جڑے ہوتے ہیں۔

حالات کے بدلنے سے آدمی کا رجحان بدلتا ہے تو معاشرے کا رجحان بدلتا ہے۔ افراد سے ہی معاشرہ بنتا ہے اور فنکار بھی اسی معاشرے کا ایک فرد ہوتا ہے خواہ وہ فنکار شاعر ہو یا ادیب ہو یا مصور ہو۔ حالات کے تحت جب ادیب کا رجحان بدلتا ہے تو ادب میں نئے رجحان پیدا ہوتے ہیں۔ فلم کی کہانی لکھنے والا ادیب بھی اسی معاشرے کا ایک فرد ہوتا ہے لہٰذا بدلتے ہوئے حالات سے اس کا متاثر ہونا ناگزیر ہے۔ اور جب وہ بدلتے ہوئے حالات سے متاثر ہوتا ہے تو اس کی کہانی کا رجحان بدلتا ہے اور اسی بدلتے ہوئے رجحان کے تحت وہ نئے نئے تجربے کرتا ہے ——— فلم ایک ایسا ترسیل و ابلاغ ہے جس کے ذریعہ ہم اپنی بات آسانی سے عوام تک پہنچا سکتے ہیں۔

ہمارے یہاں ایک دور خاموش فلموں ک
جن میں تمام کردار صرف حرکتوں میں نظر آتے
لیکن ان کے حرکات و سکنات سے کہانی بیان
رہتی تھی۔ حالانکہ ان دنوں جب اس قسم کی کہانیوں کو
بنا کر فلمیں بنائی جاتی تھیں وہ حقیقی زندگی سے
نہ ہو کر تصوراتی دنیا کی سیر کراتی تھیں یا پھر ا
کہانیاں تھیں جن کی حیثیت کلاسیکی تھی۔ جنوں اور
کی کہانی بھی ہوا کرتی تھیں جن میں کام کرنے وا
کو عجیب و غریب میک اپ سے اپنی شکلوں کو ناق
شناخت بنانا پڑتا تھا جس کے سبب وہ مافوق
قسم کی چیز دکھائی دیتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی
فلموں میں اس امر کی وضاحت ضروری ہو جاتی
کون سا کردار کس فنکار نے ادا کیا ہے ———
رفتہ رفتہ سوچنے کا ڈھنگ بدلا اور پھر بولتی فلمو
زمانہ آگیا فلمی صنعت نے اس وقت کے لحاظ
زبردست تکنیکی ترقی کی تھی۔ چنانچہ جب پردہ
پر فلم کے کردار حرکات و سکنات کے ساتھ
بولنے بھی لگے تو اس کی کشش پہلے سے کہیں ز
بڑھ گئی اور فلم دیکھنے والوں کی تعداد میں دن
اضافہ ہوتا گیا۔ پھر بولتی فلمیں یکے بعد دیگر
بننے لگیں تو کلاسیکی عشقیہ کہانیوں کی طرف تو
جانے لگی اور لیلیٰ مجنوں اور شیریں فرہاد جیسی
عشقیہ کہانیوں پر فلمیں بنائی جانے لگیں یا پھر
کہانیوں پر فلم کا تانا بانا تیار کیا جانے لگا جن میں
جنگی مناظر فلمائے جاتے تھے۔ اسی طرح فلمی کہا
کے رجحانات بدلتے رہے اور فلموں میں کہانیوں
نئے نئے تجربات ہونے لگے۔ یہ حقیقت بھی روز
کی طرح عیاں ہے کہ جب کوئی فلمساز یا ہدایت کا
بنانے کی سوچتا ہے تو سب سے پہلے اس کے
کہانی کا ہی مسئلہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے جب تک
مکمل کہانی اس کے سامنے نہ ہو وہ فلم بنانے کے
منصوبے کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا۔

ایک زمانہ اسٹنٹ فلموں کا بھی تھا
کہانی کم اور تلوار کی لڑائیاں زیادہ ہوتی تھیں
کہانیوں پر بھی فلمیں بنتی تھیں اور خوب خوب
لیکن جیسے جیسے انسان کا ذہن بالیدہ ہوا اور جب
تصوراتی دنیا سے نکل کر حقیقی دنیا میں آیا تو یہ سب
اسے فرسودہ معلوم ہوئیں۔ چنانچہ فلمی کہانیوں کا
یکسر بدل گیا اور فلمی کہانیاں بھی جیتی جاگتی انسانی
سے جنم لینے لگیں۔ عام طور پر فلمی کہانیوں
موضوعات ہوتے ہیں، ایک لیلیٰ مجنوں اور دو
ہلاکو۔ میرا مطلب ہے یا تو عشق و محبت کی کہانی
یا پھر ظلم و ستم کی۔ فلموں میں حقیقت پسندی کے
جب فروغ ہوا تو عشق و محبت کی کہانی بھی خیال
حقیقت کی ترجمانی کرنے لگی اور فلم دیکھنے

...سوس ہونے لگا گویا اس فلم کے کردار وہ خود ہیں ...کردار ان سے بہت حد تک ملتا جلتا ہے۔

عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مٹھی بھر ...طبقہ پورے ملک میں پھیلے ہوئے متوسط اور ...طبقوں پر حکومت کرتا ہے اور مزدوروں ...ساتھ ناانصافی کرتے ہوئے ان کا زبردست ...مال کرتا ہے۔ متوسط اور مزدور طبقہ مالی طور پر ...ور ہوتا ہے یا یوں کہئے کہ مالی طور پر انہیں اتنا ...کر دیا جاتا ہے کہ وہ ظلم کرنے والوں کے خلاف ...نہیں اٹھا سکتے۔ اور اگر کوئی آواز اٹھانے کی ...شش بھی کرتا ہے تو اس کی آواز کو کچل دیا جاتا ہے ...کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے خرید لیا ...ہے۔ لیکن کبھی کبھی ان ہی کچلے ہوئے لوگوں میں ...کوئی ایسا نوجوان بھی کھڑا ہو جاتا ہے جو ظلم اور ...صالی نظام کے خلاف اپنی بغاوت کا اعلان کر ...ہے ___ ڈاکوؤں اور لٹیروں کے بھی ظلم و ...جبریت کی ایک طویل داستان ہے جو آج بھی کہیں ...ں سننے میں آتی ہے۔ ان کا یہ رویہ اس قدر منفی ہوتا ...ہے کہ جس کی وجہ سے وہ بدلے کی آگ میں اس طرح ...ر ہتے ہیں کہ انہیں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی ...وہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے جنون میں غریبوں ...بھی لوٹ لیتے ہیں اور قومی املاک کو زبردست نقصان ...جاتے ہیں۔ چنانچہ اپنے منفی رویوں کی ہی وجہ سے ...بھی ظالموں اور سفاکوں میں شمار کئے جاتے ہیں اسی ...ے وہ جدھر کا رخ کرتے ہیں چاروں طرف سراسیمگی ...یل جاتی ہے ___ ان ڈاکوؤں اور لٹیروں کے ...یار کے ظلم سے بیزار ہو کر کوئی نہ کوئی نوجوان سینہ ...ن کر مقابلے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے ...وصلے کو دیکھتے ہوئے گاؤں کے غریب اور کچلے ہوئے ...گوں کے حوصلے بھی بلند ہو جاتے ہیں اور وہ اس ...نوجوان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

حد سے زیادہ بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے بے روزگاری بھی بڑھ رہی ہے چنانچہ اس بڑھتی ...ہوئی بے روزگاری کی وجہ سے پریشان ہو کر پڑھے لکھے نوجوان ملازمت نہ ملنے پر پرائیوٹ کارخانوں میں انتہائی کم اجرت پر بھی کام کرنے کے لئے مجبور رہیں۔

ان حقائق کو بیان کرنے کا مدعا یہ ہے کہ ان بدلتے ہوئے حالات نے فلمی ادیبوں بالخصوص نئے آنے والے ادیبوں کو متاثر کیا اور وہ اپنی نئی کہانیوں سے فلمی صنعت میں زبردست انقلاب لائے جن کی کہانیوں کی بنیاد ٹھوس ہوتی ہے۔ لہٰذا فلمی حلقوں میں انسانی معاشرے سے اٹھائے ہوئے جیتے جاگتے کردار نظر آنے لگے۔ اس طرح کے جیتے جاگتے کرداروں کو صحیح ڈھنگ سے پیش کرنے کا سہرا بے شک نئی نسل کے مصنفین کے سر ہے جنہوں نے انسانی معاشرے کا بہت قریب سے مشاہدہ کیا ہے اور

یہ بھی سچ ہے کہ ان ہی جیتے جاگتے کرداروں پر مشتمل کہانیوں پر بننے والی فلموں نے ایک غیر معروف اداکار کو سپر اسٹار بنا دیا جو آج کروڑوں دلوں کی دھڑکن بنا ہوا ہے نئے مصنفین کی نئی کہانیوں کے ذریعہ اس سپر اسٹار نے ہر طبقہ کے چوٹ کھائے ہوئے اور ٹھکرائے ہوئے نوجوانوں کی نمائندگی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہ ہر طبقہ میں یکساں طور پر مقبول ہے ___ فلمی کہانیوں میں نیا رجحان لے کر بے شک نئے مصنفین ہی آئے ان کی کہانیوں میں جتنے کردار ہوتے ہیں سب عام انسانوں کی طرح ہوتے ہیں اس لئے فلم بین ان کرداروں کو خود سے بہت قریب محسوس کرتے ہیں۔

یہ انسانی جبلت ہے کہ جب کوئی شخص اپنے اوپر ظلم کرنے والے سے بدلہ نہیں لے سکتا تو وہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ کوئی نہ کوئی اس سے ضرور بدلہ لے لے۔ فلم دیکھنے والوں میں ہر شخص کسی نہ کسی سطح پر ظلم و استحصال کا شکار ہوتا ہے۔ لہٰذا جب وہ پردۂ سیمیں پر فلم کے ہیرو کو ظلم و استحصال کے خلاف لڑتے ہوئے دیکھتا ہے تو اسے بے انتہا خوشی ہوتی ہے اور وہ اس جذبے سے مغلوب ہو کر بے ساختہ تالیاں بجانے لگتا ہے۔ کیونکہ اس طرح اس کے اس جذبے کی تسکین ہوتی ہے جو اس کے سینے میں دبا ہوتا ہے۔ ان کرداروں کو نئے مصنفین نے اپنی کہانیوں میں بڑی خوبصورتی سے پیش کیا ہے نئی نسل کے فلمی ادیبوں کی نئی کہانیوں نے تقریباً تمام مصنفوں کو متاثر کیا جو ان کے پیش رو تھے۔

فلمی کہانیوں میں دوسرا نیا اور کامیاب رجحان فیملی ڈراموں کا ہے۔ چھوٹے چھوٹے خاندانوں میں آئے دن کے اختلافات، میاں بیوی میں انا کا ٹکراؤ، بھائی بھائی میں جائداد کا جھگڑا، باپ بیٹے کے نظریاتی اختلافات وغیرہ ...... ڈاکٹر راہی معصوم رضا، کملیشور اور گلزار اور ساگر سرحدی خصوصی طور پر اس نئے رجحان کی نمائندگی کرتے ہیں ___ فلمی کہانیوں میں ایک اور نیا رجحان مصنف گلزار لے کر آئے اور وہ رجحان تھا مختلف سیاسی نظریوں کا ٹکراؤ۔ اس رجحان کی کہانی پر بننے والی پہلی فلم تھی "میرے اپنے" جس کے ذریعہ وہ کامیاب کہانی نویس کے ساتھ ساتھ کامیاب ہدایت کار بھی تسلیم کئے گئے۔ اسی رجحان سے متاثر ہو کر کملیشور نے فلم "آندھی" لکھی جو سیاسی حالات کے پس منظر میں تھی ___ سیاسی پس منظر میں لکھی کہانیوں پر بننے والی فلموں کو جب کامیابی ملنے لگی تو یکے بعد دیگرے اس موضوع پر فلمیں بنیں اور سب کی باکس آفس پر ہٹ ثابت ہوئیں۔

فلمی کہانیوں میں مذکورہ رجحانات کو اس لئے بھرپور کامیابی ملی کہ وہ نئے انسانی معاشرے سے ماخوذ تھے۔ ان کامیاب رجحانات کے علاوہ ایک اور کامیاب رجحان فلمی کہانیوں سے آیا جسے طنز و مزاح کا رجحان کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ رجحان فلموں میں چیدہ چیدہ پہلے بھی پایا جاتا تھا لیکن کچھ عرصے سے یہ رجحان مکمل طور پر سامنے آیا ہے اور پوری کہانی طنز و مزاح کو بنیاد بنا کر لکھی جانے لگی اور بے حد کامیاب ثابت ہوئی۔ "پتی پتنی اور وہ" "چشم بددور" "رنگ برنگی" اور "تھتھا" اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ ان کہانیوں سے کڑوی گولی کو شکر میں لپیٹ کر کھلانے کا کام لیا گیا۔

ادھر کچھ عرصہ سے نیم عریانیت کا سلسلہ بھی زور و شور سے چل رہا ہے جو بلاشبہ مغرب کی دین ہے اسمگلنگ اور بلیک مارکٹنگ کرنے والوں کے کرداروں کو جب نئے مصنفین کو اپنی کہانیوں میں پیش کرنا پڑا تو انہیں نیم عریاں لڑکیوں کو ہوٹلوں اور کلبوں میں دکھانا ناگزیر ہو گیا۔ لیکن اس سے ہٹ کر ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ کچھ فلم ساز اور ہدایت کار کہانی کی ضرورت کے بغیر بھی اپنی فلموں میں عریانیت بھرنے لگے اور ہیروئنوں کو زیادہ معاوضہ دے کر ان کے بدن سے کپڑے اتروانے لگے کیونکہ اس طرح وہ زیادہ سے زیادہ کما سکتے تھے۔

اس کے علاوہ فلمی کہانیوں میں آرٹ کا رجحان بھی پیدا ہوا لیکن یہ رجحان کڑوی گولی کو بغیر شکر کے کھلانے کا رجحان تھا جو زیادہ کامیاب نہ ہو سکا۔ لیکن جن لوگوں نے آرٹ کے رجحان کی اچھی اور صحت مند کہانیاں لکھی ہیں ان پر بننے والی فلموں نے عوامی مقبولیت بھی حاصل کی اور تجارت نقطۂ نظر سے بھی کامیاب ثابت ہوئیں۔ "گمن، آکروش، کلیگ اور چکر وغیرہ مثال کے لئے پیش کی جا سکتی ہیں۔ اس قسم کی کہانیوں کو اثر انگیز طور سے پیش کرنے میں ستیہ جیت رے، مرنال سین، شیام بینگل اور وجے تندولکر کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان مصنفوں کی کہانیوں کا محور کسانوں، مزدوروں اور نچلے طبقہ کے لوگوں کی استحصال زدہ زندگی ہوتی ہے جس کو یہ لوگ بڑی خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں۔

(آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے نشر)

ممتاز راشد

سیلِ خوں پیکرِ اشعار میں ڈھلتا ہی نہیں　　غم وہ لاوا ہے جو سینے سے ابلتا ہی نہیں
آئینے لاکھ مگر ایک سی تصویریں ہیں　　کس کو دیکھوں میں کوئی شکل بدلتا ہی نہیں
مجھ سے منہ پھیرنے والے مری قیمت پہچان　　میں وہ سکہ ہوں جو بازار میں چلتا ہی نہیں
کوئی تحریر مٹائیں تو دھواں اٹھتا ہے
دل وہ بھیگا ہوا کاغذ ہے جو جلتا ہی نہیں

(بمبئی عشر)

ہندوستانی ڈاک ٹکٹ

محمد ظہیرالدین اظہر

بعض لوگوں کو استعمال شدہ اور غیر استعمال شدہ ڈاک ٹکٹوں کو جمع کرنے کی عادت سی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ بڑی دلچسپی کے ساتھ ڈاک ٹکٹوں کو جمع کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ ڈاک ٹکٹوں کو جمع کرنا بھی ایک اچھی عادت سمجھی جاتی ہے کیونکہ جمع شدہ ٹکٹوں میں ملک کی عظیم ترین شخصیتوں، مشاہیر، اشیاء، تہذیب وتمدن، ترقیاتی اقدامات اور تعمیری مذاق کی ایک لافانی کہانی مضمر رہتی ہے یا یوں کہیے کہ جمع شدہ ٹکٹوں میں ملک کی مکمل تواریخ پوشیدہ رہتی ہے۔ یہ عوام کو ملک کے تاریخی شواہد جاننے کا ایک آسان اور اچھا خاصہ ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

اکثر اصحاب اقتصادی مجبوریوں کی بنا پر بے پناہ خواہش رکھتے ہوئے بھی غیر ممالک یا اندرون ملک کے تواریخی اور تفریحی مقامات کی سیر و سیاحت سے مجبور رہتے ہیں۔ ایسے حضرات کے لئے جمع شدہ ٹکٹیں بہت کچھ تسکین کا باعث ثابت ہوتی ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ڈاک ٹکٹوں پر منقش مناظر کی دلفریبیاں دل و دماغ میں سیاحت کی لطف اندوزی کسی نہ کسی حد تک ضرور پیدا کر دیتی ہیں اس لیے ڈاک ٹکٹوں کو جمع کرنے کی عادت کو فوائد کے لحاظ سے ایک قابل تحسین عادت ہی کہا جا سکتا ہے۔

ترقی یافتہ ملکوں میں استعمال شدہ یا غیر استعمال شدہ ڈاک ٹکٹوں کی تجارت ہوا کرتی ہے۔ اس تجارت کے لیے باقاعدہ منڈیاں اور ادارے قائم ہیں جو شہر بازاروں اور ایجینٹ حضرات کے ذریعے ڈاک ٹکٹوں کی خرید و فروخت کا کام انجام دیا کرتے ہیں۔

ہندوستانی ڈاک ٹکٹوں کی تواریخ کا پہلا دور انگریزی دور حکومت ہے اور دوسرے دور کی ابتدا نئی شکل میں آزادی حاصل کرنے کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے سب سے پہلے ڈاک ٹکٹوں کی جگہ پر ایک مہر کا استعمال شروع کیا تھا۔ وہ مہر گول دائرہ نما تھا۔ اس کی قیمت صرف دو پیسے یعنی موجودہ دور کے تین پیسے کے برابر تھی۔ اس ٹکٹ نما مہر کے درمیان میں ایک پان کی پتی کے تین حصے کرکے ای۔ آئی۔ سی لکھا ہوا تھا جو ایسٹ انڈیا کمپنی کا شناختی نشان تھا۔ سب سے پہلے اس کا استعمال یکم جولائی ۱۸۵۲ء میں کیا گیا تھا۔

اپریل ۱۸۵۴ء میں ایک باضابطہ ڈاک ٹکٹ کا اجرا کیا گیا جس پر ملکہ وکٹوریہ کی تصویر چھپی ہوئی تھی۔ یہ ٹکٹ کلکتہ میں کمپنی کے دور میں سرویر جنرل کے دفتر میں طبع کی گئی تھی۔

ملکہ وکٹوریہ کے بعد ان کے صاحبزادے اڈورڈ ہفتم انگلینڈ کی گدی پر رونق افروز ہوئے۔ ان کے ڈاک ٹکٹوں کا دوسرا سیریز ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۱ء تک چھاپی گئی۔ ان ٹکٹوں کی قیمت پرانا ایک پیسہ حالیہ دو پیسے سے لے کر دو روپے تک کی تھی۔ ان ٹکٹوں پر اڈورڈ ہفتم کی تصویر تھی اور انڈیا پوسٹیج کے ساتھ ساتھ ٹکٹ کی قیمت بھی لکھی ہوئی تھی شاہی دستور کے مطابق جب جارج پنجم نے ۱۹۱۱ء میں عنان حکومت اپنے ہاتھ میں سنبھالا تو ان کا بھی ڈاک ٹکٹوں کا سیریز چلایا گیا۔ اس وقت ڈاک ٹکٹوں کے لیے ایک مخصوص اور طے شدہ شکل وصورت بن چکی تھی اور اسی مناسبت سے ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو ۲-۳-۴-۶-۸ اور ۱۱ آنے تک کے ڈاک ٹکٹوں کا سیریز رائج کیا گیا۔ جن پر ہوائی جہاز کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ ٹکٹ ہندوستان میں سب سے پہلے ہوائی ڈاک نظامیہ کے انعقاد کے موقع پر اجرا کیا گیا تھا۔ کم قیمت کے ڈاک ٹکٹوں پر صرف جارج پنجم کی تصویر تھی۔ اس سلسلہ میں ایک نیا سیریز فروری ۱۹۳۱ء میں چلایا گیا۔ جس میں دہلی کا پرانا قلعہ، انڈیا گیٹ، پارلیامنٹ ہاؤس، راشٹرپتی بھون وغیرہ کی تصویریں پیش کی گئی تھیں۔

۱۹۳۵ء میں جب شہنشاہ جارج پنجم کی سلور جبلی منائی گئی اس موقع پر بھی ہندوستانی ڈاک ٹکٹوں کا ایک نیا سیریز چلایا گیا۔ ان ٹکٹوں میں ہندوستان کے مختلف مذہبی اور تاریخی عمارات کو پیش کیا گیا۔ جیسے گیٹ وے آف انڈیا، کلکتہ کا وکٹوریہ میموریل، آگرہ کا تاج محل، امرت سر کا طلائی مندر، بھونیشورم پوری کا مندر وغیرہ۔

اگست ۱۹۳۶ء میں جب جارج ششم انگلینڈ کے تخت وتاج کے مالک ہوئے اس موقع پر بھی ڈاک رساں انتظامیہ کے تصاویر ایک نئے ڈاک ٹکٹ سیریز کے ذریعے چلایا گیا جس میں ڈاک رساں ہوائی جہاز، ڈاک تانگہ، ڈاک اونٹ وغیرہ کی تصویریں پیش کی گئیں۔

۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی اس جنگ میں اتحادی طاقت کی فتح یابی کے موقع پر بھی ہندوست[ان میں] جنوری ۱۹۴۶ء میں "وکٹری" (فتح) کے ڈاک ٹکٹ کا [اجرا] کیا گیا۔

ہندوستانی ڈاک ٹکٹوں کا دوسرا دور اس وقت شروع ہوتا ہے جب اور ملکوں کی طرح ہمارے ملک ہن[دوستان] میں سیاسی انقلاب رونما ہوا۔ اور جنگ آزادی کے [...] کا خواب دیرینہ شرمندۂ تعبیر ثابت ہوا۔ اس عظیم سیا[سی] انقلاب کی تواریخ کو پیش کرنے کی غرض سے نومبر اور د[سمبر] ۱۹۴۷ء میں تین نئے ڈاک ٹکٹ جاری کیے گئے جن [میں] ایک پر اشوک کے ستون کا شیر اور دوسرے پر قومی تر[نگا] اور تیسرے پر ہوائی جہاز کی تصویر پیش کی گئی۔

۱۹۴۸ء میں راشٹرپتا مہاتما گاندھی کو گولی سے [...] کیے جانے کا واقعہ اور ایر انڈیا انٹرنیشنل کا قیام ان تواریخی شواہد کے سلسلے میں ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء کو [...] یوم آزادی منائے جانے کے موقع پر مہاتما گاندھی کی [...] کے ساتھ ساتھ چار ٹکٹ اور طبع کیے گئے جس میں یوم [...] اور ہندوستان کی تواریخی اور مذہبی مقامات کے ٹکٹو[ں کا] ایک نیا سیریز شروع کیا گیا۔ ان میں اجنتا کے غار کا [...] کی تصویر، النفنٹا کا مشہور بودھ مندر، بھونیشور کا [...] مندر، بیجاپور کا گول گنبد، چتوڑ کا ونے ستون وغیرہ [کی] تصاویر دکھلائے گئے۔ ۱۹۴۹ء میں ہی عالمگیر پوسٹل [...] کی ۷۵ ویں یوم یادگار کے موقع پر چار نئے ڈاک ٹک[ٹ] جاری کیے گئے جس میں اشوک ستون کا ہاتھی اور ایک [...] کی تصویر طبع کی گئی۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد مختلف موضوعا[ت] کے بے شمار نئے نئے ڈاک ٹکٹوں کا اجرا کیا گیا جس کا س[لسلہ] آج تک قائم ہے۔ ان ٹکٹوں میں مشہور جنگ آزادی [کے] سپاہی، سیاسی اور قومی رہنما، مشاہیر عالم فنکار، شعراء [...] صحافی حضرات، مشہور عالم عمارات، تفریحی اور توار[یخی] مقامات، مذہبی اور دنیاوی علم وفن کی مشہور درسگاہیں، سائنسی ایجادات، تواریخی کھیل کود کا اجتماع، ملک کی ترق[ی] تعمیرات، قومی اور ملکی جھنڈے، نوادرات، خوبصورت چرند[...] جنگلی اور خونخوار جانور، پھول پتیاں، باغات وغیرہ کی تص[ویریں] خوبصورت اور رنگین ڈیزائنوں میں شائع ہوتے رہتے [ہیں]۔ اس سے پہلے ملک ہندوستان میں رنگین، طلائی اور نق[رئی] رنگ کے ڈاک ٹکٹ کی طباعت کا رواج نہ تھا۔ آزادی [کے] کئی سال گزرنے کے بعد رنگیں، طلائی اور نقرئی ڈاک ٹکٹ [جاری] ہوئے۔ جیسے جیسے ہمارا ملک ترقی کا راستہ عبور کر[تا گیا] ویسے ویسے ڈاک ٹکٹوں کی طباعت کے کام میں بھی قابل [...] حد تک جدت طرازیاں پیدا کی گئیں اور آج کل تو ا[...] دیدہ زیب ڈاک ٹکٹوں کا اجرا کیا جا رہا ہے جن [...] بین الاقوامی ڈاک ٹکٹ کے میلے میں فخر کے ساتھ [...] کر رہے ہیں۔

شاید یہی وجہ ہے کہ غیر ممالک میں ہندوستانی ڈا[ک ٹکٹوں] کی قدر وقیمت تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے اور ڈاک ٹکٹ[...]

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا

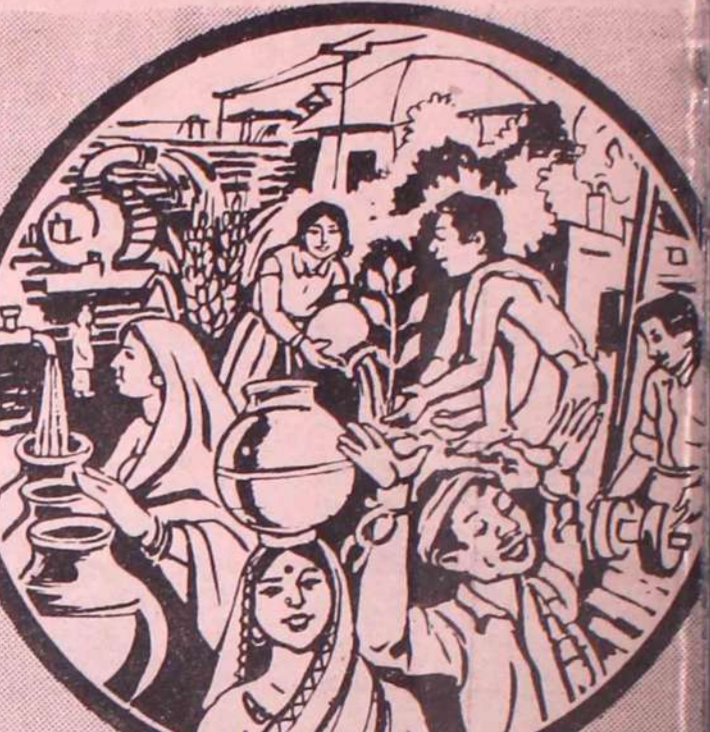

ترقی اور خوشحالی کے لئے نظر ثانی شدہ بیس نکاتی پروگرام کے مطابق اب تک کی حصولیابیاں حوصلہ افزا رہی ہیں۔ یہ ہیں چند پروگرام جن میں مقررہ نشانہ صد فی صد یا اس سے بھی زیادہ پورا کر لیا گیا ہے۔

یہ کامیابیوں کی منہ بولتی تصویر ہے

- آبپاشی کے وسیلوں میں پیش قدمی۔
- مربوط دیہی ترقیاتی اسکیم۔
- بندھوا مزدوروں کی نجات۔
- شیڈولڈ ذاتوں کی بھلائی۔
- پینے کے پانی کی قلت والے گاؤں میں پانی کا انتظام۔
- پیڑ لگانا۔
- بچوں کی نشوونما کی مربوط اسکیم کے بلاکوں کا قیام۔

حکومت کی طرف سے نشانوں کی تکمیل پر نظر رکھی جا رہی ہے،
لیکن ترقی کی رفتار بنائے رکھنے کے لئے عوام کا تعاون ضروری ہے۔

آیئے دل و جان سے پروگرام کی کامیابی کے لئے کام کریں

davp 83/1

...ا کرنے والے شائقین ہندوستانی ڈاک ٹکٹوں کو جمع ...نے کے سلسلے میں کافی دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس ...ن میں ہندوستانی شاعروں اور صوفی سنتوں کی تصویروں ...ہ ڈاک ٹکٹ بہت ہی پسندیدہ اور قیمتی ثابت ہو رہے ہیں۔ ان کے علاوہ تین سنگھے ڈاک ٹکٹ اور ۱۹۵۰ء میں جاری ...دہ ادھنے سیریز کے استعمال شدہ یا غیر استعمال شدہ ڈاک ...ٹ اب بھی بیحد پسند کیے جا رہے ہیں۔ کچھ سال پہلے ادھنے ...سیریز کے ڈاک ٹکٹوں کی قیمتوں میں ۲۰ فی صدی کا اضافہ ہوا تھا۔ اور اس طرح ایسٹ انڈیا کمپنی کے غیر استعمال شدہ کچھ ڈاک ٹکٹوں کی قیمت میں ایک سو پونڈ اور استعمال شدہ ٹکٹوں کی قیمت میں ۵۰ پونڈ سے بھی زیادہ اضافہ کا امکان بتایا جاتا تھا۔ ۱۸۸۲ء میں جاری شدہ مہارانی سیریز کے ڈاک ٹکٹوں کی قیمت میں بھی کافی اضافہ بتایا جاتا ہے۔

اس سیریز میں کچھ ایسی ڈاک ٹکٹیں بھی تھیں جن ٹکٹوں پر غلطی سے دوبارہ چھپائی ہو گئی تھی۔ ان ٹکٹوں کی قیمت بہت زیادہ بتائی جاتی ہے اور اب تو ان ٹکٹوں کا دستیاب ہونا بھی مشکل تر ثابت ہو رہا ہے۔

غلطی سے دوبارہ چھپائی کی جانے والی ڈاک ٹکٹوں کی قیمت شاید اس لیئے بہت زیادہ رقم بتائی جاتی ہے کہ ان ٹکٹوں سے اس امر کا بخوبی پتہ چل جاتا ہے کہ کافی نگرانی اور احتیاط کے باوجود بھی انسان غلطی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ نیز یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ "غلطی کرنا انسان کے خمیر میں داخل ہے۔"

محمد ظہیر الدین اظہر
محلہ میرا چک، پوسٹ۔ آرہ ضلع بھوجپور (بہار)

(پٹنہ سے نشر)

NGIPLP(PBD)-71/AIR/ND/83-3850

کالے اور سفید بالوں کی ڈرامائی صورت حال

سید شمیم گوہر

عہد حاضر کے تمام حیرت انگیز اور دلچسپ مسائل کو نظر انداز کرتے ہوئے اگر آپ سر کے سفید ترین بالوں ہی کو لے لیجئے تو شاید اس کے سامنے سارے مسائل پھیکے نظر آنے لگیں گے۔ خصوصاً ان نوجوانوں کے لئے ایک اہم ترین مسئلہ بن گیا ہے جن کے سر کے نوخیز بال بناسپتی اور تیل کی صحبت میں تیزی کے ساتھ سفید ہونا شروع ہو گئے۔ خون سفید ہونے کا معاملہ ہوتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا کہ یہ پوشیدہ رہتا ہے اور پوشیدگی میں سب کچھ چل جاتا ہے۔ مگر سر کے سفید بالوں کا کیا کیا جائے جو آج کل خون سے زیادہ توجہ کا طالب بنتا جا رہا ہے۔

نہ جانے کون سی ہوا چلی ہے کہ سارا نزلہ کنوارے بالوں پر ہی گر پڑا۔ لوگ کہتے ہیں زکامی کیفیت سے بال جلدی سفید ہونے لگتے ہیں مگر مجھے اس خیال سے کوئی اتفاق نہیں۔ زکام پہلے بھی لوگوں کو ہوا کرتا تھا اور خوشبودار تیل پہلے بھی لوگ لگایا کرتے تھے لیکن وقت سے پہلے بالوں کی سیاہی پر کوئی آنچ نہ آنے پاتی تھی۔ آشوب چشم کی طرح یہ بیماری بھارت میں کہاں سے آئی اور کیسے آئی بجائے اس کے محققین اس مسئلہ پر غور فرماتے اپنے سر کے سفید بالوں میں خود الجھ کر رہ گئے رہا تفکرات کا معاملہ، تو سماج کے دکھ درد کے موضوع پر تقریریں تو کی جا سکتی ہیں۔ مقالے تو لکھے جا سکتے ہیں۔ مگر فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آج کے نوجوانوں کو بڑے بڑے بزنس، موٹر بنگلہ اور بنک بیلنس کی زیادہ فکر ہونے لگی ہے لہٰذا اتنے حسین تفکرات کی روشنی میں بالوں کے سفید ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہونا چاہئے۔

بعض بوڑھوں کے لئے یہ بات سب سے زیادہ تفریحی بنتی جا رہی ہے کہ بیس پچیس سال کا چھوکرا ہماری صف میں بے دھڑک گھسنے کی کوشش کرنے لگا ہے۔ بزرگی کا ذرا بھی پاس نہیں رہ گیا۔ نوعمری کے عالم میں درازئ عمر کا ظہور کم سے کم ہندوستانی ماحول سے بالکل میل نہیں کھاتا کبھی کبھی تو باپ اور بیٹا دونوں ہی ایک ہی کنڈیشن میں دکھائی دینے لگتے ہیں۔ بوڑھوں کا یہ دیرینہ قول کہ "ہم نے اپنے بال دھوپ میں نہیں پکائے ہیں" اس کی بھی کایا پلٹ ہو کر رہ گئی اور اس محاورے پر نوجوانوں نے باقاعدہ قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ بھارت کے روایتی تمدن میں چونکہ عمروں کا اندازہ بھی سر کے بالوں ہی سے لگائے جانے کا مزاج بنا ہوا ہے اس لئے پچیس سال کو اب پینتیس سال سے تعبیر کرنا بھی خوب ترقی کرتا جا رہا ہے۔ یہ دلچسپی بھی کم نہیں کہ بالوں کا کھچڑی پن جدید فیشن کے سامنے خصوصیت کیساتھ شرمندہ کرنے پر آمادہ ہے۔ لوگ دلیپ کمار کٹ اور امیتابھ بچن کٹ کو بھول کر سر کی سفیدی کی طرف متوجہ ہو گئے بالوں کی دو منزلہ سجاوٹ کا سارا ذوق چھپا کر رہ گیا۔ بالوں کی یہ ڈرامائی صورت حال اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے کہ متعدد نوجوانوں کی منسوب محض اسی چکر میں پھنس کر رہ جاتی ہے کہ لڑکا بوڑھا دکھائی پڑتا ہے جیسے معلوم ہو چالیس سال کا۔ لڑکی والے کہنے لگتے ہیں کہ مجھے اپنی بیٹی کو کسی نوجوان کے حوالہ کرنا ہے کسی بوڑھے کے ساتھ نہیں۔ اور جب کبھی سیاہ بال والے بانکے نوجوان کی تلاش زیادہ ہونے لگتی ہے تو ادھر لڑکی باقاعدہ بوڑھی ہونے پر آمادہ ہو جاتی ہے اس قسم کے نہ جانے کتنے حادثے پینڈنگ میں پڑ جاتے ہیں جو کنوارپن کو ہیئت مادری میں ڈھال کر رکھ دیتے ہیں۔ وہ تو کہئے خدا کا لاکھ لاکھ احسان کہ اس وبا نے ابھی صنفِ نازک کی طرف توجہ نہیں کی جو کثرتِ جہیز کی بنیاد پر کسی نہ کسی طرح حسن و جمال کی حفاظت ہوتی جا رہی ہے ورنہ مردوں کی طرح سر پر سفید زلفیں لے کر سسرال جانا شروع کر دیں تو سماج کا بچا کھچا خون بھی سفید ہو کر رہ جائے۔

اب آئیے اس پس منظر میں چند لمحوں کے لئے ہم آپ کو چٹیل میدان کی طرف بھی لے چلیں۔ آپ چلتے پھرتے بارہا دیکھتے ہوں گے کہ بعض سروں کے دائیں بائیں اور پچھلے حصہ پر تو بالوں کی کچھ تعداد نظر آجاتی ہے مگر پیشانی سے لے کر سر کے پچھلے حصہ تک معاملہ بالکل خشک دکھائی دیتا ہے۔ ایک چٹیل میدان کی طرف ایسے ہی سر کو ہم گنجے
تعبیر کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس ڈیزائن کا سر رکھنے
افراد کافی ذہین اور طباع واقع ہوتے ہیں۔ لینن کا
اسی خشکی کا حامل تھا جس نے روس کی ساری تاریخ
ڈالی۔ تاریخ سازی سے انکار نہیں لیکن اس کے
بھی کوئی نوجوان لینن جیسا سر رکھنے کا تمنائی نہیں ہو
اب ہمارے دور میں ایسی طباعی سے زیادہ گنجے پن
مسئلہ کو اہمیت دی جا رہی ہے اور لینن کی ذہانت
زیادہ بالوں کی بازیابی پر فکروں کا استعمال کیا جا رہا
چنانچہ اس اہم مسئلہ کی جانب موجدوں کو خصوصی
سے توجہ دلائی گئی اور نتیجتاً سرخ روئی بھی حاصل
یعنی ترقی پسندی کے نئے متوالوں نے وِگ ای
کر کے گویا بنجر زمین پر ہل چلانے کا کام کر دیا۔ اس
والہانہ انداز میں وِگ کا استعمال کیا گیا اور مسر
مظاہرہ کیا گیا کہ بہت سارے مسلّم گنجوں نے تو دعا
گنج العرش تک پڑھنا شروع کر دیا کیونکہ روس کی ا
دغریبی کی طرح تخمی و قلمی بالوں کے امتیاز کو بالکل ختم
چکا تھا۔ اب آدمی جتنا بھی بوڑھا ہو جائے منہ سے
دانت کیوں نہ باہر ہو جائیں مگر بالوں کی گہری س
اب کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ ہمارے خیال سے اگ
وگ کا استعمال عام طور سے ہونے لگے تو بلیک ا
وہائٹ کا سارا چکر ختم ہو جائے اور ہیئت کے جہ
انداز پر کافی اعتدال واقع ہو جائے۔

چنانچہ وِگ کے کامیاب تجربہ کے بعد ضرو
کہ سفید بالوں کی طرف بھی توجہ دی جاتی۔ موجدوں
اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس کیا اور وگ کے مقا
بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا۔ پھر تو دیکھتے
دیکھتے اخباروں اور ریڈیو کے ذریعہ لال پیلے او
نیلے تیلوں کی اس قدر اشتہار بازی ہونے
فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا کہ کون سا تیل استعمال ک
بالوں کو سیاہ کیا جائے یا کس تیل کی کرم فرمائیوں
کو اور جلد دعوت دی جائے۔ خوبصورت خوبصور
شیشوں کو دیکھ کر نوجوان ان پر فوجیوں کی طرح ٹوٹ پ
جیسے معلوم ہو نادرشاہ نے دہلی پر حملہ بول دیا ہو۔ مگر اب
کیا کیا جائے کہ ہیئر ٹانک، ہیئر کریم اور بلیک نائٹ وغیرہ
کے سوا بالوں کو کچھ ہاتھ نہ آیا اور مشغلہ اپنی جگہ پر رہا
سلسلے میں اخبارات و رسائل میں فارمولے بھی شائع ہو
ہیں اور ہر فارمولے کے نیچے یہی نوٹ درج رہتا ہے ک
ہوئے نسخے کے مطابق اس تیل کو تیار کر کے بالوں میں
ہفتہ دو ہفتہ کے بعد سارے سفید بال گارنٹی سے کا
ہو جائیں گے۔ حالانکہ اس قسم کے جناتی تیل کو جب
حکما اور اطبا تیار کرنے سے کتراتے رہتے ہیں تو آ
طبقہ کہاں تک گھونٹنے پینے کا فریضہ انجام دے
...... اور پھر ہندوستانی حکمار کا نسخہ لقمانی ج
سامنے افریقہ کا سارا جنگل بھی شرمندہ ہو جائے۔

ے کر چیونٹی کے دودھ تک کا حاصل کرنا اگر انتہائی آسان
M.B.B.S اور M.D وغیرہ کی ڈگریاں حاصل
ے ٹیبلیٹ اور کیپسول کو فروغ نہ دیتے رہتے۔ اب ذرا
کی تفصیل اور بنانے کی ترکیب ملاحظہ کیجئے اور یہ اندازہ
ہ کہ یہ بھی کوئی فارمولا ہے یا بھوت پریت کی کوئی داستان
مندرجہ ذیل ہے جسے ہم نے ایک اردو ماہنامہ سے نقل
ہے۔

ہاتھی کے دانتوں میں کشتہ ۵ ر تولہ۔ بڑی کٹری کے تازہ پھل ۱۰ ر تولہ۔ لہسن ۵ ر تولہ۔ بھنگرہ کا رس ۵ ر سیر۔ ترپھلہ کا گھن ستو ڈیڑھ سیر۔ نیلوفر چٹنی کی طرح پسا ہوا پاؤ سیر۔ ساروں چٹنی کی طرح پسا ہوا آدھا سیر۔ ہیراکیس ۴ ر تولہ لال پھٹکری پاؤ سیر۔ مہندی پسی ہوئی آدھا سیر۔ گنے کا رس ۴ ر سیر۔ آم کی گٹھلی پسی ہوئی ۱ ر سیر۔ نیم کا رس ۴ ر سیر۔ میتھی اور تل دونوں کا صندل۔ بڑ کی داڑھی۔ اندرائن سرسوں۔ گلو۔ سیندور۔ اور شنگھ۔ یہ سب دوائی ایک چھٹانک چٹنی کی طرح پیس لیں (یعنی ۱۵-۱۶ اسیر رس ملانے کے باوجود بھی چٹنی کی طرح پیسنے کی ہدایت کی جا رہی ہے پھر لکھتے ہیں) سب دوائیاں ملا کر دو سیر تل کے تیل میں دھیمی آنچ پر پکائیں۔ جب دوائیوں کا پاؤ حصہ باقی رہ جائے تو گرم ہی کسی لوہے کے برتن میں بند کر کے زمین میں دفن کر دیں (بہتر تو یہ ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد پھر خود بھی زمین میں دفن ہو جائیے) آگے فرماتے ہیں۔ ایک مہینہ کے بعد نکال کر تیل چھان لیں اگر تیل میں کچھ حصہ پانی کا باقی ہے تو پھر کسی کڑھائی میں دھیمی آنچ پر پانی اڑنے تک پکائیں جب خالص تیل باقی رہ جائے

تو اس تیل کو شیشی میں حفاظت سے رکھ لیں۔ اس تیل کے استعمال سے ہفتہ بھر میں سفید بال گارنٹی سے کالے ہو جائیں گے گنجے حضرات استعمال کریں تو ان کے سر پر بھی بال اگ آئیں گے۔

یہ ہے نسخہ کی کہانی اور بنانے کی ترکیب۔ ہے
ئی مائی کا لال جو اس فارمولے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے
م لقمان کی روح کو تقویت پہونچا سکے۔ ویسے اس تیل
تیاری کے بعد اجلے بال کالے ہونے پر رضا مند ہوں یا
ہوں مگر بھوت زدہ شخص کے کانوں میں ڈال دیا جائے
بھوت ضرور اتر آئے گا۔ پھونک جھاڑ کی کوئی ضرورت
ہیں۔ فرماتے ہیں جب تیل تیار ہو جائے تو شیشی میں حفاظت
سے رکھ لیں گویا یہ امید بھی پائی جاتی ہے کہ تیل تیار بھی ہو
سکتا ہے۔
بہرکیف! طرح طرح کے لال پیلے تیل کنوارے

بالوں پر کس حد تک اثر انداز ہو پاتے ہیں اس تحقیق میں جانے کی اب کوئی ضرورت نہیں۔ موجدوں نے اب سے کہیں زیادہ آسانی فراہم کر دی ہے۔ جدید دور میں سائنسی خضاب اور ڈائی کی ایسی ایجاد کی کہ سفید بالوں کا مقدر بدل کر رہ گیا۔ مساوات کی بنیاد پر مذہب و ملت اور چھوٹے بڑے کی تفریق بھی نہیں کی گئی تاکہ اس نعمت غیر مترقبہ کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ بھی ہو سکے۔ آپ کو اندازہ ہوتا ہوگا کہ پہلے کی بہ نسبت اب اجلے بالوں سے محبت کرنے والے بہت کم ہوتے جا رہے ہیں جنہیں محبت کرنے کا پورا پورا حق پہونچتا ہے وہ بھی بغاوت پر آمادہ ہیں۔ چہرے پہ لاکھ جھریاں پڑ جائیں اور قدم میں ڈگمگاہٹ آ جائے مگر بالوں کی سیاہی پر کوئی آنچ نہیں آ پاتی۔ گویا جتنا فائدہ آج کا نوجوان طبقہ نہیں اٹھا پا رہا ہے اس سے کہیں زیادہ ہمارے بزرگ حضرات استفادہ فرما رہے ہیں۔ اور بقائے جوانی کی خاطر ایک سے ایک حکمتوں کا بھی اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔ وفور شوق کا عالم یہ ہے کہ مثلاً کچھ حضرات تو داڑھی اور سر کے بالوں کو مکمل طور سے شام اودھ میں تبدیل کر ڈالتے ہیں اور

بڑی بے جگری کے ساتھ ساٹھ سے چالیس سال پر اتر آتے ہیں گویا باپ کے بڑے صاحبزادے اپنے باپ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مگر وہ حضرات جو قدرے سوجھ بوجھ سے کام لینے کے عادی ہوتے ہیں اور اس مضحکہ خیز فیشن پر گہری نظریں رکھتے ہیں وہ داڑھی یا سر کے سفید بالوں کے درمیان ایک دو سفید لکیروں ہی کو کافی سمجھتے ہیں اور یہی دو لکیریں اپنا کام کر جاتی ہیں۔ اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بڑھاپا جوانی سے ملتا رہتا ہے اور جوانی بڑھاپے سے ہاتھ ملاتی رہتی ہے۔ براہ راست بوڑھا سمجھنے کی کسی میں ہمت نہیں ہو پاتی۔ جدید سیال کا پہرہ ضعیفی کو جھانکنے کی بھی مہلت نہیں دیتا ہفتہ دو ہفتہ کے لئے اگر بالوں کو اس پہرے سے بے نیاز کر دیا جائے تو ٹیگور جیسا بڑھاپا کھل کر سامنے آ جائے۔ اس قسم کے

عمر رسیدہ نوجوانوں کو ضعیفی کا راز چھپانے کے لئے ہر روز تیار رہنا پڑتا ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

سید شمیم گوہر ایم اے
ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ الجامعۃ الاشرفیہ
مبارک پور۔
اعظم گڈھ

غزل

ڈاکٹر رضی ناطقی

بلائیں لی ہے اس نے بارہا تیرے نمکداں کی
بڑی شہرت ہے دنیا میں ہمارے زخم خنداں کی

ہوس جنت کی ہے مجھ کو نہ خواہش حور و غلماں کی
مجھے تو راس آئی ہیں ہوائیں کوئے جاناں کی

تصور کی نظر یوں جم گئی دیوارِ زنداں پر
کہ پرچھائیں نظر آنے لگی صحنِ گلستاں کی

دلِ صد چاک نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی
تواضع جس قدر بھی ہو سکی ہے تیرے پیکاں کی

عنادل آج سے آواز دے کر باغ میں آئیں
نقاب الٹی ہوئی ہے جب عروسانِ گلستاں کی

کبھی بیکار شے بھی کام آتی ہے مصیبت میں
ضرورت آبلہ پائی کو ہے خارِ مغیلاں کی

گلوں کی ستر پوشی میں تو کام آ ہی گیا آخر
مچی ہے دھوم گلشن میں مرے چاکِ گریباں کی

کوئی قطرہ ٹپک جاتا سرِ محفل تو کیا ہوتا
دلِ ایذا طلب نے لاج رکھ لی چشمِ گریاں کی

بزرگی اصل میں بخشی ہے یارب تو نے انساں کو
مگر انساں کی نظروں میں نہیں ہے قدر انساں کی

ق

تیری مخلوق میں دشت و جبل بھی رہ گئے پیچھے
وہ انساں ہے کہ جس نے کی حفاظت تیرے قرآں کی

جدید افکار کی باتیں سمجھ میں کس طرح آئیں
نہیں ہے آستیں کو جب خبر ان کے گریباں کی

ہمیشہ سونگھنے کا نام جو لیتا ہے آنکھوں سے
وہ اپنی ناک سے دیکھے نہ کیوں زینت گلستاں کی

نہیں باقی ہے کوئی تار جب میرے گریباں کا
ضرورت دشتِ وحشت کو ہے اب تارِ رگ جاں کی

کوئی دیوانہ چُن چُن کر انہیں تقسیم کرتا ہے
نویدِ فصل گل میں دھجیاں میرے گریباں کی

نکلنا چاہتا ہے دل مگر الٹا اثر یہ ہے
گرہ مضبوط ہوتی جا رہی ہے زلفِ پیچاں کی

کسی گل کے تجسس نے رضی محفوظ رکھا ہے
یہ کیا کم ہے کہ میں نے خاک چھانی ہے گلستاں کی

(کلکتہ سے نشر)

لپٹا ہوا بستر

م۔ ناگ

اچانک سر کو جھٹکا لگا اور آنکھ کھل گئی۔ تکیہ اپنی جگہ پر نہیں تھا اور بھی بہت کچھ ایسا تھا جو جگہ پر نہیں تھا۔ وہ خود بھی کہاں تھا جگہ پر؟ وہ پلنگ کی پٹی پر سر رکھے سو گیا تھا۔ مندا نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ معمولات میں فرق پڑا تھا۔

پیشاب محسوس ہوا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ وہ اٹھا اور دیوار ٹٹولتا ہوا باتھ روم کی طرف چلا۔ چلا کیا سوئے ہوؤں کو الانگھ کر ذرا بڑھا تو باتھ روم کا دروازہ آگیا۔ اس نے سوچا بیوی کو آواز دے لیکن دو ڈھائی فٹ کا غسل خانہ پرانے گیلے کپڑوں سے اٹا پڑا تھا۔ تبھی ایڑی میں کچھ لجلجا سا لگا اور کانٹوں بھرا احساس بدن میں کوندا بن کر لپکا تو وہ فوراً پلنگ پر آگیا۔ آیا کیا سوئے ہوؤں کو الانگھ کر ذرا بڑھا تو پلنگ تک پہنچ گیا۔ سگریٹ بدن کی طرح جلتا تھا اس نے محسوس کیا کہ دھواں سارے کمرے میں بکھر گیا ہے اور وہ سگریٹ کو رگڑ کر دیوار پر نہیں بجھا سکتا۔ اس کے لیے ایش ٹرے ہی چاہیے۔

سب سے پہلے اس نے دیوار پر ٹنگی باپ کی تصویر کو دیوار پر ہی الٹا کر دیا جو اندھیرے میں بھی اسے گھورے جا رہا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو یہ نہ کرو، وہ نہ کرو، ایسے نہ کرو، ویسے نہ کرو۔ بیوی اور بہن اغل بغل میں سوئی تھیں۔ اس نے پلٹا کھایا اور اوندھا لیٹ گیا۔ پھر ایک ہاتھ ڈھیلا چھوڑ کر پلنگ کی پٹی سے نیچے گرا دیا۔ ہاتھ جھولتا رہا اور شانے تک چیونٹیاں سی رینگ آئیں مگر وہ طے نہ کر پایا کہ چیونٹیوں کا رنگ کالا ہے یا لال۔ کوئی اس کے اندر بولا۔ "پلنگ چرمرائے گا۔ اوپر مت ہلا" تب وہ بے آواز نیچے اترا اور جیسے ہی نیچے اترا اندھیرا اور بھی گہرا ہو گیا "ذرا سنبھل کر" اس کے اندر پھر کوئی بولا۔ اسے بڑا تعجب ہوا کہ معمول کے خلاف یہ کون اس کے اندر بول رہا ہے۔ یہ وہ تو نہیں جو بار بار اسے شرمندہ کر دیتا ہے اور یہ وہ بھی نہیں جو کنویں میں دھکیل دیتا ہے۔ پھر یہ کون ہے؟ وہ خود بھی نہیں کہ ماں اور بہن کے کسی بھی وقت جاگ سکنے کا اندیشہ رکھتا ہے۔ پھر یہ کون ہے؟ وہ اور زیادہ اس وقت بوکھلا گیا جب یہ بات اس کے ذہن میں آئی کہ آج لاسٹ شو جاتے وقت بہن نے بیوی کی نئی ساڑی پہنی تھی اور بہن کی ساڑی بیوی نے لپیٹی تھی۔۔۔ کیا بیوی اور بہن نے اپنی اپنی ساڑیاں چینج کی ہیں؟؟

"اب تم کیا کرو گے" پھر کوئی بولا تو اس نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور خود سمجھنے سوچنے کی قوت یکجا کرنے لگا۔ وہ الٹے قدم پلنگ کی آنے کی سوچ رہا تھا کہ اندر پھر کوئی بولا۔ "بزدل کہیں کے" اسے چکر سا لگا اور سنبھل گیا۔ پتہ نہیں کون اس کے اندر حلول کر گیا ہے اور اسے الٹے سیدھے آزما رہا ہے اس کے اندر رچیدگی کا پھر ایک جھکڑ چلا۔ وہ ناچار ایک اندازے سے کسی جسم کی بغل میں جا لیٹا مگر ابھی وہ یہ اندازہ لگا ہی رہا تھا کہ وہ صحیح بدن کی بغل میں لیٹا ہے؟ ــــ کہ اسے محسوس ہوا ابھی ابھی کوئی ہیولیٰ سا کسی ایک بدن کی بغل سے اٹھ کر سیدھے اس کے پلنگ پر جا کر لڑھک گیا ہے۔ وہ تھرتھرا گیا

یہ کون ہے۔ کیا میں وہی ہوں۔ جو بستر سے اٹھ کر آیا تھا۔ وہ سایہ اگر ہے تو کس کا ہے؟ اس کے اندر پھر کوئی بولا Have you checked your Shadow today? اف خدایا تو پھر وہ بات صحیح تھی کہ بلی صرف جنکاروپ ہی نہیں دھارتی وہ کسی کا بھی روپ میں بدل سکتی ہے۔ مگر بیچ میں مگر آن پڑا تھا۔ سالم نگلنے پر تیار۔۔۔۔ وہ کچھ بھی نہ طے کر پانے کی حالت میں تھا بدن کا سگریٹ خون جلا رہا تھا اور ذہن بس چیخنا ہی چاہتا تھا۔

دل کی زوردار دھک کے ساتھ وہ جس بدن کی بغل میں لیٹا وہ بدن پھسپھسایا "تم دھیرے دھیرے جانے کہاں کھوتے جا رہے ہو!"

بس پھسپھساہٹ ختم ہونے کی دیر تھی کہ کہیں کھڑکا ہوا۔ اور جیسے ہی کھڑکا ہوا اسے لگا کہ دل دھڑکنا بھول جائے گا ـــــ وہ بیوی کی بغل سے چھوٹ کر پلنگ کے نیچے سے ہوتا ہوا دوسری

طرف آہستگی سے اٹھ کر پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گیا۔ پھر پلنگ
لڑھک گیا۔ جی چاہا اپنا سر دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش کر دے
کہاں ہوا تھا؟ ماں اٹھی تھی۔ کیا سچ مچ ماں اٹھی تھی یا بغل کے
میں کچھ بجا تھا یا کچھ چرمرایا تھا یا کچھ گرا تھا اس کے اپنے اندر
یا کہ وہ بلی ہی کسی اور روپ میں اس کے اندر حلول کر گئی تھی۔

"تم دھیرے دھیرے جانے کہاں کھوتے جا رہے ہو"
نے کہا تھا "مسز اکبر کہہ رہی تھیں کہ تمہارے مسٹر کی شکل بالکل
طرح ہے اور آپ لوگ یہ کہ میاں بیوی سے زیادہ بھائی بہن
آتے ہیں" وہ پھر سے نیچے اترا تھا۔ مندا کی بغل میں جا لیٹا تھا "
بلی تھی مندا!"

"نہیں مسز اکبر بلی بن کر آئی تھی۔۔۔۔ جاؤ۔ اوپر جا کر
"مندا رضائی پھینک کر چیخ اٹھی تھی اور وہ محسوس کر رہا تھا ایک
ہیولیٰ سا پلنگ پر جاتا ہوا جو ہکا بکا کبھی مندا پر کبھی اپنے
نظر ڈالتا۔

"مگر تم نے شام بستر ا کیوں لپیٹ دیا تھا۔ یہ جانے بغیر
لپیٹنا ہماری فیملی کے لیے برا شگون ہے۔ اور آج سنیچر ہونے
تم نے پڈول بنایا تھا جبکہ آج تمہیں لال پھوپلا بنانا تھا؟
بچھ گیا۔

"یہ مت بھولو" مندا ابھی غصے میں پھنک رہی تھی "مگر
دوستا دن کی لوکل بوری ولی سیمنٹ لیٹ تھی۔ جاؤ
جا کر سو رہو۔

وہ چپ تھا۔

ماں اور بہن اٹھ کر بیٹھ گئی تھیں ادھر بلی نے دودھ
لیا تھا "اس بلی کی تو میں۔۔۔۔" وہ بڑبڑایا تھا۔ بلی اس
گئی تھی جس طرف مسز اکبر کا کمرہ تھا!

ماں نے اٹھ کر کھڑکی کا پلہ بند کیا تھا اور بہن آنکھیں
رہی تھی اور کہہ رہی تھی "نیند آ نہیں رہی ماں"
ماں بولی تھی "کیا کوئی برا سپنا دیکھا تھا"
مندا کا بے لباس بدن اس کی نگاہوں میں کوندنے لگ
مگر کمرے میں گہرا اندھیرا تھا۔

بہت دیر بعد طوعاً و کرہاً اس نے کہا تھا "اب میں
پیٹھ پر اک ذرا ہلکے سے ہاتھ پھیروں گا تو تم کہنا کہ "اوہ تھک
ہیں" اور کروٹ بدل کر سو جانا اس کے بعد کا ڈائیلاگ میں
اور اس نے اک ذرا ہلکے سے مندا کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا
وہ بولی "اوہ تھک گئی ہیں سونے بھی دو اب"
اور اس نے پیر منگل بدھ جمعرات اور جمعہ کی راتوں کی طرح
بھی وہی اپنا ڈائیلاگ ادا کیا تھا "ساری سوتا ہوں گڈ نائٹ
اور وہ اس امید پر آرام سے سو گیا تھا کہ خدا کرے اگلے
بوری ولی کی لوکل لیٹ نہ ہوا۔ (ناگ پور

م۔ ناگ
معرفت شاہد کبیر
نیو سکریٹریٹ بلڈنگ
سول لائنز۔ ناگپور

قسطوں میں بٹا انسان

اعجاز بن ضیا اوگانوی

اس مخبر پرندہ میں اتنی ہمت کہاں تھی کہ پوری بات کا جائزہ لے سکے پوری حالت سے ...ت اور تحقیق کا کس میں حوصلہ تھا۔ وہ تو جائے پناہ کی ...یں سرگرداں اپنے کو محفوظ مقام پر لا پٹکنا چاہتا تھا ...گتا ہوا میرے قریب آکر اپنی منتشر سانسوں کو یکجا کرنے ...شش خود میں سمیٹنے لگا تھا کہ ــــ کہ جیسے جنگل کے پرسکون ...یں کوئی ایسی بلا آن ٹپکی ہے جو پرندوں کو اپنے حصار ...ے لینا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ ہاں یہی وجہ ہے کہ بے ...و خطر رہنے والے ہرنوں کا خاندان اپنے پرسکون ماحول ...ب خیرباد کہہ کر چوکڑیاں بھرنے پر آمادہ ہیں۔ ان کے ...لمبے کانوں کو خطرے کے احساس نے زندگی بخش دی ہے ...اب ان کے کان آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے ہیں ...ی خوف زدہ نگاہیں حالات کا جائزہ لینے لگی ہیں۔ اور ...ی خوبصورت ٹانگوں میں حرکت پیدا ہونے لگی ہیں۔ ...ا کی آواز نے انہیں فراٹے بھرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

وہ مخبر، ہاں مخبر جس نے اپنی اکھڑی سانسوں کو ...اکرنے میں پوری کی پوری توانائی صرف کی تھی اب اس نے ...جو دہ حالات سے کسی حد تک سمجھوتہ بھی کر لیا ہے۔ وہ ابھی ...ی بات کہہ بھی نہ پایا تھا کہ دل دوز آواز سے فضا مکدر ...نے لگی ہے۔ چائے کی تازگی سے ہم پوری طرح لطف ...روز بھی نہ ہو پائے تھے کہ انسان کش اسلحوں کا ہر طرف ...ور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی بادشاہت نے ...سی کو مغلوب کر دیا ہے۔ اس کی سلطنت کا کنگورہ آسمان ...چھو رہا۔ آج وہ عروج پر ہے۔ سبھی لوگ مقید ہو کر رہ ...گئے ہیں۔ جو جہاں جس جگہ ہے وہیں مقید ہے۔ اس بات ...ے کوئی واقف نہیں، جن کے ہاتھوں میں انسانیت کو شرمندہ ...رنے والے اسلحے موجود ہیں جن پر ان ظالموں کی گرفت ...ور بگڑتی جا رہی ہے۔ تم شاید سچائیوں کا کڑوا گھونٹ ...پنے حلق سے اتارنا نہ چاہو گے اس لئے کہ ــــ کہ تمہارے ...درمیان دھرم و مذہب کی اونچی دیوار حائل ہے لیکن

لیکن میں جانتا ہوں کہ اس نے ہاں اسی نے رادھا کی عزت لوٹی تھی اور یہ ــــ یہ وہی تو ہے جسے تم سرداری کا تاج اس کے سر پر عزت و احترام سے رکھ رہے ہو۔ کل اسی نے رضیہ کی عزت لوٹی تھی۔ سر عام انسانیت کے منہ پر زناٹے دار تھپیڑ مار کر ہر کسی کو رسوا کیا تھا۔ حالانکہ تم بھی۔ ہاں تم بھی اپنے دل کے کسی گوشے میں سہمی سہمی نفرت ان لوگوں کے خلاف رکھتے تھے مگر آج ــــ آج تم لوگ قسطوں میں انکی پیروی کر رہے ہو۔ ان کے ذلیل اشاروں پر تم بھول گئے کہ رضیہ، رادھا، سلمیٰ اور سیتا بھی تمہاری بہن ہو سکتی ہے کیا خون کا گاڑھا رشتہ ہی تمہاری غیرت و حمیت کو آواز دے گا۔ دل کی بصیرت اور عقل کے فراست کو بروئے کار لا کر دیکھو ــــ وہ دیکھو رادھا اپنے ہاتھوں میں کچے دھاگوں کو لے کر جا رہی ہے۔ جس کی قیمت شاید تمہاری نظروں میں کوئی نہیں۔ اس کمزور دھاگے کی وقعت پر نظر ڈالو گے تو شاید تم بھی اس بات سے اتفاق کرنے لگو گے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ناپاک ہوس کا چنگل اس کی دوشیزگی کو داغدار کرنے کے ارادے سے بڑھا ہی چاہتا تھا کہ ایک خوب رو نوجوان ان دونوں کے درمیان آکر مداخلت کر بیٹھتا ہے جس کی رادھا کوئی نہ تھی۔ خون و مذہب سے بھی شاید اس کا کوئی رشتہ نہ تھا۔ مگر اس سے پرے ایک رشتہ تھا جسے میں جانتا ہوں، شاید تم بھی جاننے لگو گے ــــ انسانیت انسانیت کے رشتے کا گاڑھا خون اس کے بدن سے لاوا بن کر ابل پڑا۔ لاچار و مجبور دوشیزہ کی عزت بچا کر امر ہو گیا۔ وہ شہید ہو گیا۔ دوشیزہ نے مردہ جسم کے سر کو اپنے زانو پر رکھ کر اشک آلود نگاہیں آسمان کے کسی ایک نقطہ پر مرکوز کر دیا ہے۔ وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑانے لگی ہے۔ ہے بھگوان، تو ہی بتا اس کا قصور کیا تھا۔ اس نے میری عزت بچانی چاہی اور ــــ اور اے خدا، آج میں تجھ سے بھی سوال کرتی ہوں کہ اس نے کون سا ایسا جرم کیا تھا۔ یہی نا کہ ایک انجان بہن کی عزت کو ناپاک ہوس کے درندوں سے نجات دلائی تھی۔ اور تو نے اس کی گردن میں

لاوارث میت کی تختی آویزاں کر دی ــــ نہیں، نہیں یہ لاوارث نہیں ہو سکتا۔ اور اب اس نے اپنی انگلیوں میں الجھے ہوئے کچے دھاگوں کو اس کی بے جان کلائی میں جڑ دیا آج پھر شہنشاہ ہمایوں نے بہن کرن وتی کے کچے دھاگے کی لاج رکھ لی ہے۔ جھٹلاؤ۔ کہاں تک جھٹلاؤ گے کس کس کو جھٹلاؤ گے جوگی کا خون ہو یا مولانا کا۔ اکبر کا خون ہو یا کھیلیش کا اس کے چھینٹوں سے تمہارے دل کے دامن کے امٹ نشان باقی ہیں اور باقی رہیں گے۔ ایک مجبور اور بے سہارا عورت سے شیر خوار بچی کو تم نے طوفانی قہقہوں کے ساتھ اچھال کر زمین پر دے پٹخا ہے۔ کیا تم نے کنس کی یاد کو تازہ نہیں کیا ہے چنگیز و ہلاکو کے شعلوں کو ہوا نہیں دیا ہے؟ میرا ذہن تاریخ کے اس باب پر منجمد ہو کر رہ گیا ہے۔ جب تک میں اسے تمہارے سامنے دہرا نہ لوں میرا ذہن مقید ہے۔ اور اس کی آزادی کے لئے مجھے حالات سے بغاوت کرنا ہو گا۔ مگر ــــ مگر ایک سوال ہے راون کا روپ دھار کر سیتا کا ہرن کس نے کیا تھا۔ تم نے ہاں تم نے ــــ لیکن شاید تم بھول گئے کہ کنس کا کٹوتا اور کٹھور تا کو مٹانے کے لئے کرشن نے اوتار لیا ہے۔ فرعون کی سرکوبی کے لئے موسیٰ کا ظہور ہوا ہے۔ کیا تمہیں یاد نہیں۔ راون کا قصہ تمام کرنے کے لئے۔ اس کے سونے کی لنکا کو بھسم کرنے کیلئے بندروں کی سینا نے رام کا ساتھ دیا ہے ــــ مگر تم لوگوں میں اتنی سمجھ کہاں ــــ؟ تمہارے ذہنوں پر لوہے کی دبیز چادر مذہب و دھرم کے کارخانے نے چڑھا رکھی ہے۔ تمہارے ذہن کے گوشے گوشے میں سیسے کی پگھلی ہوئی سیال نفرت کی آنچ سے تپا کر پلائی گئی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تم لوگ آج قسطوں میں بٹ کر نفرت کے شعلوں کو ہوا دے رہے ہو۔ سچائیوں کو تم دروغ کی آگ میں پیٹنا چاہتے ہو پیٹتے جاؤ ــــ لیکن ایک دن تمہارا گا یہ جھوٹ کی چادر اپنی ہستی کھو دے گی ــــ یاد رکھو ــــ سچائی ایک ایسا ہیرا ہے جو سخت اور کٹھور پتھروں کے سینے میں جذب ہوتے ہوئے بھی اپنی خوبیوں کا سکہ ہر دل پر نقش کئے ہوئے ہے۔ یاد رکھو۔ سچائی کے بازار میں کھوٹے سکے نہیں چلتے ــــ مگر آج ــــ آج کھوٹے سکوں کا اس قدر چلن ہے کہ اسے کھوٹا کہنے کی تم میں ہمت نہیں ــــ ہر کوئی اپنی ہتھیلی پر اسی سکہ رائج الوقت کو لئے گھومتا نظر آتا ہے لیکن ــــ لیکن شاید تم اس بات سے روگردانی کبھی نہیں کر سکتے تم شاید زمانے کی پیروی میں اپنے ضمیر کی آواز کو دبا سکتے ہو۔ اپنے آپ پر ظلم کر سکتے ہو لیکن سکہ رائج الوقت پر حرف لانے والوں نے حرف لایا ہے۔ اپنی عقل کی خوردبین سے اس پر بھی لکیر کھینچتے رہے ہیں۔ شاید تمہیں یاد نہیں میں نے دیکھا ہے تم نے بھی دیکھا ہو گا کہ کمہار اٹے نے کھوٹے سکوں کو اپنی ہتھیلی سے کس قدر دور پھینک دیا ہے اور ــــ کبھارے سنگھ نے بھی سکہ رائج الوقت کے چلن پر پابندی لگا دی ہے۔ کیا تم نے اس واقعہ کو بھی اپنے دل و دماغ کے گوشے سے سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں کسی وزنی پتھر کے ساتھ دفن کر دیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تم نے ایک بار پھر ان ظالموں کا ساتھ دیا ہے۔ اس ڈاکٹر کو میں جانتا ہوں تم بھی جانتے ہو سب جانتے ہیں کہ اسکی

انسانیت چاند کی طرح نمایاں ہے۔ اس کی شرافت کی سفید چاندنی پر تم نے زبردستی داغ لگانے کی سعی کی ہے۔ اس کے نابالغ بچوں پر مہلک اسلحوں سے وار کر کے ان بے گناہوں کو مجروح کیا ہے جو خود سچا ہے۔ دوسروں کو زندگی دینے والا مانا کہ زندگی دینے والا کوئی اور ہے۔ اس کی طاقت اٹل ہے۔ مگر گیا ـــــ؟ تم اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ وہ تمہارے زخموں پر شرافت و انسانیت کا مرہم رکھنے والا نہیں ہے اور اس بات سے بھی تم انکار نہیں کر سکتے ـــــ ہاں تم نے بھی اس کی شرافت اور انسانیت کی تائید کی تھی۔

افواہوں کا پرندہ بے تحاشا ہانپتا ہوا اس طرف آرہا ہے اور ـــــ اور اب وہ مخبر کے فرائض انجام دینے لگا ہے کہ دل ہلا دینے والی آوازوں اور دھوں نے ہر شے کو اپنے حصار میں لے لیا ہے اور خوف کا پرندہ بھی پرواز کرتا ہوا اسی ڈاکٹر چاند کے آشیانہ پر آن ٹکا ہے۔ سب لوگ سازش میں ملوث ہیں کہ الگ الگ نسل و رنگ کے پرندے کو الگ الگ پنجرے میں بند کر دیا جائے اور مخصوص پرندوں کو انجکشن کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے نیند کی آغوش میں ڈال دینے کی تجویز پاس ہونے لگی ہے کہ درمیان میں وہی ڈاکٹر قہر آلود نگاہوں کے شعلے برساتا ہوا اٹھ کھڑا ہوتا ہے ہر کسی کا خیال ہے کہ وہ اپنے بچوں کا آج بھر پور بدلہ لے گا ـــــ لیکن ـــــ لیکن وہ یہ کہہ کر اٹھتا ہے ـــــ ظالمو ـــــ یہ تم نے کیسی سازش کی ہے کیسی تجویز پاس کرنا چاہتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ وہ میری پناہ میں ہے وہ میرا دشمن بھی ہے تو بخدا ـــــ وہ آج میری پناہ میں ہے۔ شجاعت کے جوہر دکھانا چاہتے ہو۔ بہادری کے ڈنکا بجانا چاہتے ہو تو جاؤ ـــــ وہاں جاؤ جہاں مظلوموں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں۔ جہاں بہنوں کی عزت لوٹی جارہی ہے۔ ماؤں کی گود اجڑ رہی ہے اور بہنوں کے مانگ سے سیندور مٹایا جارہا ہے۔ لیکن یاد رکھو میں دھرم و مذہب کی آڑ میں اپنا انتقام نہیں لے سکتا۔ بہادر معاف کر دیا کرتے ہیں اور انتقام کمزوروں کا شیوا ہے ـــــ یاد رکھو۔ فرقہ واریت کے نیو پر تعمیر اس عمارت کو انسانیت کے بلڈوزر سے مسمار کرنا ہوگا۔

ڈاکٹر اپنی پوری بات کہہ بھی نہ پایا تھا کہ وہی مخبر پرندہ پرواز کے لئے پر تولنے لگا اور اب وہ نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا ـــــ دور بہت دور

(پٹنہ سے نشر)

قطعہ

نذیر بنارسی

دوسروں سے کب تلک ہم پیاس کا شکوا کریں
لاؤ تیشہ ایک دریا دوسرا پیدا کریں
اس پرانی بے وفا دنیا کا رونا کب تلک
آیئے مل جل کے اک دنیا نئی پیدا کریں

(الہ آباد سے نشر)

افسانہ

سرو کے پیڑ

شرون کمار ورما

واقعی بہت بڑا اور خوبصورت بورڈ تھا۔ مسز گل نے کار روک کر عبارت پڑھی "اپنے شہر کو گندا مت کیجئے"۔ ساتھ ہی ایک موٹے سے لالہ کی بھدی سی تصویر تھی، وہ گندے پانی کی بالٹی کھڑکی سے سڑک پر الٹا رہا تھا۔ شہر کی دیگر اہم جگہوں پر بھی اس مطلب کے بورڈ لگائے گئے تھے "نل کھلا مت چھوڑیئے۔ کوڑا باہر مت پھینکئے"۔ یہ سب مسز گل کی تجاویز اور ان تھک کوششوں کا نتیجہ تھا۔

موڑ کے بورنیں کے پائپ کا پانی پورے زور سے سڑک پر گر رہا تھا۔ کونے میں کوڑے کا ڈھیر تھا۔ اور دو ننگ دھڑنگ بچے اس میں سے کاغذ اور چیتھڑے تلاش کر رہے تھے۔ ایک لڑکا جو رہی گھماتا، گوبر اور کیچڑ سے سنی بھینس ہانکتا آرہا تھا۔ سڑک کے کنارے کھڑا ہو کر بے شرمی سے پیشاب کرنے لگا۔ پیچھے رکے ٹریفک کا شور بڑھ گیا تھا۔ ایک تانگے والا سخت اکھڑپن سے احتجاج کر رہا تھا۔

وہ یہ سب کچھ ان جاہلوں کے لیے کر رہی تھی۔ مسز گل نے دکھ سے سوچا اور کار آگے بڑھا دی۔ صفائی کرمچاریوں نے گھر کی ساری غلاظت سڑک کے بیچوں بیچ ڈھیر کر دی تھی اور اب وہ گندگی دور دور تک پھیل رہی تھی۔ نالیاں بند تھیں اور پچھلی بارشوں کا پانی جابجا کھڑا تھا۔ گٹر کے ڈھکن بھٹیوں میں پگھل چکے تھے اور زیر زمین سیوریج کا پانی سیمنٹ کی کمی کے سبب گھروں کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہا تھا۔

جب وہ گھر پہنچی تو خود کو تھکا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ مسٹر گل آثار قدیمہ کی کھدائی سے واپس آکر آرائشی پودوں کا معائنہ کر رہے تھے۔

"کیسی رہی تمہاری کٹی پارٹی؟"

"بکواس ـ"

"مسز والیہ نے مینو تو خاصہ لمبا چوڑا بنایا تھا۔"

"شی از اے بگ سناب"۔ مسز گل نے بیزاری سے کہا "تمہیں اس پرانے قلعہ کی کھدائی سے کیا ملا۔"

"کچھ نہیں۔ ایک مزدور دیوار کے نیچے آتے آتے بچا۔"

مسز گل برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر ہال میں پڑھ رہی تھی اندر گئی تو بالکل نئی عمارت سی لگی۔ یہ اس کی آواز کی کھنک کے ساتھ

خوشگوار سی مہک بھی گل صاحب تک پہنچی تھی۔ یہ بو تو ان کے [illegible] رہتی ہی تھی۔ وہ پودوں کی کاٹ چھانٹ بھول گئے۔ یوں بھی [illegible] ے گارے اور نانک شاہی اینٹوں میں پھنسے ہوئے تھے [illegible] کٹی پارٹیوں، ویلفیر سوسائٹی کے کاموں اور الیکشن مہم میں الجھی ہوئی تھی کہ اس کا اور چھور ہی نہیں ملتا تھا۔

چند منٹ بعد وہ بھی اندر چلے گئے۔

مسز گل صوفے پر لیٹی تھی۔ دوپٹہ کرسی پر جھول رہا تھا [illegible] قالین پر اوندھے پڑے تھے۔ وہ مہک سارے کمرے میں ر[illegible] گئی تھی۔ صوفے پر لیٹی وہ عورت کسی اترے ہوئے دریا سی [illegible] آرہی تھی، جس کی تھکان میں ایک حسن ہوتا ہے۔ گل صاح[illegible] صوفے سے لگ کر قالین پر بیٹھ گئے اور بیوی کو اس طرح [illegible] لگے جیسے اپنے بریف کیس کو، جس کے اندر چھپا آثار قدیمہ کا [illegible] کھوجی کچھ نہ کچھ ڈھونڈ نکالنے کی کوشش میں رہتا تھا۔

اچانک مسز گل نے آنکھیں کھولیں اور تھکے سے لہجے [illegible] بولی "اٹس اے تھینک لیس جاب"۔

"دل نہ ہارو"۔ گل صاحب نے بیوی کا ہاتھ تھام لیا لیکن [illegible] سرا ہاتھ نہ آیا۔ مسز گل ابھی تک ٹریفک کا شور، تانگے والے کی [illegible] اور بھینسوں والے لڑکے کی بے شرمی سے بیزار تھی ـــــ [illegible] خیر تمہارے ڈیلی گیشن کا کیا بنا ـــــ"

"ہر ممبر فارن جانا چاہتی ہے۔"

اس نرم و نازک ہاتھ اور خوشبو کے سہارے گل صا[illegible] قالین سے صوفے پر پہنچ گئے۔ مسز گل ناک اٹھا کر ہوا میں کچھ [illegible] سونگھنے لگی۔ پرانی حویلی میں کھوج، کھدائی سے انھیں کچھ نہیں [illegible] وہ بیوی ناک دیکھنے لگے۔

"تم کچھ سونگھ نہیں رہے؟"

"جب سے تم نے سوشل ویلفیر اور شہر کی صفائی کی [illegible] داری سنبھالی ہے، یہ بدبو تمہیں پریشان کرنے لگی ہے۔" [illegible] صاحب ہنسے۔

مسز گل اٹھ کر کھڑکی تک گئی۔ باہر دیکھا اور اداس[illegible] سے بولی۔ "ڈاکٹر باجوہ کتنے بڑے سرجن ہیں، فارن [illegible]

ور کماتے ہیں۔ لیکن گندی کاٹن، بینڈیجز اور پلاسٹر
واتے ہیں۔" مسز گل نے دو اگر بتیاں سلگا دیں۔" میں
گیشن لے کر اُن سے ملوں گی۔ مسز والیہ کو ساتھ
۔"

ہ نہیں جائے گی۔"
ہوں ۔۔۔؟"
اتنی بے وقوف نہیں۔"
نے کب کھوج کی۔"
صاحب پرانے اور تجربہ کار سرکاری افسر تھے، وار

وسیوں سے بگاڑا نہیں کرتے۔"
س میں بگاڑنے کی کیا بات ہے۔ یہ ہائی جین کا
ہے۔"
ئی جین کے بارے میں وہ ہم سے بہتر جانتے ہیں،
کیوں نہیں سوچتیں کہ ہمیں ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے
اف سوشل ورک، گھر اور پڑوس سے دور رکھو۔"
ت مسز گل کی سمجھ میں آگئی۔
گل صاحب کلب کے لیے تیار ہونے لگے۔ مسز گل
انھیں پیار سے دیکھ رہی تھی، اس کا خاوند کتنا
۔ وہ ہی تو اسے اس فیلڈ میں لایا تھا۔ اس کا کریڈٹ
سرکل میں مشہور ہونا، سب گل صاحب کی محنت،
رہنمائی کا نتیجہ تھا۔
کلب نہیں چلو گی؟"
تین چار دن سے لگاتار ہار رہی ہوں۔"
کتنی بار ہو گئی ہے، ہم سے لے لو۔ اِٹس اِن دی گیم۔
بے معنی بات ہے۔ اصل چیز ہے پبلک ریلیشنز، مائی
پبلک ریلیشنز۔ تمہارے ریلی کیشنز ہونے والے ہیں،
میں ہر حال میں پریزیڈنٹ بننا ہے۔ بطور صدر تمہارا
کی سربراہی کرنا لازمی ہو جائے گا۔ ایک ٹور میں دس
نکل آئیں گے۔ ہر چیز ہاتھوں ہاتھ بک جائے گی۔

میں سنبھال لوں گا۔" وہ مسکرائے۔ "تمہاری کوشش تو یہ ہونی
اپنی باتوں، عمل اور موجودگی سے سب کے دل و دماغ پر چھا جاؤ۔"
مسز گل نے اُٹھ کر خاوند کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔ چھ فٹ
جوان کے لبوں تک پہنچنے کے لیے اسے اونچی ایڑی کے
سینڈلوں پر اٹھنا پڑتا تھا۔
دوبارہ پنسل ہیل پر اتر کر وہ ڈریسنگ ٹیبل پر جا بیٹھی۔
سے وہ گل صاحب سے باتیں کئے جا رہی تھی، نوکر کو ضروری
دے رہی تھی اور آئینے میں اپنا جائزہ لے رہی تھی۔ ہر طرف
ہو کر وہ گل صاحب کے ساتھ کار میں جا بیٹھی۔ بڑا بیٹا
کے ساتھ فلم دیکھنے گیا تھا۔ چھوٹی بیٹی "ٹاٹا" کہہ کر اپنے
میں الیکٹرک گٹار پر ریاض کرنے چلی گئی تھی۔ جیتاں برآمدے
ستون کے سہارے اداس سی کھڑی تھی۔ صاحب کی موجودگی
کہتے کہتے رہ گئی تھی۔ مسز گل نے اشارے سے اسے اپنے پاس
اور کہا

"جیتاں! ہم کل تمہاری بستی میں آئیں گے۔ بچوں کے
کپڑے اور دوائیاں تقسیم کریں گے۔ تم سب کو اکٹھا کر لینا، عورتوں
سے باتیں بھی ہو جائیں گی۔ یاد رکھنا۔"
"بی بی جی، میرا چھوٹا لڑکا بیمار ہے۔ میں چھٹی ۔۔۔"
"ٹھیک ہے چلی جانا، راجو کو کھانا کھلا کر، تم تو جانتی ہو کہ
وہ گرم اور خشک چپاتی پسند کرتا ہے۔ اسے کھلا کر چلی جانا۔"
"دوائی ۔۔۔"
"دوائیاں کل تقسیم کریں گے۔ فکر نہ کرو۔ راجو کو کھانا
کھلا کر جانا۔"
کار جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ راستے میں وہ کلب، سوسائٹی
اور ایلیکشنز کی باتیں کرتے رہے۔
"تم کل بستی میں ضرور جانا۔" گل صاحب نے کہا "ہو سکے
تو میڈیکل کیمپ کا انتظام کراؤ، کلب میں ڈاکٹر اندھاوا سے بات
کر لینا، فوٹوگرافر ساتھ لے جانا، تمہاری تصویریں اخبار میں آنی
چاہئیں۔"
مسز گل اور ہی کچھ سوچ رہی تھی۔
"کیا بات ہے؟"
"جیتاں گھر نہ چلی جائے۔ راجو ٹھنڈا کھانا پسند نہیں کرتا۔"
"وہ ایسی ہے تو نہیں۔"
"ان لوگوں پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔"
کار کلب میں داخل ہو گئی۔
مسٹر گل اپنے دوستوں کے ساتھ جا بیٹھے۔ مسز گل
ڈاکٹر رندھاوا کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھوم رہی تھی۔ پرسوں اسے
ٹی وی ٹاک کی ریکارڈنگ کے لیے جانا تھا۔ کل کیمپ لگنا ضروری
تھا۔ لیکن ڈاکٹر رندھاوا کہیں دکھائی نہیں دیئے تھے۔ نہ کارڈ
روم میں، نہ بار میں، نہ ٹینس کورٹ میں۔ وہ مایوس سی برآمدے
میں کھڑی لان میں پھیلتے اندھیرے کو دیکھنے لگی۔
دفتر سے فون کر کے لوٹتی ہوئی مسز سندھو نے آہستہ
سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔
"یہاں کھڑی ہو؟"
"یونہی۔"
"آؤ ادھر ٹیبل لگی ہے۔"
"آج من نہیں چاہ رہا ہے۔"
"آؤ تو سہی۔" مسز سندھو اسے کھینچ کر لے گئی۔
حقیقت تو یہ تھی کہ مسز گل عورتوں کی ٹیبل پر بیٹھنا پسند
نہیں کرتی تھی۔ وہ کھیلتی کم تھی، باتیں زیادہ کرتیں۔ اس سے بھی
زیادہ، چغلی، جھوٹ، سیکنڈلز اور سنا بری۔
"کیا بات ہے، دو دن ہار کر چہرہ اتر گیا۔" مسز مان
نے چوٹ کی۔
مسز گل جواب دینا چاہتی تھی، لیکن ریلیکشنز کے خیال
سے مسکرا کر رہ گئی۔ بات بدل کر بولی۔
"ایسی بات نہیں۔ ہماری نوکرانی کا بیٹا بیمار ہے۔ اُسے
گھر بھیج کر آ رہی ہوں۔ دھیان ادھر ہی لگا ہے۔"
"سوشل ویلفیئر۔" مسز بھاٹیہ نے کہا۔
تاش میں مسز گل کا من نہیں تھا۔ اس سے ہارتی رہی۔

اچانک اسے احساس ہوا کہ مسز والیہ ٹیبل پر نہیں تھی۔ کلب میں بھی
نظر نہیں آئی تھی۔ مسٹر والیہ کے ساتھ دورے پر تو گئی نہیں تھی،
ضرور الیکشن مہم پر ہو گی۔ سال بھر صدر رہ کر بھی من نہیں بھرا۔
راؤنڈ ختم ہونے پر وہ اُٹھ گئی۔ اس نے دوبارہ کلب کا چکر لگایا
کمرہ کمرہ جھانک آئی۔ دفتر میں جا کر دریافت کیا۔ ایک بیرے
نے بتایا کہ ڈاکٹر رندھاوا اس روز کلب ہی نہیں آئے تھے۔
اس نے ان کی کوٹھی فون کیا۔ پتہ چلا کہ وہ شام سے ہی گئے
ہوئے ہیں۔ اب مسز گل اور بھی پریشان ہو گئی۔ وہ سیدھی مسٹر
گل کی ٹیبل پر گئی۔ وہ جیت رہے تھے، اس لیے اُٹھنا نہیں چاہتے
تھے۔ لیکن جب بیوی کا اداس، اترا ہوا چہرہ دیکھا تو دوستوں
سے معذرت کر کے اُٹھ آئے۔
"ڈاکٹر رندھاوا آج کلب آئے ہی نہیں۔" مسز گل نے بتایا۔
"اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔"
"کل کیمپ کیسے لگے گا۔ ڈاکٹر رندھاوا گھر سے آ چکے ہیں۔"
"کلب آئے نہیں، کہاں ہو سکتے ہیں۔" مسٹر گل سوچ
میں پڑ گئے۔
"الیکشنز ۔۔۔" مسز گل پریشان تھی۔ "کیمپ ضرور
لگنا چاہئے۔"
"گھر چل کر سوچتے ہیں۔"
کار میں انھوں نے کوئی بات نہیں کی۔ احتیاطاً وہ
ڈاکٹر رندھاوا کے ہاں بھی ہو آئے۔ وہ گھر پر نہیں تھے۔ گھر آ کر
مسٹر گل نے بوتل اور گلاس نکال لیے۔ گلاس لبوں سے لگا کر
انھوں نے بیوی کی طرف دیکھا۔ یہ عمارت ابھی گر جائے گی۔
"ایک چھوٹا لے لو۔ پھر کوئی حل تلاش کرتے ہیں۔"
ایک گھونٹ بھر کر مسز گل کو جیسے کچھ یاد آ گیا۔ بولی۔
"آج مسز والیہ بھی کلب میں نہیں تھی۔"
"پھر؟"
"جیتاں کل کہہ رہی تھی کہ ان کی بستی میں میڈیکل کیمپ
کی بات ہو رہی تھی۔ یہ ضرور مسز والیہ کا چکر ہو گا۔ وہ ایک نمبر کی
چڑیل ہے۔ ڈاکٹر رندھاوا ان کے ساتھ ہوں گے۔"
مسٹر گل سوچ رہے تھے کہ پرانے قلعہ کی دیوار کے
نیچے آ کر وہ مزدور مرتے مرتے بچا تھا۔ آثار قدیمہ میں کھوج کھدائی
کا کام ایسا آسان بھی نہیں ہوتا۔
"صبح سب ٹھیک ہو جائے گا۔" مسٹر گل کا لہجہ پُرامید تھا۔
(آکاشوانی جالندھر سے نشر)

کے لیے ترسیل زر کا پتہ
چیف ایڈیٹر
آکاشوانی گروپ آف جرنلز، آل انڈیا ریڈیو
II فلور، پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ ۔۔۔۔۔۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

افسانہ

اماں

شہناز انجم

ہاں ہاں یہی نام تو تھا ان کا، صرف گھر اور محلے والے ہی انھیں اس نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ دور پرے کے عزیز رشتے دار، اور تو اور پاس پڑوس کے رشتے ناطے والے بھی انھیں اماں کے نام سے ہی جانتے تھے۔ یوں ان کا اصلی نام زمانی بیگم تھا مگر کبھی کسی نے انھیں اس نام سے نہ جانا وہ تو بس اماں تھیں جگت اماں ـــــ شوہر کے گھر آکر گھونگٹ کی اوٹ میں سب سے پہلے انھوں نے دو معصوم بچّوں کی زبان سے یہی لفظ تو سُنا تھا، بس اسی دن سے وہ اماں ہوگئیں، سب کی اماں۔

لوگ کہتے ہیں کہ اماں دہلی کے ایک باعزت اور بڑے گھرانے کی چشم و چراغ تھیں اور اپنے دورِ شباب میں بلا کی حسین بھی تھیں۔ ضرور رہی ہوں گی کیونکہ ہم نے جب اماں کو پہلی بار دیکھا تھا تو اس وقت وہ کوئی پچاس پچپن کی لپیٹ میں تھیں۔ لمبا قد، تندرست جسم، صاف رنگت، چہرہ پر جلال و جمال کا امتزاج، آنکھوں میں ذہانت اور زندگی کے تجربوں کی قوس قزح، پان کی سرخی سے رچے پتلے پتلے عنابی لبوں والی اماں ہمیں بہت پیاری لگی تھیں۔ جسم پر سفید وائل کا کرتہ جو اکثر کڑھا ہوا ہوتا، گریبان میں یہ بھاری سونے کے بٹن ساتھ میں چاندی کا چھوٹا سا تلوار نما خلال، کڑھے ہوئے پائچوں میں سفید جھک شلوار، ازار بند میں جھولتا بڑا سا چابیوں کا گچھا، چوڑی چوڑی بیل لگا، بوٹیاں کڑھا سفید دوپٹہ۔ یہ تھا اماں کا پسندیدہ لباس۔

اماں گھر میں بہت کم پائی جاتی تھیں اکثر وہ اپنا بڑے سے گھیر کا سفید سیدھا سا ئبر تعیٔ سر پر رکھے یا تو کسی پاس پڑوسی کے گھر میں ہوتیں یا کسی دور پرے کے رشتہ دار کے یہاں، یا گلی میں کسی پریشان حال کی بپتا سنتی پائی جاتیں، ایک بات تھی اماں کہیں بھی ہوں مگر پانوں کی نقشیں مرادآبادی ڈبیہ اور مخملی بٹوہ ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتا اور ہر پندرہ بیس منٹ بعد اماں خود بھی پان کھاتیں اور دوسروں کی تواضع بھی بے تکلف کرتیں۔

اماں نے مزاج بس غضب کا پایا تھا۔ بلا کی تنک مزاج آن بان والی اور وضعدار تھیں، کسی کی گستاخی اور بے اصولی انھیں ایک آنکھ نہ بھاتی۔ بچوں کے معاملے میں اماں اس مقولے کی پابند تھیں "کھلاؤ سونے کا نوالہ دیکھو شیر کی نظر سے"۔ اماں صرف بااصول ہی نہیں شوقین بھی تھیں مگر ان کے اصول اور شوق بڑے انوکھے اور دلچسپ تھے، مثلاً اماں کو مقدمہ بازی کا بیحد شوق تھا، ان کے کئی مکان تھے اور کرائے داروں سے وہ روز کوئی نہ کوئی مقدمہ چلائے رکھتیں مگر اس مقدمہ بازی میں ان کا اصول یہ ہوتا تھا کہ کورٹ جاتے وقت دوسرے فریق کو بھی اپنے ساتھ اسی رکشا یا تانگے میں لے کر جاتیں جس میں خود بیٹھتی تھیں وہ کہا کرتیں کہ پیسہ ضائع کرنے سے کیا فائدہ دونوں کو ایک ہی جگہ تو جانا ہے ساتھ ہی چلو۔ کورٹ پہنچ کر سواری کے پیسے خود ادا کرتیں اور اس کے بعد وہ اپنے فریق کی زبردست دشمن ہو جاتیں، جان پہچان کی کوئی رمق ان کے رویے میں نظر نہ آتی، وکیلوں سے بڑھ چڑھ کر گفتگو کرتیں اور بحث ختم ہونے کے بعد پھر اسی طرح شیر و شکر ہو کر گھر واپس آجاتیں ـــــ مقدمہ بازی کی وجہ سے کبھی ان کے ہمسائیگی کے تعلقات میں فرق نہ پڑتا۔ دکھ سکھ میں شریک ہوتیں، تیج تہوار پر حصّہ بخرہ بھیجتیں، تقریبات میں پورے جوش و خروش سے شریک نظر آتیں اور اگر کوئی ٹوکتا بھی کہ فلاں شخص سے تو تمہاری مقدمہ بازی چل رہی ہے تو فوراً جواب دیتیں "ارے مقدمہ نگوڑا تو عدالت میں چل رہا ہے نا..... گھر میں ہم کوئی دشمن تھوڑا ہو گئے ہیں"

ایک اور مزے کی بات یہ کہ مقدمہ میں فریق ثانی جیت جائے تو اماں فوراً مٹھائی لے کر اس کے مبارکباد کو پہنچتیں مگر چلتے وقت یہ بھی کہہ دیتیں "تم جیت گئے چلو اچھا ہی ہوا مگر کان کھول کر سُن لو میں اپیل ضرور کروں گی، ہاں اماں کسی سے ہارنے یا دبنے والی نہیں ہے سمجھے" اور اپنا برقع اٹھا رخصت ہو جاتیں۔ اماں بہت سخت مزاج، پتھر دل اور حقیقت پسند تھیں اور یہ سب ہی جانتے تھے کہ اس سخت مزاجی کے پیچھے مامتا بھرا دل اور انسانی محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر بھی موجود تھا۔ اماں کا دستور تھا کہ روز محلے کے ہر گھر میں جاتیں اور کسی گھر میں اگر کچھ تنگی پاتیں یا چولھا ٹھنڈا دیکھتیں تو چپ چاپ اپنے بٹوے سے کچھ روپے نکالتیں اور گھر والی کو دے دیتیں ساتھ ہی غصہ کا اظہار بھی کرتیں "شاباش بیٹی بہت خوب صبح سے بچوں کو یونہی لیے بیٹھی ہو وہ تو کہو میں خود ہی آگئی ورنہ تم تو میرے بچوں کو بھوکا ہی مار ڈالتیں اور بچوں کو بے اختیارانہ پیار کرتے ہوئے کہتی جاتیں "ارے ان معصوموں کا صبر کیوں کھینچتی ہو! میں مر تو نہیں گئی تھی" اور اماں کے بٹوے میں اگر کبھی روپے نہ بھی ہوتے تو کوئی پریشانی نہیں وہ ہاتھوں سے چوڑیاں یا کانوں [...] اتار کے دیدیتیں اور لینے والے کی مجال نہ ہوتی تھی کہ [...] دی ہوئی کوئی چیز انھیں واپس کر سکے۔ کہتے ہیں کہ اماں [...] وہ تمام زیور جو سیروں کے حساب سے تھا یونہی گلی کوچو[...] بانٹ دیا ..... اور کچھ روپے پیسے یا زیور تک ہی [...] اماں نے تو گھر کے برتنوں اور دیگر ساز و سامان کو بھی نہ [...] کسی کی ضرورت دیکھی فوراً اپنے گھر سے کچھ پیش کر دیا۔ اماں کو نت نئے کپڑوں کا بے حد شوق تھا۔ آئے د[ن] بہترین کپڑے خریدتیں، سلواتیں مگر ان کے بکس میں کبھی [...] کا ڈھیر نظر نہ آتا۔ راہ چلتے لوگوں میں بھی کوئی پھٹے حال یا [...] سے ٹھٹھرتا نظر آجاتا تو اماں اپنا سوئٹر یا شال اسے بخش [...] اور کئی بار تو لوگوں نے دیکھا کہ اپنا بھاری بھرکم برقع بھی [...] کسی کو بخش آئیں اور اپنے لمبے چوڑے دوپٹے سے سر [...] خاموشی سے گھر کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئیں۔

اماں کے شوہر شہر کے رئیسوں میں شمار ہوتے [...] کہتے ہیں کہ اماں پر جان چھڑکتے تھے مگر ان کے مزاج [...] ڈرتے بھی تھے، کبھی ان کے سیاہ سفید میں دخل نہ [...] اماں بھی اپنے شوہر کا بہت خیال رکھتی تھیں مگر ان کی خدم[ت] نوکروں کی پلٹن سے ہی کرواتیں خود اماں کو بھلا اتنی فر[صت] ہی کہاں تھی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ دمہ کے موذی مرض نے [...] پاؤں ان کے شوہر پر حملہ کر دیا اور اماں کو کانوں کان خ[بر] [...] جب انھیں پتہ چلا تو انھوں نے میاں کے علاج میں کوئی [کسر] اٹھا رکھی، کسی بڑے حکیم یا ڈاکٹر کو نہ چھوڑا۔ لاپرواہ کی [...] دن دن بھر شوہر کو ساتھ لیے ہسپتالوں اور ڈاکٹروں [...] لگاتیں، رات رات بھر شوہر کی پٹی سے لگی بیٹھی رہتیں ـــــ حقیقت سے کبھی نظر نہ چرائیں لوگ جب پوچھتے کہ ابا کو کون [...] تو وہ بڑے ٹھہرے ہوئے لہجہ میں جواب دیتیں "بس جب [...] کی زندگی ہے جی رہے ہیں اور فائدہ کیا ہوگا؟ دمہ نے کبھی [...] کا پیچھا چھوڑا ہے یہ مرض تو مریض کو قبر میں اتار کے ہی پلٹ[تا ہے]" اور یہی ہوا بھی لاکھ علاج معالجے کے باوجود ایک رات ابا [...] سونے کے لیے آنکھیں بند کیں تو پھر نہ کھولیں اور اس [...] لوگوں نے اماں کے صبر و ضبط کو بھی دیکھا، کچھ دیر تک خام[وشی] سے شوہر کے چہرے کو دیکھتی رہیں اور پھر شکایت بھرے [لہجے] میں بولیں "تم تو بڑے بے وفا اور خود غرض نکلے مجھے بتایا [...] نہیں اور چپکے سے چل دیے، خیر جاؤ خدا تمہیں اپنی رحمت [میں] رکھے مگر اتنا کان کھول کر سُن لو میں تم سے ہار ماننے اور پی[چھے] رہنے والی نہیں ہوں" اور آہستہ سے ان کے چہرے پر [...] ڈھک کر اماں وہاں سے ہٹ گئیں ...... اماں نے [...] ہی کہا تھا کہ وہ پیچھے رہنے والی نہیں۔ ابھی کچھ مہینے گز[رے] تھے کہ اماں ایک رات خاموشی سے اسی راستے پر چل د[یں] جس پر ابا گئے تھے۔

آج اماں اس دنیا میں نہیں مگر ان کی وضعدا[ری]، خدا ترسی، انسانی محبت اور عظمت اپنی جگہ برقرار ہے [...] بھی ان کے پڑوسی جب ان کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آ[نکھیں] بے اختیار چھلک پڑتی ہیں۔ (اردو مجلس دہلی سے [...])

سے جڑا آدمی

احمد عثمانی

اُس کا کوئی نام نہیں تھا۔
وہ کیسے اس دنیا میں آیا وہ نہیں جانتا تھا؟ شہر کی سڑکوں اور گلیوں کی گود میں پلا تھا۔ اس نے ان گلیوں سے بھیک مانگ کر اپنا پیٹ بھرا تھا، کبھی کسی ہوٹل کے پچھواڑے پھینکا ہوا جھوٹا کھانا جمع کر کے کھایا تھا۔

جب وہ تھوڑا بڑا ہوا تو بھیک مانگتے ہوئے بازار میں پھرنے لگا۔ ایک آدمی کے آگے اس نے ہاتھ پھیلایا تو اس نے ہاتھ پکڑ کر جھٹک دیا اور کہا "بچے کام کر کام۔" پھر اس نے ٹوکرا اس کے سر پر رکھ دیا اور کہا "جا صاحب کے گھر پہنچا دے۔"
اس دن سے وہ منیر خاں حمال کے پاس کام کرنے لگا۔ دن بھر کام کرتا رہا۔ رات کو اسی کی گاڑی پر کسی دوکان کے سامنے سو رہتا۔ دن مزے سے کٹ رہے تھے۔ لیکن اسی دوران منیر خاں غائب ہو گیا۔ وہ پھر بے سہارا ہو گیا۔ کچھ دن تک تو اس نے ہوٹلوں کے پچھواڑے سے کھانا چن کر کھایا۔ اسے کچھ اچھا نہیں لگا۔ وہ کام کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔
ایک گھٹیا سے علاقے میں ایک ہوٹل پر جا کر اس نے سیٹھ سے پوچھا۔
"کچھ کام ملے گا سیٹھ؟"
"کام تو ہے، تو کرے گا؟"
"کروں گا کیوں نہیں؟"
"کیا نام ہے تیرا؟" اس جملے پر وہ ٹھٹکا۔ کیونکہ اس کا کوئی نام نہیں تھا۔ اب تک وہ 'اے چھوکرا' اور 'اے لونڈا' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر سوچ کر اس نے کہا "منیر خاں۔"
سیٹھ نے ہنستے ہوئے کہا "لیکن کام کیسا ہے؟"
"وہ بھی منیر خاں جیسا ہے سیٹھ۔"
"اَبے معلوم ہے منیر خاں حمال نے کیا کیا۔ لونڈیا کو لے کے بھاگ گیا۔ اس محلے کی تو بھی ایسا کرے گا کیا؟"
اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا لیکن اس نے کہا "سیٹھ میں صرف کام کروں گا۔"
اسی وقت سے وہ اندر اور باہر گاہکوں کو چائے پہنچانے لگا۔ اسے روز آٹھ آنے، صبح ایک پاؤ ایک چائے، دوپہر کو دو چپاتی بھاجی اور رات میں دال چاول ملتے۔ سونے کے لیے ہوٹل تھا۔ اب اس کی زندگی میں ایک قسم کا سکھ داخل ہو گیا تھا۔ وہ اسی سکھ کے سہارے بڑھتا رہا۔ کوئی اسے چائے والا پکارتا تو کوئی باہر والا تو کوئی اندر والا۔ دھیرے دھیرے اس کا نام منیر چائے والا پڑ گیا۔ اگر کوئی منیر خاں کہتا تو لوگوں کا ذہن منیر خاں حمال کی جانب مڑ جاتا اور اس کی پہچان مکمل نہ ہوتی اس لیے منیر چائے والا کہنا پڑتا۔ ہوٹل کی نوکری اسے راس آگئی تھی۔ اس نے ہاتھ پاؤں بھی خوب نکالے تھے۔ خوب محنت بھی کرتا تھا۔ اب اس کی خوراک اور مزدوری بھی بڑھا دی گئی تھی۔ لیکن کبھی کبھی ایسے واقعات بھی ہو جاتے کہ وہ سوچتا ہوٹل کا کام بہت گھٹیا ہے۔ اس میں انسان کی کوئی عزت نہیں۔ جسے دیکھو وہ ہوٹل کی کرسی پر یوں بیٹھتا ہے جیسے دلیپ کمار مغل اعظم میں اکبر بادشاہ کے بازو میں بیٹھتا ہے۔ وہ خاص طور پر نتھو دادا اور بیگو دھوبی پر غصہ کرتا تھا۔ یہ دونوں جب بھی آتے خوب اکڑ کر اور سینہ پھیلا کر بیٹھتے اور اسے پکارتے ابے او چائے والا۔ وہ توجہ نہ دیتا تو پھر پکارتے۔ ابے بہرہ ہے کیا۔ ملائی راس آگئی۔ سالے ہوٹل کے نوکر حرام کی کھا کر سر چڑھ جاتے ہیں۔" ایک دن اس نے بیگو دھوبی کا گریبان پکڑ لیا تو ہوٹل کے مالک نے اسے دو تماچے جڑ دیتے۔ "گراہکی خراب کرتا ہے، چل ہٹ پھر ایسا کرے گا تو کان پکڑ کر باہر کر دوں گا، سمجھا۔" بیگو دھوبی نتھو دادا کا دوست تھا۔ اور نتھو دادا اس سارے علاقے کا دادا تھا۔ اس لیے ہوٹل مالک بیگو دھوبی کی حمایت کر رہا تھا۔ مالک نے خود اسے چائے پلائی تھی اور پیسے بھی نہیں لیے تھے۔ اور منیر خاں کی طرف سے معافی بھی مانگی تھی۔
تھوڑی دیر کے بعد وہ سب کچھ بھول کر کام میں جٹ گیا۔
لیکن رات میں اس نے بہت غور کیا کہ یہ کام چھوڑ دے۔ لیکن جائے کہاں۔ یہاں ہوٹل میں اسے ساری آسانیاں تھیں، سونے کے لیے ہوٹل تھا، کپڑے رکھنے کے لیے ہوٹل کی الماری تھی۔ کھانے کے لیے دودھ ملائی یا دودھ روٹی فلم دیکھنے کے لیے پیسے۔ دوسری جگہ یہ تمام آسانیاں پھر سے تلاش کرنی پڑتیں۔ اس لیے اس کا من یہاں سے جانے کے لیے نہیں کہتا تھا لیکن بار بار بیگو اور نتھو جیسے گاہکوں کی آوازیں اس کی کانوں میں گونجتی "ابے مر گیا۔ بہرا ہے۔ حرام کی چربی چڑھ گئی ہے۔ ارے اسے زیادہ ہو گئی ہے۔ ابے او چائے والے۔"
اب تو وہ اپنا نام بھی بھولتا جا رہا تھا۔ کبھی کبھار کوئی شریف آدمی اس کا نام پوچھتا تو وہ لمحہ بھر رُک کر جواب دیتا 'منیر چائے والا'۔ اور 'چائے والا' کہنے پر بہت پچھتاتا کہ اس نے خود کیوں 'چائے والا' کہہ دیا۔ جس نام سے وہ پیچھا چھڑانا چاہتا تھا وہ نام خود اس کی زبان سے ادا ہو جاتا۔
ایک دن ایک گاہک سے اس کی حجت ہو گئی۔ گاہک نے اُسے حرامزادہ کہہ دیا۔ اس کا خون کھول اٹھا، اس نے گاہک کو ایک چھانپر جڑ دی۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ نتھو دادا بھی گاہک کی طرف سے جوش میں آگیا۔ مالک نے اس دن بھی منیر چائے والا کو ہی ڈانٹا۔ اسے بہت غصہ آیا۔ اس نے سیٹھ سے کہہ دیا "میں چائے پہنچانے کی نوکری کرتا ہوں گالی کھانے کی نہیں۔ اگر گالی کھانا اس مزدوری میں شامل ہے تو سنبھالو تمہاری نوکری۔" اور ہوٹل سے باہر نکل گیا۔
وہ غصے میں بھنبھناتا ہوا چھوٹے پل کی جانب بڑھتا گیا۔ جب وہ چھوٹا تھا بے سہارا اور بے گھر تھا تو یہی چھوٹا پل اس کا سب کچھ تھا۔ چھوٹے پل کے نیچے پہنچ کر وہ ایک پلر سے ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھ گیا۔
اس نے اپنی زندگی کے دس بارہ سال ہوٹل میں گزارے تھے۔ کپ ساسر دھونا، ٹیبل صاف کرنا، جھاڑو دینا ان کاموں کے علاوہ وہ کوئی اور کام نہیں جانتا تھا۔ لیکن اب، اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہ شہر، یہ ہوٹل اور یہاں کی زندگی چھوڑ دے گا۔ گالیاں، جھڑکیاں نہیں کھائے گا وہ ہوٹل کی زندگی چھوڑنے کی طرح ماضی بھی چھوڑ دینا چاہتا تھا اور کوئی دوسرا کام تلاش کرنا چاہتا تھا۔ رات گئے وہ اُٹھا اور سیدھا ریلوے اسٹیشن پہنچا اور ریل میں بیٹھ گیا۔
جب ریل چلنے لگی تو شہر کی سڑکیں، مکان، گلیاں، درخت سب پیچھے بھاگ رہے تھے اور وہ ٹرین میں بیٹھا آگے دوڑ رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ پچھلے واقعات بھی اسی طرح اس کے ذہن سے نکل کر اس شہر میں دوڑتے چلے جائیں۔ وہ ماضی کی تمام باتوں کو بھول جانا چاہتا تھا۔ کون ہوں؟ کیا ہوں؟ اس کو بھی بھول جانا چاہتا تھا۔ نئے شہر میں نئی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔
اسے یاد آیا کہ وہ اپنے آپ کو تلاش کرتے کرتے ایک دن ایک بوڑھے کے پاس پہنچا تھا۔ اس بوڑھے سے اپنے بارے میں پوچھا تھا تو بوڑھے نے بتایا تھا کہ وہ ایک دن ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر پڑا ہوا تھا۔ وہاں کی ایک بھکارن نے اسے اُٹھا لیا جب پاؤں چلنے جیسا ہوا تو وہ بھکارن بھی کہیں چلی گئی۔ تب سے وہ شہر کی سڑکوں اور گلیوں کا شہزادہ بن گیا تھا۔
وہ اس واقعے کو بھی اپنے ذہن سے نکال دینا چاہتا تھا لیکن یہ واقعہ اس کے ذہن سے نہیں نکل پا رہا تھا۔ وہ اپنا

ذہن خالی رکھنا چاہتا تھا لیکن اس کے سامنے سارے واقعات نئے منظروں کی طرح آتے جاتے تھے۔ اور یہ واقعہ تو اگر اس کے سامنے ایک وسیع سیورل کی طرح آویزاں ہو جاتا تھا۔ جس میں ریلوے پلیٹ فارم، بچّہ، بھکارن اور شہر کی گلیاں ہوتیں۔

وہ اپنے پرانے شہر سے دور بہت دور چلا جانا چاہتا تھا۔ اس لیے کئی دن سفر کرنے کے بعد وہ ایک شہر میں اتر پڑا شہر صاف ستھرا، بڑا اور روشن تھا۔ رات تو اس نے اسٹیشن کے سنگین بستر پر بسر کی صبح ہوتے ہی کام کی تلاش میں سڑکوں پر نکل آیا۔

وہ راستے پر چلتا تو ہوٹل کی طرف نہ دیکھتا کہ کوئی اسے پکار نہ لے اور کہہ نہ دے "منیر چائے والا، کام کروگے ہماری ہوٹل میں؟"

اس نے مٹی کھودنے کی جگہوں پر، بلڈنگ کی تعمیر پر جاکر کام تلاش کیا۔ لیکن شام تک اسے کام نہیں ملا۔ رات میں پھر وہ اسٹیشن کے سنگین فرش پر بیٹھا تھا۔ اس کے بازو میں ایک ادھیڑ عمر کا شخص بھی بیٹھا تھا۔ اس نے پوچھا "نئے معلوم ہوتے ہو۔؟"

"ہاں!"

"کام کی تلاش میں آئے ہو؟"

"ہاں!" پھر اس نے پوچھا "تم یہاں کب سے رہتے ہو؟"

اس شخص نے جواب دیا۔ "برسوں سے۔"

"کیا کام کرتے ہو؟"

"ہوٹل میں کام کرتا ہوں۔"

منیر خاں دھیرے سے اٹھا اور دوسری طرف جاکر بیٹھ گیا۔ چلتے چلتے اسے محسوس ہوا کہ یہ شخص کہہ رہا ہے "ہوٹل میں کام کروگے۔" وہ یہ جملہ سننا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے فوراً اس سے دور ہو کر بیٹھ گیا۔ اور سو گیا۔

دوسرے دن پھر اس نے دوسری سمت کا رُخ کیا۔ آج تو اس کے پاس چائے پینے کے لیے بھی پیسے نہ تھے۔ کئی جگہ تلاش کرنے، پوچھ تاچھ کرنے کے بعد بھی اسے کام نہیں ملا۔ لوٹتے ہوئے ایک اور زیر تعمیر بلڈنگ کے قریب جاکر اس نے مالک نما شخص سے پوچھا۔

"سیٹھ جی کچھ کام ملے گا؟" اس شخص نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کام کروگے؟"

"جو مل جائے سیٹھ۔"

"کیا نام ہے تمہارا"

"منیر خاں۔"

"کون منیر خاں؟"

"منیر خاں چائے والا سیٹھ۔" اچانک اس کے منہ سے نکلا۔

"اچھا دیکھو یہاں سے قریب شہر میں میرا ایک ہوٹل ہے۔ وہاں تم کو کام مل جائے گا۔ تم میری چٹھی لے جاؤ۔ اس شخص نے جیب سے خوبصورت قلم نکالا اور ایک ڈائری سے کاغذ نکال کر چٹھی لکھ کر اسے دیتے ہوئے کہا، ہوٹل کا نام مون لائٹ ہے۔"

منیر خاں کا ذہن نہیں کہتا تھا۔ لیکن اس کا پیٹ ہاں کہتا تھا۔ کیونکہ اس کا یہ دوزخ دو دن سے بغیر ایندھن کے تھا اور ایندھن حاصل کرنے کے لیے ہوٹل تک پہنچنا ضروری تھا۔ بالآخر دوزخ نے فتح پالی اور اس کا ہاتھ چٹھی لینے کے لیے بڑھ گیا۔

پرانا منیر چائے والا نئے شہر میں بھی دوسرے دن نیا منیر چائے والا بن چکا تھا۔

(بمبئی سے)

دو ہم جلیسی نظمیں

ظہیر صدیقی

اعتراف

اعتراف ہے
ہم نے دشت وصحرا کی وسعتوں کو
سلگتے دیوار در
اُمستے مکانوں
تاریک وتنگ کوچوں میں
خود ہی محبوس کر لیا ہے
فلک کو چھوتے ہوئے پہاڑوں
کے آبشاروں کی دل فزا نغمگی
زمیں بوس شاہراہوں کی چیخ بنتی گئی ہے
یہ سچ ہے
کہ ان گنت نظریوں کو ہم نے قبول کر کے
سکون قلب ونظر گنوایا
یہ مانتا ہوں
کہ منزلوں کے سبھی تصور
سبھی زمانوں میں
وہم فکر ونظر رہے ہیں
سکون کی جستجوئے لایعنیت میں
آدم سے آج تک
ساری منفعل راہیں
ایک بیوہ کی چوڑیوں کی طرح
فقط خام دائرے ہی بنا سکی ہیں
ہماری ہر جستجو، تگ ودو کی رہبری کا شرف
فقط اک سراب بے حاصلی کو حاصل رہا ہے
یہ سچ ہے ہوس کے ناخن
عظیم دھرتی کے ایک سینے کو جارحانہ خراشیں دیکر
خود اپنی اپنی پسند کی سرحدیں بناتے رہے ہیں
جغرافیائی زنجیروں میں مقید
شکستہ تہذیبیں
اپنی آفاقیت کے پرچم بلند کرتی رہی ہیں
افراد کی اکائی
معاشرہ توڑتا رہا ہے
بقول ایمرسن
"سماج اک موج کی طرح ہے
یہ موج بڑھتی رہی ہے آگے
مگر وہ پانی
کہ جس سے بنتی ہے موج
بڑھتا نہیں ہے"
یہ سچ ہے
یہ ساری باتیں ہی سچ ہیں
لیکن میں پوچھتا ہوں
کہ ساری قدروں سے منحرف ہو کے
تم کہاں ہو!

ازالہ

وسیع دریا کے صاف سینے پہ
کشتیوں کے جلوس کی طرح
بے کراں آسماں میں
چڑیوں کا غول اک سمت بہہ رہا ہے
اُسے بھی آخر
زمیں کی جانب ہی لوٹ جانا ہے
شام ہوتے ہی
سر چھپانے کے واسطے
اِس زمین پر ہی اُگے درختوں کو چومنا ہے

ہماری پرواز منت بال وپر رہی ہے
ہماری ہر نفی سوئے اثبات ہی گئی ہے
تو اس سے پہلے
کہ اپنی لاحاصلی ہی سعی حصول بن جائے
بے اصولی اصول بن جائے
آؤ
فکر ونظر کی تطہیر کے لیے
ہم خلا سے اتریں
زمین کی مٹیوں کو گوندھیں

(پٹنہ سے نشر)

دوسری سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷/۳ ۳-۳ میٹر (۲۰۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰/۴ ۳ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸/۷۰ ۴ میٹر (۶۱۶۰ کلوہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۷/۳ ۳-۳ میٹر (۲۰۰۲ کلوہرٹز) ۲۸۰/۴ ۳ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱/۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس میڈیم ویو : ۴۲۷/۴ ۴ میٹر (۲۰۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱/۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

مقررہ پروگراموں کے لیے آواز، شمارہ یکم اکتوبر دیکھیے

اتوار ۱۶ اکتوبر

صبح گاہی : قوالیاں
پرانی فلموں سے
شہر صبا
سندر پنڈیر ، جگدیش مہتہ درد
اور بشیر بدر کا کلام
راحت علی ، عمر قریشی اور
مشیر انصاری کا کلام
ساز سنگیت
ونکٹ راؤ : بانسری پر راگ بلاول
چلتے چلتے
آپ کا خط ملا
گیتوں بھری کہانی
غیر فلمی قوالیاں

آواز دے کہاں ہے
ساز اور آواز
کتابوں کی باتیں
گجرے بن کا رے
حفیظ احمد خاں ، ٹھمری تلک کا مود
ڈرامہ
بزم موسیقی
ونکٹ راؤ ، راگ درباری کانہڑہ اور
راگ ہنس دھونی
ڈی وی پلسکر ، خیال آنندی اور
جے جے ونتی
فلمی نغمے

پیر ۱۷ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
شانتا سکینہ ، ساحر بھوپالی اور
ذوق کا کلام
جمیل احمد ، شیفتہ، اور امیر مینائی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
بھجن لال سوپوری ، سنطور پر راگ توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
پنڈت حسن لال : خیال بھیروی

دوپہر
۲-۰۷ نگاہ انتخاب
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی
سدھیر گوتم : سنطور پر راگ شدھ سارنگ

رات
۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ 'پیاسے نمازی' محرم پر فیچر
تحریر : مہدی نظمی
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ کلام شاعر
۹-۳۰ اگن قوال اور ساتھی ، جگر مرادآبادی کا کلام
۱۰-۰۰ کہکشاں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بھجن لال سوپوری ، سنطور پر کروانی
پنڈت حسن لال : خیال بیراگی
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

منگل ۱۸ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قوالی
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
اوما گرگ ، ساغر پالم پوری اور
بشیر بدر کا کلام
محمد حسین ، شمیم جے پوری اور بشیر بدر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
پی ڈی سپت رشی ، وائلن پر بلاسکھانی توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
حسین بخش ، خیال گن کلی

دوپہر
۲-۰۷ بھگتی گیت
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
اوما گرگ ، سکندر علی وجد اور
عرش ملسیانی کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پی ڈی سپت رشی ، وائلن پر پوریا کلیان
حسین بخش : خیال راگیشری

بدھ ۱۹ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور بھجن
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
کمل ہنس پال ، ساغر نظامی اور
پورن سنگھ ہنر کا کلام
ولایت حسین ساگر ، خمار بارہ بنکوی
اور راجیش کمار اوج کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
دیا شنکر و ساتھی ، شہنائی پر اہیر بھیروں
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
اشتیاق حسین خاں : خیال دیسی

دوپہر
۲-۰۷ سب رس
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) 'ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا' تقریر از
صغریٰ مہدی
(۲) دستر خوان
(۳) گیت
۳-۰۰ بات ایک فلم کی

رات
۸-۰۰ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل
کمل ہنس پال ، واجد علی شاہ اور
غالب کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ شہر نامہ
۹-۳۰ جیب بیٹر و ساتھی ، بیدم شاہ وارثی
کا کلام
۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
دیا شنکر و ساتھی ، شہنائی پر راگ
مارو بہاگ
اشتیاق حسین خاں ، خیال مالکونس
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

جمعرات ۲۰ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قوالی
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
امرجیت : فانی اور مومن کا کلام
اسٹینلے والٹر : حفیظ جالندھری
اور فیض کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
محمد شریف پونچھ والے : ستار پر راگ
بھیروں، الاپ، جوڑ، جھالا اور گت
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
امتیاز علی خاں ، ریاض خاں :
خیال اور ترانہ ، میاں کی توڑی

دوپہر
۲-۰۷ دھوپ چھاؤں
۲-۳۰ ڈرامہ

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
امرجیت ، تشکیل اور شاذ تمکنت کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ ہم سے پوچھیے
۹-۳۰ جعفر حسین نظامی و ساتھی :
حضرت امیر خسرو اور بیدم کا کلام
۱۰-۰۰ جمال ہم نشیں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
محمد شریف پونچھوالے : ستار پر راگ کروانی
امتیاز علی خاں ، ریاض خاں : خیال

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

جمعہ ۲۱ ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک مع تشریح
نعت اور نعتیہ کلام

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا
پرتیا بلبیر سنگھ ، مظفر حنفی اور
آتش لکھنوی کا کلام
صلاح الدین احمد ، جگر اور فراق کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
جیوتن بھٹاچاریہ ، سرود پر جوگیہ

۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲-۰۰ کہانی ایک گیت کی

۲-۳۰ رنگِ نو

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسنِ غزل
پرتیا بلبیر سنگھ ، حفیظ جالندھری اور
ظفر کا کلام

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ افسانہ

۱۰-۰۰ روبرو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
جیوتن بھٹاچاریہ ، سرود پر راگ
درباری کانہڑہ
بھیم سین جوشی ؛ خیال پوریا کلیان

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

ہفتہ ۲۲ ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی ، نعت خوانی

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا
نیلم ساہنی ، فیض اور جگر کا کلام
غلام عباس ؛ حسرت موہانی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
استاد شکور خاں ، سارنگی پر راگ رامکلی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
ایرن رائے چودھری ؛ خیال گجری توڑی

دوپہر

۲-۰۰ گیت آپ کے شعر ہمارے

۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) آپکی ذمہ داری — خانہ داری'
تقریر از سعیدہ طاہر صدیقی
(۲) غزل
(۳) خطوں کے جواب

۳-۰۰ پھر سنیے

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم

۸-۳۰ حسنِ غزل
نیلم ساہنی ؛ صادق دہلوی اور
شفیق لکھنوی کا کلام

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ منظر و پس منظر

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد شکور خاں ، سارنگی پر راگ درباری
ایرن رائے چودھری ؛ خیال مالکونس

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

اتوار ۲۳ ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالیاں

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا
راجندر مہتہ ، نینا مہتہ ؛ جاں نثار اختر
اور کیفی اعظمی کا کلام
شبیر حسین ، رضا امروہوی اور
امیر قزلباش کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
اللہ رکھا خاں ؛ طبلہ

۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۰ آپ کا خط ملا

۲-۳۰ غیر فلمی غزلیں

۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ صنعت و حرفت

۹-۳۰ گجر بن کا رے
ہیرا دیوی مشر ، ٹھمری کھماج

۱۰-۰۰ ڈرامہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اللہ رکھا خاں ؛ طبلے پر سول فاختہ
اور تین تال
۰ جسراج ؛ خیال پوریہ کلیان

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

پیر ۲۴ ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا
نینا دیوی ، سودا اور داغ کا کلام
چندن گمار داس ، غالب کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
پریم جین ، گٹار پر سندھی بھیروی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کشوری امونکر ؛ خیال جونپوری

دوپہر

۲-۰۰ میری نظر میں

۲-۳۰ راگ رنگ

۳-۰۰ سازوں پر موسیقی
پریم جین ؛ گٹار پر راگ دھنی

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم

۸-۳۰ حسن غزل
نینا دیوی ؛ جگر اور فیض کا کلام

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ کلام شاعر

۹-۳۰ جمیل شمسی اور ساقی ؛ شکیل کا کلام

۱۰-۰۰ دریچہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پریم جین ، گٹار پر راگ شوبھنی اور
راگ پوریا کلیان
کشوری امونکر ؛ خیال اور ترانہ مالکونس

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

منگل ۲۵ ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی ؛ قوالیاں

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا
نرملا ارون ، فیض ، داغ اور
ماہر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
وی سی رانا ڈے ، وائلن پر راگ
نٹ بھیرو

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرو
خیال شو بھاوری

دوپہر

۲-۰۰ فلمی قوالیاں

۲-۳۰ نغمہ و تبسم

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسن غزل
محمد یعقوب ؛ مجاز اور ظفر کا ک

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ علاقائی نغمے

۱۰-۰۰ مشاعرہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
وی سی - رانا ڈے ، وائلن پر
کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرو
خیال راگیشری

بدھ ۲۶ ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت ، قوالی اور بھجن

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا
پورنیما داس ، عزیز وارثی اور
غلام نبی شیخ ، داغ اور ماہر کا

۷-۳۰ ساز سنگیت
بسم اللہ خاں و ساتھی ، شہنائی پر

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
لطافت حسین خاں ، خیال

دوپہر

۲-۰۰ سب رس

۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) علاقائی تہذیب اور خوا
(۲) گیت
(۳) کام کی باتیں

۳-۰۰ فلمی دنیا

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم

۸-۳۰ پورنیما داس ، فیض اور

۸-۴۵ ساز اور آواز

دِلّی ڈائری
محمد احمد و ساتھی ، اعجاز وارثی کا کلام
کہانی سنگیت کی
بزم موسیقی
بسم اللہ خاں و ساتھی ، شہنائی
لطافت حسین خاں ، خیال باگیشری بہار
فلمی نغمے

جمعرات ۲۷ر اکتوبر

صبح گاہی : قوالی
پرانی فلموں سے
شہرِ صبا
سدھا ملہوترہ ، سدرشن فاخر اور
مصحفی کا کلام
غلام مصطفیٰ : فانی کا کلام
سازِ سنگیت
شرمشٹھا سین ، ستار پر راگ بھیروں
کلاسیکی موسیقی
مانک ورما : خیال اہیر بھیروں

دھوپ چھاؤں
حرفِ غزل
ایک فنکار

سازینہ
حسنِ غزل
غلام مصطفیٰ : مجاز کا کلام
ساز اور آواز
حفظانِ صحت
محمد حیات قوال اور ساتھی ، قوالیاں
آئینہ
بزم موسیقی
شرمشٹھا سین ، ستار پر پوریا کلیان
مانک ورما : خیال شدھ کلیان
فلمی نغمے

جمعہ ۲۸ر اکتوبر

صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک معہ تشریح
نعتیہ کلام
پرانی فلموں سے
شہرِ صبا
اجیت کور ، شمیم جے پوری اور غالب کا کلام

بلونت بنسل : داغ اور نوح ناروی کا کلام
۷-۳۰ سازِ سنگیت
رادھیکا موہن موئترا ، سرود پر
راگ میاں کی توڑی
۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت
دوپہر
۲-۰۷ سات سوال
۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے
رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسنِ غزل
بلونت بنسل : مجاز اور فیض کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ روبرو
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
رادھیکا موہن موئترا ، سرود پر
راگ چھایا
کرشنا راؤ جادھو : راگ اڈانہ میں
دھرپد اور دھمار
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

ہفتہ ۲۹ر اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرِ صبا
میناکپور : جگر مرادآبادی کا کلام
اقبال احمد صدیقی ، عرش ملسیانی اور
تابش دہلوی کا کلام
۷-۳۰ سازِ سنگیت
گوپال کشن ، وینا پر بھوپالی توڑی
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
نزاکت علی خاں ، خیال گجری توڑی

دوپہر
۲-۰۷ سب رس
۲-۳۰ بزم خواتین
ڈرامہ
۳-۰۰ بچھڑ بیٹے
رات
۸-۱۵ آہنگِ نظم
۸-۳۰ حسنِ غزل

میناکپور ، ٹی سی کوثر اور فیض کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گوپال کشن ، وینا پر راگ کوشک دھونی
نزاکت علی خاں ، خیال للت کونس
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

اتوار ۳۰ر اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرِ صبا
صبینہ یاسمین : بہادر شاہ ظفر اور
غالب کا کلام
نجب علی : غالب کا کلام
۷-۳۰ سازِ سنگیت
امرناتھ ، بانسری پر گجری توڑی
۹-۳۲ چلتے چلتے
دوپہر
۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ نئی فلموں سے
۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں
رات
۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ اردو دنیا
۹-۳۰ کجرا بن کارے
اسد امانت علی خاں ، حامد علی خاں :
ٹھمری مشر بھیروی
۱۰-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مرحومہ بیگم اختر پر خصوصی پروگرام
تحریر : سعیدہ احمد ، پیش سلیم رضا
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

پیر ۳۱ر اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرِ صبا
پی ۔ ناز مسانی ، رفعت سروش اور
فیاض جے پوری کا کلام

چراغ علی ، مومن کا کلام
۷-۳۰ سازِ سنگیت
چت دیو برمن ، اسراج پر بلاسخانی توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
پروین سلطانہ : خیال

دوپہر
۲-۰۷ نگاہِ انتخاب
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی
رات
۸-۱۵ آہنگِ نظم
۸-۳۰ حسنِ غزل
پی ۔ ناز مسانی ، شمیم جے پوری اور
ممتاز راشد کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ کلامِ شاعر
۹-۳۰ محمد احمد قوال اور ساتھی : قوالی
۱۰-۰۰ شکریے کے ساتھ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
چت دیو برمن ، اسراج پر راگ
ابھوگی کانہڑہ
پروین سلطانہ : خیال للت
۱۲-۳۰ فلمی نغمے

غزل

نور پیکر

طلب ثمر کی ہوئی تو بپھر گیا موسم
گھنے درختوں کے سر سے گذر گیا موسم
جو ہم پہ تم پہ مصائب گذرنے والے ہیں
روِش روِش وہی تحریر کر گیا موسم
عجب ہے کیفیت اندر بھی اور باہر بھی
کہ خوں کہیں تو کہیں خاک بھر گیا موسم
ابھی تو رات نے اپنی کمان کھینچی تھی
وہ خوف دل میں سمایا کہ مر گیا موسم
لہو میں تر تھا پرندہ مگر تھی کیا تاثیر
کہ ایک چیخ پہ اس کی ٹھہر گیا موسم
وہ لب تھے پھول سے نازک دہن تھا غنچوں سا
ہوئی جو جنبشِ مژگاں نکھر گیا موسم
تھی آشنائی کچھ ایسی کہ دل ہے افسردہ
مجھے بھی لے چلو پیکر جدھر گیا موسم
(کلکتہ سے نشر)

دھلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶۶۳ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۲۹۳۶۹ میٹر ۶۶۶ کلو ہرٹز
دہلی ج ۲۱۹۶۳ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۲۴۶۶۹ میٹر ۱۲۱۵ کلو ہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۸ تک ۸۹ء۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۱۹ء۴۴ میٹر ۷۱۱۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۲۰-۱۰ سے شام ۰۰-۴/۴۵-۵ تک ۳۰ء۹۶ کلو ہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۱۹ء۴۲ میٹر ۷۱۱۰ کلو ہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۸۹ء۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز

خبریں

دہلی الف: خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱ دوپہر ۰۰-۱، ۱۰-۲ شام ۰۰-۵ (صوبائی)
شام ۰۵-۶، ۵۰-۷ (علاقائی) رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی)
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی: دوپہر ۴۰-۱

دہلی ب: ہندی: دوپہر ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے) انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰
دوپہر ۰۰-۱، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے) شام ۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی)
پنجابی: صبح ۳۰-۸ شام ۳۰-۷ ہندی نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے

دہلی د: ہندی: شام ۳۰-۷ انگریزی: رات ۱۵-۹
کھیل کود: شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

دھلی الف

صبح
۵۵-۵ وندے ماترم: منگل دھونی
۰۵-۶ وندنا ۳۰-۶ کھیتی کی باتیں
۳۵-۶ رام چرت مانس
۵۰-۶ آپ کی صحت
(اتوار، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
سائنس کے موضوع پر تقریر
(پیر، بدھ، جمعہ)
۵۵-۶ آج کے پروگرام اور موسم
۱۰-۷ برج مادھوری (سوائے اتوار)
۳۰-۷ آج صبح (اتوار، بدھ، ہفتہ)
۴۵-۷ دلی درشن
(پیر، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۴۰-۸ اردو مجلس (روزانہ)
۰۰-۹ اختتام (سوائے اتوار)
۰۲-۱۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۵-۱۲ سگم سنگیت (سوائے اتوار)
۳۰-۱۲ بہنوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، ہفتہ)
گرامین بہنوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۰۰-۲ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۲۰-۲ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۳۰-۲ موسم اور اختتام (اتوار ۳۰-۳)
شام
۱۵-۶ مقامی اعلانات اور گمشدہ

لوگوں کے لیے پروگرام
۲۰-۶ گرام سنسار (روزانہ)
۰۰-۷ کرشی جگت
۳۰-۷ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۳۵-۷ سامیکی
۴۵-۷ روزگار سماچار
۰۰-۱۱ وادیہ وزند
۱۰-۱۱ موسم اور اختتام

دھلی ب

صبح
۰۰-۷ وندے ماترم، منگل دھونی
۰۲-۷ انگریزی میں پروگرام (دوبارہ)
۲۰-۷ گیتکا (سوائے پیر)
۲۸-۷ سنگیت سوربھی
۵۰-۷ علاقائی موسیقی
۲۰-۸ اور ۴۰-۸ پنجابی پروگرام
۳۰-۹ سب رس (اتوار کو یادیں)
۰۲-۱۰ اختتام (اتوار ۰۰-۱۱)
دوپہر
۰۵-۱ اور ۱۰-۲ مغربی موسیقی
شام ۱۰-۳ موسم کا حال (انگریزی میں)
۵۰-۵ اخباروں کی رائے
۵۵-۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۰۵-۶ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۰۰-۷ پنجابی پروگرام
۲۰-۷ ساز سنگیت
۴۵-۷ اردو مجلس
۱۵-۸ سماچار درشن (اتوار، بدھ، جمعہ)

ریڈیو نیوز ریل (منگل، جمعرات، ہفتہ)
نیوز ریل اسپورٹس (پیر)
۲۵-۸ سماچار پتروں سے
۳۰-۸ سور جھنکار
۱۵-۹ اسپاٹ لائٹ
(بعد میں ساز سنگیت)
۳۵-۹ مغربی موسیقی (اتوار کو ۰۰-۱۰)
۰۲-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

دھلی د

یووا وانی

صبح
۰۰-۷ آج کے پروگرام (ہندی)
۰۵-۷ اور ۲۵-۷ پھر سنئے
۴۵-۷ وگیان وودھا
۵۰-۷ سگم سنگیت (گائن)
۰۰-۸ شاستریہ وادیہ سنگیت
۱۵-۸ شاستریہ سنگیت (گائن)
۳۰-۸ مغربی موسیقی
۰۰-۹ اختتام (اتوار ۰۰-۱۰)
شام
۵۵-۶ آج کا پروگرام
۰۵-۷ محفل
۵۰-۷ پستک پاٹھ (ہندی)
(پیر سے جمعرات تک)
۰۵-۸ ان دی گروو (پوپ میوزک)
۵۰-۸ پاٹھ (انگریزی)
(منگل سے جمعہ)
۰۰-۹ نرجھر ۰۰-۱۱ اختتام

اتوار ۱۶ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، رات ۰۰-۹
سنگھ بندھو، گائن
۰۰-۱۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
(۱) راجم اشیر: گائن
(۲) رمیش پریم، وچتر وینا

دوپہر
۰۰-۱۲ مختصر ناٹک
۳۰-۲ 'شن من مانس کتھا'
تحریر: ڈاکٹر لکشمی نارائن لال
۲۰-۵ سنسکرت پاٹھ
۳۵-۵ 'دسہرہ' خصوصی پروگرام

رات
۰۰-۸ رابندر سنگیت
۱۵-۸ 'ساہیتکی
۳۰-۹ محفل
۰۰-۱۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
بسوراج راجگرو: گائن

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
ڈی وی پلسکر: گائن
۵۰-۷ سگم: اڑیہ گیت
۱۵-۹ اپنی نگری

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
سگم سنگیت
۳۰-۳ سنگھ بندھو: گائن

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
دینا ناتھ: بھجن
۳۰-۹ کرنٹ افیرز

پیر ۱۷ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، ۰۲-۱۱، رات ۰۰-۹
مصطفےٰ رضا: وچتر وینا
۳۵-۱۰ پنڈت حسن لال: گائن
۳۰-۱۱، رات ۱۵-۸
کمل سہگل اور کویتا سہگل: گائن

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
تامل لوک گی[ت]
۳۰-۱۲ 'مدھوا' جے شنکر پرسا[د]
ترتیب: ستیندر[...]
۴۰-۵ گنگو بائی ہنگل: گائن

رات
۰۰-۸ سواستھ رکھشا
۳۰-۹ نیشنل پروگرام: تقریر
۰۰-۱۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
ٹی۔این۔ شیش گوپالن

دہلی 'ب'

صبح
۳۲-۷ سنگیت سوربھی
چنی لال اندوریہ: [...]
۵۰-۷ سگم: سندھی گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
سگم سنگیت
۳۰-۳ چنی لال اندوریہ: [...]

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
ہلال احمد: سوز، نعت

منگل ۱۸ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، ۰۲-۱۱
ریتا گنگولی: گائن
۳۵-۱۰ نکھل بنرجی: ست[ار]
۰۲-۱۱ مالویکا کانن: گائن
۳۰-۱۱، سہ پہر ۳۰-۵
جگدیش برمن، بیان[...]

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۰۵-۵ گیان وگیان

رات
۰۰-۸ اد لوک منڈل
۰۰-۱۰ شیل مکرجی: س[...]

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی

وسنت راؤ دیشپانڈے، گائن
سنگم، بنگلا گیت
لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

۴-۰۲
سگم سنگیت
ریتا گنگولی، گائن

۸-۴۵
امیتاب مشرا، گیت، بھجن اور غزلیں
نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۱۹ اکتوبر

دہلی 'الف'

۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
سویتا دیوی، گائن
سہ پہر ۵-۴۰
مرلی کرشن، ستار
۱۱ پکھاوج اور طبلہ

۱۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
۵ گڑھوالی سنگیت

۸ جھلکی
۸ وگیان آلوک
۹ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
این روی کرن، گوٹو وادیم
دہلی 'بے'

سنگیت سوربھی
استاد عبدالکریم خاں، گائن
سنگم، گجراتی گیت
۹ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۳-۱، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ کے۔ اوما، کرناٹک گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
مہندر پال، گیت اور غزلیں

جمعرات ۲۰ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
اسد علی خاں، بین
۱۰-۳۵ شتروگھن شکلا، ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰ گجانن راؤ جوشی، گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلا لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
امرناتھ، گائن
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
بھیم سین جوشی، گائن
۷-۵۰ سنگم، مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
کے۔ سبین، وینا وادن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
امینہ برنی، غزلیں

جمعہ ۲۱ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
سوم تیواری، گائن
۱۰-۳۵ موہن لال کنور، بانسری
۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۴۰
مسرت علی خاں، سرود

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۱۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
ایم۔ ایس۔ شیلا، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کمار گندھرو، گائن
۷-۵۰ سنگم، تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
وجے لکشمی مرلی دھر، گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
رویندر گرو ور، گیت، بھجن، غزلیں

ہفتہ ۲۲ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ سعید ظفر خاں، ستار
۱۰-۳۵ کرشن راؤ شنکر پنڈت، گائن
۱۱-۰۲ ڈی۔ آر۔ پاروتیکر، دتاتریہ وینا
۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۴۰
بھوپیندر سیتل، گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۰۰ رادھے شیام، طبلہ
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
ایمنی شنکر شاستری، وینا

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کرشن راؤ شنکر پنڈت، گائن
۷-۵۰ سنگم، کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ سعید ظفر خاں، ستار
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹوناٹ

اتوار ۲۳ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
غلام تقی خاں، گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم

دوپہر
۱۲-۱۵ 'جاگتے رہو'، جھلکی
تحریر، راجکمار داغ
۲-۳۰ 'گاؤں کا نام سسرال، مور نام داماد' ناٹک
تحریر، حبیب تنویر
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
ایمنی شنکر شاستری، وینا

رات
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ ٹھمری، دادرا
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
پرکاش وڈھیرہ، بانسری

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
برکت علی خاں، گائن
۷-۵۰ سنگم، آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ غلام تقی خاں، گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
نیلم ساہنی، گیت، غزلیں

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۴ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰

دیوبرت چوہدری : ستار

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

(۱) ستیہ دیو پوار : وائلن

(۲) ایم آر گوتم : گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

تیلگو لوک گیت

۱۲-۳۰ ناٹک

۵-۴۰، رات ۸-۱۵

استاد امیر خاں : گائن

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

پھتو کوڈے کے کرشنا مورتی ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی

گریجا دیوی ، گائن

۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سنگم سنگیت

۳-۳۰ دیوبرت چوہدری ، ستار

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

گھنشیام داس : گیت ، غزلیں

منگل ۲۵ر اکتوبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰

شرن رانی : سرود

۱۰-۳۵ فہیم الدین ڈاگر : گائن

۱۱-۰۲ ایم وی شولاپورکر، وی بی دیولنکر، کلارنٹ و شہنائی

۱۱-۳۰ نواب خاں : گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

آسامی لوک گیت

۵-۰۵ گیان وگیان

۵-۴۰ نواب خاں ، گائن

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۹-۳۰ 'صبح کب ہوگی' ، ناٹک

تحریر ، گریش بخشی

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

حفیظ احمد خاں : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

استاد بڑے غلام علی خاں ، گائن

۷-۵۰ سنگم : بنگلا گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت

۳-۳۰ شرن رانی : سرود

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

جگدیش سہگل : گیت ، بھجن اور غزلیں

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۲۶ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰

نصیر احمد خاں ، گائن

۱۰-۳۵ اشوک پاٹھک : ستار

۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۴۰

بھگوان داس شرما ، سنطور

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

کنڑ لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ جاگتے رہو ، ہلکی پھلکی

تحریر ، راج کمار داغ

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

ٹی-این-کرشنن ، وائلن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

چترلال ، طبلہ

۷-۵۰ سنگم : گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

گومتی شورامن ، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

ارملا ناگر ، گیت ، بھجن اور غزلیں

جمعرات ۲۷ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰

شنو کھورانہ ، گائن

۱۰-۳۵ جوئے شریواستو ، وائلن

۱۱-۳۰ ہرش وردھن : بانسری

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

بنگلا لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

شمیم احمد ، ستار

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

ہرش وردھن ، بانسری

۷-۵۰ سنگم : مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

جینتی کلیان سندرم ، گ…

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

جمیل احمد : غزلیں

جمعہ ۲۸ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰

سنیل بوس : ٹھمری…

۱۰-۳۵، سہ پہر ۵-۴۰

عبدالسمیع خاں : سر…

۱۱-۳۰ رام نارائن : سارنگی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

مراٹھی لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ اولوکن

۹-۳۰ 'پنچھی، پودے اور دھواں' …

تحریر ، عمیق حنفی

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

ایم-وی-راما مورتی ، گ…

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

استاد فیاض خاں : گائن

۷-۵۰ سنگم : تامل گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

صلاح الدین ، گیت ، غز…

ہفتہ ۲۹ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰

یعقوب علی خاں : سر…

ایکناتھ سرولکر : گائن
رئیس خاں : ستار
سہ پہر ۵-۴۰
بلدیوراج ورما : گائن

لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

سواستھ رکھشا
آج کے اتتھی
ریڈیو سنگیت سمیلن
پروین سلطانہ : گائن
دہلی 'ب'

سنگیت سوربھی
پنڈت اونکارناتھ ٹھاکر : گائن
سنگم : ملیالم گیت
لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

۲، ۴-۰۰
سگم سنگیت
یعقوب علی خاں : سرود

۶، ۸-۴۵
پرسار گیت
اور گیسٹ ٹوناٹٹ

اتوار ۳۰/ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸، رات ۹-۰۰
مادھوری مٹو ، گائن
سہ پہر ۵-۳۵
ایم ڈی راماناتھن ، گائن

جھلکی

رابندر سنگیت
ریڈیو سنگیت سمیلن
دیانتکر وساتھی ، شہنائی
دہلی 'ب'

صبح
سنگیت سوربھی
نیاز احمد ، فیاض احمد ، گائن

۷-۵۰ سنگم : اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ مادھوری مٹو ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
افضال اقبال و ساتھی : قوالیاں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۳۱/ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
پی۔ ڈی۔ سپت رشی : وائلن
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
(۱) پریمیم سیتارام : بانسری
(۲) مالتی پانڈے : گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ ناٹک
۵-۴۰ ضمیر احمد ، ٹھمری ، دادرا

رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ شاستریہ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
پنڈت روی شنکر ، ستار
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
نثار حسین خاں ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ پی۔ ڈی۔ سپت رشی ، وائلن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پشپا ہنس ، گیت اور غزلیں

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۳۰۱۶۶ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز   لکھنؤ ج : ۲۳۴۴۷ میٹر ۱۲۷۸ کلو ہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ ب : ۹۳۱۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز (صبح ۵-۵۵ سے ۴۵-۷ تک اور شام ۵-۱۵
کے بعد) ۴۸۱۸۳ میٹر ۶۱۷۰ کلو ہرٹز : ۳۱۱۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی) ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰
شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵ انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ رات ۹-۰۰
اور ۱۱-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰ اردو : صبح ۸-۵۰ رات ۹-۱۵
نیوز لیٹر (ہندی) : صبح ۹-۰۰ ضلع کی چٹھی : صبح ۹-۰۵ علاقائی: دوپہر ۲-۳۰
(اردو) ، صبح ۷-۲۰ شام ۷-۲۰ (ہندی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

لکھنؤ 'الف'

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم / منگل دھونی
۶-۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶-۲۰ آرادھنا
۶-۴۵ گاندھی چرچا (جمعہ)
۶-۵۰ وچار وندو (جمعہ کے علاوہ)
۶-۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷-۰۵ مانس گان
۷-۱۵ روزگار سے متعلق اطلاعات
۷-۳۰ آورتی
۸-۲۱ صبح، شام : لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ اسی بھوا ئے کا گیت (اتوار)
۹-۱۵ پتر کے لیے دھنیہ واد
۹-۳۰ گیتیکا (دوسرے اور چوتھے اتوار)
انکر (پہلے ، تیسرے اور پانچویں اتوار)
۹-۴۵ بال سنگھ (اتوار)
۱۰-۳۰ لوک رنگ (اتوار)
۱۰-۴۵ آئینہ (اتوار)
۱۱-۰۰ منجوشا (اتوار)
۱۱-۳۰ پھر سنیے (اتوار)

دوپہر
۱۲-۰۰ جیوتی پنج (اتوار)
۱۲-۰۵ گیت جگائیں یادیں (اتوار)
۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لیے
(اتوار اور چھٹیوں کے علاوہ)
۱۲-۳۰ کاریشیل جھیلاؤں کے لیے (اتوار)
من بھاون (پیر ، بدھ ، ہفتہ)
حسن نظر (منگل)

سنگیت سنواد (جمعرات)
بزم قوالی (جمعہ)
۱-۰۱ آج اتوار ہے : جھلکی (اتوار)
گھر آنگن (پیر ، جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل ، جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۱-۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱-۴۰ جوانوں کے لیے
۲-۳۰ وگیان اور کسان
۲-۳۵ آج اور کل کا کاریہ کرم اور موسم کا حال

شام
۴-۳۰ سنسکرت پروگرام (...)
سنسکرت شکشا (پیر ، بدھ)
تال شکشا (جمعرات ، جمعہ)
رویندر سنگیت (ہفتہ)
۴-۴۵ لوکائتن
(اتوار ، پیر ، منگل ، جمعرات ، ہفتہ)
آؤ بچو ! (بدھ)
بال گوپال (جمعہ)
۵-۱۵ یو واوانی ۶-۰۰ اطلاعات
...-۰۵ مزدور و منڈل
۶-۳۵ آج اور کل کے کاریہ کرم اور موسم کا حال
۶-۵۰ کسانوں کے لیے
۷-۳۰ بات ایک فلم کی
(ایک ہی فلم کے گیت) ، جمعہ
یُوواانس (پیر)
کلا جگت (منگل)
پتر کے لیے دھنیہ واد (بدھ)
وگیان جگت (جمعرات)
کھیل جگت (ہفتہ)

جن جیون (اتوار)

رات
۷-۵۰ بجاؤ نا کے سُر (بدھ)
۸-۰۰ انبھوتی (اتوار)
دیس ودیش (پیر)
وارتاکرم (منگل)
ساماجک پرسنگ (بدھ)
سوتنتر وارتائیں (جمعرات)
کرمشیہ / سنسکرت پروگرام (جمعہ)
اس پکھوارے کی کہانی (ہفتہ)
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ پراویشک سماچار درشن (اتوار)
۹-۴۵ بھارت بھارتی (منگل)
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری (بدھ)
۱۰-۰۰ سنگیت رس (اتوار)
۱۱-۱۰ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ 'ب'

صبح
۵-۵۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۷-۴۵ اختتام
۸-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۹-۳۰ اختتام (اتوار کے علاوہ)

دوپہر
۱۲-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۲-۳۵ اختتام

شام
۴-۳۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۵-۴۵ اُترائن پروگرام
(لکھنؤ اور نجیب آباد)
۶-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۱۱-۱۰ اختتام

اتوار ۱۶/ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ پرانو مکرجی ، سیتارام سنگھ : سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام

رات
۸-۱۵ دیپک بھٹاچاریہ ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹوناٹٹ
۱۰-۰۰ سنگیت رس

پیر ۱۷/ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ جعفر حسین و ساتھی ، سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
سکندر حسین و ساتھی ، شہنائی وادن

دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
اقبال احمد صدیقی ، نعت
۱۲-۱۰ ، رات ۹-۴۵
عبدالحئی ، ٹھمری

منگل ۱۸ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ ممتا کھیر ، سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، دوپہر ۱۲-۱۰
موتی لال بھٹ ، خیال
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
مکتا چٹرجی ، گیت ، بھجن
رات
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۹ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ ایم۔ ایچ۔ ڈیوڈ اور کیلاش سرواستو
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
جی۔ این۔ گوسوامی ، وائلن
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
علی وارث وساتھی ، قوالی
۱-۱۰ پلما داس ، خیال
رات
۱۰-۰۰ 'برفیلے قافلے' ہندی ناٹک
تحریر : اندو مائیکر
پیشکش : جے دیو شرما کمل

جمعرات ۲۰ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ یونس ملک ، شمو بھادکشت ،
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ بھیم سین جوشی ، خیال
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
انیتا تلواڑ ، گیت ، بھجن
رات
۱۰-۳۰ ہیرا بائی بڑودکر ، خیال

جمعہ ۲۱ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ لکشمی بائی راٹھور ، غلام علی ،
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
غلام وارث ، ستار وادن
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
انیس خاتون ، سگم سنگیت

ہفتہ ۲۲ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ انجنا چٹرجی اور محمد احمد خاں وساتھی
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ منن خاں ، طبلہ
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
وینا پانڈے ، گیت ، بھجن
۱-۱۰ راگ رنگ
نرملا ارون ، ٹھمری
۴-۳۰ روبیندر سنگیت
رات
۹-۰۰ اس پکھواڑے کی کہانی

اتوار ۲۳ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ راجندر مہتہ ، نینا مہتہ ، سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'کباڑہ' جھلکی
تحریر : اشوک کمار شکل
رات
۸-۱۵ نرملا کماری ، گیت ، غزل
۸-۳۰ پرادیشک سماچار درشن
۹-۳۰ ادیوگ لوک
۱۰-۰۰ سنگیت رس

پیر ۲۴ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ شنکر شمبھو قوال اور ساتھی ؛
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، رات ۹-۴۵
محمد سمیع منے ، بانسری
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
محمد سلمان خاں ، سگم سنگیت
رات
۱۰-۳۰ انجنا بنرجی ، خیال

منگل ۲۵ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ ہری ہرن ، منجو سکسینہ ، سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ جگدیش پرساد : خیال
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
پیارے میاں ، غزلیں
رات
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

بدھ ۲۶ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ ممتا سین ، شلیندر لوگی ،
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ نکھل بنرجی ، ستار وادن
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
مینالی سنہا ، گیت ، بھجن
۱-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
کاشی ناتھ شنکر بودس : خیال

جمعرات ۲۷ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ پنشپارانی ، اشوک درما ، انجنا بنرجی ، سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
بہادر خاں ، سارنگی وادن
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
روپالی مکرجی ، گیت ، بھجن

جمعہ ۲۸ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ اقبال احمد صدیقی ، سیما شرما ، سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
ماسٹر نیاز قوال وساتھی
رات
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ ڈرامہ

ہفتہ ۲۹ اکتو

صبح
۷-۴۵ شانتی ہیرانند ، اپنا
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۱۰
سنتوش کمار شرما ،
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
منوراما بھٹناگر ، گیت
۴-۳۰ روبیندر سنگیت
رات
۸-۰۰ یاترا کتھا

اتوار ۳۰ اکتو

صبح
۷-۴۵ عزیز احمد خاں وارثی وساتھی
۸-۳۰ اردو پروگرام
دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
رات
۸-۱۵ پرکاش کمار باجرہ ،
۸-۳۰ پرادیشک سماچار درشن
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹوناٹ
۱۰-۰۰ سنگیت رس

پیر ۳۱ اکتو

صبح
۷-۴۵ بیلا ساور ، چندر واتما
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، رات ۹-۴۵ ، ۱۰-۳۰
معصوم حسین ، کلارنٹ
دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۸-۱۵
پریم سنگھ کنوت ، سگم
۱۲-۱۰ دو یار ہتیوں کے لیے
" دولوت جیون کا بھی
'' دولوت آولیش

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف ۳۴۳٫۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز جالندھر ب ۴۲۷٫۴ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹٫۶ میٹر ۱۴۳۰ کلوہرٹز (شام ۶-۱۰ تا ۳۰-۱۰ ...)

خبریں

صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۳۵ (دھیمی رفتار سے) شام ۵-۰۶، ۶-۲۰ (پرادیشک سماچار) رات ۸-۳۵، ۱۱-۰۵
صبح ۸-۳۰، دوپہر ۱-۳۰، شام ۶-۱۰ (پرادیشک سماچار) شام ۷-۳۰ انگریزی صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ تبصرہ روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

جالندھر 'الف'
بندے ماترم اور منگل دھونی
آرادھنا: بھگتی سنگیت
موسم اور کھیتی باڑی
پرچے: پروگراموں کا خلاصہ
آسا دی وار (اتوار)
امرت بودھ
رام چرت مانس (اتوار)
سامائکی

۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور اتت کھیتی
۲-۲۰ سگم سنگیت
شام
۵-۳۰ گوروانی وچار
۶-۰۰ صوبائی خبریں اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک خبریں (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک خبریں (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام

۷-۴۰ روزگار خبریں
۹-۱۵ اردو میں تبصرہ
جالندھر 'ب'
صبح
۱۰-۱۰ اسکول براڈکاسٹ
شام
۶-۰۰ یووانی پروگرام
۶-۴۵ یونیورسٹی پروگرام
۷-۰۰ پنجابی میں رنگارنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

اتوار ۱۶ اکتوبر

صبح
پرتی بمب
مسیحی بھجن
بچوں کیلئے
ریڈیو سنگیت سمیلن
وی۔ راجم۔ اشیر، گائن
رمیش پرم وچتروین
دوپہر
ایل کے پنڈت: بھجن
امریک سنگھ غازی ننگل، لوک گیت
بنارسی پھول، لوک گیت
شام
جاگرتی
ریڈیو سنگیت سمیلن
بسوراج راجگرو، گائن

پیر ۱۷ اکتوبر

صبح
بھجن
جاگرتی، پنجابی میں گھریلو پروگرام
برکت سدھو، لوک گیت
ہری پرساد چورسیا، بانسری

دوپہر
۱۲-۰۲ فرمائشی فلمی گانے
۲-۳۰ پورن شاہکوٹی: لوک گیت
۵-۰۵ دیہی بچوں کیلئے
رات
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
مدھورائے ٹی این سیا گوپالن، گائن

منگل ۱۸ اکتوبر

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ 'مٹی دی مہک'، سنگیت روپک
۹-۰۵ وی پی کپور: ٹھمری، دادرا
دوپہر
۱۲-۰۲ نالے گلاں نالے گیت
۲-۳۰ مدگیان سنگھ کنول، لوک گیت
۵-۱۵ سریندر شندا، لوک گیت
رات
۹-۳۰ وگیان جگت
۱۰-۰۰ سنیل مکرجی، سرود وادن

بدھ ۱۹ اکتوبر

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۱۵
سوہن سنگھ راگی وساتھی: شبد
۸-۲۰ پنجابی گیت
۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۰۲
اوم پرکاش: سیکسوفون
رماکانت: طبلہ
دوپہر
۲-۳۰ گوردیو سنگھ دلیکی: لوک گیت
۵-۰۵ ننھے منوں کیلئے
رات
۹-۳۰ فرمائشی فلمی گیت
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
این۔ روی کرن: گوٹو وادیم

جمعرات ۲۰ اکتوبر

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۵۰
بھجن، شبد، گیت اور غزل
۹-۲۰ چترلال: طبلہ
دوپہر
۲-۳۰ گورچرن سنگھ گوہلوال ڈھاڈی وساتھی: واراں
۵-۱۵ جگموہن کور: لوک گیت
منگل رام چڈھا: ڈھولک سنگت
رات
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
امرناتھ: گائن

جمعہ ۲۱ اکتوبر

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۳۰
محمد شریف قوال اور ساتھی: نعتیں اور کافی
۸-۲۰ پنجابی گیت
۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۰۲
وزیر چند چترا: ستار
دوپہر
۱۲-۱۵ استاد بڑے غلام علی خاں: ٹھمری
۲-۳۰ بنارسی پھول: لوک گیت
۵-۱۵ گورمیت کور باوا وساتھی: لوک گیت
رات
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
ایم۔ ایس۔ شیلا: گائن

ہفتہ ۲۲ اکتوبر

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۴۵ جگجیت سنگھ زیروی، لوک گیت
۸-۲۰، رات ۱۰-۸
مونالسی بھٹاچاریہ: بھجن
۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۰۰
مہاویر پرشاد کمار: بانسری
دوپہر
۱۲-۳۰ جھلکی: مزاحیہ پروگرام
۱۲-۴۵، شام ۷-۴۵
سدھیر کوشل: غزلیں
۵-۱۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری، لوک گیت
رات
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
ایمنی شنکر شاستری: وینا

اتوار ۲۳ اکتوبر

صبح
۷-۱۵ ساڈا اورثہ
۷-۴۵ پرتی بمب
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۱۵ بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ ہفتہ وار زراعتی پروگرام
۱۰-۳۰ فرمائشی فلمی گیت
دوپہر
۱۲-۰۲ پنڈت اونکارناتھ ٹھاکر، خیال
۲-۳۰ جوگا سنگھ جوگی وساتھی: کویشری
۵-۱۵ گوردیپ سنگھ پروانہ وساتھی: کویشری گورو رام داس
شام
۷-۴۵ جاگرت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
پرکاش وڈھیرہ: بانسری

پیر ۲۴ اکتوبر

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ جاگرت
۸-۲۰ جسدیو کمار یملا جٹ، لوک گیت
۹-۰۵ سویتا دیوی، ٹھمری، جوگیا، ٹپہ

دوپہر

۱۲-۰۲ فرمائشی فلمی گیت

۲-۳۰ پورن چند وڈھالی اور ساتھی؛ لوک گیت

۵-۰۵ دیہی بچوں کیلئے

شام

۷-۴۵ پنجابی گیت

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن
پتھوکوڈے کے کرشنا مورتی؛ گائن

منگل ۲۵ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۳۰ ساڈا دیش، ساڈی سبھیتا، فیچر
تحریر؛ اندر پرکاش شریمانی

۸-۲۰ جگت سنگھ جگا، لوک گیت

۹-۰۵ ملک ارجن منصور؛ گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ نالے گلاں نالے گیت
ترتیب؛ سادھو سنگھ گوبندپوری

۲-۳۰ جگت رام ملکا و ساتھی، لوک گیت

۵-۱۵ بلدیو سنگھ ڈھاڈی و ساتھی، واراں

رات

۹-۳۰ ہندی میں پرچر چا

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن
حفیظ احمد خاں؛ گائن

بدھ ۲۶ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۴۵
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی، شبد

۸-۲۰ پنجابی گیت

۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۰۲
جوگیش شرما، ستار

۹-۲۰ ڈی وی پلسکر، گائن

دوپہر

۲-۳۰ ستیش چندر، لوک گیت

۵-۰۵ ننھے منوں کیلئے

رات

۹-۳۰ فرمائشی فلمی گیت

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن
ٹی-این-کرشنن، وائلن

جمعرات ۲۷ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۵۰
ودیا ساگر رامپال، بھجن، غزلیں

۷-۴۵ کلدیپ مانک؛ لوک گیت

۹-۰۵ شیام لال؛ بانسری

دوپہر

۱۲-۰۲ استاد عبدالکریم خاں؛ گائن

۲-۳۰ لوراں؛ لوک گیت

۵-۱۵ کشمیر سنگھ شمبھو اور ساتھی؛ لوک گیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام؛ ناٹک

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن
شمیم احمد؛ ستار

جمعہ ۲۸ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۵۰، شام ۷-۵۰
سلیم اقبال، نعتیں، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی گیت

۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۰۲
سوہن سنگھ؛ خیال
کالے رام؛ طبلہ سنگت

دوپہر

۲-۳۰ موہن سنگھ و ساتھی، لوک گیت

۵-۱۵ ہرنیک سنگھ زخمی و ساتھی؛ لوک گیت

رات

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن
ایم وی رمن مورتی، گائن

ہفتہ ۲۹ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰، شام ۷-۴۵
بھائی ہرچند سنگھ راگی و ساتھی، شبد

۷-۴۵ نرنیدر بیبا؛ لوک گیت

۸-۲۰ پنجابی گیت

۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۰۲
سیا بہاری سرن؛ جلترنگ

۹-۲۰ اجیت سنگھ پینٹل؛ سبدھ سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک سنگیت

۵-۱۵ مدن لال سانگی، لوک گیت

رات

۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن
پروین سلطانہ؛ گائن

اتوار ۳۰ اکتوبر

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۴۵ پرتی بمب

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۱۵ بچوں کیلئے

۱۰-۱۵ ہفتہ وار زراعتی پروگرام

۱۰-۳۰ فرمائشی فلمی گیت

دوپہر

۱۲-۰۲ روی شنکر؛ ستار

۱۲-۱۵ نرنیدر بیبا؛ پنجابی گیت

۲-۳۰ رنجنا؛ لوک گیت

۵-۱۵ مولا سنگھ ڈھاڈی و ساتھی، واراں

شام

۷-۴۵ جاگرت

۸-۳۰ سریندر کوہلی؛ پنجاب

۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمّیلن
دیا سنگھ و ساتھی؛ شب

پیر ۳۱ اکتوب

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰ جاگرت

۸-۲۰ پریتی بالا؛ لوک گیت

۹-۰۵ واسدیو دیشپانڈے؛

دوپہر

۱۲-۰۲ فرمائشی فلمی گیت

۲-۳۰ کے۔ دیپ؛ لوک گی

۵-۰۵ دیہی بچوں کیلئے

شام

۷-۴۵ پنجابی گیت

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ طفیل نیازی اور جاوید
لوک گیت

۱۰-۳۰ ایرن رانے چوہدری؛

عہد

ساغر شفا

ہجومِ لالہ و گل پر فروغِ رنگ و نکہت پر
بجا ہے ناز ہم جتنا کریں فردوسِ بھارت پر
یہ مانا کچھ وطن دشمن یہاں فتنہ جگاتے ہیں
ہماری گل زمیں کو خارزارِ غم بناتے ہیں
اٹھاتے ہیں کہیں یوں یورشیں مذہب کے دیوانے
کہ تھرا اٹھتا ہے کعبہ لرزتے ہیں صنم خانے
زباں کے نام پر کوئی ستم ایجاد کرتا ہے
کوئی اپنے علاقے کے لئے فریاد کرتا ہے
مگر اے مادرِ ہندوستاں کس بات کا غم ہے
ابھی تیرے وفا پیکر پرستاروں میں دم خم ہے
قسم ہے ستلج و گنگا کے پر رونق کناروں
قسم ہے مندروں کی مسجدوں کی گوردوارو
قسم ہے تیرے دیوانوں کی تیرے جاں نثارو
قسم ہے آسماں پیران درخشاں ستارو
تیری پر نور آنکھیں نم کبھی ہونے نہیں دیں
تری عظمت کا پرچم خم کبھی ہونے نہیں دیں

(جالندھرے

روہتک

میڈیم ویو ۲۶۲ء۳ میٹر ۱۱۴۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱ شام ۰۵-۶ رات ۴۵-۸
انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ شام ۰۰-۶ رات ۰۰-۹

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۰۵-۷، شام
...ی سنگیت
...ن باڑی
...راموں کا خلاصہ
...رٹ نیوز لیٹر
...سنگیت
(...وں بچوں کیلئے)

۳۰-۸ سب رس
دوپہر
۱۰-۱ فلمی سنگیت
۴۰-۱ اسکول براڈ کاسٹ (سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲۰-۲ لوک سنگیت

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ علاقائی لوک سنگیت (بدھ کو ننھے منے)
۰۰-۷ گرامین سنسار
۳۰-۷ روزگار سماچار
۱۶-۹ ایک فلم سے / جمعرات کو آپ کا خط ملا

اتوار ۱۶ر اکتوبر

...شام ۴۵-۷
رماسین، سگم سنگیت
بھوانی ضلع کی چٹھی
کمل سہگل، کویتا سہگل: کلاسیکی موسیقی
بال کنج
اس ماہ کا گیت
ناری جگت
کھلا آکاش
لوک سنگیت
یووا سنسار
پنجابی گیت
کرشی جگت
گرامین سنسار
آج اتوار ہے
سور منجری
ایک فلم سے 'لاپرواہ'
پرانی فلموں سے

پیر ۱۷ر اکتوبر

...، شام ۴۵-۷
محمد الیاس اور جمیل شمسی و ساتھی: سگم سنگیت
۲۵-۷ کرنال ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ ونے کمار: ستار
۲۱-۸ لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ ملے جلے گانے
۰۰-۱ ورندگان
۲۰-۲ لوک سنگیت

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ سندھی گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
۰۰-۸ انگریزی تقریر
۳۰-۸ سور منجری
۱۶-۹ ایک فلم سے 'ناخدا'
۰۰-۱۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۸ر اکتوبر

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
راگھونندوگ، سگم سنگیت
۲۵-۷ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ جگت بھوشن چوہان: کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸ لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ لائبریری سے انتخاب
۰۰-۱ ورندگان
۲۰-۲ امرجیت کور، لوک سنگیت

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
میری پسند
۱۰-۶ بھوجپوری گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
۰۰-۸ کویتا پاٹھ
۳۰-۸ سور منجری
۱۶-۹ ایک فلم سے 'لیڈیز ٹیلر'
۳۰-۹ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۹ر اکتوبر

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
جگل بہار دواج، سگم سنگیت
۲۵-۷ جیند ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ پنڈت کاشی پرشاد: کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸، دوپہر ۲۰-۲
لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ آنگن باڑی
۰۰-۱ کستر نیں

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ ننھے منے، گیت کہانی
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
۰۰-۸ ہندی تقریر
۳۰-۸ سور منجری
۱۶-۹ ایک فلم سے 'کرودھی'

جمعرات ۲۰ر اکتوبر

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
سوپرتی گھوش: سگم سنگیت
۲۵-۷ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ چلتے چلتے
۲۱-۸ لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ دھرتی کے گیت
۰۰-۱ ورندگان
۲۰-۲ اوم پرکاش، لوک سنگیت

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ راگنی سانگوں سے
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۰۰-۸ گھر آنگن
۳۰-۸ سور منجری
۱۶-۹ آپکا خط ملا

جمعہ ۲۱ر اکتوبر

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
رمیش چندر ورما، سگم سنگیت
۲۵-۷ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ پنڈت کاشی رام جی: کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸ لوک سنگیت
۳۰-۸ گاندھی چرچا

دوپہر
۳۰-۱۲ گاتی پنکتی
۰۰-۱ ورندگان
۲۰-۲ رتن لال اور رشی کمار تیاگی: لوک سنگیت

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ راگنی سانگوں سے
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
لوک سنگیت
۰۰-۸ کھیل جگت
۳۰-۸ سور منجری
۱۶-۹ ایک فلم سے 'نصیب'
۳۰-۹ تیسرے پہر کی دھوپ

ہفتہ ۲۲ر اکتوبر

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
وپن سونیجہ، سگم سنگیت
۲۵-۷ سونی پت ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ شری کانت باکرے: کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸ لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ پھیر سنیے
۰۰-۱ ورندگان
۲۰-۲ پیارے لال سانگی، لوک سنگیت

شام
۳۰-۵ یووا سنسار

سوال جواب
۶ - ۱۰ راگنی سانگوں سے
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
۸ - ۰۰ ہریانہ درشن
۸ - ۳۰ سورمنجری
۹ - ۱۶ ایک فلم سے 'شان'

اتوار ۲۳ اکتوبر

صبح
۷ - ۱۰، شام ۷ - ۴۵
سگم سنگیت
۷ - ۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ سنگھ بندھو : گائن
۸ - ۲۱ بال کنج
۹ - ۰۵ اس ماہ کا گیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ناری جگت
۱ - ۰۰ کھلا آکاش
۲ - ۲۰ جے نند : لوک سنگیت
شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار
۶ - ۱۰ پنجابی گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
۸ - ۰۰ آج اتوار ہے
۸ - ۳۰ سورمنجری
۹ - ۱۶ ایک فلم سے 'ہم سے بڑھ کر کون'

پیر ۲۴ اکتوبر

صبح
۷ - ۱۰، شام ۷ - ۴۵
رماکانت شرما ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ فریدآباد ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ رویندر دیو : ستار
۸ - ۲۱، دوپہر ۲ - ۲۰
لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ملے جلے گانے
۱ - ۰۰ ورندگان
شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار (انگریزی)
۶ - ۱۰ اترپردیش کے گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار

۸ - ۰۰ انگریزی تقریر
۸ - ۳۰ سورمنجری
۹ - ۱۶ ایک فلم سے 'دھرم ویر'

منگل ۲۵ اکتوبر

صبح
۷ - ۱۰، شام ۷ - ۴۵
جگدیش کمار ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ غلام مصطفےٰ خاں : گائن
۸ - ۲۱ لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱ - ۰۰ ورندگان
۲ - ۲۰ لوک سنگیت
شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶ - ۱۰ ڈوگری گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
۸ - ۰۰ کویتا پاٹھ
۸ - ۳۰ سورمنجری
۹ - ۱۶ ایک فلم سے 'راکی'

بدھ ۲۶ اکتوبر

صبح
۷ - ۱۰، شام ۷ - ۴۵
راجندر رکھے : سگم سنگیت
۷ - ۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ وزیر حسین خاں : سارنگی
۸ - ۲۱، دوپہر ۲ - ۲۰
لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ آنگن باڑی
۱ - ۰۰ کترنیں
شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار
۶ - ۱۰ ننھے منے ، گیت، کہانی
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
۸ - ۰۰ ہندی تقریر
۹ - ۱۶ ایک فلم 'دوستانہ'
۹ - ۲۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۲۷ اکتوبر

صبح
۷ - ۱۰، شام ۷ - ۴۵
محمد حسین : سگم سنگیت
۷ - ۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ چلتے چلتے
۸ - ۲۰، دوپہر ۲ - ۲۰
لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ دھرتی کے گیت
۱ - ۰۰ ورندگان
شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار
۶ - ۱۰ راگنی سانگوں سے
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸ - ۰۰ سورمنجری
۹ - ۱۶ آپکا خط ملا

جمعہ ۲۸ اکتوبر

صبح
۷ - ۱۰، شام ۷ - ۴۵
سگم سنگیت
۷ - ۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ غلام صدیق خاں ، کلاسیکی موسیقی
۸ - ۲۰ لوک سنگیت
۸ - ۳۰ گاندھی چرچا
دوپہر
۱۲ - ۳۰ گاتی پنکتی
۱ - ۰۰ ورندگان
۱ - ۳۰ طلبا کیلئے
۲ - ۲۰ صوبے رام ، لوک سنگیت
شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار
۶ - ۱۰ راگنی سانگوں سے
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
۸ - ۰۰ دکاس کلب
۸ - ۳۰ سورمنجری
۹ - ۱۶ ایک فلم سے 'داسی'
۹ - ۳۰ فیچر

ہفتہ ۲۹ اکتوبر

صبح
۷ - ۱۰، شام ۷ - ۴۵
محمد حیات قوال وساتھی ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ راجن مشرا ، ساجن مشرا :
کلاسیکی موسیقی
۸ - ۲۱ لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ پھر بینٹے
۱ - ۰۰ ورندگان
۱ - ۳۰ اساتذہ کیلئے
۲ - ۲۰ کپور چند : لوک سنگیت
شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار
سوال جواب
۶ - ۱۰ راگنی سانگوں سے
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
۸ - ۰۰ ہریانہ درشن
۸ - ۳۰ سورمنجری
۹ - ۱۶ ایک فلم سے 'احساس'

اتوار ۳۰ اکتوبر

صبح
۷ - ۱۰، شام ۷ - ۴۵
پشپا ہنس ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ استاد بڑے غلام خاں ، کلاسیکی موسیقی
۸ - ۲۱ بال کنج
۹ - ۰۵ اس ماس کا گیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ناری جگت
۱ - ۰۰ کھلا آکاش
۲ - ۲۰ مدن بھارتی : لوک سنگیت
شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار
۶ - ۱۰ پنجابی گیت
۶ - ۳۰ کرشی جگت
۷ - ۰۰ گرامین سنسار
۸ - ۰۰ آج اتوار ہے
۹ - ۱۶ ایک فلم سے 'کھٹا میٹھا'

(آگے ص ۴۴ پر)

شملہ

میڈیم ویو ۱۶/۴۸۸ میٹر ۶۱۵ کلو ہرٹز
شارٹ ویو صبح ۶-۲۵/۴-۲۵ سے ۷-۳۰ اور شام ۶-۰۰/۶-۳۰ سے رات ۱۲-۰۰
۹۲/۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلو ہرٹز
صبح ۷-۲۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۲۵ سے شام ۴-۳۵/۵-۲۵ اور
شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۴۹/۸۳ میٹر ۶۰۳۰ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵/۱-۱۰ شام ۶-۰۵/۲ اور رات ۸-۴۵
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰/۲ اور رات ۹-۰۰
سنسکرت: صبح ۷-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

ادو دنیا ...
... کا خلاصہ
موسیقی
... گیت
... موسم کا حال
... براڈ کاسٹ

۱-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۲-۲۰ سنہری کرنیں
۲-۴۰ سب رنگ
۳ اختتام
شام
۵-۰۰ ہماچل پروگرام: لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)
کنری پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبا پانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵-۳ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل ہفتہ)
چنو منو (جمعرات)

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت / دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یووان کے لیے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۵-۰۰-۱۱ بجے)

اتوار ۱۶ اکتوبر

... راماین سے
تحریر: ڈاکٹر ابھیمنیو
... کمل سہگل، کویتا سہگل:
میاں کی توڑی
ریڈیو شروتا کلبوں سے
بھارت بھارتی
ان دنوں
مانس گان
دگیان اور جیون
یووا وانی
'رام راجیہ' مہاکوی بھوبھوتی کے
سنسکرت ناٹک اتم رام چرت پر مبنی
ترجمہ: کیلاش بھاردواج
... شیل شکھر: ریڈیو پترکا
بال گوپال
ونیتا منڈل
... کنری پروگرام
اس ماس کا گیت

۹-۳۰ گیت پہاڑاں دے

پیر ۱۷ اکتوبر

صبح

۶-۲۰ کبیر وانی سے
تحریر: ڈاکٹر کرشن رینج
۷-۱۵ اسد علی خاں: رودر وینا پر میاں کی توڑی
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ بھائی دیویندر سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۸-۲۵ پریم لال شرما: کویتا پاٹھ
۹-۰۵ پرانی فلموں سے
شام
۶-۱۰ مہیلا سمیلن
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۹-۴۵ ذاکر حسین قوال اور ساتھی: نعت

منگل ۱۸ اکتوبر

صبح

۶-۲۰ ویدوں سے
تحریر: درگا دت
۷-۱۰ مالویکا کانن: گائن
۷-۴۰ گیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۵ سیاحوں کیلئے
۹-۰۵ راگ چھایا
شام
۵-۴۰ یووا وانی
۸-۱۵ رما سین: گیت، غزل
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۶ ہماری وکاس یاترا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: انگریزی تقریر

بدھ ۱۹ اکتوبر

صبح

۶-۲۰ مہابھارت سے
تحریر: ہری ولبھ شرما
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ مہندر سنگھ: گائن
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۶-۵۵ ضلع کی چٹھی
۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
فرمائشی لوک گیت
کام کاج کی باتیں
۸-۲۵ کسم پنڈت: غزل، گیت
۸-۳۵ ساز سنگیت
۹-۱۶ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۰ اکتوبر

صبح

۶-۲۰ رام چرت مانس سے
تحریر: رام کمار گپت
۷-۱۰ ہری پرساد چورسیہ: بانسری پر گجری توڑی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار
شام
۶-۵۰ کنری گیت
۸-۱۵ شوبھا گورتو: غزلیں
۸-۳۰ بھگتی سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ کھیل پترکا
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

جمعہ ۲۱ اکتوبر

صبح

۶-۲۰ صوفی سنتوں کی وانی سے
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ لکشمی بہل: گیت، غزل
۹-۰۵ محفل
شام
۶-۵۵ سامائیک چرچا
۷-۲۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ ستیہ دیو پنوار، وائلن پر پوریا کلیان
۹-۱۶ شرنگ ویرپور کے بھگنا وشیش
تحریر: پروفیسر برج واسی لال
۹-۳۵ 'ستیہ ہریش چندر' ہندی ناٹک
تحریر: ڈاکٹر گوبند چاتک

ہفتہ ۲۲ اکتوبر

صبح

۶-۲۰ بودھ درشن سے
تحریر: شانتی بھکشو شاستری
۷-۱۰ امرت حسین خاں: سربہار
۷-۴۰ پرکاش کرنیں
۸-۲۱ راجستھان کے لوک گیت
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا
شام
۶-۵۰ کنری گیت
۷-۰۵ اساتذہ کیلئے
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ ساز سنگیت
۹-۱۶ من منتھن

اتوار ۲۳ اکتوبر

صبح

۶-۲۰ رگ وید سے
تحریر: آچاریہ دواکر دت شرما
۷-۱۰ مالنی راجورکر: گائن
۷-۴۰ بھارت بھارتی
۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ مانس گان
۹-۴۵ دگیان اور جیون

۱۰-۰۰ یو وادانی

دوپہر

۱۲-۰۰ مشاعرہ

۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۶-۵۵ اس ماس کا گیت

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ طبلے پر تین تال

۹-۱۶ شرنگوں کیلئے

پیر ۲۴ر اکتوبر

صبح

۶-۲۰ شریمد بھگوت گیتا سے
تحریر ، کیشو شرما

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۰ شبد

۸-۲۵ ارمان شہابی کا کلام

۹-۰۵ پرانی فلموں سے

شام

۶-۵۰ لاہول سپیتی گیت

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۲۵ دلیش گان

۸-۲۵ ساز سنگیت

۹-۱۶ ہماچل یوڈونٹ نو،
تقریر از جی ایس چبیالی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر

۹-۴۵ غلام صادق خاں ، غزلیں

منگل ۲۵ر اکتوبر

صبح

۶-۲۰ مراٹھی سنتوں کی وانی سے
تحریر : اوشا وندلے

۷-۱۰ ساز سنگیت

۷-۴۰ پریوار کلیان پر گیت

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۳۵ کھیل سمیکشا

۹-۰۵ راگ چھایا

شام

۶-۵۰ کنتری گیت

۷-۲۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۲۵ سب رس

۹-۱۶ جھلکی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

۹-۴۵ پریتی چاولہ ، سگم سنگیت

بدھ ۲۶ر اکتوبر

صبح

۶-۲۰ بھارتیہ درشن سے
تحریر ، کیشو رام شرما

۷-۱۰ ٹی-آر- مہالنگم ؛ بانسری

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۱ نرملا ارون ؛ ٹھمری

۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶-۵۰ لاہول سپیتی کے گیت

۷-۰۵ گرامین یوواؤں کیلئے
خطوں کے جواب اور
فرمائشی لوک گیت

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ ساز سنگیت

۹-۱۶ گھر آنگن

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۷ر اکتوبر

صبح

۶-۲۰ کشمیری سنتوں کی وانی سے
تحریر : ڈاکٹر کرشنا دتیا

۷-۱۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر ؛ گائن

۷-۴۰ اس ماس کا گیت

۸-۲۱ پنجابی گیت

۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۵۰ کنتری گیت

۸-۱۵ سیتا کوہلی ، غزلیں

۸-۲۵ بھگتی سنگیت

۹-۱۶ آپ کا پتر ملا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک

جمعہ ۲۸ر اکتوبر

صبح

۶-۲۰ قرآن شریف سے ، 'ماں باپ کی سیوا'
تحریر ، ڈاکٹر ایس اے صدیقی

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

۷-۴۰ کلام شاعر

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۰ اوشا سیٹھ ، سگم سنگیت

۸-۳۰ ساز سنگیت

۹-۰۵ محفل

شام

۶-۵۰ لاہول سپیتی گیت

۶-۵۵ ساماجک چرچا

۷-۲۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ شرن رانی : سرود

۹-۳۰ ہندی ناٹک

ہفتہ ۲۹ر اکتوبر

صبح

۶-۲۰ گاندھی جی کے وچار
تحریر : لکشمی داس

۷-۴۰ پرکاش کرنیں

۸-۲۱ علاقائی سنگیت

۸-۳۵ انگریزی سبق

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۵۰ کنتری گیت

۷-۰۵ اساتذہ کیلئے

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۳۰ وادیہ ورند

۹-۱۶ من منتھن

اتوار ۳۰ر اکتوبر

صبح

۶-۲۰ پنڈت جواہر لال نہرو کے وچار

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ بھارت بھارتی

۸-۲۱ آپکی چھٹی آپکی فرمائش

۹-۱۵ ان دنوں

۹-۳۰ بالنس گان

۹-۴۵ وگیان اور جیون

۱۰-۰۰ یو وادانی

۱۱-۰۰ پریوار کلیان پر مبنی ناٹک

۱۱-۳۰ گلشن گلشن

دوپہر

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۶-۵۰ دُھن

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ کلارنٹ

۹-۱۶ من منتھن

۹-۳۰ گیت بہاروں کے

پیر ۳۱ر اکتوبر

صبح

۶-۳۰ دھرم گرنتھوں سے پاٹھ

۷-۱۰ گائن

۷-۴۵ جیون جیوتی

۸-۲۰ شبد

۸-۳۵ کویتا پاٹھ

۹-۰۵ پرانی فلموں سے

شام

۶-۱۰ مہیلا سمیلن

۶-۵۰ لاہول سپیتی گیت

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۲۵ دیش گان

۸-۳۵ ساز سنگیت

۹-۳۰ ہندی تقریروں کا نیشنل پر

۱۰-۰۰ گائن

روھتک

پیر ۳ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵ ،
آشا اگروال : سگم سنگیت

۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ایس جی رائے چودھری ، سر

۸-۲۰ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ درند گان

۲-۲۰ عبدالشکور ، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار (انگریزی)

۶-۱۰ سندھی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ سورمنجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'شالیمار'

بیکانیر

میڈیم ویو ۲۱۵۰۰ ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

اتوار ۱۶ اکتوبر

شاستریہ سنگیت
سگم سنگیت
مکل

مہیلا جگت
گیت، غزل
آپ کیلئے
جے جوان : فوجی بھائیوں کیلئے
یوواوانی
(۱) فضول خرچی چھوڑئیے، بھوشیہ سنواریے، تقریر از سریندر سنگھ
(۲) پرشن منچ

پیر ۱۷ اکتوبر

شاستریہ سنگیت
رس دھارا
دوپہر ۱-۳۰
دیال پنوار : لوک گیت
ودیالیہ پرسارن

گیتاں ری لڑی
یگل گان
استاد برکت علی خاں : گائن
کرشی لوک
سارسی کی انت کھیتی کیسے کریں، تقریر از جیت سنگھ کالبی
ودیالیہ پرسارن
یوواوانی
پرشن منچ
پنڈت منی رام، پرتاپ نرائن جسراج
گائن
ایک ہی سنگیت کار

منگل ۱۸ اکتوبر

صبح
۷ - ۳۰ شاستریہ سنگیت
۸ - ۲۱ رس دھارا
۸ - ۳۰ دیووانی
۹ - ۱۰، دوپہر ۱-۴۰ سوبتا یادو : لوک گیت

دوپہر
۱۲ - ۳۰ راگ رس
۱ - ۱۰ سہیلیاں ری باڑی
۱ - ۵۰ کرشی لوک
۵ - ۰۵ یوواوانی
(۱) یوواؤں کیلئے
(۲) 'وگیان کے بڑھتے قدم'، از ستیندر گپتا
(۳) کویتا پاٹھ
(۴) آپ کی چٹھی ملی

شام
۶ - ۲۵ گودھولی
۸ - ۲۵ ایک ہی فلم سے

بدھ ۱۹ اکتوبر

صبح
۸ - ۲۱ رس دھارا
۹ - ۱۰، دوپہر ۱-۳۰ رامیشور مہرہ، لوک گیت
۹ - ۲۵ ودیالیہ پرسارن

دوپہر
۱۲ - ۳۰ سور سنگیت
۱ - ۱۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت : گائن
۱ - ۵۰ کرشی لوک
۵ - ۰۵ یوواوانی
(۱) 'ووا جیون کا نیا ادھیائے — پریم'، تقریر از اوما شنکر باگڑی
(۲) کویتا پاٹھ
(۳) کھیل کھلاڑی

والی بال کھلاڑی سروج راٹھور سے گفتگو

شام
۶ - ۲۵ آج کی شام
۸ - ۲۵ ایک ہی گیت کار
۹ - ۱۶ آؤ اپنی ڈگر بنائیں

جمعرات ۲۰ اکتوبر

صبح
۸ - ۲۱ رس دھارا
۹ - ۱۰، دوپہر ۱-۴۰ سلطان خاں و ساتھی : لوک گیت

دوپہر
۱۲ - ۳۰ گیت سدھا
۱ - ۳۰ مہیلا جگت
۱ - ۵۰ کرشی لوک
'گوبر گیس کا آرتھک مہتو'، تقریر از ارچنا سنہہ
۵ - ۰۵ یوواوانی
(۱) 'جیون میں پریشرم کا مہتو'، تقریر از منجو اگروال
(۲) کویتا پاٹھ
(۳) آج کے سنگیت کلاکار، انوار دھا شرما : ستار

شام
۶ - ۲۵ مروتھلی
۶ - ۴۵، ۸ - ۱۵ کرسنا گوسوامی : سگم سنگیت
۸ - ۰۰ میری رچنا
۸ - ۲۵ شاستریہ سنگیت
شیو کمار شرما، برج بھوشن کابرہ، سنتور و گٹار وادن
۹ - ۱۶ فلم سنگیت
۹ - ۳۰ کھیل پتریکا

جمعہ ۲۱ اکتوبر

صبح
۸ - ۲۱ رس دھارا : فلمی بھجن
۸ - ۳۰ پرارتھنا سبھا
۹ - ۱۰، دوپہر ۱-۳۰ غفور خاں : لوک گیت

دوپہر
۱۲ - ۳۰ سور سنگم
۱ - ۱۰ ہیرابائی بڑوڈکر اور سرسوتی رانی : گائن
۱ - ۵۰ کرشی لوک
۵ - ۰۵ یوواوانی
(۱) 'جیون کے سمپرسوں میں بھٹنے گیا'، تقریر از سنجیو کمار یادو
(۲) کویتا پاٹھ
(۳) سگم سنگیت

شام
۶ - ۲۵ دھرتی را گیت
۹ - ۱۶ فلمی قوالیاں
۹ - ۳۰ ناٹک

ہفتہ ۲۲ اکتوبر

صبح
۸ - ۲۱ رس دھارا
۹ - ۱۰، دوپہر ۱۲-۳۰ مدھو کٹاریا : لوک گیت

دوپہر
۱۲ - ۳۰ بھولے بسرے گیت
۱ - ۱۰ سنیہہ بندو : گائن
۱ - ۵۰ کرشی لوک
'گیہوں کی ادھک پیداوار کیسے لیں'، تقریر از منوہر چند
۵ - ۰۵ یوواوانی
(۱) آج کے سنگیت کلاکار، احمد بشیر : لوک گیت
(۲) 'دھیر پرتھا — سمیا اور سمادھان'، تقریر از کیلاش چند یادو
(۳) کویتا پاٹھ

شام
۶ - ۳۰ بال گوپال
۹ - ۱۶ شیرشنگ سنگیت

اتوار ۲۳ اکتوبر

صبح
۸ - ۲۱ سگم سنگیت
۹ - ۱۵ مکل

دوپہر
۱۲ - ۳۰ مہیلا جگت
۱ - ۱۰ آپ کیلئے
۲ - ۲۰ جے جوان
۵ - ۰۵ یوواوانی
(۱) یونٹرنگ
(۲) 'ورکش روپن کیوں اور کیسے'، تقریر از وکاس ہرس

شام
۶ - ۲۵ مرودھر گاوے

۸-۲۵ ایک ہی کلاکار
۹-۱۶ پتر یلا

پیر ۲۴ راکتوبر

صبح

۸-۲۱ رس دھارا

۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
سونی دیوی، لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ گیتاں ری لڑی
۱۲-۴۰ ریگل گان
۱-۱۰ حفیظ احمد خاں : گائن
۱-۵۰ کرشی لوک
'پیڑ پودوں کی کیسے رکشا کریں'
تقریر از اونکار سنگھ کچھاوا
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) 'ہندی فلمیں اور ہماری اپیکشائیں'
فیچر۔ پیشکش : ونو بھٹناگر
(۲) کویتا پاٹھ

شام

۶-۲۵ آشیش خاں : سرود
۶-۴۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ ایک ہی سنگیت کار

منگل ۲۵ راکتوبر

صبح

۸-۲۱ رس دھارا
۸-۳۰ دیو وانی
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
ساوتر لال رنگا، لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ راگ رس
۱-۱۰ سہیلیاں ری باڑی
۱-۵۰ کرشی لوک
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) وگیان کی باتیں
'انتر راشٹریہ سنچار - ورن مانیتائیں اور سنبھاونائیں'، تقریر از
کماری سنگیتا دیوانی
(۲) آپکی چٹھی ملی

شام

۶-۲۵ گودھولی
۸-۰۰ راجستھانی میں تقریر
۸-۲۵ ایک ہی فلم سے
۹-۱۶ فلم سنگیت

بدھ ۲۶ راکتوبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
بہاری لال کتھک : لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ سور سریتا
۱-۱۰ ڈی وی پلسکر : گائن
۱-۵۰ کرشی لوک
'راجستھانی نہر چھیتر میں مشرک کھیتی'
تقریر از شفیع محمد
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) 'بھارت میں شکشا'، تقریر از
محمد اشفاق قادری
(۲) کویتا پاٹھ
(۳) کھیل کھلاڑی

شام

۶-۲۵ آج کی شام
۸-۲۵ ایک ہی گیت کار
۹-۱۶ آؤ اپنی ڈگر بنائیں

جمعرات ۲۷ راکتوبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
کرن کنٹاریا، لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ گیت سدھا
۱-۱۰ مہلا جگت
۱-۵۰ کرشی لوک
'بھیڑ بکریوں کی بیماریاں و روک تھام'
بات چیت، بی آر چودھری، لکھا رام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) آج کے سنگیت کلاکار
سنپ گوسوامی، بینجو وادن
(۲) 'نو یووا ؤں کا اتر دائتو'، تقریر از
پون کمار
(۳) کویتا پاٹھ
(۴) نئی فلموں سے

شام

۶-۴۵، ۸-۱۵
اومیش کمار مہندریتا، سگم سنگیت
۸-۲۵ خالصاحب عبدالکریم خاں : گائن
۹-۱۶ فلم سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک
۸-۰۰ میری رچنا

حیدرآباد

حیدرآباد الف ۲۰۰ء۵ میٹر (۳۰ء۱۰ کلوہرٹز) حیدرآباد ب ۲۰۰ء۵ میٹر (۷۲۰ کلوہرٹز) حیدرآباد ج (۱۵۹۰ کلوہرٹز)

ہفتہ وار نشر ہونیوالے اردو پروگرام

اتوار

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
گلدستہ : نوجوانوں پر مبنی پروگرام
فلمی گانے
۹-۳۰ بچوں کے لیے
۲-۳۰ بہنوں کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ : ورائٹی پروگرام
۹-۳۰ نیرنگ : ڈرامہ

پیر

صبح

۸-۴۰ یووا وانی
نغموں کی دنیا : فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ : کھیلوں پر تبصرہ
خطوں کے جواب : فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی : کلام شاعر
افسانہ : گیت اور غزلیں

منگل

صبح

۸-۲۵ یووا وانی : اردو پروگرام
فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ : ادبی میگزین پروگرام

فلمی گانے
۹-۳۰ کہانی : سازی موسیقی
صنعتی مزدوروں کے لیے
دھومنگ کے گیت

بدھ

صبح ۸-۲۵ یووا وانی
شہرنامہ : فلمی گانے
۲-۳۰ طلبا کے لیے
اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ : اردو پروگرام
فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی
شگوفے : ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
خطوں کے جواب
افسانہ : غزلیں

جمعرات

صبح

۸-۲۵ یووا وانی : کلام شاعر
فلمی گانے
۲-۳۰ طلبا کے لیے
اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ : ورائٹی پروگرام

فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ : کہا...
سازی موسیقی
دیہات کی تقر...
گیت اور غز...

جمعہ

صبح

۸-۳۰ ایشور اللہ ...
نعت شریف
۸-۳۰ یووا وانی ...
فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ : ...
۹-۳۰ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی
کمپل ڈائری ...
ان سے ملیے ...

ہفتہ

صبح

۸-۲۵ یووا وانی ...
فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ : ...
فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ : ...
موسیقی ...
بھارت بھارتی

جمعہ ۲۸ راکتوبر

صبح

۸-۲۱ فلمی بھجن
۸-۳۰ پرارتھنا سبھا
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
بھنور خاں، لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ سور سنگم
۱-۱۰ ملک ارجن منصور : گائن
۱-۵۰ کرشی لوک
۵-۰۵ یووا وانی

شام

۶-۲۵ دھرتی را گیت
۹-۱۶ فلمی قوالیاں

ہفتہ ۲۹ راکتوبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
کرشنا ویاس : لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ بھولے بسرے گیت
۱-۱۰ علی اکبر خاں : سرود
۱-۵۰ کرشی لوک
'راجستھانی نہر چھیتر میں ...
سدھار'، تقریر از ڈاکٹر ...
۵-۰۵ یووا وانی
'پاکستانی کرکٹ ٹیم کا بھارتی دورہ' ...
تقریر از مدن موہن لال ...
(۲) کویتا پاٹھ
(۳) آج کے سنگیت کلاکار
کماری رچنا جین، لوک ...

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف ۲/۲۰۲ میٹر ۱۴۸۵ کلوہرٹز   بھوپال ب ۳/۲۲۳ میٹر ۱۳۴۳ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۴-۴۵/۵-۴۵ سے ۷-۳۵   ۲۳۱۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۰۰ سے ۹-۳۰/۹-۳۵   ۷۱۸۰ کلوہرٹز
صبح ۹-۴۵ سے شام ۵-۱۵/۵-۳۵   ۹۶۹۰ کلوہرٹز
شام ۵-۳۰ سے رات ۱۲-۰۰   ۳۳۱۵ کلوہرٹز

رائے پور ۹/۳۰۵ میٹر ۹۸۱ کلوہرٹز   گوالیار ۳/۲۱۶ میٹر ۱۳۸۶ کلوہرٹز   جبلپور ۲/۵۴۲ میٹر ۱۱۸۵ کلوہرٹز

خبریں

ھندی: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (پرادیشک) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

اتوار ۱۶ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ گت سپتاہ نگریں
۹-۴۵ اس ماس کا گیت
۹-۵۰ سدھ سنگیت
بی۔ شیام سندر نائیڈو : ستار

دوپہر
۱۲-۳۰ بھولے بسرے گیت
۱-۴۰ راگداری
بی۔ شیام سندر نائیڈو : ستار
۲-۳۰ رام سیوک کھرایے : لوک گیت

رات
۸-۳۰ یہ جیون ہے
۹-۳۰ ناٹک

پیر ۱۷ اکتوبر

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
کروڑا راوت : لوک گیت
۸-۲۱ پنڈاکر روڑے : سگم سنگیت
۸-۳۰ سامتا پرساد : طبلہ
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۱۲-۳۵ سگم سنگیت

رات
۸-۱۵ 'دونگت ساہتیہ کاروں کے در لبھ پتر'
ہندی تقریر از بھگوتی پرساد باجپائی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
مدورائی ٹی این شیشا گوپالن،
کرناٹک سنگیت

منگل ۱۸ اکتوبر

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
چندر کلا سونی، لوک گیت
۷-۴۵ بیگم اختر : اپ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
ارچنا وکیل : سگم سنگیت
۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
بزم زندہ دلاں
(۱) 'بھوپال سے میری پہلی ملاقات'
تقریر از احسان جبلپوری
(۲) 'مزاح اور ادب' گفتگو
شرکا: اختر سعید اور ابراہیم یوسف

دوپہر
۱-۴۵ اسکول براڈکاسٹ

رات
۸-۱۵ 'وگیان کی اُپ یوگتا' پریچرچا
شرکا: ڈاکٹر پرویر شرما اور
ہرمندر گوئیٹہ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۱۹ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ مالتی لتا مالوی اور سکھیاں : لوک گیت
۷-۴۵ سمے کے ساتھ
۸-۲۱ مینا کوٹھیکر : سگم سنگیت
۸-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

دوپہر
۱۲-۳۰ مہلا سبھا
۱-۱۰ پتر لکھیے لوک گیت سنیے
۲-۳۰ مالتی لتا مالوی اور سکھیاں : لوک گیت

رات
۸-۰۰ مادھییم
کہانی ویدھا پر کنتل گوئل سے گفتگو
۹-۴۵ یونیورسٹی پروگرام

جمعرات ۲۰ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ان دنوں
۷-۴۵ نرملا دیوی : ٹھمری، بھیروی
۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
بہاری لال راؤ : سگم سنگیت
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۲-۳۰ رجنی کھڑگ، لوک گیت

شام
۶-۴۵ شرمک جگت
۸-۰۰ ہندی تقریر

جمعہ ۲۱ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ گاندھی چرچا
۷-۴۵ پرادیشک گیت
۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
اوما اپادھیائے : سگم سنگیت
۸-۳۰ گھومتے پھرتے

دوپہر
۱۲-۳۰ سگم سنگیت
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۳۰ سنگیتا چوبے، لوک گیت

رات
۸-۰۰ کہکشاں، اردو پروگرام
(۱) 'علم کے خزانے سے' تقریر از حدیقہ بیگم
(۲) 'بچوں کی نظم' از احمد پرکاش
(۳) 'کچھ جاسوس بیویوں کے بارے میں'
۸-۳۰ فلمی گیت
۹-۳۰ ناٹک

ہفتہ ۲۲ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ آج کل
۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
کشن بھٹ : سگم سنگیت
۸-۳۰ بی ڈی واڈیکر : خیال شیومت بھیرو
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

لوک دھن
فلم سنگیت
شیرنگ سنگیت

اتوار ۳۰ اکتوبر

شاستریہ سنگیت
سگم سنگیت
مکل

مہلا جگت
جھلکی

گیت، غزل
آپ کیلئے
جے جوان
یوواوانی

مرودھر گاتھے
ایک ہی کلاکار
پتر ملا
پریچرچا

پیر ۳۱ اکتوبر

شاستریہ سنگیت
رس دھارا
دوپہر ۱-۱۰
ابھے سنگھ گیلوت وساتھی :
لوک گیت

گیتاں ری لڑی
ایگل گان
بسنت راؤ دیشپانڈے، گائن
کرشی لوک
'اونٹ کیسے پال سکتے ہیں'
تقریر از نریش راج پروہت
یوواوانی
(۱) اندر دھنش
(۲) کویتا پاٹھ

شاستریہ سنگیت
سگم سنگیت
ہندی تقریر
ایک ہی سنگیت کار

دوپہر
۱۲-۳۰ مہلا سبھا
۱-۲۰ نئی رچنا
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
۳-۱۰ کسانوں کیلئے

شام
۶-۴۰ شہرک جگت
۷-۱۵ کونپل
سموہ گان ـ پتروا تر
۹-۳۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

اتوار ۲۳؍اکتوبر

صبح
۷-۴۵ گت سپتاہ نگر میں
۹-۱۰ سندھی پروگرام
۹-۵۰ ، دوپہر ۱-۴۰
ایل۔وی۔ ملگاؤنکر : سبدھ سنگیت
۱۰-۲۰ سموہ گان سیکھئے

دوپہر
۲-۲۰ گووند ناگ دیو : لوک گیت
۳-۱۰ کسانوں کیلئے

شام
۶-۴۵ شہرک جگت
۸-۳۰ ہمارا گھر
۹-۳۰ ناٹک

پیر ۲۴؍اکتوبر

صبح
۷-۳۰ لوک گیت
۷-۴۵ نگر کی باتیں
۸-۲۱ مینا سکینہ ، سگم سنگیت
۸-۳۰ مشتاق حسین خاں ، خیال للت

دوپہر
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۳۰ بھیا لال پرجاپتی ، لوک گیت

رات
۸-۱۵ 'اتہاس کے واتسین سے برہانپور'
ہندی تقریر از ڈاکٹر سکھدیو دوبے
۸-۳۰ فلمی گانے
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر

منگل ۲۵؍اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
آشا بری بھارگو اور سکھیاں ، لوک گیت
۷-۴۵ غلام مصطفیٰ خاں ، اُپ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ ، دوپہر ۱-۳۰
سجن مترا ، سگم سنگیت
۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام

دوپہر
۱۲-۳۰ سگم سنگیت
۱-۲۰ کاویہ دھارا
کیلاش چندر مترا
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

شام
۶-۴۵ شہرک جگت
۸-۱۵ پستک سمیکشا
تحریر : رام بلاس ترپاٹھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر
۹-۴۵ بھولے بسرے گیت

بدھ ۲۶؍اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
کرن ترویدی اور سکھیاں ، لوک گیت
۸-۲۱ ، دوپہر ۱-۳۰
قیصر جہاں ، سگم سنگیت
۸-۳۰ عقیل احمد خاں ، ساز سنگیت
۹-۱۰ سموہ گان سیکھئے

دوپہر
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
۳-۱۰ کسانوں کیلئے

رات
۸-۰۰ مادھیم
کہانی از مہرالنسا
۹-۳۰ ترنگ
۹-۴۵ یونیورسٹی پروگرام

جمعرات ۲۷؍اکتوبر

صبح
۷-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں ، ٹھمری
۸-۲۱ ، دوپہر ۱-۳۰
ڈی پی چٹرجی ، سگم سنگیت
۸-۳۰ شاردا پرساد بھٹ ، ٹھمری ، دادرا
گروڑی لال بھٹ ، طبلہ سنگت

دوپہر
۱-۲۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۳۰ وبھا شرما : لوک گیت

رات
۸-۰۰ 'وچار جگت کے دیپ استمبھ
دھیان سنگھ تومر راجا' ہند
دیکھی سنی
۸-۱۵
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک

جمعہ ۲۸؍اکتوبر

صبح
۷-۳۰ گاندھی چرچا
۷-۴۵ پرادیشک سنگیت
۸-۲۱ سگم سنگیت
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۱-۳۰ پدماویدھ : سگم سنگیت
۲-۳۰ ثروت حسین : لوک گیت
۳-۱۰ کسانوں کیلئے

رات
۸-۰۰ کہکشاں : اردو پروگرام
(۱) افسانہ
(۲) "گھر کے چراغ"

(آگے ص

علقمہ شبلی

صرف باہر اور نہ اندر دیکھئے
اس سے آگے کا بھی منظر دیکھئے
پوچھئے کیا زندگی کی خیریت
خون تہِ دامن، خاک بہ سر دیکھئے
سر چھپاتا ہوں تو کھل جاتے ہیں پاؤں
وقت نے دی ہے جو چادر دیکھئے
ڈھونڈتی ہے یہ بھی نقشِ پا مرے
زندگی کے ساتھ چل کر دیکھئے
جسم کی تحریر پڑھ کر کیا ملا
ذہن کے اندر اتر کر دیکھئے
ہجر کا موسم نہ رُت ہے وصل کی
آئیے میرا مقدر دیکھئے
خیر مقدم کو ملے گی کائنات
اپنی موجوں سے ابھر کر دیکھئے
راہ میں جن کی بچھائے ہیں نے پھول
ان کے ہاتھوں میں بھی پتھر دیکھئے
اپنا گھر بھی پھونک کر جو خوش ہوا
کون ہے ایسا قلندر دیکھئے

(کلکتہ سے)

ناگپور

۵۱۲٫۸ میٹر ، ۵۸۵ کلو ہرٹز

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

پیر ۱۷؍اکتوبر

رات
۱۰-۰۰ بزم سخن
شرکاء : فیاض افسوس
حمید دانش ، ڈاکٹر بدر جمیل
خلش قادری ، ڈاکٹر عبدالرحیم نشتر
نظامت : عبدالرحمٰن نیازی

پیر ۲۴؍اکتوبر

رات
۱۰-۰۰ امن کا پیامبر ، ساحر لدھیانوی
بات چیت از خلیل انجم
ساز و نغمہ : غزل
کھلونوں کی دنیا : ہنساپک
بات چیت
از ایس اے رحیم

پیر ۳۱؍اکتوبر

رات
۱۰-۰۰ مردِ آہن : سردار پٹیل
بات چیت از ڈاکٹر
ساز و نغمہ : شگوفے
"مفت ہاتھ آئے تو برا کیا
مزاحیہ بات چیت
از ریحانہ شمس

سرینگر

میڈیم ویو: سرینگر الف: ۱۰۸ / ۲۶۸ میٹر سرینگر ب: ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۳ کلوہرٹز
شارٹ ویو: ۱۰ / ۴۹ میٹر ۱۱۰ / ۶ کلوہرٹز ۵۶ / ۹۱ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک دوسری مجلس دوپہر ۱۱-۳۰ سے
رات ۱۱-۰۵ تک (اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

...صبح ...، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
...صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰ انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۹-۲۰ دوپہر ۱۲-۳۰ شام ۴-۰۰ (دھیمی رفتار سے) اور رات ۷-۳۰
کشمیری: صبح ۹-۲۵ دوپہر ۱۲-۳۵ اور رات ۷-۳۰

[رو]زانہ نشر ہونیوالے پروگرام

...کافر اچھار روشنی
...صبح گاہی (بھگتی سنگیت)
(روزانہ)
پروگراموں کا خلاصہ (روزانہ)
کشمیری موسیقی (روزانہ)
کاشتکاران ہندہ خاطرہ
کاشتکاروں کے لیے پروگرام
روزانہ بغیر جمعہ کے
...کی کتھا (ہر جمعہ کو)
...: سلسلہ وار فیچر
روزانہ بغیر ہفتہ
صوفی سنت شعرا کا کلام
ہر ہفتہ کو
غزلیں (روزانہ)
گھرانوں کے لیے پروگرام
ہر اتوار کو
رسالو منزہ: میگزینوں سے
انتخاب (I-III پیر کو)
ذات بتراتھ (II، IV پیر کو)
زعفران زار
طنز و مزاح کا پروگرام
(I منگل کو)
سنگیت میگزین (II منگل کو)
ثقافت
کلچرل میگزین (III منگل کو)
فلم میگزین (IV منگل کو)
بادۂ (عصری ادب)
(V منگل کو)
ستش رنگ: ریڈیو ڈائجسٹ
(ہر بدھ کو)
دانش و کاوش (ہر جمعرات کو)
گھروبارہ خاطرہ
گھرانوں کے لیے کشمیری پروگرام
(ہر جمعہ)
نوئی تخلیق
(V III I ہفتہ کو)
تخلیق نو (II ہفتہ کو)
نونیکھن (IV ہفتہ کو)
ہندی میں بات چیت (ہر پیر کو)
حرف حرف (I ہفتہ کو)
...ل شعار (V IV II ہفتہ کو)

پراگ (III ہفتہ کو)
۹-۰۵ اس ہفتے
ہفتے کے پروگراموں کی جھلک
(ہر اتوار کو)
سنطور
صوفیانہ کلام (ہر پیر کو)
ڈوگری سنگیت (ہر منگل کو)
غزلیں (ہر بدھ کو)
پوسٹ کارڈ افسانہ (ہر جمعرات کو)
اسے گرسٹ ان دی ایک دہلی
(IV II جمعہ کو)
غزلیں (V III I جمعہ کو)
کاشر ناول
کشمیری ناول (ہر ہفتہ کو)
۹-۳۰ توہنز فرمائش
سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے
(روزانہ)
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (ہر اتوار)
۱۰-۱۵ ہونہار
بچوں کے لیے پروگرام (ہر اتوار کو)
۱۱-۰۰ نو بہ نو
یوواوانی سے انتخاب (III I اتوار کو)
کہکشاں
یوواوانی سے انتخاب (II اتوار کو)
محفل موسیقی سے اقتباسات
(IV اتوار)
شوقیہ سنگیت کاروں کا گائن
(V اتوار)
۱۱-۳۰ ڈراموں کا نیشنل پروگرام
(دوبارہ) (I اتوار)
اردو میں کھیل (دوبارہ)
(II اتوار کو)
کشمیری میں کھیل (دوبارہ)
(III اتوار کو)
انتخاب: آرکیونے انتخاب
(V اتوار کو)

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(روزانہ بغیر اتوار)
۱۲-۳۰ پیر اگاشش
غیر رضابی تعلیمی پروگرام
(ہر روز بغیر منگل اور جمعہ کے)

بجن (ہر منگل کو)
نعتیں (ہر جمعہ کو)
۱-۰۰ مغربی موسیقی (ہر اتوار کو)
کشمیری موسیقی
(ہر روز بغیر اتوار)
۱-۳۰ اور ۳-۰۰
فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
(روزانہ)
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت (روزانہ)
۲-۳۰ ٹیچرس فورم (ہر اتوار)
موسیقی
(ہر پیر، منگل، بدھ، جمعرات
جمعہ اور ہفتہ کو)

سہ پہر
۴-۰۰ ہی مال
خواتین کے لیے پروگرام
(ہر اتوار کو)
مغربی موسیقی
(روزانہ بغیر اتوار)
۴-۳۰ پنجابی پروگرام
(اتوار، منگل اور جمعہ کو)
کیاری
جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی
(ہر پیر کو)
خوش حال گھرہ
ہوم سائنس کا پروگرام
(ہر ہفتہ کو)

شام
۵-۰۰ گوجری پروگرام
(جموں سے ریلے روزانہ)
۵-۳۵ گوجری پروگرام
(سرینگر سے ریلے روزانہ)
۶-۱۰ ضلع خبرنامہ (ہر پیر کو)
۶-۱۵ گامی بھائین ہندہ خاطرہ پروگرام
(روزانہ)
۷-۵۵ روزگار سماچار (روزانہ)
۸-۰۰ وادی کی آواز
پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ
کشمیر میں سننے والوں کے لیے
پروگرام (روزانہ)
۸-۳۰ کشمیری موسیقی (روزانہ)

رات
۸-۳۵ توہنز چٹھی واژ

کشمیری میں سامعین کے
خطوں کے جواب (ہر اتوار)
اردو میں بات چیت
(ہر پیر کو)
انگریزی میں بات چیت
(ہر منگل کو)
خط کے لیے شکریہ
اردو میں سامعین کے
خطوں کے جواب (ہر بدھ کو)
بیلیتھ فورم (ہر جمعرات کو)
کھیلوں پر جائزہ
(ہر جمعہ کو)
انگریزی میں بات چیت
(ہر ہفتہ کو)
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل (ہر اتوار کو)
کھیل کشمیری/اردو (ہر پیر کو)
وِوِدھا
ہندی میں ادبی پروگرام
(I منگل کو)
سنگرمال (کشمیری میں
ادبی پروگرام)
(IV II منگل کو)
ہم قلم
(اردو میں ادبی پروگرام)
(III منگل کو)
سپنجیکا (V منگل کو)
۹-۳۰ شام (دیس نکات پر مبنی پروگرام)

(III I بدھ کو)
سائنس میگزین پروگرام
کشمیری/اردو
(IV II بدھ کو)
تصویر
ریاستی ترقیاتی پروگراموں
پر مبنی پروگرام
(V بدھ کو)
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام
(I جمعرات کو)
۱۰-۰۰ فیچروں کا نیشنل پروگرام
(II جمعرات)
گاشہ تارکھ
مشہور شعراء پر کشمیری فیچر
(III جمعرات)
ڈراموں کا نیشنل پروگرام
(IV جمعرات کو)
محفل
۱۰-۳۰ مشہور شخصیتوں سے گفتگو
(V جمعرات کو)
رائے ترائے
کشمیری میں گفتگو (I جمعہ کو)
گفتگو، اردو میں (II جمعہ کو)
بزم شعار (III جمعہ کو)
انگریزی میں فیچر (IV جمعہ کو)
مشاعرہ (اردو V جمعہ کو)

میانی زندگی میون کار
(I ہفتہ کو)
بزم سامعین
کشمیری میں مدعو سامعین کے
سوالوں کے جواب
(IV II ہفتہ کو)
محفل موسیقی (III ہفتہ کو)
پتریکا: ہندی میں پروگرام
(V ہفتہ کو)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
(بدھ اور اتوار کو)
توہنز فرمائش (ہر منگل کو)
داستان (ہر جمعہ کو)
اسپورٹس میگزین
(II ہفتہ کو)
اپنی دھرتی اپنا دیش
(IV ہفتہ کو)
بزم قوالی (V ہفتہ کو)
۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری (روزانہ بغیر اتوار)
میانی پسند (I پیر کو)
پھر سنیے (ہر جمعہ کو)
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
(پرانی فلموں کے نغمے)
(V III I ہفتہ کو)
شہر صدا
غزلوں کا پروگرام
(IV II ہفتہ کو)

اتوار ۱۶ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ کرن کول: کشمیری سنگیت
۸-۰۰ غلام سراج خاں: غزلیں
۸-۲۱ گھرانوں کیلئے
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ ہونہار
۱۱-۰۰ نو بہ نو

دوپہر
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۲-۱۰ سنگھ بندھو: گائن
۲-۳۰ ٹیچرس فورم
'غیر رسمی تعلیم' اردو میں گفتگو
شرکاء: خورشید بخشی، منموہن ناتھ اور
ایل این کول

۴-۰۰ ہی مال
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام
۶-۱۰ کرن کول: غزل
۸-۴۵ توہنز چٹھی واژ

پیر ۱۷ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ جلال گیلانی: کشمیری موسیقی
۸-۰۰ اقبال احمد صدیقی: غزلیں
۸-۲۱ رسالو منزہ
۸-۳۵ ہندی بات چیت
۹-۰۵ سنطور
صوفیانہ موسیقی۔ مقام جھنجھوٹی

دوپہر
۱-۰۰ راج بیگم اور بردے ناتھ توشخوانی:
غزلیں
۲-۱۰ رام سروپ سنگھ: وچتر وینا
۴-۳۰ کیاری
سرلا کپور: ڈوگری گیت

شام
۶-۱۰ ضلع خبرنامہ
۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ 'چانکیہ'
تحریر: سی ایل ترہل

منگل ۱۸ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ عبدالرؤف اور سرنائی پردھن
۸-۰۰ علی محمد شیخ اور غلام محمد شیخ بانڈہ پوری
غزلیں۔ عبدالرؤف
۸-۲۱ ثقافت
۹-۰۵ سیما شرما اور امیتا شرما:
ڈوگری سنگیت
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز وساتھی: صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ عبدالرحیم بٹ اور غلام محمد بانڈہ پوری ساتھی

عبدروف اور چھکری

۱۲-۳۰ بھجن
۱-۰۰ غلام نبی شیخ، آرتی ٹکو، کسم لتا اور وی کے ملا، غزلیں، کورس، روف
۲-۱۰ جگدیش پرساد پنڈت، گاشن
۲-۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶-۱۰ روف
۸-۴۵ کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ ہم قلم
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

بدھ ۱۹ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ مہاراج گشن پنڈتا، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ بیگم اختر، غزلیں
۸-۲۱ شش رنگ
(۱) "یہی مال تہ ناگرانے"، تقریر از علی محمد لون
(۲) "پنشن یافتہ زندگی"، تقریر از عبدالحق برق
(۳) "شمس فقیر"، تقریر از عبدالاحد حاجنی
۹-۰۵ غزلیں

دوپہر

۱-۰۰ مہاراج گشن پنڈتا اور غلام محی الدین بلبوری وساتھی ؛ کشمیری موسیقی
۲-۱۰ جیالبواس ؛ ستار وادن

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش

جمعرات ۲۰ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ نسیم اختر، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ جگجیت سنگھ، غزلیں
۸-۲۱ آش تہ گاش
۹-۰۵ پوسٹ کارڈ افسانہ اور سازینہ
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰ محمد عبداللہ ستاری وساتھی، صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۰ علی محمد شیخ وساتھی، صوفیانہ موسیقی
۲-۱۰ کمار چودھری، گاشن
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

شام

۶-۱۰ نسیم اختر ؛ غزل
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ گاش تارکھ
۱۰-۳۰ محمد عبداللہ ستاری وساتھی، کشمیری موسیقی

جمعہ ۲۱ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ سدھارتھ کول ؛ کشمیری موسیقی
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ نسیم بانو ؛ غزلیں
۸-۲۱ گھر بارہ خاطرہ
۹-۰۵ غزلیں

دوپہر

۱۲-۳۰ نعتیں اور منقبت
۱-۰۰ سدھارتھ کول اور کسم لتا، کشمیری غزلیں
۲-۱۰ کارتک کمار ، ستار
۲-۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶-۱۰ کسم لتا، غزلیں
۸-۴۵ کھیلوں پر تبصرہ
۹-۳۰ بزم شعر
۱۰-۰۰ داستان
۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری

ہفتہ ۲۲ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ آرتی ٹکو، کشمیری موسیقی
۷-۳۰ کلام صمد میر
۸-۰۰ وینا سادھو ؛ غزلیں
۸-۲۱ نوئی کھن
۸-۳۵ مول شعار
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۰ غلام نبی بلبل وساتھی، کشمیری لوک سنگیت
۲-۱۰ لکشمی شنکر ؛ شاستریہ

شام

۶-۱۰ آرتی ٹکو ؛ غزل
۹-۳۰ بزم سامعین
۱۰-۰۰ اپنی دھرتی اپنا دیش

اتوار ۲۳ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ غلام حسن صوفی ؛ کشمیری
۸-۰۰ صلاح الدین ؛ غزلیں
۸-۲۱ گھرانوں کیلئے
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ ہونہار
۱۱-۰۰ محفل موسیقی سے

دوپہر

۱-۰۰ مغربی موسیقی
۲-۱۰ اسد علی خاں ؛ رودر
۲-۳۰ ٹیچرس فورم

رباعیاں

مخمور سعیدی

مرجھائے ہوئے گلوں کا کھلنا معلوم
چاکِ دلِ مہتاب کا کھلنا معلوم
آنے والی سحر سے ہم کیا مانگیں
گذری ہوئی رات کا تو ملنا معلوم

رفتہ رفتہ جو ٹوٹتے جائیں گے
وہ سلسلے کب کسی سے جڑ پائیں گے
آنے والے دنوں کے ساتھ اے غم دل
بیتے ہوئے دن بھی کیا پلٹ آئیں گے

اس طور سے کوئی مسکرا دیتا ہے
ہم ہیں سے نہیں ہو تم جتا دیتا ہے
اکثر مجھے قہقہوں بھری محفل میں
تنہائی کا احساس رُلا دیتا ہے

(لکھنؤ سے نشر)

دوردرشن سرینگر

بینڈ : ۱۲۵۱ ۶۲ میگا ہرٹز (تصویر)
چینل : ۱۲۵۴ ۶۷ میگا ہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام ۷-۳۰ کشمیری میں خبریں
۸-۳۰ نیشنل پروگرام (دلی سے براہ راست ریلے)
۱۱-۰۰ اردو میں خبریں

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

اتوار
صبح ۱۰-۳۰ بچوں کے لیے ۱۱-۱۰ ڈرامہ (دوبارہ) ۱۲-۰۰ کشمیری لوک سنگیت / دستاویزی فلم
شام ۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹس ۵-۰۰ کشمیری لوک سنگیت ۵-۲۰ روزگار خبرنامہ ۵-۳۰ اور ۷-۴۵ ہندی فیچر فلم ۱۰-۰۰ ادبی میگزین پروگرام الیکبانی ۱۰-۳۰ سلسلہ وار فیچر (اردو)

پیر
صبح ۱۱-۰۰ ایجوکیشنل ٹی وی ۱۱-۳۰ اختتام
شام ۶-۳۰ دیہاتی پروگرام ۷-۰۰ لوک سنگیت (کشمیری) ۷-۱۵ ڈوگری پروگرام ۷-۴۲ آپ کی ڈاک (ناظرین کے خطوط) ۸-۰۰ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۱۰-۰۰ یوتھ پروگرام (نوجوانوں کے لیے) ۱۰-۳۰ تعمیر و ترقی سے متعلق پروگرام

منگل
شام ۶-۳۰ دیہاتی پروگرام ۷-۰۰ دستاویزی فلم / ہمارے فرائض ۷-۱۰ ایجوکیشنل ٹی وی (دوبارہ)
۷-۴۲ نقش و نظر ۱۰-۰۰ صوفی سنتوں کے ... پروگرام / ادبی پروگرام ۱۰-۳۰ انٹرویوز

بدھ
شام ۶-۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے ... میگزین پروگرام ۷-۴۲ سائنس میگزین / فن کار / ٹیلی وژن نیوز فیچر
۸-۰۰ چترہار ۱۰-۰۰ نوجوانوں کے ... ادبی میگزین ۱۰-۳۰ سلسلہ وار فیچر / انٹرویو

جمعرات
صبح ۱۱-۰۰ ایجوکیشنل ٹی وی ۱۱-۳۰ اختتام
شام ۶-۳۰ زرعی پروگرام ۷-۰۰ کشمیری لوک ... ۷-۱۵ ٹی وی نیوز فیچر ۷-۴۲ ایک گاؤں کی عکس بندی ۸-۰۰ گھرانوں کے لیے
۱۰-۰۰ ڈرامہ (کشمیری / اردو ڈرامہ دوسرے کیندروں ...)

جمعہ
شام ۶-۳۰ کشمیری لوک سنگیت / گجر بھائیوں کے ... کشمیر کا لوک تھیٹر
۷-۰۰ ہلکی پھلکی موسیقی ۷-۱۰ ایجوکیشنل ٹی وی ...
۷-۴۲ خاندانی بہبود / ٹیلی کلبوں سے ...
۱۰-۰۰ ہیلتھ میگزین ۱۰-۳۰ سلسلہ وار فیچر ...

ہفتہ
شام ۶-۳۰ بچوں کے لیے ۷-۱۰ کشمیری لوک ...
۷-۴۲ کلاسیکل موسیقی / پنجابی پروگرام ... حالات حاضرہ ۱۰-۰۰ نقش و نظر
۱۰-۳۵ انگریزی میں سلسلہ وار فیچر

پنجابی پروگرام

غلام حسن صوفی، غزل
[…]ہنز چھٹی واژ
آپکی فرمائش

[پ]یر ۲۴ر اکتوبر

راج بیگم : کشمیری موسیقی
اوما گرگ : غزلیں
ذات بتراث
[ہ]ندی بات چیت
[…]سنطور
صوفیانہ موسیقی ـ مقام توڑی

[را]ج بیگم اور کے کے جالا،
کشمیری غزلیں
ایم - آر - گوتم ، گگاش
کیاری
(۱) سندھیا مکرجی، نیلم سہانی،
ڈوگری نغمے
(۲) لداخی نغمے

ضلع خبرنامہ
'اَژُم'، کشمیر میں کھیل
تحریر : ہردے کول بھارتی

[م]نگل ۲۵ر اکتوبر

رحمت اللہ خاں : کشمیری موسیقی
راحت علی ، غزلیں
فلم میگزین (کشمیری)
کرشنا بھاردواج : ڈوگری موسیقی
، دوپہر ۲۰۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی :
صوفیانہ موسیقی

حبیب اللہ مبو و ساتھی ، چھکری
مشتاق علی خاں ، ستار
پنجابی پروگرام

رحمت اللہ خاں : غزل
سنگرمال
تومنز فرمائش

دور درشن بمبئی

بمبئی چینل : ۴ تصویر ۲۵ر۶۲ میگھا ہرٹز بینڈ : ۱ آواز ۷۵ر۶۷ میگھا ہرٹز
پونہ چینل : ۵ تصویر ۲۵ر۱۷۵ میگھا ہرٹز بینڈ : ۳ آواز ۷۵ر۱۸۰ میگھا ہرٹز

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام
۶-۲۰ کل کے پروگرام۔ مراٹھی (اتوار ۶-۳۰ پر) ۷-۳۰ مراٹھی میں خبریں۔ ۸-۳۰ سے ۱۰-۰۰ نیشنل پروگرام (دلی دور درشن سے براہ راست ریلے)

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۹-۰۰ پرتبھا انی پرتبھا
۱۰-۰۰ ساہتیکی (ہفتہ کے پروگراموں کا ہندی میں خلاصہ)
۱۰-۳۰ آؤ مہارے ساتھے رنگجرا۔ ۱۱-۱۵ اختتام۔
شام ۴-۰۰ دی ورلڈ آف اسپورٹس ۵-۱۵، ۵-۴۵، ۷- ہندی فیچر فلم۔ ۶-۳۰ کل کے پروگرام اور گم شدہ لوگوں کا اعلان (مراٹھی) ۶-۴۵ فلم جاری ۷-۳۰ مراٹھی میں خبریں ۱۰-۰۰ پنر بھینٹ (مراٹھی) ۱۰-۴۵ اختتام

پیر

شام ۶-۱۵ سگم سنگیت (مراٹھی ر لوک سنگیت ۶-۲۷ کلبل (مراٹھی میں بچوں کا پروگرام) ۷-۰۵ آپجی ماتی آپجی مانسے ۷-۳۰ کامگار ودیشو ۸-۰۰ چترگیت (مراٹھی) ۱۰-۰۰ ایکرڈائمن (کھیل پروگرام۔ مراٹھی) ۱۰-۳۰ موتکھا دیگڑی مانسے ر کرنٹ افیئرز (مراٹھی) ۱۰-۵۰ اختتام

منگل

شام ۶-۱۵ ورت چتر ۶-۲۷ گھیر بیٹھاں (گجراتی / وندن دار (ہندی) ۶-۵۷ دیاندیپ ۷-۳۰ سپریم نمسکار (خطوں کے مراٹھی میں جواب) آپ کی رائے ر خطوں کے ہندی میں جواب ۸-۰۰ یووادرشن (ہندی / گجراتی) ۱۰-۰۰ موتکھوٹے آنی چہرے / ریکھاچتر ۱۰-۴۵ اختتام۔

بدھ

شام ۶-۱۵ سگم سنگیت (گجراتی / ہندی) ۶-۲۷ میجیک لیمپ (بچوں کا پروگرام / انگریزی) / کھیل کھلونے بچوں کا پروگرام (ہندی) ۶-۵۷ آپجی ماتی آپجی مانسے ۷-۴۰ ایف ڈی فلم (مراٹھی) ۷-۵۰ چترہار ۱۰-۰۰ آروگیہ سمپدھ ۱۰-۲۰ انگریزی فلم سیریل ۱۰-۵۰ اختتام

جمعرات

شام ۶-۱۵ ایف ڈی فلم (مراٹھی) ۶-۲۷ سندر ماجھے گھر (مراٹھی) ۶-۵۷ دیاندیپ ۷-۴۰ کامگار ودیشو ۸-۰۰ چترگیت (گجراتی) / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۱۰-۰۰ ہندی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ ۱۰-۴۵ اختتام۔

جمعہ

شام ۶-۱۵ ٹی وی این ایف (سائنس / ترقی) ۶-۳۲ ساتتاکوکڈی (گجراتی میں بچوں کا پروگرام) ۶-۵۷ آپجی ماتی آپجی مانسے ۷-۴۰ ہوشیار ۷-۵۰ چھایاگیت ۱۰-۰۰ یووادرشن (مراٹھی) ۱۰-۳۰ اردو پروگرام / سائنس رپورٹ ۱۱-۰۰ اختتام۔

ہفتہ

شام ۵-۰۰ بچوں کی فلم (ہندی) ۶-۰۰ اور ۷-۴۰ مراٹھی فیچر فلم ۱۰-۰۰ مراٹھی سیریل ۱۰-۳۰ اپنگ ورلڈ فوکس ۱۱-۰۰ اختتام

بدھ ۲۶ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ اومکار ناتھ کول، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ اوشا سیٹھ ، غزلیں
۸-۲۱ شش رنگ
(۱) 'جگر ناتھ ساقی'، تقریر از
غلام رسول نازکی
(۲) 'امن تہٕ قانون'، تقریر از
ریاض پنجابی
(۳) 'کاشر فنِ تعمیر کی مختلف دور'،
تقریر از پی این پشپ
۹-۰۵ غزلیں
دوپہر
۱-۰۰ اومکار ناتھ کول اور نسیم اختر،
کشمیری نغمے
۲-۱۰ گنگو بائی ہنگل ، گائن
شام
۶-۱۰ نسیم اختر ، غزل
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین (کشمیری)
(۱) 'مختلف دھاتن ہند بن تہٕ استعمال'،
تقریر از اے - آر - شاہ
(۲) 'پوشن کتھ چھ رنگ یوان'، تقریر از
کے - ایل - رازداں
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش

جمعرات ۲۷ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ آشا کول : کشمیری موسیقی
۸-۰۰ یونس ملک : غزلیں
۸-۲۱ آتش تہٕ گاش
۹-۰۵ پوسٹ کارڈ افسانہ
۱۱-۳۰، دوپہر ۲۰۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی،
صوفیانہ موسیقی
۱-۰۰ عبد الغفار ڈار و ساتھی، چھکری
۲-۱۰ نثار حسین خاں ، گائن
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام
شام
۶-۱۰ آشا کول : غزلیں
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ڈرامہ
۱۰-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی :
کشمیری موسیقی

جمعہ ۲۸ر اکتوبر

صبح ۷-۰۵ غلام نبی شیخ :
کشمیری موسیقی
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ سیما شریا : غزلیں
۸-۲۱ گھر بارہ خاطرہ
۹-۰۵ اے گیسٹ ان دی ہیپی ویلی
دوپہر
۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۱-۰۰ غلام نبی شیخ اور ریتا کول
کشمیری غزلیں
۲-۱۰ پنّا لال گھوش : بانسری
۴-۳۰ پنجابی پروگرام
شام
۶-۱۰ غلام نبی شیخ : غزل
۸-۴۵ کھیلوں پر تبصرہ
۹-۳۰ 'انڈیا 2001 اے ڈی' انگریزی فیچر
۱۰-۰۰ داستان
۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری اور پھر سنیے

ہفتہ ۲۹ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ نرملا دیوی : کشمیری موسیقی
۷-۳۰ کلام وہاب کھار
۸-۰۰ وینا سادھو ، مہینے کا نغمہ
۸-۲۱ نوتخلیق

۸-۳۵ مولل شعار
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۳۰-۲
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی ،
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱-۰۰ غلام محمد شیخ باندہ پوری و ساتھی ؛
۲-۱۰ نصیر امین الدین ڈاگر : گائن

شام
۶-۱۰ نرملا دیوی : غزل
۸-۴۵ انگریزی میں تقریر
۹-۳۰ پتریکا
۱۰-۰۰ قوالی
۱۰-۳۰ تمہیں یاد ہو کہ نایاد ہو

اتوار ۳۰ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ کرن کول : کشمیری موسیقی
۸-۰۰ ترلوک کپور : غزلیں
۸-۲۱ گھر والوں کیلئے
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ ہونہار
۱۱-۳۰ انتخاب (دیو وادانی سے)

دوپہر
۲-۱۰ دیب برت چودھری : ستار
۴-۰۰ ہی مال
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام
۶-۱۰ کرن کول : غزل
۸-۴۵ تو ہنسز چھٹی واڑ
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش

پیر ۳۱ ر اکتوبر

صبح ۷-۰۵ ، ۸-۲۱

کشمیری موسیقی
۸-۰۰ نینا دیوی : غزلیں
۹-۰۵ سنطور
صوفیانہ موسیقی : مقام پنچگاہی

دوپہر
۲-۱۰ روی شنکر اور علی اکبر خاں :
ستار و سرود
۴-۴۰ کیاری
پرکاش شرما، سیما شرما، ڈوگری

شام
۶-۱۰ ضلع خبر نامہ
۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ "قید حیات" ، اردو کھیل
تحریر : مدن موہن شرما

دوردرشن کلکتہ

چینل : ۴ تصویر ۶۲،۲۵ میگا ہرٹز بینڈ : ۱ آواز ۶۷،۲۷ میگا ہرٹز

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۶-۳۰ پروگراموں کا خلاصہ ۶-۳۲ مختصر خبریں (سوائے اتوار) ۷-۳۰ بنگالی میں خبریں ۸-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ (سوائے اتوار)
۸-۳۰ نیشنل ٹیلی کاسٹ (دلی سے ریلے) ۱۰-۳۰ اختتام

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ۴-۰۰ ورلڈ آف اسپورٹس (دلی سے ریلے)
۵-۳۰ اور ۵-۴۵ ، ۷ ہندی فیچر فلم (دلی سے ریلے)
۷-۲۵ سپتاہکی

پیر

شام ۶-۳۲ بچوں کے لیے ... ۷ بھیں پر اسٹے
۷-۳۰ سنواد پر بھا ۷-۵۵ ساہتیہ سنسکرتی

منگل

شام ۶-۳۲ ٹیلی اسکوپ / ہرے کرا کیا ... ۷ اور ۷-۴۰ بنگالی میں ڈرامہ (... ۷ سلسلے وار ڈرامہ ۷-۴۰ یو تھ ٹائم)
۸-۰۰ ہیلتھ سے متعلق پروگرام ۸-۱۰ موسیقی

بدھ

شام ۶-۳۲ بال کتھا (زرعی پروگرام) ... ۷ سلسلہ وار انگریزی فلم ۷-۴۰ ویورز فورم (سامعین کی رائے اور خطوں کے جواب ... ۸ چترہار (دلی سے ریلے)

جمعرات

شام ۶-۳۲ انڈسٹریل پروگرام ۶-۵۰ ہندی پروگرام گھرے بارے ۷-۱۰ پارلیمنٹ ریویو / اکتوبیے دیکھن / فوٹو فیچر ۷-۱۵ ایکاتان (قومی یکجہتی سے متعلق پروگرام)/
موسیقی ۷-۴۰ درشنی کون / چترمالا (بنگالی فلموں سے گانے)
۸-۰۰ موسیقی

جمعہ

شام ۶-۳۲ بچوں کے لیے (بنگالی / ہندی) ۶-۵۵ موسیقی
۶-۵۵ ترن ور جینے (بنگالی میں نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۷-۴۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۸-۱۰ رابندر سنگیت

ہفتہ

شام ۵-۱۹ موسیقی ۵-۳۰ اور ۷-۴۰ بنگالی فیچر فلم
۹-۱۰ ڈی وی این ایف (یونیشن / ترن ور جینے (بنگالی میں نوجوانوں کے لیے پروگرام)

بقیہ :- بھوپال

(۳) مزاحیہ خاکہ
۸-۳۰ فلمی گانے
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی فیچر

ہفتہ ۲۹ ر اکتوبر

صبح
۸-۲۱ ، دوپہر ۱-۳۰
یتا بھٹاچاریہ : سگم سنگیت
۸-۳۰ نثار حسین خاں : خیال بھٹیار
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۱-۲۰ نخار جنیا
کہانی از اشوک شریواستو
۲-۳۰ سروج راجاوت : لوک گیت

شام
۷-۴۵ کھلا آکاش

اتوار ۳۰ ر اکتوبر

صبح
۷-۴۵ گت سپتاہ نگر میں
۸-۲۱ بال سبھا
۹-۴۵ اس ماس کا گیت

۹-۵۰ این وی پٹوردھن : سد...

دوپہر
۱-۴۰ راگداری : جی این د...
۲-۳۰ گیتا گوسوامی : لوک گی...

رات
۹-۳۰ ناٹک

پیر ۳۱ ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
اودھیش پرساد ترپاٹھی ، لوک...
۷-۴۵ نگر کی باتیں
۸-۲۱ ترپتی شاہ : سگم سنگیت
۸-۳۰ پنا لال کوشتی : ستار
راجندر کمار مکرجی ، طبلہ...

دوپہر
۱۲-۳۰ سگم سنگیت
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی...
۹-۴۵ اس ماس کا گیت

عبدالاحد ساز

دور سے شہر فکر سہانا لگتا ہے
داخل ہوتے ہی ہر جا نہ لگتا ہے

سانس کی ہر آمد لوٹانی پڑتی ہے
جینا بھی محصول چکانا لگتا ہے

روز پلٹ آتا ہے لہو میں ڈوبا تیر
اور فلک پر ایک نشانہ لگتا ہے

عمر، زمانہ، شہر، سمندر، گھر، آکاش
ذہن کو اک جھٹکا روزانہ لگتا ہے

کیا اسلوب چنیں کس ڈھب اظہار کریں
ٹیس نئی ہے درد پرانا لگتا ہے

ہونٹ کے خم سے دل کے پیچ ملانا ساز
کہتے کہتے بات زمانہ لگتا ہے

(بمبئی سے نشر)

ع ساگر۔
ی غزلیں گذشتہ دنوں دہلی سے نشر ہوئیں۔

آکاشوانی کلکتہ سے نشر
ایک بنگالی ناٹک کے شرکا فنکار
صدابندی میں مصروف۔

آکاشوانی پٹنہ کے اردو پروگرام میں نشر
ایک شعری نشست کے شرکا شعرا
تاج انور، فردوسی عظیم آبادی، ناطق قادری
کوثر سوانی، نادم بلخی، نسیم مظفرپوری
جنون اشرفی اور جمال الدین ساحل (پروگرام ایگزیکیوٹو)

'جدید اردو ناول' کے زیر عنوان صدابند
مذاکرے کے شرکا (دائیں سے) قاضی عبدالستار
ڈاکٹر محمد حسین اور شکیل نوازش رضا۔۔
یہ پروگرام ۱۹ اکتوبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے
لکھنؤ الہ آباد سے نشر کیا جائے گا۔

ہا سہراب مودی، مشہور فلم ایکٹر اور پروڈیوسر کے ساتھ ایچ یو صدیقی کا انٹرویو
کاشوانی احمد آباد کی اردو مجلس میں نشر ہوا۔

..n.(C) 39 Regd. No. RN 14253

AWAZ

16th. October 1983

Licenced (U-23) to post without prepayment at CPSO, New Delhi

دنکر راؤ پاٹل ـــ کلکٹر ڈسٹرکٹ کولھاپور
'سنت وانی' مقابلے میں پنڈت بھیم سین جوشی کا استقبال کرتے ہوئے۔

مدھو بھٹ تلنگ نے
آکاشوانی کے مقابلہ موسیقی میں دھرپد دھمار گائیکی میں پہلا انعام حا...
اس سلسلے میں آکاشوانی جے پور کی جانب سے
منعقد ایک تقریب میں مشہور گائیک برہمانند گوسوامی کے ہاتھوں ...
انعام پاتے ہوئے۔

عابد حسین رضوی ـــ
مینیجنگ ڈائریکٹر
کوآپریٹو سوسائٹیز
جن کے ساتھ بشیر قربان علی (دائیں) کا
انٹرویو گذشتہ دنوں
آکاشوانی حیدرآباد سے نشر ہوا۔

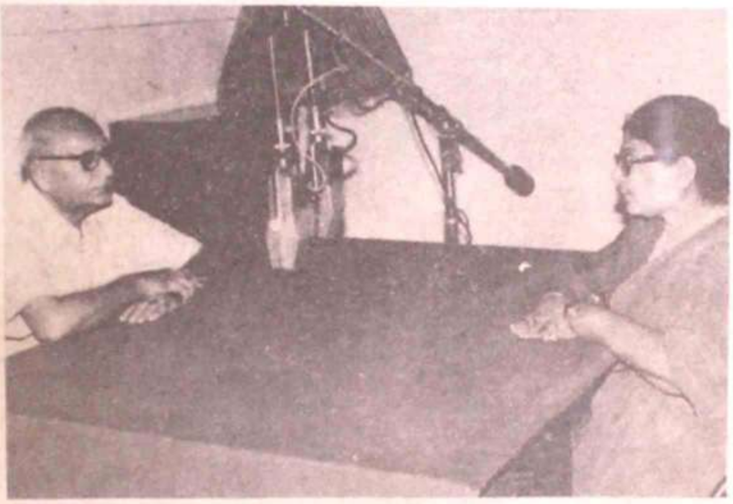

اونم، تہوار کے
سلسلے میں آکاشوانی تریچور کی
جانب سے عورتوں اور بچوں نے
ایک کلچرل پروگرام کا انعقاد کیا
تصویر میں ـــ
سینٹ جوزف انگلش میڈیم ہائی اسکول
ٹھکرائی طالبات کو
گروپ ڈانس
پیش کرتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے

..blished by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani ..oup of Journals, PTI Building, II floor Sansad Marg, New Delhi 110001. Printed by the Manager ..vernment of India Photo Litho Press, Faridabad.

یکم سے ۱۵ نومبر ۱۹۸۳ء
۱۰ سے ۲۴ کارتک ۱۹۰۵ شاکا

آواز

عت کا ۴۸ واں سال
ت 50 پیسے

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات

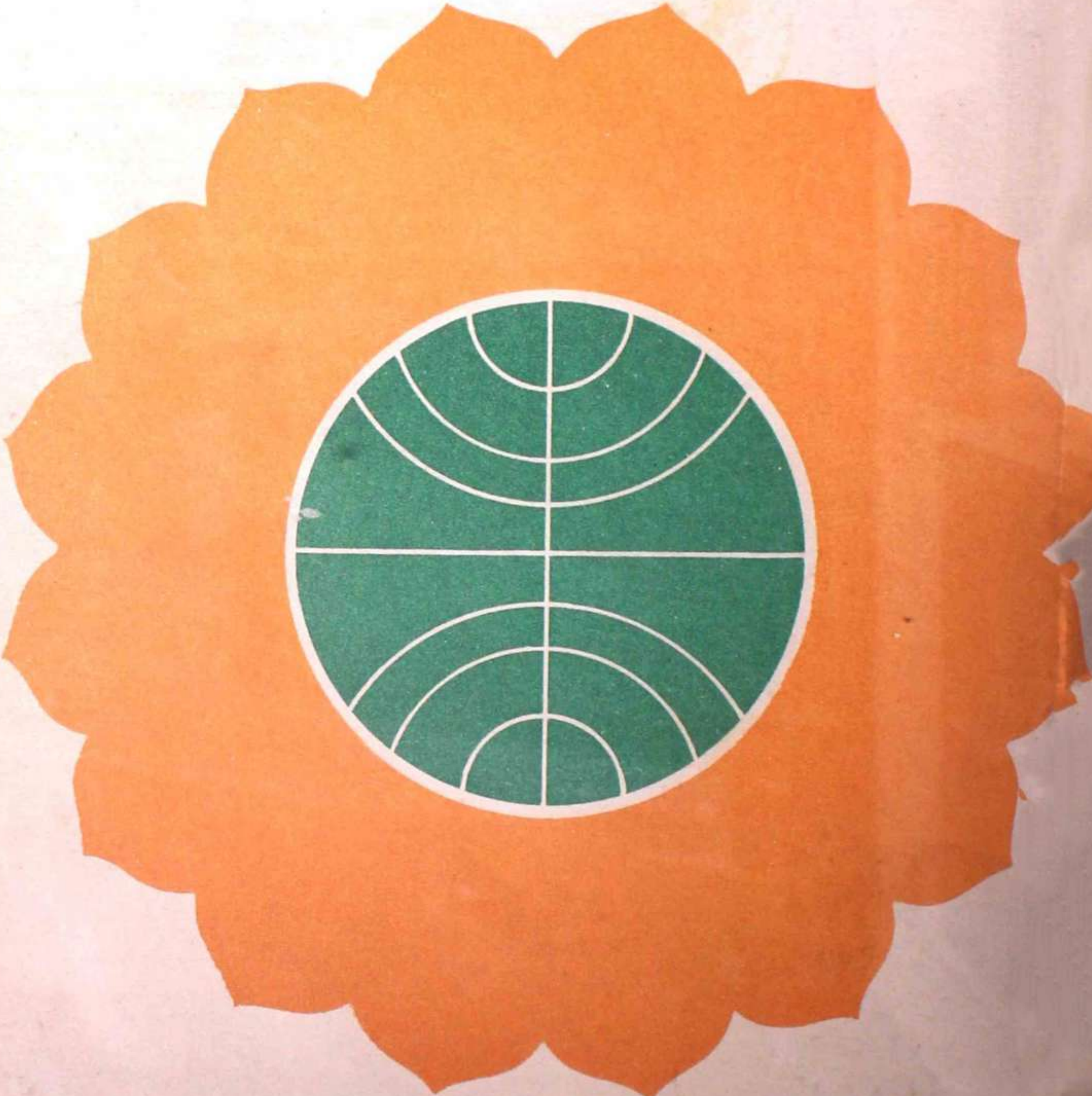

یسرا وشو ہندی سمیلن ۔ نئی دہلی

صغیر احمد صوفی

پہنچا دے کوئی یہ میرا پیغام یار تک
دیتا نہیں ہے ساتھ دلِ بے قرار تک
ایسا دھواں کہ وسعتِ پرواز تنگ ہے
دھندلا گیا ہے آئینۂ بے غبار تک
خوش فہمیوں کے پھول بھی مرجھا گئے سبھی
مجھ کو نہ راس آیا غمِ روزگار تک
اب کے ہر ایک شاخ کی پوشاک زرد ہے
پھیکا چمن میں آج ہے رنگِ بہار تک
افراد میرے گھر کے حق دشمناں میں تھے
پہنچی یہ بات کیسے غریب الدیار تک
امید کی نظر سے اُسے دیکھتا رہا
لیکن بڑھا نہ ہاتھ طلب کے حصار تک
پیراہنِ شرر کا سماں دلفریب ہے
ٹک دیکھ لیں چمن کو چلو لالہ زار تک
صوفی کہاں گئے وہ رفیقانِ دیدہ ور
میں ڈھونڈ آیا ان کو غموں کے دیار تک

اندر سروپ دت نادان

اہلِ کمال رہ گئے نقش و نگار تک
ان کی نظر کہاں گئی دل کے غبار تک
نیچا مچان، اونچے ارادوں کی موت تھا
پہنچا نہ ایک تیر بھی اپنے شکار تک
لکھی ہیں اپنے نام یہ اندھی مسافتیں
ہے روشنی کا دائرہ گرتے سوار تک
اترے گا کون جلتی ہوئی آگ میں یہاں
محدود ہیں محبتیں رقصِ شرار تک
جانے وہ گل کھلائے گا کیا دشتِ یاس میں
ہے دوڑ اعتقاد کی جس گل عذار تک
ناداں یہ جوئے یار حریفِ انا تو ہے
جینا ہے پھر بھی آمدِ ابرِ بہار تک

محسن زیدی

ٹک دیکھ لیں چمن کو چلو لالہ زار تک
جیتا ہے کون آمدِ فصلِ بہار تک
بڑھ کر اٹھالو اب بھی جو اوراقِ گل ملیں
جلدی کرو کہ پھر نہ ملے گا غبار تک
یہ سوچ لو لہو کا سمندر ہے درمیاں
اس دشتِ بے شجر سے گلوں کے دیار تک
اے چشمِ ناز پھر بھی ترا شکریہ بہت
تیرے کرم کے ہم نہ تھے امیدوار تک
دل کا زیاں نہیں ہے جو مطلوب تو یہاں
رکھے تعلقات کو بس کاروبار تک
کیا جانے صحنِ باغ میں کیسی ہوا چلی
اب کے کسی شجر پہ نہیں برگ و بار تک
گڑتے تھے برگِ گل بھی کبھی اب یہ حال ہے
چبھتی نہیں ہے دل میں کوئی نوکِ خار تک
محسن چلو یہاں سے کہ وہ اب نہ آئے گا
کرتے ہیں انتظار، حدِ انتظار تک

رام کرشن مضطر

مٹ جائیں گے یہ زیست کے نقش و نگار تک
دنیا حسیں ہے زندگیٔ مستعار تک
یہ فصلِ گل، یہ جوشِ جنوں یہ جوانیاں
رقصاں ہیں میرے پیرہن تار تار تک
یہ چاندنی، یہ حسن، یہ کلیوں کا رنگ روپ
سب کچھ ہے میرے دیدۂ شب زندہ دار تک
تیری نظر کے ساتھ زمانہ بدل گیا
بدلی ہوئی ہے گردشِ لیل و نہار تک
غارتگرانِ دل کو نہ آیا کسی پہ رحم
اس راہ لٹے ہیں غریب الدیار تک
کیا جانے اور کتنی بلاؤں کا ہو نزول
ہنگامِ صبح و ختمِ شبِ انتظار تک
کس کو ہوئی نصیب یہ معراجِ بندگی
سجدوں کے کچھ نشاں ہیں تری رہگذار تک
رندانِ بادہ خوار تو پھر بادہ خوار ہیں
دیکھے ہیں ان کی بزم میں پرہیزگار تک
مضطر یہ اشک روک کہ اب التفات پر
مجبور ہے وہ چشمِ تغافل شعار تک

مصرعۂ طرح:
"ٹک دیکھ لیں چمن کو چلو لالہ زار تک"
(سودا)

اس بار طرحی غزلیں اردو مجلس (دہلی) سے

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

		ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر	اوم پرکاش کجری وال	۳۸۲۲۴۹
ادارت		
	سراج احمد	۳۸۲۲۵۴
	ھرمہندر سنگھ وج	
اسسٹنٹ بزنس منیجر	ڈی کے پوری	۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ۔	Listener	

ئی دھلی - یکم نومبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۰ ر کارتک ۱۹۰۵ شاکا - جلد ۴۸، شمارہ ۲۱

اس شمارے میں

اردو کا لسانی رشتہ	ڈاکٹر اصغر وجاہت	۳
سرائیل تعلقات	جمیل مہدی	۵
جنتی، تاریخ کے آئینے میں۔	ڈاکٹر قیام الدین احمد	۶
اول کے دس سال	ابوالکلام قاسمی	۸
اسٹیج، ایک تعارف	یونس اگاسکر	۱۲
اشیا کے استعمال کا شوق	رضوانہ جمال	۱۳
نقطہ نظر	م ع باسط	۱۴
ت بھی کیا چیز ہے	یوسف ناظم	۱۷
خورشید انور	دھرم ویر	۱۸
لطیفہ گوئی	آزاد گلاٹی	۱۹
کا ماحول اور بچے	عالیہ حسن	۲۰
ن مت	موتی لال ساقی	۲۲
ملکوں سے بھارت کے روابط	اشرف علی	۲۳
	سراج انور	۲۴
اس	فخرالدین عارفی	۲۵
	معین الدین عثمانی	۲۶
وس کا بوجھ	شہاب دائروی	۲۸

غزلیات

ک لکھنوی	۹
ت قادری	۱۱
ر نقوی	۲۷
صوم تاجپوری	۳۶
یس نجیب آبادی	۴۸
ناہد کلیم	۵۰

قیمت

فی کاپی	۵۰ پیسے
سالانہ	۱۰ روپے
دو سال	۱۹ روپے

(اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

ھندی اردو کا لسانی رشتہ

ڈاکٹر اصغر وجاہت

ہندی اور اُردو شاید دنیا کی دو سب سے قریب ترین زبانیں ہیں۔ ان کے ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہونے کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ دونوں کی بنیاد قواعد ایک ہی ہے۔ اس قربت کی وجہ سے عام طور پر علم لسانیات کی تعریف اور حدود میں محدود رہ کر غور وفکر کرنے والے ماہرین لسانیات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہندی اور اُردو دو زبانیں نہیں ہیں بلکہ ایک زبان ہے۔ ہندوستانی آئین کے مطابق ہندی اور اُردو دو زبانیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں زبانوں کے مابین اتنا کم فرق ہے جو عموماً نظر نہیں آتا ہے۔ قواعد اور اپنے سرمایہ الفاظ میں بھی دنیا کی سب سے قریب تر زبانیں ہوتے ہوئے بھی ہندی، اُردو کا خاص مزاج، اپنی مخصوص تہذیبی وراثت ہے۔ دونوں میں بہت گہرا رشتہ ہے، جسے سمجھے بغیر دونوں میں سے کسی بھی ایک کو زبان و ادب کا مطالعہ نامکمل رہ جائے گا۔

یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ ہم ہندی اور اُردو کا جن معنوں میں آج استعمال کرتے ہیں وہ بہت قدیم نہیں ہے۔ ۱۹ویں صدی میں غالب اپنی شاعری کو 'ہندی کلام' کہہ کر یاد کرتے تھے۔ اور ان سے قبل کے تو کسی بھی اردو شاعر نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اُردو میں لکھتا ہے۔ میر تقی میر بھی اپنی زبان کو ہندی کہتے ہیں اور ایسے الفاظ کے استعمال سے گریز کرتے ہیں جو 'ہندی زبان کے بیچ' نہیں ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہندی اردو کا جن معنوں میں ہم استعمال کرتے ہیں، وہ ۱۹ویں صدی کے اواخر اور ۲۰ویں صدی کے اوائل کے دوران علیحدگی پسند اور احیا پرست رجحانات کی ہی دین ہے۔ حقیقتاً دونوں زبانوں کا ادب ۱۹ویں صدی سے بھی قدیم ہے۔ اسے ہندی اردو کی حد بندی میں محدود کر کے پڑھنے کا مطلب دونوں زبانوں کی روایت سے انکار کرنا سمجھا جائے گا۔

ہندی ادب کے طالب علم کے سامنے ہندی شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک بہت ہی اہم سوال سامنے آتا ہے۔ جدید ہندی ادب کے بابائے آدم بھارتیندو ہریش چندر کے وقت سے ہی کھڑی بولی ہندی میں شاعری کرنا ناممکن نہیں تو مشکل تصور کیا جاتا تھا۔ اور کھڑی بولی کی شاعری کی نہ کوئی ادبی شکل وصورت بن سکی تھی اور نہ اسے کسی طرح مقبولیت حاصل ہو سکی تھی۔ جس کی وجہ شاید یہ تھی کہ کھڑی بولی ہندی میں شاعری کی کوئی مربوط اور باقاعدہ روایت نہیں تھی۔ بہت طویل عرصہ تک ہندی کی نصابی کتابوں میں نثر کھڑی بولی ہندی میں لکھتے تھے اور نظم کے لیے برج بھاشا کا سہارا لینا پڑتا تھا۔ لندن سے شائع کھڑی بولی پد کی بھومیکا میں ہندی کے خیر خواہ پنکاٹ صاحب نے لکھا تھا کہ دور دراز ملک میں بیٹھے لندن کے باشندے شاید نثر و نظم کی الگ الگ زبانوں کی وجہ سے ہندی ادب کی خستہ حالی اور اس کے قارئین کی مشکلات کا اندازہ نہ کر سکیں، لیکن ہمارے انگریزی ادب میں اگر نثر

کو ہو بہو رہنے دیا جائے لیکن نظم کو ' دوسری بولی میں کر دیا جائے تو ذہنی پریشانی اور مشکلیں پیدا ہوں گی ۔ یہی صورت حال ہندی کی ہر ہندی نظم کی تقریباً پچیس سالوں تک ایسی ہی حالت رہی ۔ ایک طرف برج بھاشا کی شاعری کے حامی اس بات پر راضی نہیں تھے کہ کھڑی بولی ہندی میں شاعری بھی جائے ، دوسری طرف خود کھڑی بولی ہندی کے خیر خواہوں کو اس کوشش میں کامیابی حاصل نہیں ہو رہی تھی ۔ ۱۹۰۱ء میں 'سرسوتی' کے ایڈیٹر نے لکھا تھا کہ ہندی کی مزاحمت کی ایک دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کی دو طرح کی زبانیں ہیں ۔ ایک نثر کی اور دوسری نظم کی ۔ آخرکار چھایہ وادی شاعری نے ہی اس اختلاف کو ۲۰ویں صدی کی پہلی دہائی میں ختم کیا ۔ یعنی ۲۰ویں صدی کی ابتدا میں کھڑی بولی کی ہندی شاعری کو ادبی حیثیت حاصل ہوئی ۔ قابلِ غور سوال یہ ہے کہ ہندی ادب میں نثر کو نظم سے پہلے عروج حاصل ہوا ۔ جبکہ دنیا کی تقریباً سبھی زبانوں میں نظم کے بعد نثر کی ترقی ہوئی ہے ۔ ہندی میں صورتِ حال اس کے برعکس رہی ہے ۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ اس کے اسباب اردو شاعری کے پس منظر میں ہی واضح ہوں گے ۔

کھڑی بولی اردو شاعری کی برگزیدہ روایت ۱۶ویں صدی سے شروع ہوتی ہے ۔ قلی قطب شاہ ، ولی دکنی ، سراج اورنگ آبادی ' میر تقی میرؔ ، اور ۱۹ویں صدی میں غالبؔ تک آتے آتے کھڑی بولی کی اردو شاعری دنیا کی اعلیٰ شاعری کے مماثل پہنچ چکی تھی ۔ اگر اس روایت کو ہندی شاعری کی روایت تسلیم کر لیا جائے تو یہ پہیلی سلجھ جاتی ہے ۔ دراصل کھڑی بولی کی فارسی رسم الخط میں لکھی جانے والی شاعری کو رسم الخط کی بنیاد پر قبول نہ کرنا مناسب نہیں ہے ۔ رسم الخط چاہے فارسی کا رہا ہو لیکن اس رسم الخط میں لکھی جانے والی شاعری کھڑی بولی کی ہے ۔ اگر فارسی رسم الخط میں لکھی گئی کھڑی بولی کی شاعری کو ہندی شاعری تسلیم کر لیا جائے تو یہ واضح ہے کہ کھڑی بولی نظم کو نثر سے پہلے فروغ حاصل ہو چکا تھا ۔ کھڑی بولی ہندی میں نظم سے پہلے نثر نے فروغ کیوں پایا اور نظم کو فروغ کیوں نہ حاصل ہو سکا ۔ کھڑی بولی شاعری کی تحریک کے ایک قابل قدر حامی ایودھیا پرساد کھتری نے میر تقی میرؔ ، نظیر اکبر آبادی اور حالیؔ کو کھڑی بولی ہندی کا شاعر تسلیم کر کے اس روایت کو آگے بڑھانے کی بات کی تھی ۔ لیکن ان کی بات پر اس وقت دھیان نہیں دیا گیا ۔

دراصل رسم الخط زبان نہیں ہے ۔ اور فارسی رسم الخط میں لکھی گئی کھڑی بولی کی شاعری کو ہندی ادب کی امانت تسلیم کرنے میں کسی طرح کی پریشانی نہ ہونی چاہیئے ۔ اس روایت کو ایودھیا پرساد نے تسلیم کیا تھا ۔ اور ہندی شاعری کے پانچ اسالیب ——— (۱) ٹھیٹھ ہندی ، (۲) پنڈت ہندی ، (۳) منشی ہندی ، (۴) مولوی ہندی ، اور (۵) یوریشین ہندی ' میں سے منشی ہندی کے اسلوب کو 'آدرش' سمجھا تھا ۔ اس اسلوب کے دائرے میں انھوں نے ہریش چندر کی ' دشرتھ ولاپ ' 'بسنت' وغیرہ نظموں اور الطاف حسین حالیؔ کی 'بیوہ کی مناجات' کو شامل کر لیا تھا ۔ اس منشی اسٹائل (یعنی ایسی کھڑی بولی کی شاعری جو فارسی رسم الخط یا ناگری دونوں میں ہو سکتی ہے لیکن اعلیٰ شعری روایت ، زندگی اور احساسات میں رچی بسی ہو) کو اگر بحیثیت ہندی کھڑی بولی شاعری کے تسلیم کر لیا جاتا تو ہندی اردو شاعری پر دور رس اثرات مرتسم ہوتے ۔ ہندی شاعری کو کھڑی بولی

اردو شاعری کی نہ صرف ایک بڑی روایت ملی تھی بلکہ غزل جیسی اہم صنعت بھی ملی تھی ۔ جو آجکل ہندی شاعری کی توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے ۔ لیکن غزل کی مکمل روایت سے وابستہ نہ ہونے کی وجہ سے انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ کھڑی بولی اردو کی شعری روایت کو قبول کرنے کے بعد ہندی شاعری ایک ایسے نقطۂ نظر سے اپنا سفر شروع کر سکتی تھی جہاں پہنچ کر کسی بھی زبان کی شاعری ایام شباب میں ہوتی ہے ۔

اردو شاعری خصوصاً اردو غزل جو اردو شاعری کی آبرو کہی جاتی ہے کے متعلق بامعنی تنقید ۔ یہی ہے کہ اس کے حلقہ رجحان اور دائرے میں معروف اعلیٰ یا متوسط شہری طبقہ کے افراد ہی شامل رہے ہیں ۔ جہاں سے اسے تحریک حاصل ہوتی رہی ہے اور انھیں بھی تحریک دیتی رہی ہے ۔ غزل کا تعلق ہندوستانی گاؤں کی جنتا ، اس کے مسائل اور اس کی زندگی سے کیا کچھ نہیں رہا ہے ۔ یہ تسلیم کرنے میں کوئی اعتراض بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ غزل کا دائرہ ان معنوں میں محدود رہا ہے ۔ کچھ کوششوں کے ماسوا غزل کی آواز شہری تہذیب کی آواز رہی ہے ۔ اگر ہندی شاعروں نے ۱۹ویں صدی میں غزل کی روایت کو ہندی شاعری تسلیم کر کے اسے دیوناگری میں لکھا ہوتا تو غزل عوامی زندگی کی طرف ضرور متوجہ ہوتی ۔ اور غزل کا ایک نیا رنگ و روپ بھی سامنے آتا ۔ بھارتیندو ہریش چندر غزل کہتے اور 'رسا' تخلص کرتے تھے ۔ لیکن ان کی غزلوں میں بھی اردو غزل کی عام خوبیاں اور خرابیاں ہیں ۔ انھوں نے یا ان کے ہمعصر ہندی کے دوسرے شاعروں نے غزل کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا کہ وہ نئے سانچے میں ڈھل پاتی ۔ بہت بعد میں اس طرح کے تجربے ضرور کیے گئے لیکن باقاعدہ روایت نہیں بن سکی ۔

اردو شاعری کا شرفاء کی طرف زیادہ جھکاؤ اور گاؤں کی زندگی سے اس کی بے اعتنائی کی وجہ سے ہی جدید دور میں ترقی پسند تحریک کے دوران اردو شاعروں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ ترقی پسند تحریک (جس کا رجحان عوامی زندگی کی طرف مائل تھا اور جس کا مقصد گاؤں کی جنتا اور شہر کے پس ماندہ طبقوں کو ایک نقطۂ نظر کے تحت سامنے لانا تھا) کے دوران اردو کے شاعروں نے جب لکھنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ عناصر ان کی روایت کا حصہ ہی نہ تھے ۔ جن کی طرف وہ جانا چاہتے تھے ۔ تلاش و جستجو کے بعد نظیر اکبر آبادی کو آدرش مانا گیا ۔ لیکن نظیر کا ادب میرؔ اور غالبؔ جیسی روایت نہ قائم کر سکا تھا ۔ وہ ایک انفرادی کوشش تھی ۔ نظیر کے بعد طویل عرصے تک اس طرح کی عوامی شاعری کی طرف کوئی متوجہ نہ ہوا ۔ شرفا اور اعلیٰ طبقہ کی طرف اردو شاعری کے جھکاؤ کی وجہ سے اور اس کی مخالفت کرنے کے لیے ہی ترقی پسند تحریک نے غزل کو بورژوا صنف قرار دیدیا تھا ۔ یہ فیصلہ غلط تو تھا ہی ساتھ ساتھ اس بات کا آئینہ دار بھی کہ نئے شاعر نئے چیلنج کے سامنے کتنے مجبور ہو گئے تھے ۔ ان کی یہ مجبوری کہیں کہیں ترقی پسند تحریک کے دوران لکھے گئے ان کے کلام میں نمایاں ہے ۔ پرولتاریت پر لکھنے کا کوئی خاص علم نہ تھا اس لیے ان کی شاعری میں ذہنی ہمدردی کے ماسوا اور شاید ہی کچھ ملتا ہو ۔ تحریک

کے دوران ایک دو ایسے شاعر ضرور سامنے آ گئے جنھوں نے 'عوامی گیتوں' کے اسلوب کو اپنایا اور بہت مقبول ہوئے ۔ مثلاً مطلبی فرید آبادی ، لیکن اس زمانہ میں اردو کے نمائندہ اور بڑے شاعر

گاؤں کی حقیقت کا اظہار پوری سنجیدگی ، گہرائی اور فنی بصیرت کے ساتھ نہیں کر سکے ۔ نہ ہی مزدوروں اور کسانوں کے شاعر بن پائے بلکہ دانشوروں کے شاعر ضرور بن گئے ۔ چونکہ ان کے پاس اردو اور فارسی کی صحت مند روایت تھی اور نظم لکھنے کے سبھی اوزاروں سے مسلح تھے ۔ اس لیے اچھی شاعری بھی کر سکے ۔ لیکن عوامی شاعری خصوصاً کسانوں کی شاعری نہ لکھ سکے ۔

ہندی زبان اور ادب پر اس کے برعکس ۱۹ویں صدی سے ہی یہ الزام عائد کیا جاتا رہا ہے کہ گنوار بھاشا ہے ۔ ہندی والے یہ ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے کہ یہ گنوارو نہیں ہے ۔ اور ثبوت پیش کرنے کے لیے سنسکرت کا سہارا لے رہے تھے ۔ لیکن چونکہ ہندی کے بیشتر حمایتی ادیبوں کا تعلق اردو کے ادبا و شعرا کی بہ نسبت گاؤں سے زیادہ تھا اس لیے وہ اپنا اپنے گنوارپن کو جھٹک کر الگ تو نہیں کر سکتے تھے ۔ یہ سلسلہ چلا اور چھایاواد نے گنوارپن کی چھاپ کو بڑی مشکل سے صاف کیا تو ترقی پسند تحریک کے دوران پانسہ اُلٹا ہو گیا ۔ پہلے جو سب سے بڑی تسلیم کی جاتی تھی وہ سب سے بڑی خرابی ہو گئی ۔ عوامی رجحان سے

MAHAVIR MELODIES

آسام ، میگھالیہ ، تریپورہ ، اروناچل پردیش ، ناگالینڈ ، میزورم کی دلکش اور مسحور کن موسیقی اور منی پور کی ملکۂ ترنم شریمتی لیشن رام سیما کی آواز میں عظیم گیت کار فلم رائٹرس ایسوسی ایشن کی مینجنگ کمیٹی کے ممبر اور آکاشوانی کے منظور شدہ فن کار کملا کانت جین کے ہندی گیت جن کو منی پوری دھنوں میں باندھا اور گایا ہے خود ملکۂ ترنم نے ——— عالم موسیقی میں ایک دھماکہ ایک مہکتا گلدستہ ۔ یقین نہ ہو تو سن کر دیکھیے ۔ اس دہے کی عظیم دریافت

چاند آگیا بانہوں میں

یہ نغمہ ریز کیسٹ آج ہی اپنے میوزک ڈیلر سے خریدیے ——— مبلغ ۴۸ روپے (بشمول ڈاک خرچ) کا بینک ڈرافٹ / منی آرڈر ہم سے طلب کریں ۔

ے یہ کوئی مشکل کام نہ تھا اور انھوں نے اس سلسلے یابی حاصل کی۔ ناگارجن، تری لوچن وغیرہ کی زندہ ہو اٹھا۔ لیکن شہر کے متوسط طبقہ تک وہ سکے جیسے اردو کے شاعر پہنچ گئے تھے۔ دراصل کے دوران کی شاعری اس بات کا بہتر ثبوت ہو ہندی کے شاعر باہمی طور پر ایک دوسرے سے ہیں۔

ری کے میدان میں ہندی اور اردو کا رشتہ ۱۹ ویں صدی تھا۔ لیکن نثر کے میدان میں یہ رشتہ فورٹ ولیم کالج کے شروع ہوگیا تھا۔ رانی کیتکی کی کہانی (۱۸۰۸ء) لکھتے ہاں انشا، اور باغ و بہار (۱۸۰۱ء – ۱۸۰۲) لکھتے کوشش یہی تھی کہ عام بول چال کی زبان میں نثر لکھی کوئی کہانی ایسی لکھنی چاہتے تھے جس میں ہندی چھٹ پٹ نہ ملے۔ تو میرامن 'باغ و بہار' کو ٹھیٹھ ہندوستانی اردو کے لوگ ہندو مسلمان، عورت مرد، لڑکے بالے ناچاہتے تھے۔ اس طرح رسم الخط کے فرق نے نثر کے میدان وہ نہیں کیا جو شاعری کے میدان میں ادا کیا۔ اس کی جہ یہ تھی کہ شاعری میں فارسی صنف ادب یعنی غزل نے تسلط قائم کر رکھا تھا اور ہندی کے ادیبوں کو جس طرح ایسی صورت حال نثر میں نہیں تھی۔ دونوں زبانوں کی یک وقت میں، ایک ساتھ اتنا مل جل کر شروع ہوا کہ اردو کی تخلیقی نثر کو ایک دوسرے سے جدا کر کے تقائی سفر کو نہیں سمجھا جا سکتا اور رسم الخط اختلاف کا بنتا۔

ہندی ادب کے بابائے نثر پریم چند پہلے اردو میں ور ان پر اردو ادب کے ان سے پہلے کے ادیبوں مثلاً ین آزاد، الطاف حسین حالی، نذیر احمد، مولانا شبلی نعمانی، تھ سرشار، مولانا عبدالحلیم شرر، مرزا ہادی رسوا، وغیرہ اثرات تھے بلکہ انھوں نے ٹکسالی نثر کی روایت کو جذب کرلیا د کو اردو نثر کی روایت کا مطالعہ کیے بغیر سمجھ پانا مشکل ہے۔ نے چندر کانت سنتی کے بعد نہیں بلکہ نذیر احمد، سرشار کے بعد اپنا سفر شروع کیا تھا۔ ان پر ان لوگوں کے اثرات ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک خاص حد تک یہ اثرات ان س کے بعد اس سے بری ہوگئے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ظیم ادب کی تخلیق ہرگز نہ کر پاتے۔ سچ کہا جائے تو پریم چند ردو کے باہمی ادبی لین دین کی علامت ہیں۔ اور ان کی کا ایک بہت بڑا راز اسی میں پنہاں ہے۔ آج اس بات ضرورت ہے کہ ہندی اردو ادب کے امداد باہمی کے فروغ دیں۔ اور ایک دوسرے سے وہ سیکھیں جو زبانوں کے ادب کی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ جیسا کہ چکا ہے یہ دونوں زبانیں ایک دوسرے سے اس حد تک ہیں کہ ان کی الگ الگ نہ کوئی تاریخ ہے اور نہ وجود ہے۔

وجاہت

ہندی

معہ ملیہ اسلامیہ۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

عرب اسرائیل تعلقات

جمیل مہدی

اس دنیا میں آج سے زیادہ علم کبھی نہیں تھا، آج سے زیادہ آبادی کبھی نہیں تھی، آج سے زیادہ ترقی اور خوشحالی کے امکانات کبھی نہیں تھے۔ نسل انسانی کے عروج اور اسرار فطرت کی کھوج اور کامیابیوں کی توقعات کبھی نہیں تھیں۔ اس اعتبار سے ہماری آج کی دنیا اتنی وسیع و عریض ہوگئی ہے اور علوم و فنون اور انسانی آبادی کے گوشوں سے اتنی پھیل گئی ہے جس کی کوئی مثال اس سے پہلے کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

دوسری طرف یہ صورت ہے کہ سائنس اور اس کی نت نئی ایجادوں نے فاصلے کم کر دئے ہیں۔ ان ولولہ انگیز ایجادوں کی مدد سے انسان اس دنیا کو اپنے حوصلوں کے مقابلہ کم اور تنگ پا کر نت نئی دنیاؤں کی تلاش میں خلائے بسیط کے چکر لگا رہا ہے اور ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے انسانی ذہن کی رسائی اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ زمین کے دور افتادہ گوشے اپنی طنابیں توڑ کر ایک دوسرے سے آملے ہیں۔ کسی ایک جگہ پتہ کھڑکتا ہے تو اس کی آواز دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس طرح سنائی دیتی ہے جیسے یہ واقعہ گھر کے صحن میں پیش آیا ہو۔ اس اعتبار سے یہ دنیا سکڑ کر اتنی مختصر اور اتنی چھوٹی ہوگئی ہے کہ اس کی بھی کوئی دوسری مثال اس سے پہلے کی تاریخ میں موجود نہیں۔

ن متضاد عوامل اور اس مختلف صورت حال کی بدولت اب جنگ و امن اور ملکوں کے محدود مسائل نہیں رہے، ساری دنیا کے ساتھ مربوط اور مشترک ہوگئے ہیں، زمانے کے نئے انداز نے جو نئے راگ اور نئے ساز پیدا کئے ہیں ان کی بدولت اس دنیا کا مستقبل، فنا اور بقا زندگی اور موت، نسل انسانی کی بے مثال ترقی اور نابودگی کے فیصلہ کن مرحلہ پر آکھڑا ہوا ہے۔ جنگ اور امن کے محدود رقبہ تک محدود نہ رہ کر ساری دنیا سے متعلق ہو جانے کے بعد اب اس بات پر یقین کرنے کا سوال ہی ختم ہوگیا ہے کہ کسی دور افتادہ خطہ میں جنگ اور تصادم جنگل کی آگ کی طرح ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے گا۔ جوں جوں دنیا آگے بڑھتی گئی ہے اور ترقی کرتی گئی ہے نئے نئے تباہ کن آلات اور اسلحہ جات کی ایجاد کرتی گئی ہے۔ اس اعتبار سے جنگوں کے اثرات ہلاکتوں کی تعداد اور نقصانات اور تباہی کی تعداد بڑھتی چلی گئی ہے۔ گذشتہ سالوں میں دو عالمگیر جنگوں کے تجربے نے اس دنیا کو جو سبق سکھایا ہے اس کے پیش نظر نسل انسانی کے مکمل طور پر نیست و نابود ہونے کا خطرہ مول لے کر ہی کسی تیسری عالم گیر جنگ کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔ جوں جوں جنگ کی ہولناکی اور دہشت بڑھتی جاتی ہے امن کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور قیام امن کی ضرورت ناگزیر ہوتی جاتی ہے۔

گذشتہ جنگ عالمگیر میں جو اب سے ۳۸ برس پہلے ختم ہوئی تھی۔ چار کروڑ کے قریب آدمی مارے گئے تھے دس کروڑ کے قریب زخمی ہوئے تھے۔ بمباری اور گولہ باری سے اتنے شہر ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہوئے تھے کہ ایک ہزار نئے شہر جدید ساز و سامان کے ساتھ اس دولت سے تعمیر کئے جا سکتے تھے جو بارود اور دھوئیں کی آگ سے جھلس کر خاک ہوگئے اور خوفناک ہلاکت اور دہشتناک تباہی کی یہ حالت اس وقت ہوئی تھی جبکہ دنیا میں ایٹم بم نہیں بنا تھا۔ آج دنیا میں نیوکلیائی بموں کے جتنے ذخیرے ہیں، اگر ان کا استعمال ہو تو اس دنیا کی موجودہ آبادی کو تین بار زندہ کر کے تین بار تباہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسی خوفناک صورت حال میں جہاں کہیں صف آرائی ہوتی ہے تصادم کا خطرہ ہوتا ہے، امن کی خرابی اور جنگ کی چنگاریوں کا اندیشہ جاگتا ہے تو ساری دنیا عاقبت اور انجام کے خوف سے کانپنے لگتی ہے۔ ایسی نازک فضا اور ایسے فیصلہ کن ماحول میں سب سے زیادہ خطرہ غیر ذمہ دار ملکوں سے ہے، اور ایسی قوموں سے ہے، جو تشدد جنگ اور دہشت پسندی کے ذریعہ

مسائل کے حل کرنے پر یقین رکھتے ہیں اور ایسے ملکوں میں مشرقِ وسطیٰ کا نوزائیدہ ملک اسرائیل ایک نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

ایک ایسے خطہ میں جہاں یہودی آبادی کا تناسب تقریباً دو فیصدی تھا اور ایک ایسے علاقے میں جہاں عربوں کی ایک قوم کے سوا دوسری کوئی قوم تک موجود نہ تھی اسرائیل کی ریاست کا قیام ساری دنیا کے لئے شاید سب سے بڑے عجوبہ کی نوعیت رکھتا ہے۔ اس ترقی یافتہ دنیا کے اصول جہاں بانی اور سیاست رانی اور حکمت عملی کا اس سے بڑا کوئی ثبوت نہیں کہ کسی علاقہ کو فتح کئے بغیر کسی علاقہ کے لوگوں کی مرضی تک معلوم کئے بغیر کسی کسی علاقے کی پوری کی پوری آبادی کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر اس علاقے میں اسرائیل کی ایسی سلطنت محض ڈپلومیسی اور بین الاقوامی چالوں کی بنا پر قائم کرائی گئی جو اپنے قیام کے پہلے دن سے اب تک اس علاقے میں امن کے بجائے جنگ کی چنگاریاں بکھیر رہی ہے۔

حالانکہ اسرائیل کی سلطنت ہندوستان کی آزادی سے بھی ۵ مہینے پہلے قائم ہو چکی تھی، لیکن ہندوستان نے اس کی مخالفت ہی قوموں کی خود مختاری کے اصول کے تحت آواز بلند کی تھی اور گاندھی جی ان لوگوں میں ایک تھے جنہوں نے بین الاقوامی ڈپلومیسی کی بدولت عرب قوم کے بیچوں بیچ ایک اجنبی قوم کو لاکر بسا دینے اور اسے ایک باقاعدہ سلطنت کے طور پر قائم کرنے کے اقدام کی صاف الفاظ میں مخالفت اور مذمت کی تھی۔ لیکن قوموں کی آزادی، خود مختاری اور اندرونی معاملات میں دخل نہ دینے کے اصولوں کو وضع کرنے والی ان بڑی قوموں نے جو دوسری عالمگیر جنگ کے فاتحین کی حیثیت سے اس دنیا کی زمامِ اقتدار سنبھالنے کا اپنے آپ کو مستحق سمجھ رہی تھیں، نہ صرف اسرائیل کی سلطنت کو عرب علاقے کے قلب میں تعمیر کیا بلکہ اس کے وجود کی بقا اور اس کے تحفظ کی ذمہ داری بھی اپنے ہاتھ میں لے لی۔

اور اب اسرائیل عرب علاقے میں اس حالت میں بیٹھا ہے کہ چاروں طرف پھیلے ہوئے عرب ملکوں میں کوئی ملک اس سے محفوظ نہیں۔ ایک ایسی قوم اور ایک ایسے ملک کی حیثیت سے اس نے دنیا میں اپنا تشخص اور انفرادیت قائم کی ہے جو دہشت پسندی، تشدد اور جنگ اور رانچیزوں کے استعمال سے اپنی حدود میں توسیع کرتے چلے جانے کی دھن میں روزِ اوّل سے لگا ہوا ہے۔ اسرائیل کی طرف سے بغیر کسی اشتعال کے عراق کے ایٹمی کارخانے اور شطیلہ میں ان فلسطینی پناہ گزینوں کا قتل عام کیا گیا جنہیں نئی حکومت کی حدوں سے خود اسرائیل نے دہشت انگیزی کے ذریعہ یہودی آبادی کے لئے زیادہ جگہ فراہم کرنے کی غرض سے باہر نکال دیا تھا۔

تشویش ناک بات یہ ہے کہ اسرائیل اپنی موجودہ سرحدوں پر بھی قانع نہیں ہے بلکہ نیل سے فرات تک کے علاقہ پر قبضے کا منصوبہ علی الاعلان ظاہر کرتا رہا ہے اور اس سے بھی زیادہ تشویش ناک بات یہ ہے کہ اسرائیل کی تشدد پسندی اور جنگجویانہ رویّہ کی بدولت ایسے علاقے میں جنگ اور تصادم کا خطرہ ہر وقت لگا رہتا ہے۔ جو دنیا کے سب سے زیادہ پٹرول پیدا کرنے والا علاقہ ہے اور پٹرول کی وجہ سے اس علاقہ میں نہ صرف عرب اور اسرائیل کے متحارب فریقوں بلکہ بین الاقوامی سیاست کی رقیب اور فریق بڑی عالمی طاقتوں کے مفاد میں زبردست ٹکراؤ موجود ہے اور اس ٹکراؤ کی بدولت ریشہ دوانیوں کا سب سے بڑا مرکز بن گیا ہے اور عرب اور اسرائیل کی حکومتوں کی حیثیت شطرنج کے مہروں کی ہو کر رہ گئی ہے

یوں تو دنیا میں ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ میں درجنوں ایسے حساس علاقے ہیں جہاں جنگ اور تصادم کی حالت اور اس حالت میں نتیجہ میں تصادم کا خطرہ اور تصادم کی صورت میں دنیا کی بڑی قوتوں کے آپس میں ٹکرا جانے کا خوف اندیشہ موجود ہے، اور گذشتہ بیس برسوں میں کئی بار کئی جگہ ایسے سنگین اور خوفناک مراحل سے گذر چکی ہے۔ مثال کے طور پر کوریا اور کیوبا میں۔ کہ اس دنیا میں تیسری جنگ کا آغاز۔ اور ایٹمی جنگ۔ بس دنوں اور گھنٹوں میں معلوم ہونے لگی تھی، لیکن بنی نوعِ انسان اور خود اپنی عاقبت کے خیال سے بڑی طاقتوں کے مدبر اس جنگ کو ٹال دینے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن مشرقِ وسطیٰ میں یہ خطرہ زیادہ تشویش انگیز اور زیادہ خوفناک اس لئے ہے کہ اسرائیل کے لیڈر علاقائی اور عالمی امن کے مقابلہ میں اپنے قومی مفاد اور توسیع پسندی سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور کسی بھی طرح غیر ذمہ دارانہ اقدامات سے دریغ نہیں کرتے۔ ان کے اس بے یقین رویّے اور ناقابلِ اعتبار طرزِ عمل کی بدولت مشرق وسطیٰ کا علاقہ دنیا کا سب سے خطرناک اور حساس علاقہ بن گیا ہے۔ اور ایسا معلوم ہونے لگا ہے کہ اس دنیا کی سلامتی اور نسلِ انسانی کی بقا ہی اس سوال پر منحصر ہو کر رہ گئی ہے کہ یہاں مستقل امن قائم ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جمیل مہدی (آکاشوانی لکھنوے نشر)
ایڈیٹر روزنامہ عزائم لکھنو ۲۲۶۰۱۸

عزیز سامعین

طباعت، کاغذ اور دیگر متعلقہ اخراجات میں مجموعی طور پر اضافے کے سبب ہم اپنے پندرہ روزہ جریدے آواز کی قیمت میں اضافہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یکم دسمبر ۱۹۸۳ء کے آواز کے شمارے کے ساتھ آئندہ ایک کاپی کی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ بادی النظر میں بے شک یہ اضافہ صد فیصد محسوس ہوتا ہے لیکن بازار میں مہیا دیگر رسالوں اور اخبار کے مقابلے ایک روپیہ قیمت نہایت کم ہے۔

ہمیں امید ہے آپ کا تعاون ہمیں حسب سابق ملتا رہے گا اور بہتر سے بہتر مواد آپ تک پہنچانے کے لیے ہم ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔ شکریہ۔

سالانہ قیمت

ایک سال —— ۲۰ روپے ◎ دوسال —— ۳۵ روپے

قومی یکجہتی
تاریخ کے آئینے میں

ہندوستان کی طویل تاریخ کے د...
مختلف نسلوں اور قبی...
لوگ اس ملک کی سرحد میں داخل ہوتے رہے...
اس کے علاقوں میں آباد ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ...
عیسوی کی ابتداء سے قبل شروع ہوا اور مختلف...
مدتوں کے وقتوں کے ساتھ جاری رہا۔ با...
لوگوں کی آمد فوجی حملوں یا قبائیلی ہجرت دونوں...
پر ہوئی۔ مگر عموماً اس طرح کی نقل آبادی قلیل...
ہوا کرتی تھی۔ کسی خاص علاقے میں بسنے والے چ...
کی ہجرت کے بعد یہ سلسلہ بند ہو جاتا اور باہر...
ہوئے یہ افراد اپنے قدیم مرکز سے بالکل کٹ کر...

اس سلسلے کی ایک اہم کڑی اس ملک...
مسلمانوں کی آمد تھی۔ ابتدائے اسلام سے قبل...
عربوں کے ساتھ ہندوستان کے تجارتی تعل...
تھے۔ بعد میں تاجروں، سیاحوں اور صوفیو...
آمد انفرادی طور پر ہوتی رہی۔ آٹھویں صدی...
میں سندھ پر عربوں کا حملہ ایک دوسری نوعیت...
واقعہ تھا۔ اس سے ہندوستان میں عرب مس...
کی حکومت اور اسلامی تہذیبی اثرات کا آ...
بعض مورخین کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ...
بے معنی اور بے اثر فتح تھی۔

پھر بھی یہ صحیح ہے کہ سیاسی اعتبار سے...
کے اثرات محدود رہے۔

۱۲ ویں صدی کے اواخر میں بیرونی حم...
ایک نیا دور شروع ہوا جس میں وسط ایشیا...
قبیلے پیش پیش تھے اور جس کے نتیجے میں دہلی...
کا قیام ۱۲۰۶ میں ہوا۔ شمالی ہندوستان...
پھر بعد میں جنوبی ہندوستان میں ترک او...
مسلم شاہی خاندانوں نے حکومت کی جڑیں...
کیں۔ اس وقت تک اسلامی اقتدار اور ا...

ڈاکٹر قیام الدین احمد

، اپنے تعمیری عہد کو پار کر چکی تھی۔ ہندوستان
سانوں کا یہ نیا حکمراں طبقہ اپنے مذہبی عقائد
اشرے کی تنظیم کے اعتبار سے بہت حد تک
تھا۔ دوسری جانب ہندوستان کی اپنی ایک
ر ترقی یافتہ تہذیب تھی۔ ان دونوں ترقی یافتہ
ں کا باہمی تعلق اور ایک دوسرے سے اثر پذیری
ا دلچسپ اور سبق آموز موضوع ہے۔ سیاسی سطح
ہوتا رہا ہے اور جنگیں ہوتی رہی ہیں مگر متعدد دیگر
ں پر باہمی اثرات پذیری کا عمل بھی جاری رہا گرچہ
، ظاہر اور نمایاں نہیں ہوتا۔ باہر سے آئے مسلمان
س گئے۔ یہاں کے رسم و رواج کو قبول کیا۔ مقامی
ے کے بہت سارے پہلوؤں سے متاثر ہوئے اور
ہ مداح بن گئے۔ اس کا ثبوت اس دور کے مصنفین
رخین کی تحریروں، صوفیاء کے ملفوظات و مکتوبات
و فن اور طرزِ تعمیر کے نمونوں میں ملتا ہے۔

اسلامی معاشرہ اور تہذیب عالمی نوعیت کی ہے
ا سیاسی تنظیم یعنی خلافت بھی عالمگیر تھی۔ بعد میں جب
یا استحکام منتشر ہو گیا اور عالمِ اسلام میں مختلف
تیں قائم ہو گئیں ـــــ جن میں دہلی سلطنت بھی ایک
ـــــ تب بھی ان سلطنتوں کی بنیاد الگ الگ
ا خاندانوں پر قائم تھی۔ قومیت کے نظریے پر نہیں۔
یت کے نظریے کی ابتدا ۱۹ویں صدی میں مغربی یوروپ
ہونے کی۔ قومیت کے اس تصور کے تحت ایک
وص جغرافیائی علاقے اور ماحول میں رہنے والے
، زبان کے بولنے والے اور ایک مشترکہ ثقافت اور
ایات کے حامی۔ ایک قوم کے افراد مانے جاتے ہیں اور
کی بقا اور اظہار کے لئے ایک علیحدہ سیاسی تنظیم، ایک
یا ریاست، ضروری سمجھی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ قومیت کا
تصور اسلامی عالمی تہذیب اور اقدار سے بالکل مختلف
، شاید یہی وجہ ہے انگریزی لفظ NATIONALISM

کا صحیح عربی متبادل لفظ نہیں ملتا۔ بہر حال ۱۹ویں صدی کے دوران قومیت کی لہر عالم اسلام میں بھی پھیلی اور دیگر اسباب کے ساتھ مسلم قومی ریاستوں کی تشکیل کا ایک سبب بنی۔ موجودہ دنیا کے زیادہ تر ممالک قومی ریاستوں کے طور پر بنے ہیں۔ پھر بھی دنیا کا سیاسی نقشہ مکمل طور پر قومی سرحدوں کے مطابق نہیں بن سکا ہے۔ بعض ممالک میں نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتیں سیاسی علیحدگی کا دعویٰ کر رہی ہیں۔ پھر کچھ بڑے ممالک ایسے ہیں جہاں دو یا اس سے زیادہ مختلف معاشرے اور مذاہب والے لوگ آباد ہیں۔ ایسے معاشروں کو PLURAL SOCIETIES کہتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی یہ صورت پائی جاتی ہے۔ بڑی تعداد کی اقلیتوں والے ایسے ممالک میں قومی اور تہذیبی یکجہتی ایک اہم مسئلہ ہے۔

باہمی تہذیبی اثرات کے عمل کے متعلق پہلے اکثر ماہرینِ سماجیات کا خیال تھا کہ یہ عمل بہت حد تک یک طرفہ ہوتا ہے اور قوی، ترقی یافتہ، معاشرہ، کمزور ترقی پذیر معاشرے کو متاثر کرتا ہے۔ یہ لوگ یعنی پھیلاؤ اور نفوذ کے نظریے کے قائل تھے، مگر اب اس رجحان میں تبدیلی آئی ہے اور اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ اثر پذیری کا یہ عمل لازمی طور پر یک طرفہ نہیں ہوتا۔ ناپ تول کر یہ کہا نہیں جا سکتا کہ کس نے زیادہ دیا اور کس نے زیادہ قبول کیا مگر یہ ضرور ہے کہ لین دین دونوں جانب سے ہوتا ہے۔

ہندوستان کی تاریخ میں ہمیں اس بات کے واضح نشانات ملتے ہیں۔ میں نے ابھی ذکر کیا کہ عہدِ وسطیٰ کے ہندوستان کی تحریروں، پوشاک و خوراک رہن سہن کے طریقوں، فن و ادب اور طرزِ تعمیر کے نمونوں میں یہ عمل صاف ظاہر ہوتا ہے۔ تفصیلات کا یہ موقع نہیں، مگر مختلف میدانوں میں مجموعی طور پر اس کی نشان دہی کی جا سکتی ہے۔

امیر خسرو ہندوستان اور ہندوستانیوں کی تعریف میں زورِ قلم دکھاتے ہیں۔ صوفیاء کرام اپنی مجلسوں میں سوالات کے جواب میں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مقامی رسم و رواج اور طور طریقوں کو قبول کرنے میں کوئی مذہبی قباحت محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ دوسری جانب بھکتی تحریک کی ابتدا اور اس سے متعلق بعض ممتاز شخصیتوں خصوصاً کبیر اور گرونانک کے افکار میں اسلامی اثرات بہت نمایاں ہیں۔ عہدِ وسطیٰ کے راجپوت اور دیگر ہندو شاہی گھرانوں کی طرزِ رہائش، عمارات اور انتظامیہ میں مغل سلطنت کے اثرات واضح ہیں۔

اس عہد کی طرزِ تعمیر کے لئے ہند اسلامی طرزِ تعمیر کی اصطلاح سے ہی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس طرز میں مقامی اور بیرونی اثرات کا ایک متناسب اور حسین امتزاج ہے۔ اسلامی فنِ تعمیر سے متعلق خصوصیات مثلاً گنبدوں، محرابوں اور میناروں کی تعمیر اور ہندوستانی فنِ نقاشی ـــــ پتھروں، اینٹوں اور چونے کی پلاسٹر شدہ سطحوں پر پھول پتیوں، اقلیدسی شکلوں اور جالیوں کا بکثرت استعمال۔ یہ چیزیں اس دور کی عمارتوں میں اب بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

اردو زبان اور ہندوستانی سنگیت کا ارتقاء باہمی اثرات کے اس عمل کا ایک اہم اور جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ جس سے ہم آج بھی فیض یاب اور لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ سلسلہ جاری رہا اور نتیجے کے طور پر ایک مشترکہ تہذیب پروان چڑھی بعض مورخین اس بات کے قائل نہیں کہ ایسی کوئی مشترکہ تہذیب واقعی تشکیل پذیر ہوئی، لیکن جو چند مثالیں سرسری طور پر پیش کی گئیں، اُن کی بنا پر یہ اعتراض زیادہ قابل قبول نہیں معلوم ہوتا۔

تہذیبی یکجہتی اور مقامی اثرات کی قبولیت کی ایک عمدہ مثال ہمیں بابر اور بہادر شاہ ظفر کی زندگیوں میں ملتی ہے۔ سلطنت مغلیہ کے بانی، بابر نے اپنی زندگی کا تقریباً سارا حصہ وسط ایشیا میں گذارا تھا اور صرف آخری چند سال ہندوستان میں۔ اگرچہ وہ ہندوستان کی بعض باتوں، مثلاً موسم برسات کا لطف اور یہاں کے کاریگروں کی ہنرمندی وغیرہ کی تعریف کرتا ہے۔ مگر اپنی خود نوشت ڈائری "توزک بابری" میں وہ اکثر اپنے آبائی ملک اور مانوس معاشرے کو یاد کرتا ہے اور اپنے وطن لوٹ جانے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ بابر کے ہی خاندان کا ۳۰۰ سالوں بعد کا ایک فرد اور سلطنتِ مغلیہ کا آخری تاجدار، بہادر شاہ ظفر تھا، جو ۱۸۵۷ کی جنگِ آزادی کے بعد رنگون جلاوطن کر دیا گیا اور مرنے کے بعد وہیں دفن ہوا۔ اس کا وہ مشہور شعر آپ سب نے سنا ہوگا جس میں وہ خاکِ وطن میں جگہ نہ پائے پر اپنی بدنصیبی پر اظہارِ افسوس کرتا ہے۔

کتنا ہے بدنصیب ظفر دفن کے لئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

بابر اور بہادر شاہ ظفر کے احساس کے یہ دو نمونے تہذیبی اور قومی یکجہتی کے طویل اور مسلسل عمل کو بہت خوبصورت اور موثر طور پر پیش کرتے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی

ماجھی ہمت ہار نہ دینا، کر تو ذرا پتوار بلند
عزم کے آگے طوفاں کیا شئے کشتی سے کب دھار بلند

فن محدود نہیں ہے یارو، رنگوں اور لکیروں میں
دل کے لہو کی آمیزش سے ہوتا ہے فن کار بلند

(اردو سروس سے)

اردو ناول کے دس سال

ابوالکلام قاسمی

دس سال کا عرصہ کسی ادبی صنف کے جائزے کے لئے قابلِ لحاظ مدت اس اعتبار سے ہے کہ اس عرصہ میں کسی مخصوص صنف کی رفتار اور اس کے رجحانات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور ناقابلِ لحاظ اور ناکافی عرصۂ وقت یہ اسلئے ہے کہ اتنی کم مدت میں لکھے جانے والے ادب پارے ادبی ارتقاء کا صحیح پس منظر فراہم نہیں کر سکتے ——— اردو ناول کے دس سالہ جائزے میں میری کوشش یہ ہوگی کہ اس زمانے میں شائع ہونے والے ایسے ناولوں کو ضرور زیرِ بحث لایا جائے جو فنی اور ادبی قدر و قیمت کے اعتبار سے ناول کی تاریخ میں کسی اہمیت کے حامل ہیں۔

دنیا کی بیشتر زبانوں میں ایسے ہزارہا ناول لکھے جاتے ہیں جو ادبی اہمیت نہ رکھنے کے باوجود عوام میں مقبول ہوتے ہیں اور مختلف انسانی طبیعتوں کے تفنن کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ چنانچہ اردو میں بھی جاسوسی، تفریحی، بازاری اور عام معنوں میں رومانی ناولوں کی اشاعت شب و روز عمل میں آتی ہے مگر اس جائزے میں ان انواع و اقسام کے ناول ہمارے دائرۂ بحث سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ اس لئے آیئے ہم ادبی اور فنی قدر و قیمت کے حامل ناولوں پر ایک نظر ڈالیں اور اندازہ لگائیں کہ گذشتہ دہائی میں شائع ہونے والے ناول، ناول نگاری کے کن رجحانات کی عکاسی کرتے ہیں۔

اردو ناول کے دس سال پر نظر ڈالتے ہوئے ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ پچھلی دو تین دہائیوں میں ہمارے یہاں آگ کا دریا، ٹیڑھی لکیر، میرے بھی صنم خانے، ایسی بلندی ایسی پستی، اداس نسلیں، آنگن، خدا کی بستی، خون جگر ہونے تک، علی پور کا ایلی، شام اودھ، تلاش بہاراں، آبلہ پا، انتظارِ موسمِ گل، شب گزیدہ، اور سنگم جیسے مختلف انداز اور متنوع رجحانات رکھنے والے ناول شائع ہو چکے ہیں۔ ان ناولوں کا ذکر اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ آیا پچھلے دس برسوں میں شائع ہونے والے ناول صرف روایتی میلانات کا تتبع ہیں یا اس روایت سے انحراف اور اس کو توسیع کی صورتیں بھی ناول نگاری کے ہی مرحلے پر نمودار ہوتی ہیں ——— یہاں یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ مذکورہ ناولوں کے بیشتر ناول نگاروں نے پچھلے دس برسوں میں اپنے گذشتہ ناول پر کوئی خاص اضافہ نہیں کیا۔ البتہ صفِ اوّل کے ناول نگاروں میں صرف ایک ناول نگار نے اپنے تخلیقی سفر کو اسی شان اور سطح سے جاری رکھا جو اس کے پہلے ناولوں سے قائم ہوئی تھی۔ میری مراد آگ کا دریا سفینۂ غم اور میرے بھی صنم خانے کی مصنف قرۃ العین حیدر سے ہے کہ اس دہائی میں آخر شب کے ہم سفر، اور کارِ جہاں دراز ہے، کے نام سے موصوفہ کے دو ناول شائع ہوئے ہیں ——— عبداللہ حسین جو اداس نسلیں کیساتھ خاصی آن بان اور چونکا دینے والے انداز کے ساتھ اردو کے ادبی منظر نامے پر نمودار ہوئے تھے، عرصے تک خاموش رہے، پچھلے دنوں "باگھ" کی اشاعت کے ساتھ ان کی خاموشی ٹوٹی ہے مگر اس طرح کہ باگھ میں نہ تو اداس نسلیں کی سطح برقرار رہ پائی اور نہ اسے کسی اور نقطۂ نظر سے اہمیت حاصل ہوتا نظر آتا ہے ——— اداس نسلیں میں ظاہر ہونے والا سماجی شعور، دانشورانہ انہماک اور سیاسی اور تمدنی بصیرت باگھ میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی اس کے برخلاف رضیہ فصیح احمد، جمیلہ ہاشمی اور عصمت چغتائی نے اپنا سفر جاری رکھا ہے اور کم و بیش اپنے معیار اور اعتبار کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے ——— عصمت چغتائی کا امتیاز پہلے بھی زبان و بیان میں مضمر تھا اور ان کے نسبتاً نئے ناول "ایک قطرہ خون" میں بھی موصوفہ کا یہ امتیاز ہی نمایاں نظر آتا ہے۔ عصمت چغتائی نے ہر چند کہ "ایک قطرۂ خون" کی کہانی کی بنیاد واقعۂ کربلا پر رکھی ہے مگر انیس کے مرثیوں سے استفادہ

کرنے کے باوجود کربلا کے حادثے کو صحیح معنو
ایک بڑے ناول کا روپ دینے میں ناکام رہی
لکھتی ہیں کہ ———

"یہ ان بہتر انسانوں کی کہانی ہے جنہوں
انسانی حقوق کی خاطر سامراج سے
ٹکر لی ——— یہ چودہ سو سا
پرانی کہانی آج کی کہانی ہے، کہ آج
انسان کا سب سے بڑا دشمن انسان ک
ہے ——— آج بھی اجالا اندھیر
سے برسرِ پیکار ہے"

پیش لفظ کا یہ حصہ اپنے اندر غیر معمولی
کا حامل ہے جو توقعات ناول سے پوری نہیں
جمیلہ ہاشمی کا ناول روحی اور چہرہ بہ چہرہ رو
بہاراں سے اگلی منزلوں کا سراغ دیتا ہے
روحی موضوعاتی اور فنی حیثیتوں سے ایک مکمل
ناول ہے وہاں چہرہ بہ چہرہ، روبرو، مصنف
اور موضوع کو اپنے مخصوص انداز سے برتنے کا
بن گیا ہے کہ اس موضوع پر پہلے سے عزیز احمد
زریں تاج' موجود ہے اور جمیلہ ہاشمی کو یہاں
ہوئے موضوع کو نیا سیاق و سباق فراہم کرنا
ناول ایران کی دانشور خاتون شاعرہ قرۃ العی
کی زندگی اور شخصیت کو آج کے ایران کے تنا
کرتا ہے ——— رضیہ فصیح احمد کا نیا نا
"آزارِ عشق" ایک نیم رومانی اور نیم مزاحیہ ناو
جو خوشگوار بیان اور محبت کے موضوع کو
دلچسپ پلاٹ میں ڈھال کر اپنی انفرادیت کے
پیش کرنے کے سبب ایک قابلِ ذکر ناول قرار د
سکتا ہے۔

گذشتہ دس سالوں کے چند اہم ترین
ذکر آگے آئے گا۔ بر دست یہ دیکھا جائے کہ
عرصے میں کچھ ایسے ناول نگار بھی ہمارے سامنے
جو اپنے پہلے ہی ناول سے ناول نگاری کی تاریخ
مخصوص رہ سکتے ہیں۔ اس ضمن میں کئی نام لئے جا
مگر نثار عزیز بٹ، مستنصر حسین تارڑ، فاروق خالد
کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں بعض
نگاروں کا شمار بھی ہونا چاہئے جو افسانہ نگاری حیثیت
بہت اہم ہوتے ہوئے پہلی بار اپنے اہم ناولوں
ناول نگار کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔
انور سجاد اور غیاث احمد گدی کے ناول بالترتیب
خوشیوں کا باغ اور لیکن نے کئی جہتوں سے ہمیں
توجہ مبذول کرنے پر مجبور کیا ہے ———
تارڑ کا ناول 'پہلا پیار کا شہر' بظاہر ایک پاپولر
ہے مگر سفرنامے اور ناول کی تکنیک کی آمیزش
ناول کا دائرہ عمل بہت وسیع ہو گیا ہے جب
کا ناول 'نئے چراغ نہ گلے' میں عصرِ حاضر کی

کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس ناول میں آزادی اور سول نافرمانی کی تحریک کے ساتھ برصغیر کی مرحلے تک بعض ایسے مقامات کو ناول کا موضوع ہے جو تاریخی اہمیت کے ساتھ ادبی وقعت کے ن گئے ہیں۔ فاروق خالد کا ناول 'سیاہ آئینے' نئی پڑنے والی افتاد اور روایت سے کٹے ہوئے روداد سامنے لاتا ہے۔ یہ ناول اس لئے بھی اہم ہے مصنف پاکستان کی اس نسل کا نمائندہ ہے جو کے بعد وجود میں آئی ہے اور جس کا تجربہ پچھلے سے مختلف اور بڑی حد تک منفرد ہے ——— ب کا ناول 'رات'، شاعری اور فکشن کی حدبندیوں رتا ہے ——— اس نوع کے بعض اور ناول ھے گئے ہیں۔ صلاح الدین پرویز کا ناول 'نمرتا' کا شمار ی قسم کے ناولوں میں ہونا چاہئے کہ نمرتا شیو، نیل کنٹھ تا کے اساطیری وجود کو شعری تخلیق کے ساتھ ہم عصر میں پیش کرتا ہے ——— پرویز کا دوسرا ناول ے دن کا تھکا ہوا ایڈیشن' 'نمرتا' کے برخلاف بیانیہ میں لکھا گیا ہے مگر اس کا نقص ناول نگاری کو ثانوی دینے اور مکتوب نگاری کو غالب رجحان بنا کر پیش کرنے میں پوشیدہ اور یہی اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔

انتظار حسین نے یوں تو کئی ناولٹ لکھے ہیں مگر 'بستی' کا پہلا مکمل ناول ہے۔ 'دن'، 'داستان'، اور 'گھوڑے دا' کے عنوان سے انتظار حسین کے ناولٹ شائع ہو چکے 'بستی'، ان کے افسانوں اور ناولٹ کی توسیع ہے۔ مگر سیع تکنیک کی کم اور موضوع کی زیادہ ہے۔ 'بستی' میں ر اور صابرہ کے مرکزی کردار ہیں مگر خاندان کے دوسرے اد بھی منظر نامے پر آتے رہتے ہیں۔ انتظار حسین کی ردار نگاری کا کمال ذاکر میں کم اور صابرہ کی کردار نگاری نہایت فنکاری سے نقطۂ عروج پر پہنچتا ہے۔ برطانیہ کے خلاف جنگ آزادی، تقسیم ہند، فسادات، برصغیر کی لمیں اور سقوط ڈھاکہ تک کو غیر مروجہ پلاٹ اور اپنی بدلی ہوئی یک میں ناول کا روپ دیا گیا ہے۔ تکنیک کے نئے پن کے سب 'بستی' پر بعض حلقوں کی طرف سے اعتراضات بھی ئے مگر ساتھ ہی ادبی حلقوں میں اسے وہ پذیرائی بھی ی جو اس کا جائز حق تھا۔ اس ناول کے نقطۂ ارتکاز کا اندازہ گانے کے لئے یہ بتلانا ضروری ہے کہ مصنف نے اس کی ہانی روپ نگر کا قصہ کے نام سے پیش کی ہے۔

"میں اس شہر کے لئے اور کچھ نہیں کر سکتا۔
دعا کر سکتا ہوں سو کرتا ہوں۔ یہ میرے تصور
میں آباد روپ نگر کے لئے بھی دعا ہے کہ اسے میں
اس شہر سے الگ کر کے تصور میں نہیں لا سکتا
روپ نگر اور یہ شہر میرے اندر گھل مل کر ایک
بستی بن گئے ہیں ———"

خوشبوؤں کا باغ اس دہائی کا اہم ناول ہے۔ یہ نام مشہور مصور ہائرانیمشن بوش کی مشہور زمانہ پینٹنگ GARDEN OF DELIGHTS سے مستعار لیا گیا ہے اور ناول کی بنیاد اس پینٹنگ کے تیسرے پینل 'موسیقی کا جہنم' پہ استوار کی گئی ہے۔ یہ بنیادی طور پر ایک احتجاجی ناول ہے جس میں احتجاج، بغاوت، طنز اور ردِ عمل کی لے اتنی شدید ہے کہ استعاراتی بیان کو اختیار کر کے ہی ناول کو سپاٹ بیان اور صحافت سے الگ کیا جا سکتا تھا۔ انور سجّاد نے اپنی اس ذمہ داری سے بڑی حد تک عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی ہے ——— اس ناول میں کبھی واحد متکلم اپنی حرکات و سکنات سے اپنے شدید جذبے کا اظہار کرتا ہے کبھی تقریر سے اور کبھی مکالمات سے ——— کہیں کہیں طنزیہ اور نیم مزاحیہ پیرایہ اپنایا گیا ہے کہ یہ پیرائے بھی غم و غصہ کا مہذب اظہار بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں ——— انور سجاد کے ناول کو اس کے بیان کی روشنی میں زیادہ بہتر طور پر دیکھا اور پرکھا جا سکتا ہے ———

"میرا مسئلہ شاید بالکل ذاتی نوعیت کا ہے
کہ بدلتی ہوئی حقیقتوں کے ادراک کی کوشش
میں نئی صورتِ حال کے توسط سے نفسِ
مضمون اور ہیئت کے درمیان جمالیاتی
اعتبار سے وہ توازن کیسے قائم رکھا جائے
کہ جس کا ایک پلڑا شمہ برابر بھی جھک جائے
تو فن کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے
میں اپنی کہانیوں میں اس مسئلے سے نبرد آزما
ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ ناول بھی
اس نبرد آزمائی سے مستثنٰی نہیں ———"

(انور سجاد)

جہاں تک ناول کے موضوع اور ہیئت کی ہم آہنگی کا سوال ہے تو شاعری کسی اور حد تک فنونِ لطیفہ کے بیشتر مظاہر میں ہیئت اور وسیلۂ اظہار کی قوت کے بل بوتے پر مواد کے طاقتور ہونے کا تاثر دیا جا سکتا ہے مگر عام فکشن میں بالعموم اور ناول میں بالخصوص بنیادی موضوع، مواد اور زندگی کے بارے میں لکھنے والے کا نقطۂ نظر بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ایسی صورت میں تکنیک اور ہیئت سے اس نقطۂ نظر کے اظہار کا کام تو لیا جا سکتا ہے پردہ پوشی اور التباس آفرینی کا کام نہیں لیا جا سکتا۔ اس زاویۂ نظر سے اگر کسی ناول نگار کے ناول موضوعی اور فنی دونوں اعتبارات سے عظمت کا احساس دلاتے ہیں تو وہ ناول نگار قرۃ العین حیدر ہیں۔ موجودہ دہائی میں قرۃ العین حیدر کے دو ناول شائع ہوئے۔ 'کارِ جہاں دراز ہے' اور 'آخرِ شب کے ہم سفر' ——— 'کارِ جہاں دراز ہے' ایک خود سوانحی ناول ہے جسے موضوع کے اعتبار سے مصنفہ کے خاندانی پس منظر میں لکھی ہوئی ذاتی سرگذشت کہا جا سکتا ہے مگر اپنے فنی برتاؤ کے آئینے میں اس ناول کے جیتے جاگتے اور جانے پہچانے کردار بھی برصغیر کی تاریخ، تہذیب اور اقتدار کے متحرک پیکر بن کر نمودار ہوتے ہیں۔ زندگی اور کائنات کے حقائق اپنے متضاد اور متخالف رجحانات اور قوتوں کے ساتھ انسانی ارتقا کی داستان کی کڑیاں بن جاتی ہیں۔ اس ناول میں انسانی تاریخ اور تہذیب ایک ایسی تعمیم کیساتھ زیرِ بحث آتی ہیں کہ ایک خاندان، ایک معاشرہ اور ایک فرد کی سرگذشت روئے زمین پر پھیلے جانے والے ڈرامے کے نشیب و فراز کا حصہ بن جاتی ہے۔

آخرِ شب کے ہم سفر، قرۃ العین حیدر کا دوسرا ناول ہے جو اس دہائی میں منظرِ عام پر آیا ہے۔ یہ ناول (مصنفہ کے الفاظ میں) بنگال کی دہشت پسند اور انقلابی تحریک ۱۹۴۲ء کا آندولن، مطالبۂ پاکستان، تقسیم ہند اور قیامِ بنگلہ دیش کے تناظر میں لکھا گیا ہے ——— اس ناول میں قرۃ العین حیدر کے دوسرے ناولوں کی طرح ان کا تہذیبی، سیاسی اور تاریخی شعور بروئے عمل آیا ہے ——— 'آخرِ شب کے ہم سفر' پر گفتگو کرتے وقت یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اس کی مصنفہ نے آگ کا دریا جیسا ناول لکھا ہے ——— ظاہر ہے کہ اس پائے کا کوئی ناول لکھنے کے بعد اپنے آپ کو دہرانے اور اپنے اسلوب کا اسیر ہو جانے کا خطرہ بہرحال برقرار رہتا ہے ——— شاید کوئی اور مصنف ہوتا تو اس کے لئے یہ مرحلہ بہت صبر آزما ہوتا۔ مگر قرۃ العین حیدر نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو کسی بھی اعتبار سے دہراتی نہیں بلکہ اپنے اسلوب کو ہر بار ایک نئے اچھوتے اور تازہ کار ذائقے سے آشنا کرتی ہیں۔ برصغیر کی تاریخ کے سلسلے میں بعض مراحل ان کے کئی ناولوں اور افسانوں میں ایک جیسی صورتِ حال کا اشتباہ پیدا کرتے ہیں۔ مگر ہر جگہ مصنفہ کی اسلوبیاتی تازگی ہمیں ایک نئی دنیا اور نئی کیفیات کا سراغ دیتی ہے

سالک لکھنوی

کچھ ایسی باتیں کوئی کرے جو سب کے من کو بھا جائیں ——— کوئی تو ایسا گیت چھڑے وہ جس کو سنیں اور آجائیں
بے تال ہے یہ کیسی سرگم بے لہرا پنچم سہے مدھم ——— جو راگ ہے دیپک اس من میں اس راگ کو کیسے گا جائیں
سب لوٹ لیا سب پھونک دیا پھر اپنے بن کر آئے ہو ——— اب اتنے مورکھ ہم تو نہیں پھر اور بھی دھو کے کھا جائیں
اب چلنا ہے تو چلنا ہے، کیا پاؤں کے چھالوں کو دیکھیں ——— یہ دھرتی اپنی دھرتی ہے کوئی تو ٹھکانا پا جائیں
دکھ کی دھوپ میں چلتے چلتے کتنے ہی پھول بنے ہیں کانٹے ——— پھر سینچیں ہوئے پھلواری، پھر کلیاں نہ اب مرجھا جائیں
یہ میرا لہو، وہ تیرا لہو، یہ میرا گھر، وہ تیرا گھر ——— جو آگ لگی ہے دونوں میں اب مرتے مرتے بجھا جائیں

یہ ڈھیر نہیں ہے مٹی کا، اک سالک تھک کر سویا ہے
کچھ اوس گرا دو پلکوں سے، کچھ پھول یہاں لہرا جائیں

(اردو سروس سے نشر)

'آخر شب کے ہم سفر' جس طرح باغیوں، انقلابیوں اور سربکف جاں فروشوں کو وقت کے ساتھ مفاہمت کرتے اور اپنے رویوں پر نظر ثانی کرتے دکھلایا گیا ہے۔ وہ بہت سے موقعوں پر انقلاب اور بغاوت پر سے ایقان کو متزلزل بھی کرتا ہے اور عبرت بھی بخشتا ہے۔ اس ناول سے بعض نام نہاد انقلابیوں اور روشن خیال ادیبوں کی شکایت اور اپنے جیسوں کی اصل شکل دیکھ کر آئینہ سے خفا ہونے کی مترادف ہے۔ دیپالی سرکار اور ریحان الدین احمد کے درمیان سمجھوتہ کرنے اور اصولوں پر قائم رہنے کی اندرونی کشمکش کرداروں کے اجتماعی المیوں اور طربیوں کی شکل میں انسان کی ازلی اور ابدی تقدیر میں بدل جاتی ہے۔

ناول بدلتے معاشرے اور بدل جانے والے انسانوں کا نباض اور ترجمان کیونکر ہوتا ہے؟ اس کا اندازہ قرۃ العین حیدر کے ناول 'آخر شب کے ہم سفر' کے اس حصے کو سن کر لگائیے جہاں ایک نے مصلحت اور دنیا سے مفاہمت کا رویہ اپنا رکھا ہے اور دوسرا کردار اب تک اپنے اصولوں پر مصر ہے:

" ریحان نے بھی نظریں اٹھا کر جہاں آرا کے کمرے کے دریچے کو دیکھا۔ دیپالی پر نظریں ڈالی اور آنکھیں جھکا لیں کاش ہم ایک دوسرے کی بات سمجھ سکتے۔

دیپالی، جہاں آرا، یاسمین مجید ——— تین مورتیوں میں سے دو بڑی طرح ٹوٹیں۔ دیپالی نے وکرم آدتیہ کے سنگھاسن کی ایک مورتی پر ہاتھ رکھ کر دل میں کہا۔

——— دیپالی! میں نے آج سے پینتیس ۳۵ سال پہلے تم سے آخری بار گانا سنا تھا۔ چندر کنج کے پھاٹک پر۔ اسی طرح گھر دھونے کے وقت۔

" ——— سنا ہوگا۔ مجھے یاد نہیں۔ ریحان تم نے اتنے شرمناک سمجھوتے کیسے کر لئے۔ کلکتے میں بھی اور یہاں بھی" وہ غصے سے جھنجھلا گئی۔

" ——— سمجھوتہ، کیا تم نے نہیں کیا؟ کیا تم نے پورٹ آف اسپین میں سمجھوتا نہیں کیا؟

" ——— میں نے اپنا ضمیر نہیں بیچا ——— "

" ——— یہ بات تم کہہ سکتی ہو" (وہ بھی جھنجھلا گیا) عمر رسیدہ لوگوں میں قوت برداشت کم ہو جاتی ہے ———"

" ——— اچھا چلاؤ نہیں۔ لوگ سنیں گے تو کہیں گے وہ جھکی بڈھے بڑھیا کیوں لڑ رہے ہیں ——— ریحان نے تلملا کر سگریٹ اپنے بوٹ کے نیچے کچلا۔

"یہاں اتنی خون ریزی ہوئی اور نتیجہ کیا نکلا؟ مغربی پاکستان سے آئی ہوئی بورژوازی کو نکال کر ایک نئی بورژوازی نے اس کی جگہ لے لی۔

" ——— شٹ اپ ——— یو آر اے سلی اولڈ وومن۔ یہاں کے حالات سے واقف نہیں، آ جاتی ہیں امریکہ سے نصیحت کرنے ———" ریحان نے جھلا کر کہا۔

پھر وہ مرحلہ آتا ہے جب اپنے اصولوں پر قائم رہنے والی دیپالی سرکار اپنے آپ کو ایک شکست خوردہ انسان سمجھنے پر مجبور ہے۔ نئی نسل پچھلی نسل کی قربانیوں کو بھول رہی ہے اور خود قربانی دینے والے ——— اسٹبلشمنٹ کا حصہ بن گئے ہیں۔ ہر شخص اپنے مفادات کے تحفظ میں مبتلا ہے۔

" وہ جھنجلا کر سامنے دیکھنے لگی جہاں آرکسٹرا بج رہا تھا اور فلور پر ریحان الدین احمد کا کیمرج پلٹ بیٹا فرقان برطانوی سفارت خانے کی ایک لڑکی کے ساتھ مصروفِ رقص تھا۔ اس لڑکے کی تازہ ترین تربیت جدید عصری مغرب کی نوجوان نسل کے ذہنی رویوں نے کی تھی ——— وہ برطانیہ اور فرانس کے نیولفٹ اور طارق علی کے دور کے بعد کی پروڈکٹ تھا ——— کیا امن پرست انٹلکچول فرقان احمد کو معلوم ہے کہ ایک زمانہ میں انقلابی نظمیں لکھنے کی سزا کالا پانی تھی؟ کیا ہم پر تاریخ کے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ میرے چچا دنیش چندر پھانسی کے تختے پر کیوں لٹک گئے؟ ان کا نام اب کسے یاد ہے؟ یا اشفاق اللہ کا؟ اور اس باغی نجم السحر کا کیا ہوگا؟۔ ناصرہ کب تک باغی رہ پائے گی جب انقلابی مسلسل ایک دوسرے کو REVISIONIST کہہ رہے ہیں! جب خود انقلابی اعتدال پسندوں کو انتہا پسند ایک ESTH-BLISHMENT کہہ کر پکارنا شروع کر دیتے ہیں ——— اور جب لیڈروں کے ذاتی کرداروں اور ان تعصبات کمزوریوں اور ان کے مزاجوں اور اعصابی کنفیوژن کا اثر ان کی رہبری پر پڑتا ہے؟ پائلٹ جو مسافر بردار طیارہ اڑاتا ہے۔ اس کی صحت اور اعصاب کا برابر معائنہ کیا جاتا ہے ——— مگر لیڈر کی ذہنی اور اعصابی صحت کو بالکل نظر انداز کیا جاتا ہے ———

اب ایسا لگتا ہے کہ ہم لوگ ہچ ہائیکر تھے راستے کے کنارے کھڑے انگوٹھے دکھا رہے تھے۔ ایک کار رکی، اس نے لفٹ دے کر ماسکو پہنچا دیا۔ دوسری کار رکی اس نے واشنگٹن ——— کچھ لوگ اونٹ پر بیٹھ کر مکہ مدینہ واپس گئے ——— کچھ بیل گاڑی پر بیٹھ کر بنارس ——— میرے لئے جو کار رکی وہ ذرا آگے جا کر ہی فیل ہو گئی ——— "

آخر شب کے ہم سفر کا اختتام امید حوصلہ اور رجائیت کے ساتھ ——— مگر رجائیت اور قنوطیت کا ساتھ کون روک سکتا ہے۔

اپنی ساری بدی اور رذالت اور کمینگی کے باوجود دنیا بڑی سہانی جگہ ہے۔ قابلِ قدر ——— آخر شب کی بے کراں تاریکی میں بوئنگ جٹ فضائے بسیط میں تیر کی طرح نکلتا چلا گیا۔ پھر اس کی جگ مگ کرتی روشنیوں کو گھپ اندھیرے نے نگل لیا۔ تاریکی اور آسمان میں گھرے اس فولادی پنجرے میں کئی سو اجنبی آتماؤں کے ساتھ محصور غیر اہم بے معنی دیپالی سین نے غیر اہم بے معنی بلمونٹ کی ڈائری ٹٹولی۔ جو اس کے بیگ میں محفوظ تھی۔ اسے میں واپس لے آئی۔ کس کو دوں، کوئی اس کا وارث نہیں۔ خود میرا دیپالی سین کا کوئی وارث

نہیں۔ ہر انسان اپنا آغاز اور انجام خود ہے لیکن
یاسمین بلمونٹ کی ایک وارث موجود ہے ———
ناصرہ نجم السحر قادری ——— شاید ———
نیچے بحیرۂ چین کی موجیں پگھلی چاندی معل
تھیں ——— رفتہ رفتہ اجالا پھیلا ———
سوریہ ٹھاکر سنہرا نوہ ماسک پہنے جاپان کے اوپر
ہو رہے تھے ——— لاکھوں برس سے سور
طرح طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے اور طلو

انتظار حسین کا ناول بستی ہمیں تصور
ایک اور ہی دنیا کی سیر کراتا ہے مگر اس دنیا کے
آغاز کائنات اور ماضی کے دیاروں سے جڑے
کہ حال بھی تو ماضی کا ہی حصہ ہے:

" جب دنیا ابھی نئی نئی تھی۔ جب آسما
تھا اور زمین ابھی میلی نہیں ہوئی تھی۔ جب در
صدیوں میں سانس لیتے تھے اور پرندوں کی آوا
جگ بولتے تھے۔ کتنا حیران ہوتا تھا وہ ارد گ
کر کہ ہر چیز کتنی نئی تھی اور کتنی قدیم نظر آتی تھی۔
لٹ بڑھیا، مور، فاختہ، گلہری، طوطے جیسے
اس کے سنگ پیدا ہوئے تھے۔ جیسے سب جگنو
بھید سنگ لئے پھرتے تھے۔ مور کی جھنکار لگتا ک
کے جنگل سے نہیں برندابن سے آ رہی ہے اور جب
گلہری منڈیر پر دوڑتے دوڑتے اچانک دُم
ہو کے چک چک کرتی تو وہ اسے تکنے لگتا اور حیر
سوچتا کہ اس کی پیٹھ پر پڑی یہ کالی دھاریاں
جی کی انگلیوں کے نشان ہیں اور ہا تھی تو حیرت
جہان تھا ———"

حیرت اور تجسس کا اگلا مرحلہ داخل او
کی دنیاؤں کا ایک ساتھ دیدار کرنا ہے۔ اور
اور اندر کے مناظر کا فرق مٹ جاتا ہے۔ اگر ایس
تو ہر نقش میں خونِ جگر کی آمیزش کہاں ہو پائے۔

" یکبارگی اس کے اندر ٹوٹ کے برسا تھ
کی بدلیاں کہاں کہاں سے گھر کر آئی تھیں۔ آ
اب دھلا دھلا اور نرم نرم تھا۔ کوئی کوئی بد
آسودگی کے ساتھ تیرتی رہ گئی تھی۔ کوئی اجا
کوئی نرم سی مسکراہٹ، وہ اس وقت اپنے آپ
مگن تھا۔ باہر کی دنیا اس کے لئے اپنا مفہوم کھ
ناشتے کی میز پر بیٹھے بیٹھے اس نے اخبار کی سر
بے تعلقانہ سی نظر ڈالی اور اسے ابا جان کی ط
سرکا دیا ———"

ماضی کی تخلیق نو کی بہت سی صورتیں
انتظار حسین کا ماضی ان کے حال کی شناخت
ہے۔ سو بستی کا مرکزی کردار بیتے دنوں کے اور
اس طرح پلٹتا ہے کہ وہ سرا اس کے ہاتھ آ جا
جس کو پا کر وہ خود کو دریافت کر سکتا ہے۔
" اس نے غسل کیا اور آئینہ دیکھا اور

کے سر کے بال کہ گھر سے نکلتے وقت سارے
اب سارے سفید ہو چکے ہیں۔ یہ اس دیار
پہلا دن تھا۔ اور میرا پہلا دن؟ بیتے دن
رہیں ہجوم کرتے چلے گئے۔ مگر مجھے تو اس
نے پہلے دن کی تلاش ہے۔ وہ ہجوم کو
ار رہا تھا کہ دھندلی دھندلی یاد کی صورت ایک
کے سامنے آکھڑا ہوا۔ انارکلی کا بازار کچھ کھلا
—— جہاں تہاں کوئی دکان کھلی ہوئی، باقیوں
پڑے ہوئے —— ہجوم بہت، خریدار
وہ وہاں سے نکل کر سڑک پر آیا ——
ز قامت شخص، چوڑی چکلی کاٹھی، سر پہ طرّے
ی، ٹانگوں میں بڑے گھیر والی شلوار۔ لمبے ڈگ
ں کے برابر سے گذرا۔ اس نے حیرت سے اسے
—— پھر کتنے ہی اس قد کاٹھ والے ایسا لباس
ے اپنے آس پاس چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہ شکلیں
لئے نئی تھیں۔ اس کے لئے سارا اردگرد ہی نیا
تے ہوئے لگا —— رہا تھا کہ وہ کسی نئی زمین پر
ہے —— اسے اس نئی زمین پر چلنے میں
ت مل رہی تھی۔ ایک سڑک سے دوسری سڑک
سری سڑک سے تیسری سڑک پر۔ جانے وہ کتنی
ا رہا، مگر ذرا جو تھکا ہو۔ کتنے زمانے بعد وہ آزادا
تھا۔ اس اندیشے کے بغیر کہ ابھی کوئی برابر سے
تے ہوئے چھرا اس کے اندر اتار دے گا ——
چلتے نظر دیوار پر گئی جہاں ایک بڑا اشتہار لگا تھا۔
ے پہ سوار، ہاتھ میں تلوار، صورت خونخوار، یہ
ا یہ تیرے پُراسرار بندے —— اس پر
رِدّ عمل نہیں ہوا کہ اب وہ تصویر بھی مردہ تھی اور
بھی —— اگلے نکڑ پر وہی اشتہار، وہی تصویر
لفظ —— مردہ تصویر، مردہ لفظ ——

خوشیوں کا باغ ایک ایسا ناول ہے جس کا بنیاد
حتجاج اور شدید ردّ عمل پر ہے۔ یہ ردِّ عمل اور
تجاج کبھی کبھی اور کہیں کہیں ناول میں خطیبانہ انداز
اور بعض اوقات مضحکہ خیزی کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔
ار اور بیان کے کیا کیا اسالیب آج کے ناولوں میں
ئے جا رہے ہیں ان کا ایک نمونہ آپ بھی ملاحظہ کیجئے
یہ ہجو ملیح بھی ہے اور بھرپور طنز بھی ——

" صاحبان، مہربان، قدردان، میرے ہم وطنو۔
سلام علیکم۔ تیل دیکھئے، تیل کی دھار دیکھئے۔ تیل آپ
ات ہے کہ وہ جس کی تلاش میں سکندر نکلا تھا اور مارا گیا۔
ب زمانہ تھا کہ کہاں راجہ بھوج تھا اور کہاں گنگو تیلی تھا
ب نو من تیل پر رادھا نہیں ناچتی، بلکہ کروڑوں بیرل تیل
ز انہ پر بھی دو ٹھمکے لگاتی ہے —— صاحبان،
ہربان۔ یہ تو چند جملانِ معترضان تھے کہ بات کو بات سے
کتے روکا نہیں جا سکتا کیونکہ ذکر جب چھڑ جاتا ہے
وانی کا تو بات پہنچ جاتی ہے قیامت تک۔ اور جان لو کہ
قیامت بھی شاید جلد آجائے —— تو صاحبان،
آپ صاحبان کو آج یہاں آنے کی تکلیف اس لئے
دی گئی ہے کہ آپ سب قدردان سول اینڈ ملٹری گزٹ
ہیں۔ ملک اور قوم پر آپ کے بے حساب احسانات ہیں۔
اور حُکامِ بالا کی طرف سے یہ سرفرازی مجھے عطا کی گئی کہ
میں آپ کی خدمات کے صلے میں آپ کے لئے تفریح کا بہترین
سامان پیش کروں —— اور بھئی بچّہ لوگ آگے نہ آئیں
ہاں تو بچّہ جمورا بول شاباش، پیٹ کیا مانگتا ہے؟ تخت
نہیں مانگتا؟ تاج نہیں مانگتا؟ تو پھر بول کیا مانگتا ہے
ہیں؟ روٹی؟ اوئے تیرے پہ خدا کی مار
یہ لفظ واپس لے جلد، نہیں تو کافر ہو جائے گا، غدّار
ہو جائے گا، سنگسار ہو جائے گا۔ صاحبان، مہربان،
جمورے کو معاف کر دیں بچہ ہے، بڑا ہو جائے گا تو سمجھ
جائے گا کہ روٹی کا لفظ زبان پر نہیں آنا چاہئے بلکہ پیٹ
میں رہنا چاہئے —— ہاں تو قدردان، یہ ہیچمدان
آپ کو یقین دلاتا ہے کہ ملک کے اس حصے میں کوئی گڑبڑی
نہیں ہے۔ سب ایک ہی رشتے میں بندھے ہیں اور مذہب
کے رشتے سے مضبوط اور کوئی رشتہ نہیں اپنی تاریخ کا
مطالعہ اگر آپ نے کیا ہے تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ اپنے
بادشاہوں نے اپنی رعایا کو کوڑے لگوائے، زنجیروں میں
ڈالا، ہاتھیوں سے روندوا ڈالا لیکن انہوں نے اُف تک
نہیں کی۔ کیوں؟ مذہب کا رشتہ کہ آپس میں مذہبی بھائی
بھائی تھے —— ہاں اتنا ضرور ہے کہ بعض بے صبروں
نے اپنے اپنے بادشاہوں کو چھوڑ دیا اور اپنا ملک
چھوڑ کر چلے گئے لیکن ایمان پر قائم رہے —— وہ جو
بہت ہی بے صبر تھے وہ کم بخت شرپسند نکلے، باغی نکلے،
دشمنوں کے ایجنٹ نکلے، ملحق، زندیق، منافق، کافر نکلے
اپنے مذہبی بھائی جسے اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا سایہ بنا کر
بھیجا، اس کا ذرا سا قہر اور جبر برداشت نہ کر سکے "

دس سالہ ناول نگاری کے جائزے میں نمائندہ
ترین ناولوں کے چند اقتباسات سے ناول میں اظہار و بیان
اور اسالیب کے مختلف اور متنوع پیرایوں کا اندازہ
لگایا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ناول تسلسل
کے ساتھ اپنی کہانی بیان کرتا ہے اور اس کا ہر حصہ اپنے
ماقبل اور مابعد کی کڑیوں سے اس طرح جُڑا ہوتا ہے کہ کسی
حصے کو اکائی کی شکل نہیں دی جا سکتی۔ تاہم کسی بھی ناول
کے مختلف مراحل کے بیان سے اس ناول کے موضوع
مواد اور تکنیک کا اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے۔

وہ لوگ جو اردو ناول کو عالمی ناول نگاری کے
تناظر میں دیکھتے ہیں انہیں اردو ناول کی صورت حال
بہت مایوس کن معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت کچھ اس سے
مختلف ہے۔ اردو میں ناول کی تاریخ ہی کم و بیش سو سال
کی ہے جب کہ یورپ کی بعض زبانوں میں تین ساڑھے تین
سو سال سے ناول لکھے جا رہے ہیں۔ ہمیں اپنی ادبی اصناف
کو اپنی زبان اپنی تاریخ اور اپنی صورتِ حال کے پس منظر
میں دیکھنا چاہئے۔ اگر اس پس منظر کا خیال رکھا جائے
تو یقین کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اردو ناول کا
معیار اگر بہت امید افزا نہیں تو زیادہ مایوس کن بھی
نہیں ہے۔

ناول کے گذشتہ دس سال اس اعتبار سے
اہم ہیں کہ اس عرصے میں دو تین اچھے اور بلند پایہ ناول
گئے۔ اگر ہماری ہر دہائی کا کارنامہ اسی رفتار سے سامنے
آتا ہے تو بہت جلد اردو ادب کا دامن اہم اور اعلیٰ
درجے کے ناولوں سے مالامال ہو سکتا ہے ——
اخیر میں ہمیں اپنے اس عذر کا اعتراف کر لینا چاہئے کہ ادب
اور ادیب کو معاشی اور اقتصادی استحکام حاصل نہ ہونے
کے سبب اردو میں عام طور پر ناول نگاری کے لئے
انہماک، لگن اور ہمہ وقتی تخلیق کاری کے مواقع نہیں میسر
ہیں جن کے طفیل مغرب میں ان گنت اعلیٰ پائے کے ناول
لکھے گئے ہیں۔ ان سب باتوں کے باوجود قرۃ العین حیدر
عبداللہ حسین، انتظار حسین، انور سجاد، جمیلہ ہاشمی اور چند
دوسرے ناول نگاروں کی موجودگی میں آئندہ بھی اعلیٰ درجے
کے ناولوں کے لکھے جانے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ویسے
کسی دور کو کسی ایک مصنف سے منسوب کیا جا سکتا ہے تو
موجودہ دور کو اردو کی مایۂ ناز ناول نگار قرۃ العین حیدر کا
دَور کہنا ہو گا —— کہ ناول نگاری کی گذشتہ پچیس
تیس سال کی تاریخ قرۃ العین حیدر کے ناولوں سے ہی
منوّر نظر آتی ہے، ہر چند کہ اس منظر نامے پر چند دوسرے
نام بھی ابھی مخصوص اہمیت رکھتے ہیں جن کے کارناموں
کی طرف آج کی گفتگو میں اجمالی اشارے کئے گئے ہیں۔

(اردو سروس سے)

فرحت قادری

وہ لوگ جو بڑے عالی وقار ہوتے ہیں
وہی زیادہ تو ہم شکار ہوتے ہیں
تھپک تھپک کے سلا دیتے ہیں پرندوں کو
گھنے جو پیڑ ہیں، شب زندہ دار ہوتے ہیں
نہ چھائیں دشت پہ یہ ابر بستیوں میں جائیں
ہمارے حال میں کیوں اشکبار ہوتے ہیں
شکستِ دل کی تمازت، ارے خدا کی پناہ
یہ شیشے ٹوٹ کے بھی شعلہ زار ہوتے ہیں

جو رہ گئے ہیں نظر کے حدود سے باہر
وہی نظارے نگاہوں پہ بار ہوتے ہیں
قدم بڑھائیں تو احساس کے بھی پر جل جائیں
ہمارے آگے کچھ ایسے حصار ہوتے ہیں
نہ درد اپنا نہ دل اپنا اور نہ سانس اپنی
تمام رشتے یہاں مستعار ہوتے ہیں

(پٹنہ)

مراٹھی اسٹیج

ایک تعارف

مہاراشٹر میں بہت قدیم زمانے سے مختلف قسم کے عوامی ناٹکوں اور کھیل تماشوں کا رواج چلا آرہا ہے۔ ان میں کچھ آج بھی خاص خاص موقعوں پر بڑی دلچسپی اور شوق کے ساتھ پیش کیے اور دیکھے جاتے ہیں۔ ان میں للت، گوندھل دشاوتار، بھاروڈ اور تماشا خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ تماشا تو اب مکمل ڈرامہ بن گیا ہے لیکن اس کا روایتی ڈھانچہ ہنوز برقرار ہے عربی کا یہ لفظ " تماشا، مراٹھی میں عوامی ناٹک کی ایک مقبول ترین صنف کے لئے بلا تکلف مستعمل ہے۔ "تماشا" میں زیادہ توجہ موسیقی اور رقص پر دی جاتی ہے اور اس کا مقصد محض تفریح ہوتا ہے۔ اس تمثیلی صنف کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک " وگ" جس میں کہانی اور پلاٹ کو اہمیت حاصل ہوتی ہے اور دوسرا باری جس میں لاونی اور سنگیت پر زور دیا جاتا ہے اس کے دو اہم کردار سُوتر دھار اور سونگاڈیا یعنی ودوشک ہوتے ہیں۔ ان دونوں کی آمد سے تماشا کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ سنسکرت ڈراموں کا اثر ہے۔ یہ دونوں کردار رقص و موسیقی کی محفل کا ذکر کرتے ہیں اور پھر "تماشا" دیکھنے چل پڑتے ہیں، یہاں رقاصا عورتوں کی آمد کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے جو رقص کے ساتھ لاونی گاتی ہیں، لاونی شرنگار رس سے بھر پور گیت ہوتا ہے جس میں کافی جنسی اشارے پائے جاتے ہیں۔

سُوتر دھار اور سونگاڈیا ان ناچنے والی لڑکیوں سے ہنسی مذاق کرتے اور نت نئے گانے کی فرمائش کرتے جاتے ہیں اس طرح چھیڑ چھاڑ اور نغمہ و رقص کا سلسلہ تادیر چلتا رہتا ہے۔ تماشا یوں تو دیہی علاقوں میں خاصا مقبول ہے لیکن شہروں میں بھی اس کے چاہنے والوں کی کمی نہیں، اس صنف تمثیل میں اب سماجی و سیاسی حقائق کی عکاسی اور طنز کو بھی کافی دخل ہو گیا ہے۔

"تماشا" کے مقابلے میں للت، گوندھل، بھارود اور دشاوتار جیسی تمثیلیں خالص مذہبی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ للت عموماً دیوی دیوتاؤں کی تاز ایا نوراتر یعنی دسہرہ کے موقع پر کیا جاتا ہے اس میں بھگوان وشنو کے ایک دو اوتاروں کی لیلاؤں کو اسٹیج کے برائے نام اہتمام کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے اس میں رام لیلا ضروری ہوتی ہے اور رام کے ہاتھوں راون کے ودھ کو خاص طور سے پیش کیا جاتا ہے رات کے وقت چراغوں یا مشعلوں کی روشنی میں کسی کھلی جگہ پر کھادی یا کسی موٹے کپڑے کا رنگین پردہ لٹکا کر بھی یہ تمثیل پیش کی جاتی ہے۔ یہی للت دشاوتار کے نام سے کوکن میں قدرے اہتمام کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔

"دشاوتار" سے مراد بھگوان وشنو کے دس اوتار ہیں جن کی لیلاؤں کو اس ناٹک کے ذریعے پیش کیا جاتا ہوگا۔ موجودہ دور میں محض دو یا تین لیلاؤں کو پیش کرنے پر اکتفا کر لیا جاتا ہے۔ "دشاوتار" عموماً نومبر سے فروری تک پیش کیا جاتا ہے اور زیادہ تر جاتراؤں کے موقعوں پر اس کا اہتمام ہوتا ہے اس لئے اسے جاترا بھی کہتے ہیں۔ یہ عوامی ناٹک عموماً مندروں کے آنگن میں کھیلا جاتا ہے۔ اسٹیج بہت مختصر اور تقریباً چاروں طرف سے کھلا ہوتا ہے۔ سامعین اردگرد گھیرا ڈال کر بیٹھتے ہیں، سارے اداکار مرد ہوتے ہیں۔ عورتوں کا پارٹ بھی مرد ہی کرتے ہیں۔ اکثر ناٹک شروع ہونے سے پہلے گانا بجانا ہوتا رہتا ہے جسے دُھمال کہتے ہیں۔

دشاوتار میں بھی سوتر دھار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ وہ گنیش جی اور دیوی سرسوتی سے ناٹک کی کامیابی کے لئے آشیرواد مانگتا ہے دونوں (کرداروں) کی جانب سے اُسے "وردان" ملنے پر سُوتر دھار ناٹک کا آغاز کرتا ہے اس عوامی تمثیل میں مکھوٹوں کا استعمال بھی کیا جاتا ہے خاص طور سے شنکھاسُر راکشش کا روپ دھارن کرنے والا کردار بڑا بھیانک مکھوٹا چڑھاتا ہے۔ ودوشک کی جگہ یہاں سیوک ہوتا ہے جو نعرے بازی کر کے سامعین کو ہنساتا اور سُوتر دھار سے سوال کر کے پیش کی جانے والی لیلا کا

موضوع سامعین تک پہنچاتا ہے۔ دشاوتار کے مخت
حصوں کو آکھیان کہا جاتا ہے۔ کتھا کے مطابق کردا
بدل لیتے ہیں کسی قسم کے اسکرپٹ یا پرامپٹنگ کا وجو
ہوتا البتہ اصل حصے کو غلط رُخ ملنے لگے تو سوتر دھ
سنبھال لیتا ہے۔ گوندھل اور بھارود عموماً سوانگ رچ
کئے جاتے ہیں جیسے شمالی ہند میں بھانڈوں کا تماشا ہوا
گوندھل اور بھارود پیش کرنے والے عموماً شادی بیاہ
موقع پر بلائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ شروع سے اخیر تک
لباس میں رہ کر چہرے کے اُتار چڑھاؤ سے اور اعضا
و سکنات سے مختلف روپ بھرتے اور اوتاروں
کارناموں کو بیان کرتے جاتے ہیں۔ مگر ان تمثیلوں
اسٹیج یا رنگ بھومی کی نمائندہ کلائیں کہنا مشکل ہے
صحیح معنوں میں مراٹھی اسٹیج یا رنگ بھومی
۱۸۴۳ء میں سانگلی میں ہوا جب مراٹھی اسٹیج کے با
داس بھاوے نے "سیتا سوئمبر" کے نام سے ایک
پیش کی۔ انھوں نے رئیس سانگلی شری چنتامن راؤ
کی فرمائش پر ڈرامہ "سیتا سوئمبر" ترتیب د
پیش کیا تھا اس اوّلین کوشش سے متعلق شری وشنو
بھاوے کے ذاتی بیان کو اختصار کے ساتھ یوں
کیا جاسکتا ہے۔

"میری عمر اُس وقت اٹھارہ انیس سال
اس کے باوجود میں شریمنت (آپا صاحب) کی
پر مصمم ارادے کے ساتھ اس کام میں لگ گیا۔ مجھے
ہی سے گانے بجانے کا شوق تھا پھر اس کام کا
کرنے سے قبل میں نے مراٹھی کی بہت سی کتابیں
ڈالیں اور پورانک کتھاؤں کو اچھی طرح ذہن نشین
اس کے بعد ساز و سامان اور اشخاص مہیا کرنے میں
گیا جب ایک اچھی خاصی جماعت تیار ہو گئی تو
"سیتا سوئمبر آکھیان" کو تمثیلی انداز میں پیش کر
کر لیا، کچھ محنت کر کے اس آکھیان کو الگ الگ
منظوم کر لیا۔ پھر کردار اور ساز و سامان مہیا کر کے
کیا اور ۱۸۴۳ء میں پہلی مرتبہ شریمنت کے سامنے

وشنو پنت بھاوے نے جس وقت یہ ناٹک
کیا اس وقت عورتوں کا ناٹک میں کام کرنا تو دور
کا پارٹ کرنے کے لئے کم سن لڑکوں کا ہاتھ آنا بھی
تھا رئیس سانگلی کے اشارے پر یہ مشکل حل ہو
چند برہمنوں نے ان لڑکوں کو ذات باہر کرنے کی
لیکن شریمنت آپا صاحب نے بڑے بڑے پنڈتوں
شاستروں کے ذریعے اسے مذہباً جائز قرار د
وشنو پنت کا شوق جاری رہا۔ رئیس سانگلی کے
بھاوے کو عوامی شو کرکے اپنی ناٹک منڈلی جاری
اس سلسلے میں انھوں نے پونا اور بمبئی کے دور

ابتدا میں بھاوے کے ناٹک میدانوں
کے نیچے ہوا کرتے تھے۔ داخلے کے لئے ٹکٹ
تھے۔ مقررہ داخلہ فیس وصول کر کے تماشائیوں

یا جاتا تھا۔ بعض شریر النفس بغیر فیس دیئے
تے تھے اور کبھی کبھی کھیل کے دوران گڑبڑ
راکرتے تھے جس سے کمپنی کو خاصا نقصان
بھاوے نے سب سے پہلے بمبئی میں ۴۱
ء کو ٹکٹ لگا کر شو کیا اور دوسرا شو ۹ مارچ
ش کیا جس کے اختتام پر گورنر کے سکریٹری
بگ اُن سے ملنے آئے اور ناٹک کی تعریف کی۔
نپت بھاوے کے پیش کردہ ناٹک پورانک
ی ہوتے تھے جن میں عمل یعنی ایکشن پر زیادہ
۔ اُن کا ترتیب دیا ہوا اسٹیج بھرت منی کے ناٹیہ
ے اُصول استوار تھا۔ جس میں پرکاش یعنی
یادہ تمثیل کے روپ یا روح کو زیادہ اہمیت
نی اداکاری، مکالمے، اور پلاٹ پر زور دیا

دور کے مکالمے نہ تو مکمل منظوم ہوتے تھے
ر نثریہ پورے ڈائیلاگ رٹنے کا رواج نہ تھا۔
ٹیج پر ہمہ وقت موجود رہ کر تمام کرداروں کو
اور انھیں منظوم ہدایتیں دیتا رہتا تھا۔
ان پڑھ ہوتے تھے اس لئے خاص خاص مکالمے
ن نشین کرانے پر اکتفا کر لیا جاتا تھا نہ تو ڈرامے
تے تھے اور نہ ہی مکالمے لکھ کر دیئے جاتے
کار سوتردھار کے اشارے پر جو کچھ یاد آتا بولتے
اور وقت پڑنے پر اپنی جانب سے اضافے بھی
تے تھے۔
ٹیج پر صرف دو پردے ہوتے تھے۔ پشت کا پردہ
تا تھا اور سامنے کا پردہ ڈرامہ شروع ہونے سے
یا جاتا تھا۔ ڈرامے کے دوران ڈراپ سین گرنے
ل کرنے کا رواج نہ تھا، ڈرامے کے مختلف
بھا یعنی اجلاس کہا جاتا تھا، سوتردھار اور ودوشک
جلسوں کا انعقاد کرتے تھے، جن کرسیوں پر دیوتا
ح و مشورہ کرتے انھیں پر بعد میں راکششوں کی
تی سوتردھار اکثر ان کی حرکات کی شرح نظم میں
تھا۔
۱۸۴ سے لے کر ۱۸۹۶ء تک مہاراشٹر میں
ت بھاوے کی ناٹک منڈلی کی تقلید میں تقریباً
یس ناٹک کمپنیاں وجود میں آئیں اور پورانک ناٹک
یں۔ یہ زمانہ مراٹھی اسٹیج کا پورانک دور کہلاتا ہے
کی مشہور ترین کمپنی اچل کرنجی کر ناٹک منڈلی سے
ڈرامہ نویس پنڈت باباجی داتار شاستری نے
کتھاؤں میں عصری خیالات سمو کر انھیں عوام
یب تر کر دیا۔ ان کی کوششوں سے ڈراموں کا
فنی درجہ بھی بلند ہو گیا۔
اسی دوران بمبئی میں امرچند واڈی کر کمپنی نے
اسٹیج پر فارس (FARCE) کی داغ بیل

(آگے ص ۱۶ پر)

غیر ملکی اشیا کے استعمال کا شوق

رضوانہ جمال

شوق کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً پڑھنے کا شوق، گھومنے کا شوق، مختلف چیزیں اکٹھا کرنے کا شوق، کڑھائی بنائی کا شوق اور نوابوں کے زمانے میں تو پتنگ اڑانے کا شوق اور بٹیر بازی کا شوق بھی بہت عام تھا۔ اس کے علاوہ شطرنج کھیلنے کا شوق، کبوتر اُڑانے کا شوق، مرغ لڑانے کا شوق وغیرہ۔ اسی طرح بہت سے شوق ہیں اسی میں ایک شوق غیر ملکی اشیاء کے استعمال کا بھی ہے جو دن بہ دن بڑھتا ہی جا رہا ہے یا یوں کہئے کہ بیماری و با کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ آجکل ہر گھر میں گفتگو کا موضوع یہی رہتا ہے کہ فلاں گھر میں فلاں چیز باہر کی ہے۔ مثلاً کسی کے گھر میں ٹیپ رکارڈ ہے تو کسی کے گھر میں رکارڈ پلیر، کسی کے گھر میں ٹرانزسٹر ہے تو کسی کے گھر میں چھوٹی موٹی چیزیں مثلاً چاقو، قینچی، کپڑے، چھتری وغیرہ کسی کے گھر میں کیمرہ ہے تو کسی کے گھر میں ٹو ان ون یا تھری ان ون ہے۔ یہاں تک کہ کچھ گھر تو ایسے بھی ہیں جہاں کہ ایک چھوٹی سوئی سے لے کر بڑے سے بڑا سامان غیر ملک کا ہی ہے۔ آج کل لوگوں میں ایک ہوڑ لگی ہوئی ہے غیر ملکی اشیاء کے استعمال کی۔

ابھی کچھ دن قبل میں ایک شادی کی تقریب میں شرکت کے لیے گئی ابھی مجھے وہاں پہنچے ہوئے چند لمحے ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک میرے کانوں میں آواز آئی "ارے سنا بہن! راحلہ نے کل ایک ساڑی نیپال سے منگائی ہے۔ اتنی خوبصورت ہے کہ میری تو رال ہی ٹپک گئی۔ خدا جانے کس کپڑے کی ہے یہ میں نہیں کہہ سکتی دیکھو کسی موقع پر میں بھی جنٹ کے پاپا سے کہوں گی کہ مجھے بھی ویسی ہی ساڑی لا کر دیں۔" دوسری نے کہا "اے بہن تم نے میرے برتن نہیں دیکھے اتنے اچھے اسٹیل کے ہیں لاکھ رگڑو مانجھو چمک ویسی کی ویسی ہی رہتی ہے۔ سستے الگ ہوتے ہیں اب تو میں جب بھی موقع ملتا ہے باہر سے ہی برتن منگا لیتی ہوں۔ اپنے ملک میں تو وہ چیز ہی نہیں ملتی ہے۔ پھر باہر کی چیزوں کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے کسی دوسرے سے بتانے میں کتنا فخر محسوس ہوتا ہے۔"

ابھی سب لوگ محوِ گفتگو تھے کہ ہال کی سبھی عورتوں کی نظریں دروازے کی جانب اُٹھ گئیں۔ میں تھوڑا گھبرائی کہ آخر بات کیا ہے کیوں سب اتنی پریشان نظروں سے دروازے کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے ہیں کچھ لوگ گھبرا کر کھڑے ہوئے۔ بھیڑ کی وجہ سے مجھے کچھ نظر نہ آیا تو میں نے اپنے قریب ہی بیٹھی ہوئی ایک صاحبہ سے پوچھا کیا ہوا ہے بہن! کیوں اسقدر لوگ پریشان ہیں؟ انھوں نے بھی سنی ان سنی کر دی۔ کچھ لوگوں کا منھ تو اچنبھے سے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ میں نے بھی اس بھیڑ میں گھس کر اصلیت کا پتہ لگانے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ ایک بیگم صاحبہ تشریف لا رہی تھیں جو سر سے پیر تک غیر ملکی اشیاء سے لدی ہوئی تھیں۔ بہت ہی آہستہ آہستہ قدم رکھتی ہوئی ہال کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ فرش مخمل پر چل رہی ہوں۔ میرے خیال میں ان کا جسم ہی صرف اپنے ملک کا تھا اور اس کی آرائش و زیبائش کے لیے ساری غیر ملکی اشیا۔ کا سہارا لیا گیا تھا۔ یعنی ان کے سر پر جوڑا جاپان کا تھا، کانٹے ہانگ کانگ کے، لپ اسٹک وہ کوریا کی لگائے تھیں اور لاکٹ بندے کا سٹ پاکستان کا پہنے تھیں۔ جو نہایت قیمتی لگ رہا تھا۔ ساڑی امریکا کی تھی۔ بلاؤز جاپان کا، پرس اور نیل پالش انگلینڈ کی تھی، گھڑی سوئٹزرلینڈ کی اور اب رہی چپل وہ نیپال کی تھی۔ بہت ہی خوبصورت، ایسا لگتا تھا کہ پیروں پر کانچ کا غلاف چڑھا ہو ایڑی کے اندر لگتا تھا کہ بطخیں تیر رہی ہیں۔ دیکھنے میں تو بیگم صاحبہ ایک شو پیس ہی لگ رہی تھیں۔

عورتوں میں آپس میں کھسر پھسر شروع ہو گئی۔ دیکھو تو ذرا ان کی ہر چیز کتنی اعلیٰ قسم کی ہے۔ بیگم صاحبہ پر نظر پڑتے ہی ایسی پھسل رہی ہے کہ مانو برف کی چٹان پر سے کوئی پھسل جائے۔ سبھی للچائی ہوئی نظروں سے انھیں دیکھ رہے تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سبھی لوگ ایک پل میں وہ سب چیزیں حاصل کر لینا چاہتے ہیں جو بیگم صاحبہ سر سے پیروں تک زیب تن کیے ہوئے تھیں۔

تھوڑی دیر کے بعد ہی پورا ہال خوشبو سے معطر و معنبر ہو گیا۔ نظر اٹھی تو پتہ چلا کہ اب بیگم ارشد تشریف لائی ہیں۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ خدا جھوٹ نہ بلائے ایسا لگتا تھا کہ غیر ملکی سینٹ سے نہا کر سیدھی چلی آ رہی ہوں۔ ہال کے سبھی لوگ پرفیوم کی خوشبو سے مدہوش ہو گئے۔ بیگم صاحبہ

ہال کی ایک جانب جاکر بیٹھ گئیں اور کہنا شروع کیا۔" اُف کس قدر گرمی ہے، چاروں طرف سے پسینے کی بدبوئیں آرہی ہیں۔ بھئی اسی لیے میں جب تک پرفیوم نہ لگاؤں مجھے چین نہیں ملتا ہے۔ یہاں تک کہ بستر پر دراز ہونے سے قبل بھی پرفیوم ضرور لگاتی ہوں۔ اگر نہ لگاؤں تو ساری رات کروٹیں بدلتے بدلتے کٹ جاتی ہے۔ دراصل کچھ لوگوں کو یہ شوق ہوتا ہے کہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوں محفل میں وہ توجہ کا مرکز بنیں۔ اس لیے بھی وہ غیر ملکی اشیاء کا استعمال کرتے ہیں۔

ہال میں ایک طرف کچھ عورتیں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں ان کی باتوں میں بھی غیر ملکی اشیاء کا ہی چرچا تھا۔ انہیں میں سے ایک صاحبہ کہہ رہی تھیں کہ اس بار عید میں میں اپنی عرشیہ کی فراک کا ٹھمنڈ وسے منگا کر دوں گی اور گڈو کی پینٹ شرٹ کوریا سے منگوا کر رکھی ہوئی ہے ہو سکتا ہے کہ عید تک عرشیہ کے ابّی قطر سے آجائیں وہ تو پتہ نہیں کیا کیا سامان لے کر آئیں گے۔ میری ساڑی اور اپنے کپڑے تو وہ قطر سے لائیں گے۔ اس بار ان کو میں نے خط میں لکھا تھا کہ ایک مکسی ایک پرس وی سی آر اور ویڈیو ضرور لے کر آئیں اب دیکھو بہن وہ کیا کیا لے کر آتے ہیں اگر .V.C.R آجاتا تو کیا مزا آتا ہر روز اپنی من پسند پکچر دیکھتی ہیں۔ اپنی عرشیہ کی شادی کرتی تو میں شادی کی ریلیں بنواتی اور جب چاہتی ریلوں کو وی سی آر پر لگا کر عرشیہ کی شادی میں شرکت کر لیتی۔ اگر آگیا وی سی آر تو بہن تمہیں بھی بنواؤں گی۔ ابھی عرشیہ کی امی بات ہی کر رہی تھیں کہ ان کا نوکر بھاگا بھاگا آیا اور کہنے لگا بیگم صاحب جلدی گھر چلئے بڑا غضب ہو گیا۔ کیا کروں۔ ارے بتا بھی کچھ بیگم صاحب بیگم صاحب کی رٹ لگائے ہوئے ہے۔ کیا بتاؤں بیگم صاحب بڑا ہی غضب ہو گیا۔ تار آیا ہے۔ بول جلدی کیا تار میں لکھا ہے، عرشیہ کے ابّو کب آرہے ہیں۔ نہیں بیگم صاحب عرشیہ بٹیا کے ابّو آرہے تھے کسٹم پر پکڑ لیے گئے۔ وہ کیوں یہ خبر نہیں۔ پاس بیٹھی ایک عورت نے کہا ضرور وہ کافی سامان بغیر ڈیوٹی ادا کیے چوری سے نکال رہے ہونگے اسی میں پکڑے گئے ہوں گے۔ عرشیہ کی امی زور زور سے چلّا کر رونے لگیں کہ ہائے میرے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ ارے میں لٹ گئی اب میں کیا کروں۔

اسی طرح کا ایک واقعہ میں آپ کو اور سناتی ہوں۔ کچھ دن قبل میری ایک بہت ہی جگری دوست کی شادی ہوئی جو بہت خوبصورت تھی، لمائکے سے تو وہ بہت ہی غریب تھی کیونکہ اس کے والد ریلوے میں کلرک تھے دو وقت کی روٹی دال بہ مشکل چل پاتی تھی۔ گھر میں ماں بہنیں محنت مزدوری کرکے مہینے بھر کا خرچ چلاتی تھیں لیکن نائلہ کی قسمت خدا نے اپنے ہاتھوں سے ہی لکھی تھی۔ اچانک اس کے لیے ایک رشتہ آیا کہ لڑکا جدّہ میں انجینئر ہے ماہانہ آمدنی ۳ ہزار روپیہ ہے اس کو صرف خوبصورت لڑکی کی تلاش ہے۔ لڑکے کے پاس خدا کا دیا سب کچھ تھا۔ سبھی عیش و عشرت کا سامان اس نے مہیا کر رکھا تھا۔ اس لیے جہیز کی کوئی مانگ نہ تھی ماں باپ نائلہ کی شادی کے لیے پریشان تو تھے ہی جھٹ رشتہ منظور کر لیا۔ اس کی شادی بھی ہو گئی۔ جب وہ اپنی سسرال گئی تو پتہ چلا کہ سسرال کی ہر چیز یہاں تک کہ سوئی سے لے کر بڑی سے بڑی مشین تک دوسرے ملک کی تھی۔ نائلہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جس نے غریب ہونے کی وجہ سے کبھی کوئی چیز باہر کی نہ دیکھی ہو اور وہ ایسے گھر میں پہنچ جائے جہاں کی ہر چیز دوسرے ملک کی ہو تو اس کو گھمنڈ ہو جانا لازمی سا ہوتا ہے۔ یہی حال نائلہ کا بھی ہوا جب میں شادی کے بعد اس سے پہلی بار ملی تو نائلہ کو میں نے بالکل بدلا ہوا پایا مجھے یقین نہ ہوا کہ یہ وہی نائلہ ہے جو ہر وقت اتنی عاجزی و انکساری سے ملتی تھی آج گھمنڈ سے گردن اکڑی ہوئی تھی۔ اس کی گفتگو میں گھر کے لوگوں کی باتیں تو کم تھیں سامان کی باتیں زیادہ۔ نائلہ تو باہری سامان دیکھ کر شاید پاگل ہو گئی تھی، جس نے آج تک مٹی کے چولھے پر گیلی لکڑیوں کو پھکنی سے پھونک پھونک کر آنسو بہاتے ہوئے آٹا گوندھ کر روٹی پکائی ہو اس کا اب ہر کام بٹن دباتے ہو جاتا تھا۔ نائلہ خوش ہو ہو کر مجھ سے کہہ رہی تھی کہ بھئی اب تو سارے کپڑے مشین میں ڈال دیتی ہوں ایک بٹن دبانے کی دیر رہتی ہے، سارے کپڑے صاف ہو کر باہر آجاتے ہیں، دوسری مشین میں ڈالتی ہوں تو سب کپڑے سوکھ جاتے ہیں۔ اب تو اگر میں ایک رومال بھی بغیر مشین کے دھوؤں تو ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے ہیں مکسی بغیر میں مصالحہ نہیں پیس پاتی ہوں، مکسی بھی انڈیا میں تو اچھی ملتی نہیں ہے۔ میرے گھر تو باہر کی ہے۔ ہر کام بہت آسان رہتا ہے۔ مجھے تو اب مائکے جانا بھی اچھا نہیں لگتا ہے۔ یہ سمجھ لیجئے کہ غیر ملکی اشیاء کے استعمال کی لالچ نے نائلہ کے دل سے والدین کی محبت بھی ختم کر دی تھی۔

تو بہن یہ ہوتی ہے لالچ غیر ملکی اشیاء کے استعمال کی جو بعض اوقات بہت تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے لوگوں پر باہری اشیاء کے استعمال کرنے کا جو ایک بھوت سوار ہے اس سے لوگ دھوکا بھی کھا جاتے ہیں کیونکہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جس چیز پر جہاں کی مہر ہو وہ وہیں کی بنی ہوئی ہو۔ مثلاً انڈیا کا سامان برآمد کیا گیا دوسرے ملک جاکر کوریا کی، جاپان کی، ہانگ کانگ کی مہر لگا دی گئی اور وہ مہنگا بکنے لگا۔ لوگوں نے سوچا یہ سامان تو باہر کا ہے، مہنگے دام پر خوشی خرید لیا بعد میں پتہ چلا کہ بالکل ایسا ہی سامان تو اپنے ملک میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح کی دیگر مثالیں دیکھنے کو ملی ہیں۔ غیر ملکی اشیاء کے استعمال سے ہمارے ملک کا اچھا خاصا زر مبادلہ غیر ملک کو چلا جاتا ہے ہماری برآمد میں کمی آتی ہے اور درآمد میں اضافہ ہوتا ہے۔ ٹیکس کی چوری بڑھتی ہے جس سے حکومت کا نقصان ہوتا ہے۔

غیر ملکی اشیاء کے استعمال کا روز مرہ بڑھتا ہوا شوق طرح طرح کی پریشانیاں پیدا کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ غیر ملکی اشیاء قیمتی اور گراں ہوتی ہیں۔ ان کو مہیا کرنے کے لیے زیادہ روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آمدنی سے زیادہ روپیہ فراہم کرنے کے لیے اکثر لوگوں کو غلط طریقے اپنانے پڑتے ہیں۔ گھروں میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔ شوہر اور بیوی کے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔ غرضیکہ یہ بظاہر معمولی سا شوق اپنے پیچھے برائیوں کی ایک لمبی قطار لیے رہتا ہے۔

(آکاش وانی لکھنؤ سے نشر)

رضوانہ جمال
امام باڑہ گرلس ڈگری کالج
گورکھپور

سائنسی نقطہ نظ

قبل اس کے کہ میں سائنسی نقطہ نظر ک
میں اپنے خیالات کا اظہار کرو
سمجھتا ہوں کہ اس بات پر روشنی ڈالوں کہ سائنس
آپ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ہمارا موجود
سائنسی دور ہے۔ سائنس سے ہمارا
زندگی کے ہر مرحلہ پر پڑتا ہے۔ اس دور کا آغاز
ہوا جب سے کہ انسان نے سوچنا اور اپنے ماحول
کے لئے اپنی طاقتور ترین جبلت یعنی تجسس کو بر
کار لانا شروع کیا۔

سائنس ایک عظیم علم ہے۔ ایک ایسا علم
نوعِ انسانی عملی زندگی میں فائدہ اٹھاتی رہی
اٹھاتی رہے گی۔ علم سائنس میں ان حقائق کو با
پر ترتیب دیا گیا ہے جس کا پتہ سائنسدانوں نے
فطرت کے بارے میں صدیوں تک تحقیق و تفتیش
کے بعد لگایا ہے۔ بعض اہم دریافتیں اتفاقاً بھی
ہیں لیکن بیشتر دریافتیں سائنسدانوں کی مسلسل
کا ثمرہ ہیں۔ ان تمام سیاسی حقائق کی دریافت
پس پشت انسان کی فطرت میں پایا جانے والا
تجسس کارفرما ہے جس نے اسے ہمیشہ مظاہر فطرت
کے بارے میں تحقیق و تفتیش پر مجبور کیا۔ اس
رفتہ رفتہ طبعی علوم کا ایک بہت ہی بڑا اور انمول
سائنس کے قبضہ میں آگیا جس کی دولت حقائق
حقائق کو سائنسدانوں نے باضابطہ طور پر اس
ترتیب دیا ہے کہ ہم ان کے معاملہ کے ذریعہ
کے خواص کے بارے میں معلومات حاصل کر
مظاہر فطرت اور کائنات کے رازوں کو سمجھ
ہیں اور ان عام معلومات کو نوعِ انسانی کی بہبود
کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

سائنس نے قدرتی اشیاء کو دو گروہ
تقسیم کیا ہے۔ ایک گروہ نامیاتی اشیا کا گروہ

م ع باسط

رنامیاتی اشیاکا۔ نامیاتی اشیاکے گروہ میں شامل ہیں جنہیں ہم ان جانداروں سے حاصل ں جو نشو ونما اور تولید کی خاصیت رکھتے ہیں طور پر اس گروہ میں لکڑی، صابن، وغیرہ ں۔ صابن کو بھی ہم اس لئے نامیاتی شے کہتے ہیں کہ ت یا جانوروں سے حاصل ہونے والی چربی سے ہے۔ غیر نامیاتی اشیا میں بے جان اشیا جیسے لوہا وغیرہ شامل ہیں۔

سائنس کے ابتدائی عہد میں مظاہر فطرت اور قدرتی کے بارے میں سائنسدانوں کو بہت کم معلومات تھیں۔ اسی لئے علم سائنس کو مختلف شعبوں میں رنے کی طرف بہت کم توجہ دی گئی۔ ارسطو کو زمانے کی تمام سائنسی معلومات حاصل تھیں۔ جہاں علم طبیعات پر مقالے لکھے وہیں حیوانات قالے تصنیف کئے۔ لیکن جیسے جیسے سائنسی ت میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ویسے سائنسی معلومات میں افہ ہوا اور یہ بات ناممکن ہو گئی کہ کسی فرد واحد کو تمام موضوعات پر جملہ موضوعات معلوم ہو جائیں۔ اسی سی معلومات اور سائنس کی تعلیم میں سہولت پیدا کرنے ے علم سائنس کو مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے مثلاً ت، کیمیا، حیاتیات وغیرہ۔ مختصر الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے علم سائنس علم کا شعبہ ہے جس میں قدرتی مظاہر اور اشیا ریت اور خاصیت کے بارے میں معلومات اور حقائق ں ڈھنگ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ان حقائق تک سدان مشاہدے استخراج و استنباط اور مختلف تجربات ذریعے پہونچتے ہیں۔ وہ مسلمہ نظریات کو شک و شبہ ظرے دیکھتے ہیں اور ان کے بارے میں از سر نو تحقیقات تے ہیں۔ وہ اس کام کو ہر قسم کی جذباتی سطح سے ٹ کر انجام دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سائنسدان اپنا م حقیقت پسندی اور غیر جانبداری کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس طرح سے جو نقطہ نظر وجود میں آیا ہے اس کی سب سے اہم اور بنیادی خصوصیت حقیقت پسندی اور غیر جانبداری ہے اور یہی نقطہ نظر سائنسی نقطہ نظر کہلاتا ہے۔

گذشتہ چند دہائیوں میں سائنس نے جو غیر معمولی ترقی کی ہے، مادے کو انسانی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنے کے جو وسائل فراہم کئے ہیں اس سے کوئی بھی بالغ نظر فرد انکار نہیں کر سکتا۔ سائنس کے ہمہ گیر اثرات علم و فن کے دوسرے شعبوں پر بھی پڑتے ہیں مثال کے طور پر ادب میں حقیقت نگاری اور حقیقت بینی دراصل سائنسی رجحان کا نتیجہ ہے۔ سائنس کی تحقیقات اور ایجادات کے ساتھ ساتھ حقیقت نگاری کا رجحان بڑھتا چلا گیا ہے۔ نقاشی کے قدیم شاہکاروں اور سنگ تراشی کے لاجواب نمونوں کی بازیافت اور ان کو ایک عرصہ دراز تک محفوظ رکھنے کے سلسلے میں سائنس اہم رول ادا کر رہی ہے۔ سائنس کا یہ عمل اصلاح کاری یعنی کہلاتا ہے اس کی عمدہ مثال روم کا سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف ریسٹوریشن ہے جس کی بنیاد اٹلی کے وزارت تعلیم نے ڈالی ہے۔ اس ادارے میں آرٹ کے شاہکاروں کی صفائی اور مرمت کا کام سائنٹفک ڈھنگ پر کیا جاتا ہے۔ سائنس نے تاریخ اور آثار قدیمہ کے میدانوں میں تحقیقات کے نئے نئے دروازے کھول دئے ہیں۔ تابکار کاربن کی پیدائش کے طریقے، بالائی فضا میں اس کی مقدار، پودوں اور جاندار اجسام میں اس کے داخل ہونے اور جم جانے اور جاندار اشیا میں اس کی متوازن مقدار کی موجودگی کے بارے میں تحقیقات کرکے تابکار کاربن کے ذریعہ تاریخ کے تعین کا طریقہ معلوم کیا ہے جس کے ذریعہ حالیہ برسوں میں تاریخی اور آثار قدیمہ کی مختلف اشیا کی عمر کی پیمائش وسیع پیمانے پر کی گئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں تاریخ کے علم میں مقصدیہ اضافہ ہوا ہے۔ تحقیق جرائم کے سلسلے میں بھی سائنس جو رول ادا کر رہی ہے اس کی اہمیت سے سرمو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کے مختلف حصوں میں ایسے سائنسی ادارے قائم کئے گئے ہیں جو جدید ترین سائنسی آلات کی مدد سے جرائم کی مسلسل تحقیقات کرکے جرائم کے خلاف جنگ میں اہم حصہ لے رہے ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی ایک سائنسی ادارہ جس کا نام اسٹیٹ فورنسک لیباریٹری ہے جرائم کی تحقیقات میں اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ اس نے کئی جرائم کی کامیاب تفتیش کی ہے۔ یہ ادارے جدید ترین آلات کی مدد سے جرائم کی صحیح کھوج کر رہے ہیں۔ مجرموں کو کیفر کردار کو پہنچا رہے ہیں اور بے گناہوں کو قانون کے شکنجے میں پھنسنے سے بچا رہے ہیں۔

علم طب کی ترقی کے نتیجہ میں مختلف دواؤں اور بہتر طریقۂ علاج کے دریافت کی وجہ سے انسانوں کے اوسط عمر میں پہلے کے مقابلے میں اضافہ ہوا ہے۔ بچوں کی اموات کی شرح میں بے حد کمی ہو گئی ہے۔ سائنس نے ٹرانس ڈیوسرس نامی آلات ایجاد کرکے انسان پر اس کے اپنے جسم کی کائنات کے راز منکشف کئے ہیں۔ خلائی جہازوں نے خلا کی اور کائنات کی تسخیر کرکے انسان کو اس کے اندر چھپی ہوئی غیر معمولی قوت سے واقف کروایا ہے اور اسے صحیح معنوں میں یہ احساس دلایا ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہے۔ کائنات کی عظمت اور وسعت کے متعلق معلومات فراہم کرکے اس خالق کی عظمت کو عیاں کیا ہے جس کی یہ کائنات مخلوق ہے۔ مظاہر فطرت کی حقیقت کو عیاں کرکے انسان کو اوہام کے اندھیروں سے باہر نکالا ہے۔ ایک انسان کی حیثیت سے اس میں خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ حمل و نقل اور اطلاع رسانی کے تیز ترین ذرائع فراہم کرکے دنیا کے انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب آنے کے مواقع فراہم کئے ہیں۔ ایک دوسرے کو سمجھنے اور معلومات کا تبادلہ کرنے کی سہولتیں فراہم کرکے انسانی علم میں تیزی سے اضافہ کی راہیں ہموار کی ہیں۔ مختلف قسم کی مشینیں ایجاد کرکے اشیا کے بڑے پیمانے پر تیاری کے وسائل فراہم کئے ہیں۔ اس طرح سائنس نے آج کے انسان کے لئے ضروریات زندگی کی تکمیل کے سلسلے میں اہم اور بنیادی اقدامات کئے ہیں۔ اشیائے ضرورت کی پیداوار میں معتدبہ اضافہ کے باوجود عوام کی قوت خرید میں کمی کی ذمہ داری ہمارے معاشی نظام میں پائی جانے والی معاشی عدم مساوات پر عائد ہوتی ہے۔ سائنس پر نہیں۔ اس لئے ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ سائنس کا عطاکردہ سائنسی نقطہ نظر نوع انسانی کے مسائل کو حل کرنے کی راہیں کامیابی کے ساتھ ہموار کر سکتا ہے۔

موجودہ زمانے میں ہمارے سماجی، سیاسی، تہذیبی اور معاشی مسائل اس لئے دن بہ دن الجھتے اور پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں کہ ہم ان مسائل کا مطالعہ کرنے اور ان کے حل تک پہنچنے کے سلسلے میں جذبات سے زیادہ عقل اور شعور سے کام لیتے ہیں۔ اس قسم کا جذباتی طرز فکر ہم کو حقائق کی طرف سے جان بوجھ کر چشم پوشی کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور ہم مزید الجھتے چلے جاتے ہیں۔ یہ جذباتی طرز فکر حقیقت پسندی سے انحراف کا نتیجہ ہے۔ حقیقت پسندی سے یہ انحراف اس لئے ہے کہ عوام میں سائنسی نقطہ نظر جو کہ جو کہ حقیقت پسندانہ نقطہ نظر ہے چند در چند وجوہات کی بنا پر مقبول عام نہیں ہو سکا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ گذشتہ برسوں میں کی جانے والی سائنسی تحقیقات کے نتیجہ میں علم طب نے ترقی کی ہے۔ تقریباً سب ہی بیماریوں کی وجوہات کا پتہ چلا لیا گیا ہے۔ بیماریوں کے علاج کے لئے موثر دوائیں ایجاد کی گئی ہیں۔ دنیا کے تقریباً سب ہی حصوں سے متعدی بیماریوں جیسے ہیضہ، پلیگ، چیچک وغیرہ کا مکمل قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ لیکن طبی صورتحال پہلے کے مقابلے میں اب کہیں زیادہ سنجیدہ ہو گئی ہے۔ مثال کے طور پر اگرچہ شدید ترین ذیابیطس میں مبتلا مریض بھی صحتیاب ہو سکتے ہیں اور دن میں دو یا تین

بار انسولین کے انجیکشن لے کر اس بیماری سے نجات حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ انہیں یہ سکھایا جائے کہ ان کے جسم چند مقررہ اصولوں کے پابند ہیں. جس طرح کوئی موٹر کار لبریکیٹنگ آئل کے بغیر چل نہیں سکتی بالکل اسی طرح انسولین کے بغیر ان کے جسم کی مشین اپنا کام انجام نہیں دے سکتی۔ انہیں اس بات کو سمجھائے بغیر ہم ان سے یہ توقع نہیں کر سکتے کہ وہ پابندی سے انسولین کے انجیکشن لے کر اس بیماری سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔

یہی بات ہوا کے ذریعہ پھیلنے والی بیماریوں کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ انہیں عوام کے تعاون کے بغیر ختم نہیں کیا جا سکتا۔ تعاون کا یہ جذبہ عوام کے دلوں میں صرف اسی وقت پیدا کیا جا سکتا ہے جبکہ انہیں اچھی طرح اس سائنسی حقیقت سے واقف کرا دیا جائے کہ یہ بیماریاں ہوا میں پائے جانے والے جراثیم کی وجہ سے پھیلتی ہیں۔

مختلف امراض کی کارگر دواؤں کی ایجاد اور بیشتر صورتوں میں ماہر ڈاکٹروں کے علاج کے باوجود ہمارے ملک میں مریضوں کو صحت یاب ہونے میں زیادہ عرصہ لگنے کی اہم وجہ یہ ہے کہ عوام امراض کی نوعیت سے قطعی ناواقف ہیں۔ وہ اپنے علاج کے سلسلے میں معالج کے ساتھ وہ تعاون نہیں کر پاتے جو انہیں بحیثیت مریض کرنا چاہئے۔ اگر انہیں سائنٹفک خطوط پر تعلیم دی جائے تو وہ بیماریوں کے متعلق صحیح نظریہ کو اپنا سکیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مشرقی ممالک بطور خاص ہندوستان میں سائنسی نقطۂ نظر نے اتنی مقبولیت کیوں حاصل نہیں کی ہے جتنی کہ اسے حاصل ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ان افراد نے پیدا کر رکھی ہے جو علم سماجیات میں اپنے من پسند نظریات کو سائنٹفک نظریات کا نام دے کر پیش کر رہے ہیں۔ بالفاظِ دیگر انہوں نے بعض سائنسی تحقیقات اور نظریات کا اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے استحصال کیا ہے اس استحصال کی واضح مثال ڈارون کے نظریہ کا استحصال ہے۔ ڈارون کی تحقیقات نے حیوانات کی مختلف انواع کے بارے میں علمِ انسانی کے خزانے میں معتد بہ اضافہ کیا لیکن اشتراکی نظریات کے حامیوں نے ڈارون کی تحقیق کو خدا کے عدم وجود کو ثابت کرنے کے لئے استعمال کر کے ان تحقیقات کا بُری طرح استحصال کیا ہے۔ خدا کے وجود اور عدم وجود کے مسائل کا سائنس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ان مسائل پر بحث و تحقیق کی ذمہ داری کسی سائنسداں پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے کہ یہ مسائل مابعد الطبیعاتی مسائل ہیں۔ سائنس مادّے سے بحث کرتی ہے اور مادّی وسائل کو انسانوں کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرتی ہے یہی اس کا دائرۂ کار اور دائرۂ عمل ہے۔

اس سلسلے میں میں ایک اور بات بھی کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ چونکہ سائنس کا دائرۂ عمل مادّے اور مادّے کے اندر چھپی ہوئی قوتوں کے استعمال تک محدود ہے اس لئے مذہب کے حامیوں نے سائنس اور سائنسدانوں پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ مادّہ پرست ہیں اور معاشرے میں مادّہ پرستی کو ہوا دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سائنس میں مادّے کو اہمیت دی جاتی ہے اور وہ مادّے سے بحث کرتی ہے۔ وہ مادّے کو انسانی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنے کے امکانات کا جائزہ لیتی ہے اور اس کے لئے راہیں ہموار کرتی ہے لیکن اس مادّہ پرستی کا الزام قطعی بے بنیاد ہے۔ مادّہ پرستی کی اصطلاح "مخالف سائنس مذہب پرستوں" کی من گھڑت ہے۔ بلکہ امر واقعہ تو یہ ہے کہ مظاہرِ فطرت اور مادّے کی اصلیت کا انکشاف کر کے سائنس نے نوعِ انسانی کے لئے اوہام پرستی اور مادّہ پرستی سے نجات حاصل کرنے کی راہیں ہموار کی ہیں۔ اس نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ کائنات کے مختلف مظاہر اس لئے عالمِ وجود میں لائے گئے ہیں کہ انسان ان سے استفادہ کرے۔ ان کی تحقیق و تسخیر کرے۔ مثال کے طور پر ماہرینِ فلکیات نے چاند تاروں، سورج اور سیاروں کی حقیقت کو عیاں کر کے انسان کو اس وہم سے نجات دلائی ہے کہ وہ خدائے برتر کے خدام ہیں یا خداؤں کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کی پرستش اس کا فرضِ اولین ہے اس طرح سائنس نے انسان کو مادّہ پرستی سے نجات دلائی ہے۔

ہمارے ملک میں سائنس اور سائنسی نقطۂ نظر کی اشاعت، ترویج اور ترقی اطمینان بخش طور پر اسلئے نہیں ہو سکی ہے کہ ہندوستانی زبانوں میں کتابوں کی اشاعت کرنے والے اداروں نے معیاری سائنسی کتابوں اور خاص طور پر عام فہم سائنسی کتابوں کی اشاعت کی طرف بے حد کم توجہ کی ہے۔ اردو زبان میں تو اس طرح کی کتابیں کبھی کبھار ہی شائع ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک میں انگریزی زبان میں بہت سے سائنسی رسائل شائع ہوتے ہیں مثلاً سائنس رپورٹر اور سائنس ٹوڈے وغیرہ۔ انگریزی زبان میں شائع ہونے والے جملہ سائنسی رسائل کی تعداد لگ بھگ پندرہ ہے۔ لیکن اردو زبان میں لے دے کر صرف ایک ہی سائنسی رسالہ "سائنس کی دنیا" شائع ہوتا ہے اور نگ باد سے شائع ہونے والے سہ ماہی رسالۂ المعلم، میں ہر شمارہ میں دو چار سائنسی مضامین بھی ہوتے ہیں۔ کبھی کبھار اردو اخبارات بھی سائنسی مضامین شائع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو کے تمام رسائل اپنے ہر شمارے کے ایک چوتھائی حصہ کو سائنسی مضامین کے لئے وقف کریں اور سال میں کم سے کم ایک شمارے کو سائنس نمبر کی شکل میں شائع کریں۔ اشاعتی ادارے زیادہ سے

زیادہ تعداد میں عام فہم سائنسی کتب شائع
یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ ہما
لاتعداد سائنٹفک سوسائٹیاں بڑے جو
ان کی تعداد لگ بھگ دو سو ہے ان میں
بڑے عرصے سے قائم ہیں اور بیحد مشہو
سائنس کانگریس ان میں سے ایک ہے
گذشتہ پچاس سال سے خدمات انجام دے
سوسائٹی کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ
عوام کے درمیان رابطہ قائم کرنے کا کام
اور عوام میں سائنس کو مقبول کرنے اور
کی ترویج و اشاعت کے لئے کوشاں
یہ سوسائٹی سائنس کو عوام تک لے جانے
دے رہی ہے اس کام کو ملک کے مختلف
نمائش دکھا کر سائنس کے مختلف موضوعا
فلموں کی نمائش کر کے اور مدرسوں او
توسیعی لیکچروں کے انعقاد کے ذریعہ
ہے لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ ارد
ادبی و شعری ذوق کی تسکین اور نشو
میں کئی انجمنیں اور سوسائٹیاں تو قائم ہیں
سائنٹفک سوسائٹی یا انجمن نہیں جو اردو
کی ترویج و اشاعت کرے۔ ان میں سا
پیدا کرے اور ایسی فضا تیار کرے جس
کی نشو و نما ہو۔

(اد

بقیہ : مراٹھی اسٹیج

ڈالی۔ اس مزاحیہ صنف نے آگے چل کر
ڈراموں کے لئے راہ ہموار کی۔ سب سے
نفرت کرداروں کے کیری کیچر پیش کئے
سماجی تمثیلیں وجود میں آئیں۔
۱۸۸۰ء میں انگریزی تعلیم یاف
ناٹک کمپنی قائم کر کے مراٹھی میں ش
اسٹیج کرنے شروع کئے ساتھ ہی سا
مشہور ڈرامے بھی مراٹھی اسٹیج پر پیش
اسی کمپنی نے تاریخی و نیم تاریخی حصوں
روپ دینا شروع کیا اور مراٹھی میں
داغ بیل ڈالی۔ ان کے بعد دیگر ناٹک
تاریخی ڈرامے پیش کیے۔ غرض گذ
مراٹھی اسٹیج پر پورا نک، مزاحیہ، سماجی
ڈرامے پیش کیے جا چکے تھے اور بیسوں
اسٹیج کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے راہیں ہمو
مراٹھی اسٹیج کے اس مختصر
صدی کی ترقیوں کو اختصار کے سا
گنجائش نہیں ہے اس لئے اس موضو
لئے اُٹھا رکھتا ہوں۔

ولت بھی کیا چیز ہے

یوسف ناظم

یہ کہنا غلط ہے کہ دنیا سے جاتے وقت کوئی شخص اپنی دولت اپنے ساتھ نہیں لے
آدمی چاہے تو کیا نہیں کرسکتا۔ قارون کی مثال ہمارے سامنے
ہے۔ یہ صاحب جب یہاں سے رخصت ہوئے تھے تو انھوں نے
ب دینار بھی نہیں چھوڑا تھا۔ حالانکہ اس زمانے میں پیپر
رواج نہیں تھا جو بھی دولت تھی بشکل معدنیات تھی۔ معدنیات
زنی چیز ہوتی ہے اور اتنی ساری معدنیات کو ساتھ کسی انجانے
ر روانہ ہونا کافی تکلیف دہ کام تھا بلکہ تقریباً ناممکن کام تھا۔
قارون نے ان دیکھی مشکلات کی پرواہ نہیں کی (مالدار لوگوں
ی چیز کی پرواہ ہوتی بھی کب ہے) اور اپنی ساری دولت
نہا اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کے ساتھ البتہ وہ اونٹ نہیں جاسکے
ر موصوف کے خزانے کی کنجیاں لادی جاتی تھیں۔ یہ اونٹ
یا ہمیشہ ان کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ یہ تعداد میں ستر تھے اور
ں دو اونٹ شانہ بشانہ نہیں چلتے کیونکہ اونٹ آدمیوں کی طرح
ں کرتے ہوئے نہیں چلتے۔ یہ ہمیشہ ایک کے پیچھے ایک ہوکر چلا
تے ہیں اور بہت خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔ قارون کے یہ
ہور و معروف اونٹ جو تعداد میں ستر تھے، جب ایک قطار میں کہیں
ے گزرتے تو پہلے اور آخری اونٹ کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہوتا
تنا دو ملکوں کے درمیان ہوا کرتا ہے۔ لیکن اونٹ میں اس کی گردن
لمبائی کے علاوہ دوسری خرابی یہ ہوتی ہے کہ یہ جانور وفادار نہیں ہوتا
دیہ بے یہ لوگ جو تعداد میں ستر تھے، قارون کے آخری سفر میں اس کے
تو نہیں گئے۔ اس زمانے میں چونکہ دُہری کنجیاں رکھنے کا غیر محفوظ
طریقہ رائج نہیں تھا اس لیے قارون کے خزانے کی کنجیوں کے لیے
اونٹ کافی ہوگئے۔ ڈپلی کیٹ کنجیاں ہوتیں تو ۰ ۷ اونٹوں کی
اور تیم کا انتظام کرنا پڑتا۔ قارون جیسے امیر کبیر شخص کے لیے گو
ولی بات ہوتی اور وہ بڑی آسانی کے ساتھ مزید ۰ ۷ اونٹ منگوا
تے لیکن اد لوگوں کی جان پر بن آتی جن کا کام ہی اونٹوں کو
سنا تھا، را ستے الگ بند ہوجاتے۔

سچ تو یہ ہے کہ قارون کے زمانے میں کوئی بھی چیز ڈپلی کیٹ
یں ہوا کرتی تھی۔ اب تو چیزیں ایک طرف رہیں خود آدمیوں کو بھی

اپنا ایک مثنیٰ تیار رکھنا پڑتا ہے۔ اکثر سربراہانِ ملک ایک ہی وقت میں دو دو جگہ پائے جاتے ہیں اور غلطی سے گولی اس جگہ چلتی ہے جہاں اس کا مثنیٰ ہار پہنے کھڑا رہتا ہے اور اس معمولی سی فروگذاشت کا خمیازہ ملک و قوم کو بھگتنا پڑتا ہے۔ کچھ لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ چند ملکوں میں مثنیٰ ہی حکومت کر رہے ہیں۔ اصل حکمراں تو کب کے قتل ہو چکے۔ پچھلے زمانے میں مثنیٰ ملتے بھی نہیں تھے اور خود بادشاہ سلامت کو بھیس بدل بدل کر بھیسیوں کام کرنے پڑتے تھے۔ یوں چھپ کر کسی کے گھر میں جھانکنا، دیوار سے کان لگا کر زن و شوہر کی گفتگو سننا، اور وہ بھی آدھی رات کے وقت، بہت معیوب بات ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ بادشاہوں کو اور ان کے باتدبیر وزیروں کو کسی ضابطۂ اخلاق کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔ یہ رعایت آج بھی ختم نہیں ہوئی ہے بلکہ اب تو یہ سہولت ہے کہ ان کو لباس بدلنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ اس لیے اب مثنیٰ درباروں سے نکل کر فلموں میں آگئے ہیں۔ ہر بڑے اداکار کا ایک ڈپلی کیٹ ضرور ہوتا ہے اور جب کوئی ویلن کسی وجہ سے ہیرو کو ہنٹروں سے مارتا ہے تو اس وقت ہیرو فلم کی شوٹنگ دیکھنے والے تماشائیوں میں بیٹھا ۱۲۰ نمبر کے تمباکو کا پان کھاتا رہتا ہے اور اس کا ڈپلی کیٹ مار کھاتا رہتا ہے اور کچھ پیسے اسے بھی مل جاتے ہیں جو ہیرو کے معاوضے کی رقم میں سے وضع نہیں کیے جاتے۔

بات قارون کے خزانے کی ہو رہی تھی یہ ڈپلی کیٹ کی بات تو یونہی بیچ میں نکل آئی۔ قارون کا خزانہ بہت بڑا خزانہ ہونے کے علاوہ محفوظ خزانہ بھی تھا اور جب تک وہ بقیدِ حیات رہا اس کا ایک ریال بھی چرایا نہیں جا سکا۔ ہمیں ٹھیک سے معلوم نہیں ہے کہ اس کے پاس ریال تھے یا دینار، ممکن ہے اشرفیاں ہی رہی ہوں کیونکہ اشرفی اس زمانے کا مقبول سکہ تھا اور بادشاہ جسے بھی پسند کرتے تھے اس کا منہ اشرفیوں سے بھر دیتے تھے۔ ریال اور دینار کسی کے منہ میں نہیں رکھے گئے۔ قارون کی رحلت کے بعد تو اس کے ہاں کسی چوری کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا کیونکہ ساری دولت تو وہ ساتھ ہی لیتا گیا۔

اس زمانے میں چوری کی واردات شاید اس لیے نہیں ہوئی

کہ قارون کے ہم عصروں میں چور اُچکے تھے ہی نہیں، آبادی مختصر
تو اس میں طرح طرح کے لوگ دستیاب نہیں ہوتے۔ چور و ا
ڈاکوؤں کی جو بھی کہانیاں ہم نے پڑھی اور سُنی ہیں وہ سب قارو
کی وفات کے بعد کے زمانے کی ہیں۔ چور غالباً علی بابا کے زما
میں پیدا ہوئے یا اس سے پہلے الہ دین کے زمانے میں۔ بہرحال
یہ قارون کے عہد کے بعد کی ہی پیداوار ہوسکتے ہیں اور وہ بھ
بہت بعد کے کیونکہ ان لوگوں کو چوریوں اور ڈاکوں میں ملتا بھی کیا
دنیا کی ساری دولت تو قارون کے ساتھ منتقل ہو چکی تھی۔

دولت سے متعلق کئی رائیں ہیں۔ صحیح رائیں وہی ہوتی ہیں
جو متضاد ہوں اور جن کی تائید اور مخالفت میں بحث و مباحثہ منعق
ہوسکتا ہو۔ کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ دولت کمانا مشکل ہے او
کچھ کی رائے ہے کہ اس کا کمانا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ اس کا خر
کرنا۔ قارون کا تعلق اسی دوسرے مکتبِ خیال سے تھا۔ دولت
اس نے کیسے کمائی تاریخ اس معاملے میں کوئی مدد نہیں کرتی
اہم معاملات میں تاریخ کا یہی معمول رہا ہے کہ کوئی معلومات بہم نہیں
پہنچاتی۔ تمام مورخین خواہ وہ فرشتہ ہوں یا آدمی، ابن بطوطہ
ہوں یا ابن سینا، سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ اہم معاملو
میں تاریخ کو خاموش ہی رہنا چاہیے۔ سیاست کی طرح تاریخ بھی
مفادِ عامہ کو پیشِ نظر رکھتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قارون نے دولت
کمانے کے لیے کوئی خاص جدوجہد نہ کی ہو اور یہ خود بخود بوقتِ عقد
بصورتِ نقد اس کے پاس آگئی ہو۔ بہرحال اس نوبت پر جب کہ
اس کی حیات و وفات کو صدیاں گذر چکی ہیں اس کے ذریعۂ معاش
اور طریقۂ بود و باش کے بارے میں کوئی دو ٹوک بات نہیں کہی
جاسکتی۔ رہا دولت خرچ کرنے کا مسئلہ تو کہا جاتا ہے کہ قارون نے
طے کرلیا تھا کہ آئندہ وہ دولت خرچ کرے گا۔ چند مدوں کے
بارے میں اس نے فیصلہ کرلیا تھا جن میں ایک غالباً فنونِ لطیفہ
کی ترقی کی مد تھی اور اس کا خیال تھا کہ فنونِ لطیفہ کی ترقی نہ سہی
انہیں غیر موزوں لوگوں سے محفوظ رکھنے کے لیے چند ٹرسٹ بنائے
جائیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ دستاویزات وغیرہ تیار کرواتا اس کا
انتقال ہوگیا۔ فنونِ لطیفہ کو ہر دور میں ایسے صدمے پہنچتے رہے ہیں
اور اسی لیے آج بھی یہ فنون وہیں ہیں جہاں پہلے تھے۔ یہ ایک لحاظ سے
اچھا ہی ہوا ورنہ ہوسکتا ہے قارون روپیہ خرچ کرنے کی قبیح عادت
کا شکار ہوجاتا اور رفتہ رفتہ اس کی یہ حالت ہوجاتی کہ سوائے ۰ ۷ اونٹو
کے اس کے پاس کچھ نہ بچتا۔ اونٹوں کی کھلائی پلائی کے لیے ہنڈی پر
قرض لیتا، تمسک لکھتا پرامزری نوٹوں پر دستخط کرتا اور آخر کار
ایک عام ہندوستانی کی طرح سارا قرض یونہی چھوڑ کر مرجاتا۔
سوچیے ذرا اس کی کتنی بدنامی ہوتی۔

ویسے ہمارا خیال ہے قارون دنیا کا دولت مند ترین شخص نہیں تھا۔ ترین بننے کے لیے اس سے زیادہ دولت درکار ہوتی ہے اور صحیح مقابلہ اس وقت ہوتا ہے جب ہمسری کے لیے کوئی اور موجود ہو۔ جہاں تک ہمارا حافظہ ساتھ دیتا ہے ہم سمجھتے ہیں شداد کے، ہاں اگرچہ اونٹ نہیں تھے لیکن دولت یقیناً زیادہ تھی کیونکہ شداد لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرتا رہا اور فیاضی کے ساتھ زرکثیر خرچ کرنے کے بعد بھی اس کے پاس بے حساب دولت

(آگے صفحہ ۱۹ پر)

خواجہ خورشید انور

دھرم ویر

پاپی پپیہارے پی پی نہ بول بیری پی پی نہ بول

آپ نے یہ نغمہ ضرور سُنا ہو گا۔ یہ فلم 'پروانہ' کا ہے۔ اور اس گیت سے بھی لطف اندوز ہوئے ہوں گے :

میرے منڈیر نہ بول کا گا جا ــــ کا گا جا

یہ گیت فلم اشارہ کا ہے۔ کیا آپ اس امر سے واقف ہیں کہ ان مقبول اور دلکش نغمات کی موسیقی کس موسیقار نے مرتب کی تھی۔ آج آپ کو اس ہستی کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ آپ ہیں خواجہ خورشید انور جو گزشتہ ۴۳ برسوں سے فلموں کی موسیقی دے رہے ہیں۔ آپ کے نغمات کی مقبولیت نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ آج اس مقام پر کھڑے ہیں جہاں ان کے فن کو ہندوستان اور پاکستان کے کسی بھی ہر دلعزیز موسیقار کے فن کے مقابلہ میں رکھا جا سکتا ہے۔ آپ کی مرتب کردہ دھنوں کی مقبولیت نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا فن وقت کی رفتار کے ساتھ جوان تر ہوتا جا رہا ہے۔ آپ عمر کے اس حصہ میں پہنچ چکے ہیں جہاں انسان کی زندگی منفرد زاویہ بنا لیتی ہے۔ آپ کی عمر اس وقت ۷۵ برس کے قریب ہے اور آج بھی پاکستانی فلموں کو پاپولر اور مقبول دھنوں سے سجا رہے ہیں۔ آپ نے گزشتہ دنوں ایک انٹرویو میں کہا کہ

وہ اکثر یاد آتے ہیں

میں دل سے دھنیں بناتا ہوں اور دل کا تعلق عمر یا سال گننے سے نہیں ہے ــ اس کے علاوہ آپ مشرق کے واحد فنکار ہیں جو کسی دوسرے ملک میں فلم کی موسیقی مرتب کرنے کے لیے پاسپورٹ اور ویزا لے کر گئے۔ اس کے علاوہ ایسے میوزک ڈائریکٹروں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ جو زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اور ان میں خواجہ صاحب کا نام بلندی پر ہے۔

آپ اعلیٰ تعلیم کے زیور سے بھی آراستہ ہیں اور فن کا ریاض بھی بہت ہے۔ آپ نے ہندی اور اردو کی ان گنت فلموں کو موسیقی دے کر غیر فانی بنایا ہے۔ مگر آپ کی فلمی زندگی کا آغاز ایک پنجابی فلم سے ہوا۔ یہ تھی کڑمائی جسے اے آر کاردار نے ڈائرکٹ کیا تھا۔ یہ ۱۹۴۱ء کا واقعہ ہے۔ اس سے قبل کچھ عرصہ تک آپ آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے منسلک رہا۔ وہاں آپ پروگرام پروڈیوسر کے عہدہ پر مامور تھے۔ ترقی کے بھی بہت چانس تھے مگر کچھ اور ہی دھن سوار تھی۔ اس لیے فلم کڑمائی میں کام ملتے ہی ریڈیو کی ملازمت ترک کر دی۔ آپ کا شمار ہندوستان اور پاکستان کے ان چند میوزک ڈائریکٹروں میں ہے جنھوں نے دو ملک میں اپنے فن کا مظاہرہ کر کے خراج تحسین حاصل کیا۔ آپ بمبئی میں بھی بے حد مقبول تھے

بھی کوئی بڑا مشہور فن کار ہی مرتب کرے۔ چنانچہ آپ کی نگاہِ انتخاب خواجہ خورشید انور پر پڑی جو کہ ان دنوں بمبئی کے میوزک ڈائریکٹروں میں بلند بھی تھے۔ شاید آپ میں سے اکثر کو اس بات کا علم نہ ہو کہ سربلند پروڈیوسر ڈائریکٹر خواجہ احمد عباس نے آج اور کل نامی ایک فلم بنائی تھی اس کا موضوع سیاست سے تعلق رکھتا تھا۔ اس انقلابی فلم کی انقلابی موسیقی بھی خورشید انور صاحب نے ہی مرتب کی تھی۔ مگر حکومتِ وقت نے اس پر پابندی لگا دی اور فلم ریلیز نہ ہو سکی۔ ایک فلم بنی پروانہ۔ اس میں اس دور کے مشہور فلم اسٹار سنگرز کے ایل سہگل اور ثریا نے کام کیا تھا اور گانے گائے تھے۔ یہ گانے اس وقت بھی مقبول ہوئے اور اب تک بھی سننے میں آتے ہیں۔ ان کی موسیقی آج بھی بھرپور تاثر رکھتی ہے۔ اس کی دھنیں بھی خورشید انور نے ہی مرتب کی تھیں۔ یہ ۱۹۴۷ء کی بات ہے۔ اس کے بعد ایک فلم نشانہ بنی۔ اس میں اشوک کمار اور مدھو بالا نے کام کیا تھا۔ اس کے گانے بھی مقبول ہوئے اور باکس آفس پر بھی کامیاب رہی اس کی دھنیں بھی ان ہی کی مرتب کردہ تھیں۔ ۱۹۴۹ء میں ایک فلم بنی سنگھار اس فلم کی موسیقی کی مقبولیت اور اس کے فن کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس دور کے چوٹی کے موسیقاروں

اور آج لاہور میں بھی یہی حالت ہے۔ کڑمائی فلم کے بعد آپ نے اشارہ نامی فلم کے گیتوں کی موسیقی مرتب کی، یہ فلم جے کے نندہ نے بنائی تھی ــــ اور ۱۹۴۲ء میں ریلیز ہوئی تھی۔ اس فلم کے گیتوں کی ہر دلعزیزی نے برصغیر میں تہلکہ برپا کر دیا اور اس ایک فلم کی بدولت ہی خواجہ صاحب نے ایک کامیاب اور خود مختار موسیقار کی حیثیت سے اپنے لیے بلند مقام بنا لیا۔ جب پروڈیوسر ڈائریکٹر سہراب مہدی نے فلم پرکھ بنائی تو خواجہ صاحب منروا موویٹون میں آ گئے۔ اس فلم میں آپ نے کوشلیا نامی ایک ایکٹرس کی آواز میں گیت ریکارڈ کر دیئے۔ اس وقت پلے بیک سسٹم اور ری ریکارڈنگ کا رواج نہ تھا لہٰذا اس طرح گانے ریکارڈ کرانا خواجہ صاحب کی جدت تھی۔ محبوب صاحب نے ایک فلم ڈائرکٹ کی تھی۔ یتیم ــ اس کے لیے خواجہ صاحب نے ایک گانا محمد رفیع اور جی ایم درانی سے گوایا تھا۔ جب سیٹھ دل سکھ پنچولی لاہور میں فلم گلبدنی بنانے لگے تو آپ نے اس کی موسیقی مرتب کرنے کے لیے خواجہ صاحب کو بمبئی سے بلوایا۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ اس فلم کے نغمات گانے کے لیے پنچولی صاحب نے اس دور کی مشہور سنگر زینت بیگم کی خدمات حاصل کیں اور چاہتے تھے کہ ان کی دھنیں

کی فلموں کے سخت مقابلہ کے بعد انھیں بہترین میوزک [illegible] خطاب ملا۔ یہ مقابلہ میوزک ڈائریکٹروں کی انجمن [illegible] کی سیاسی آندھی میں بھی آپ بمبئی میں ہی رہے۔ مگر [illegible] لاہور چلے گئے۔ اس کے ایک برس بعد بمبئی کی وا[illegible] نے ایک فلم بنائی تھی نیلم پری۔ اس فلم کا میوزک کم[illegible] لیے خواجہ صاحب کو چھ ہفتوں کے لیے پاسپورٹ پر بم[illegible] شاید ہندوستان اور پاکستان کا کوئی اور فنکار اس[illegible] نہیں کر سکتا۔ فلم نیلم پری کے گانے بہت پاپولر ہوئے [illegible] جی ایم درانی اور گیتا رائے نے گائے تھے۔ اس فلم [illegible] کرنے کے بعد آپ مستقل طور پر لاہور آ گئے، اور اب تک [illegible] فلموں کو موسیقی دے رہے ہیں۔ ۱۹۵۶ء میں آپ کی [illegible] دو فلمیں انتظار اور مرزا جٹ اکٹھی ایک ہی دن ری[illegible] کے نغمے اس قدر مقبول ہوئے کہ پاکستان کی فلم انڈ[illegible] انقلاب آ گیا۔ میوزک ڈائریکٹر اور فلم ساز محسوس کر[illegible] جدت پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ پرانی باتیں اور قدر[illegible] گی۔ تسلیم کرنا پڑے گا کہ پاکستان کی اس فلم نے ہند[illegible] کے فلم سازوں اور میوزک ڈائریکٹروں کو بھی چوکنا کر د[illegible] کو اس کی موسیقی کے لیے پریزیڈنٹ ایوارڈ ملا تھا اور [illegible] ریکارڈ قائم کیے جو کہ اب تک توڑے نہیں جا سکے۔ [illegible] زہر عشق، گھونگھٹ اور چنگاری نامی فلموں کو موسیقی [illegible] ان فلموں کا شمار پاکستان کی بہترین فلموں میں ہے [illegible] لحاظ سے بھی اور دوسری خوبیوں کے لحاظ سے بھی [illegible] فلموں کا نام عزت سے لیا گیا۔ ان فلموں کو کئی ایوارڈ ملے۔ [illegible] جھومر، ایاز، کوئل، حویلی، سرحد، ہمراز، پنجابی فلم گڈو دا[illegible] مسعود پرویز کی پنجابی فلم ہیر رانجھا کی موسیقی بھی آپ نے [illegible] میں سے اکثر فلموں کے گانے بھی آپ ہی کے تحریر کردہ [illegible] ان فلموں کے گانے لوک گیتوں کا درجہ اختیار کر گئے ہیں [illegible] ہر دلعزیز ہیں۔ اور خواجہ صاحب کو ایک بار پھر بہترین م[illegible] کا خطاب مل چکا ہے۔ جتنی بھی فلموں میں خواجہ صاحب [illegible] دی ان میں سے صرف چار ایسی ہیں جنھیں باکس آفس [illegible] نہیں کہا جا سکتا۔ پرائی آگ، خاک و خون، شیریں ف[illegible] اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان فلموں کے بھی کئی نغمات [illegible] بلکہ فلم حیدر علی کی موسیقی کے لیے ۱۹۷۹ء میں آپ کو [illegible] پاکستان کا سب سے بڑا اعزاز۔ پرائڈ آف پرفارمنس [illegible] نے مرزا جٹ فلم بنائی۔ یہ بھی خوب کامیاب رہی اور [illegible] نغمات کی ہر دلعزیزی نے ایک بار پھر فنی عظمت کا لو[illegible] پاکستان کے فنکاروں میں خواجہ خورشید انور کا نام [illegible] اور ان کا نام بطور میوزک ڈائریکٹر ہی نہیں بطور مص[illegible] بھی سدا یاد رہے گا۔ یہ کہنا غلط نہیں کہ ماسٹر غلام حیدر [illegible] پاکستان کی دنیائے فلم کو جو نقصان پہنچا تھا۔ خواجہ [illegible] کافی حد تک اس کی تلافی کر دی ہے۔ وہ آج پاکستان [illegible] مقبول ہیں جس قدر کہ برسوں قبل بمبئی میں تھے ــ ان کے [illegible] محدود نہیں۔ جہاں آپ نے پکے راگوں راگ راگنیوں [illegible] موسیقی میں فوقیت حاصل کی وہاں مغربی موسیقی میں بھی [illegible] اور نغمات کو وجد آور بنانے کے لیے مغربی دھنوں سے [illegible]

جہاں آپ نے ان گنت گانوں کے لیے بالکل قدیم رنگ
کلاسیکی ہندوستانی موسیقی پر مبنی دھنیں مرتب کیں تو کئی
کل مغربی رنگ میں پیش کیا۔ اور بے شمار نغمات کی دھنیں
میں دونوں کو ملایا گیا ہے جن میں مشرقی اور مغربی موسیقی
ہے۔ اور یہ خوبی نغمات کو اور بھی مقبول بنانے والی ثابت
یہ تجربہ کامیاب رہا ہے اور دوسرے میوزک ڈائریکٹروں
احوال کو اپنایا ہے۔ جہاں آپ کے فن میں استاد
کا رنگ ہے، وہاں آپ نوشاد کے فن سے بھی متاثر ہیں۔
ہاں نیازی کا رنگ بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ پکے راگ
میں پیش کرنے میں بھی ماہر ہیں۔ اور ہلکے پھلکے گانے
میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ نے دوسروں کی تو کیا
کی بھی نقل نہیں کی۔ آپ نے ایک نغمہ کے لیے جو دھن
وہ خواہ کتنی ہی کامیاب ہوئی اسے بھول گئے اور اس حد تک
کہ کسی دوسرے گانے پر شک بھی نہیں گزرتا کہ دھن وہاں
کی گئی ہے۔ ایک اور بات قابل ذکر ہے ۔ نامور میوزک
روشن کو تو آپ جانتے ہی نہیں ۔ باورے نین اور
کی رات وغیرہ کئی کامیاب نغموں کا کامیاب میوزک ڈائریکٹر
کی قابلیت سے کون واقف نہیں۔ مگر آپ شاید اس بات
خبر نہ ہوں کہ مشہور میوزک ڈائریکٹر روشن بھی آپ کے شاگرد
موسیقی کا یہ فن خواجہ صاحب سے ہی سیکھا تھا اور ریاض
تے تھے۔ بمبئی میں خواجہ صاحب کا دولت کدہ فنکاروں سے
تھا اور اب لاہور میں بھی یہی حالت ہے۔ بمبئی میں آپ کے
طور پر ایسی محفلیں جما کرتی تھیں جن میں اس دور کے فن کار
کرتے تھے۔ آج وہ دور نہیں رہا، وہ ماحول نہیں رہا۔ مگر
بھلایا جا سکے یہ ممکن نہیں۔ وہ اکثر یاد آتے ہیں اور یاد آتے
گے۔ وہ فن موسیقی کا سرمایہ ہیں، فن کو ان پر سدا فخر رہے گا۔

(اردو سروس سے)

ادیر
ایڈیٹر چترا ویکلی   بھگیرت پیلیس۔ دہلی

بقیہ: دولت بھی کیا چیز ہے

اس نے معمولی باغ، مینار یا محل نہیں؟ بلکہ ایک سالم جنت
کی کر دی تھی۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا تعمیری پراجکٹ تھا۔ کسی
غ نے یہ معلوم کرنے کی زحمت نہیں کی کہ شداد کے باغ ارم جیسے
کام پر کتنی دولت صرف ہوئی۔ شداد کی جنت کی اسکیم ناکام بھی
ہی کیونکہ اس جنت میں داخلہ حاصل کرنے کے لیے جن اعمال
ضرورت تھی، بہت کم لوگ ان اعمال کا سلیقہ رکھتے تھے۔ جنت
ن دن خالی پڑی رہی اور آخر کار اسے بند کر دینا پڑا۔ یہ دنیا
ہی ایسی جگہ۔ شداد کا روپیہ الگ ضائع ہوا۔

قارون اور شداد ان دونوں کی دولت سے ہماری
پسپی کسی خود غرضی کی بنا پر نہیں ہے۔ ہم صرف یہ سوچتے ہیں کہ
گر اتنی دولت آج موجود ہوتی تو ہم ۴ یا ۵ سال کے وقفے سے
نہیں، روزانہ ایک الیکشن منعقد کر سکتے تھے۔ خود بھی کھڑے رہتے
نقصان کیا ہوتا، زیادہ سے زیادہ یہی نا کہ ہماری ضمانت ضبط ہو جاتی۔

(اردو سروس سے)

فن لطیفہ گوئی

آزاد گلاٹی

انسان روز ازل سے ہی زندگی کی دو اہم کیفیتوں غم اور خوشی سے دوچار رہا ہے اور جب سے انسان نے بات دوسروں تک پہنچانے کا ہنر سیکھا ہوگا، اس نے اپنا اور دوسروں کا غم غلط کرنے کا راستہ بھی تلاش کئے ہوں گے۔ اس طرح مزاح زندگی کی ایک اہم ضرورت بنتا چلا گیا ہوگا کیونکہ مزاح کے ذریعہ ہی انسان زندگی کی المناکی اور محرومی کی اذیت کی شدت کو کم کرنے کی سعی کر رہا ہے۔ انسان نے مزاح کو اس لئے اپنایا کہ یا تو وہ اپنا غم بھول سکے اور اگر موت سے پہلے غم سے نجات ممکن نہیں، تو کم از کم زندگی کو موت بننے سے اس طرح بچالے کہ غم کو ہنسی میں اڑا کر اس کے گھاؤ کو سہنا قدرے آسان کرلے۔

فرائڈ نے مزاح کی جو چار صورتیں طے کی ہیں ان میں دو بے ضرر لطائف اور افادی لطائف بھی ہیں۔ لطیفوں کے ذریعے انسان ہنسنے کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ ویسے بھی انسان واحد جانور ہے جو ہنس سکتا ہے۔ اپنے پر بھی اور دوسروں پر بھی۔ انسان نے اپنی صلاحیت کو بروئے کار لانے کے لئے لطیفوں کا سہارا لیا۔ بقول وزیر آغا "بے ضرر لطائف کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ الفاظ و افکار کی جادوگری سے سامان انبساط بہم پہنچائیں ایسے لطیفے محض اس لئے ہوتے ہیں کہ زندگی کی کثافت کو ہنسی میں تحلیل کرکے ہمارے ذہنی و جذباتی تناؤ کو کم کردیں اور ہمیں ایک ایسی آسودگی سے روشناس کرائیں جس سے ہم چند لمحوں کے لئے ذہنی خلفشار اور جذباتی انتشار سے نجات پاکر فرحت و شادمانی کا احساس کرسکیں۔ وزیر آغا فرائڈ کے اس نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بے ضرر لطائف سے حصول مسرت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان میں کھو کر انسان واپس اپنے بچپن کے ماحول میں پہنچ جاتا ہے اور ذہنی فکر و استدلال اختیار کرتا ہے۔ یوں عام زندگی بسر کرنے کے لئے جو ضروری قوت درکار ہوتی ہے اس میں ایک بچت یا Economy پیدا ہو جاتی ہے اور یہ ہنسی کی صورت میں بہہ نکلتی ہے۔" افادی لطائف سے مسرت کے حصول کا نفسیاتی عمل بھی یہی ہے۔ لیکن ایسے لطائف احتیاط کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری ان خواہشات کو آزاد کرنے میں بھی معاون ثابت ہوتے ہیں جو ہماری روزمرہ زندگی میں ماحول اور سماج میں عدم ہم آہنگی کی صورت میں Suppressed رہتی ہیں۔ ایسے لطائف بقول وزیر آغا ہماری دبی ہوئی جنسی یا تشدد آمیز خواہشات کے لئے تسکین کی ایک ایسی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں جو ہنسی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے

اس طرح لطیفہ دراصل ہمارے اندر کے تناؤ کو کم کرکے ہمیں آسودگی، فرحت، شادابی اور شادمانی کے ان انبساط افروز لمحوں کی سیاحی کرواتا ہے جن میں ہم اپنے رنج و الم بھی بھول جاتے ہیں اور دوسروں کی زندگی میں سرایت کرتے ہوئے لمحوں کا نفسیاتی طور پر مداوا کرنے میں بھی معاون ثابت ہوئے ہیں۔

لطیفہ گوئی ایک لطیف فن ہے گو اس کے کوئی بندھے ٹکے اصول تو نہیں ہیں لیکن چند ایسے لوازمات ضرور ہیں جنہیں نظر انداز کر دینے سے لطیفہ کثیفہ بن جاتا ہے اور لطیفہ سنانے والا دوسروں کو ہنسانے کی بجائے خود اپنے لئے ایک ایسی صورت حال پیدا کر لیتا ہے کہ دوسروں کو اس پر رونا آتا ہے۔ فن لطیفہ گوئی کا انحصار دراصل لطیفہ، لطیفہ گو اور سامع تثلیث پر ہے اور جب تک ان تینوں میں مناسب ہم آہنگی نہ ہو لطیفہ اپنا صحیح تاثر پیدا نہیں کرسکتا۔

لطیفہ میں سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ یہ واقعی لطیفہ ہو ۔ یعنی اس میں اپنے عناصر ہوں جو ایک ایسی فضا خلق کرسکیں جو سننے والوں کو شاداں و فرحاں کر سکے اور جس سے ان کے چہرے سے سنجیدگی کے بادل چھٹ جائیں اور مسکراہٹیں کھل اٹھیں۔ یہ انہیں ایک ایسی کیفیت کی بشارت دے جس سے وہ لطیفہ سے پیدا شدہ فضا میں کھو کر

اپنے اندر بھی اسی شادابی و فرحت کو محسوس کر سکیں جو ان کے چہروں پر تمتما رہی ہو۔

لطیفہ گو کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ لطیفہ مختصر رہے کیونکہ غیر ضروری طوالت لطیفہ کے لئے سمِ قاتل ثابت ہوتی ہے۔ اگر ایجاز و اختصار سے کام نہ لیا جائے تو لطیفہ ہوتا چلا جائے گا اور سننے والے اس لمحے کے منتظر رہیں گے جب انہیں ہنسنے کا موزوں موقع فراہم ہو۔ اگر انتظار کی یہ گھڑیاں طویل ہوتی جائیں تو ہنسی کی بیساختگی میں کمی آجانا یقینی ہے۔ خواجہ عبدالغفور کا خیال ہے کہ لطیفہ مختصر ہوگا تو سننے والا ہنس کر فارغ ہو جائے گا اور اگر یہ طویل ہوگا تو اسے اپنے پر رائے زنی کرنے کی مہلت مل جائے گی۔ وہ اس کی بدلی ہوئی شکل میں کوئی لطیفہ سنانے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ اگر لطیفہ سنانے کے بعد کوئی شخص بول اٹھے کہ صاحب یہ لطیفہ یوں ہے تو آپ کے لطیفہ کا لطف اور لطافت دونوں مٹی میں مل جائیں گے۔ اس کے برعکس اگر لطیفہ مختصر ہوگا تو اس کا نتیجہ فوری طور پر ظاہر ہو جائے گا۔ سامع سوچنے کے لئے وقت نہ نکال سکے گا، وہ بے ساختہ مسکرا اٹھے گا ــــــ اور لطیفہ کامیاب رہے گا۔

لطیفہ گوئی کے لئے سلیقہ مندی، چرب زبانی مناسب ڈرامائی کیفیت پیدا کرنے کی صلاحیت کا ہونا بھی لازمی ہے۔ اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک شخص کوئی لطیفہ سناتا ہے تو وہ سپاٹ ہو جاتا ہے لیکن جب کوئی دوسرا وہی لطیفہ انہیں سامعین کو سناتا ہے تو لطیفہ کامیاب رہتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اچھے لطیفہ گو کے پاس زبان و بیان کا ایک ایسا سلیقہ ہوتا ہے جسے بروئے کار لاکر وہ معمولی سے واقعہ میں بھی غیر معمولی دلچسپی کے سامان پیدا کر سکتا ہے اور اپنے سامعین کو بھی اس دلچسپی میں شریک کر سکتا ہے۔ لطیفہ میں زبان و بیان کی سلاست اور بیان کی حلاوت جادو کا اثر رکھتی ہے۔ مناسب اور موزوں الفاظ کے برمحل استعمال کا فن جاننے والے ڈرامائی عناصر پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والے اور مناسب SUSPENSE برقرار رکھنے والے لطیفہ گو کا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا۔ اچھے لطیفہ گو کو یہ خیال بھی رکھنا چاہئے کہ لطیفہ کی زبان و بیان عام فہم ہوں اور اس کے معنی میں کسی قسم کا کوئی الجھاؤ نہ ہو، کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے سامعین کو لطیفہ سننے کے بعد ہنسی کے لئے جواز تلاش کرنے کی ضرورت محسوس ہو یا الفاظ کے گورکھ دھندوں سے خود کو آزاد کرنا پڑے۔ اگر سامع کا ذہن ان پیچیدگیوں میں الجھ گیا تو وہ ہنسی کی طرف راغب ہونے کی بجائے یا تو تاخیر سے ہنسے گا یا بالکل نہیں ہنسے گا اور لطیفہ اپنے مقصد یعنی فوری طور پر بے ساختہ مسکراہٹ پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں لطیفہ گو کو کھسیانہ پن کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

لطیفہ سنانے سے پہلے کسی قسم کی تمہید بھی لطیفہ کے تاثر کو مجروح کرتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی لطیفہ گو اس عہد سے لطیفہ شروع کرے کہ حضرات یہ لطیفہ شاید آپ پہلے بھی سن چکے ہوں گے تو وہ انہیں ایک ایسی AUTO SUGG-ESTION فراہم کر دے گا جس سے ان کے ذہن میں یہ خیال عود کر آئے گا کہ یہ لطیفہ واقعی ان کا سنا ہوا ہوگا اور وہ اس سے لطف اندوز ہونے کے لئے خود کو مائل نہیں کر سکیں گے۔ کئی بار لطیفہ گو لطیفہ سناتے سناتے یا اسے سنانے کے بعد خود بھی ہنسنے لگتا ہے تو لطیفہ کا اثر زائل ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ اگر وہ لطیفہ سنجیدگی سے سنائے اور خود بھی قدرے سنجیدہ رہے تو لطیفے کے تاثیر میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا ہے۔

فن لطیفہ گوئی کا تعلق سنانے والے کے ساتھ ساتھ سننے والوں کی کیفیت ذہنی حصار اور موقع محل سے بھی بہت گہرا ہے۔ اس لئے ایک اچھے لطیفہ گو کے لئے نفسیات پر خاطر خواہ دسترس بھی ضروری ہے۔ شیکسپیئر نے اپنے ڈرامہ "رومیو اور جولیٹ" میں لکھا ہے کہ "لطیفہ کی کامیابی سامع کے حسن سماعت پر منحصر ہے۔ سنانے والے کے انداز پر نہیں۔ اس قول کے دوسرے حصے سے اتفاق کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا پہلے حصہ سے اتفاق نہ کرنا۔ اگر موقع محل کی مناسبت سے سامعین کے ذہنی قوتِ رسید کو مدِ نظر رہ کر کوئی موزوں لطیفہ سنایا جائے تو اس کی کامیابی یقینی ہے۔

سامعین میں ایسے حضرات بھی ہوتے ہیں جنہیں ہنسانے کے لئے زیادہ کاوش درکار ہوتی ہے اور ایسے بھی ذرا سا گدگدانے پر بھی ہنسنے لگتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی سنجیدگی کے خول میں اس بری طرح سے قید ہوتے ہیں کہ انہیں وہاں سے نکالنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی لطیفہ کا مختلف سننے والوں پر مختلف اثر ہوتا ہے۔ کوئی اسے سن کر ہنستا ہے، کوئی چپ رہتا ہے، کوئی منہ بسورتا ہے اور کسی کا ردِ عمل بیزاری یا بے توجہی کا ہوتا ہے۔ اس لطیفہ گو کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اسے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ لطیفہ سے زیادہ دلوں میں گدگدی پیدا کر سکے سبھی کو خوش کرنے والا شخص آج تک پیدا نہیں ہوا اگر آج تک پیدا نہیں ہوا ــــ تو اب کیا ہوگا۔

(آکاشوانی جالندھر سے نشر)

شمس تبریزی

دیکھنا غور سے لکھدے نہ کہیں سناٹے
حاکم وقت نئی نسل کی تقدیروں میں

کام پڑ جائے اور مجھ سے کوئی تم کو شمس
ڈھونڈ لینا یونہی مل جاؤں گا تحریروں میں

(اردو سروس سے)

"گھر" کتنا خوبصورت لفظ ہے! ہر ان
ایک اچھے، پُر سکون اور خوش حا
کی تمنا کرتا ہے۔ ارسطو کے مطابق "انسان ایک سماجی
ہے" سماج کا سب سے پہلا روپ خاندان ہے
خاندان کے لئے گھر چاہئے۔ ہر گھر کے اپنے طور طر
اور چال چلن ہوتے ہیں۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹو
پیار کرنا خاندان میں ہی سیکھا جاتا ہے۔ اصولوں ک
بھی خاندان سے سیکھی جاتی ہے۔

گھر کے ماحول سے ہر شخص متاثر ہوتا ہے۔
ہوش سنبھلنے پر جس ماحول میں بڑا ہوتا ہے وہی
ہے۔ گھر کا ماحول بنانے کی ذمہ داری والدین اور د
بزرگ رشتہ داروں پر ہوتی ہے۔ جب مشتر
کنبوں کا رواج تھا تو ماحول بنانے کی ذمہ داری بڑ
بوڑھوں یا خاندان کے مکھیا کی ہوتی تھی۔ آج کل خو
خاندان ہوتے ہیں تو یہ اہم کام بچوں کے والدین ا
دیتے ہیں۔

ماہر نفسیات انسان کے ایک جملے یا ایک ح

گھر کا ماحول

سے اس کا ماحول بتا دیتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی ناشا
زبان کا استعمال کرے یا بات بات میں قسم کھائے
اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کے گھر میں ایک دو
پر اعتبار کرنے کا ماحول نہیں ہے یا اس کے وال
نے اس کی زبان درست کرنے کی طرف توجہ نہیں

بہت سے والدین بچوں کو اسکول میں داخ
کر کے اپنی ذمہ داری سے مبرا ہو جاتے ہیں۔ ا
اگر بچے غلط عادتیں سیکھیں یا نالائق ہوں تو اسکول
برا بھلا کہتے ہیں۔ خود کی ان کی زندگی اتنی مصروف
ہوتی ہے کہ پارٹیوں وغیرہ میں جانے یا زیادہ تر گھر
باہر رہنے کی وجہ سے وہ بچوں کی پڑھائی لکھائی ا
تربیت پر دھیان نہیں دیتے۔

بہت سے بچے محلے پڑوس میں لڑائی جھگڑا
گلوچ کرتے پھرتے ہیں اور ماں باپ ناجائز طور
ان کی ہر حرکت کو درست بتلاتے ہیں جس کی وجہ سے
چل کر یہ بچے ملک و قوم کے لئے مسئلہ بن سکتے ہیں۔
بچوں کی اچھی تربیت کے لئے گھر کے ماحول

...زوں ہونا ضروری ہے۔ گھر کو صاف ستھرا ...ے رکھنا ماحول کو اچھا بناتا ہے۔ اس کے ...پ دونوں کو کوشش کرنی چاہئے۔ تب ہی ...ائی کی قدر جانیں گے۔ بچوں کو وقت کی قدر بھی سکھائیے۔ وقت رہنے پر کام کیجئے ...ھے گا۔" تندرستی ہزار نعمت ہے" کے اصول ...صفائی اور صحت کی اہمیت بچوں کو سکھائیے۔

...ہر بچے کی اپنی انفرادی شخصیت ہوتی ہے اور ...صلاحیت ہوتی ہے۔ ہر بچے کی صلاحیت کو ...نے کا موقع دیجئے۔ کبھی ایک بچے کو دوسرے ...مقابلے میں کم تر مت بتائیے۔ بلکہ بچے کی کمی کو ...ری اور سمجھداری سے دور کرنے کی کوشش

...گھر میں تناؤ اور لڑائی کے ماحول کو دوسال کا ...سوس کرلیتا ہے۔ اس کے دل و دماغ پر اس کا ...ہوتا ہے۔ اگر والدین کے کچھ اختلافات ہیں تو ...ی بھی بچوں کے سامنے ظاہر مت کیجئے۔ بچے

...ر بچے

عالیہ حسن

...ے ہوں یا اسکول گئے ہوں یا گھومنے گئے ہوں ...پنے اختلافات دور کرلیں۔ آپس کے غصے کو بچوں ...اتاریں۔

بچوں سے کبھی جھوٹ نہیں بولنا چاہئے یا جھوٹے ...دے نہیں کرنے چاہئیں۔ اچھی طرح اور پیار سے ...ں کو بات سمجھائی جائے تو ان کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ ...ی قسم کا لالچ دے کر بچوں سے کوئی کام نہیں کروانا ...ہئے ورنہ ان کی رشوت کے بغیر کام نہ کرنے کی ...ت پڑ جاتی ہے۔

گھر میں ڈسپلن سیکھ کر باہر بھی بچے کو ڈسپلن ...عادت پڑتی ہے۔ ڈسپلن ڈنڈے کے زور سے نہیں ...نا چاہئے بلکہ آپ خود اصولوں پر چلیں تو بچہ بھی وہی ...ھے گا۔

جہاں تک ہوسکے بچوں کو "یہ مت کرو ...ہ مت کرو" کے بجائے "یہ کرو اور وہ کرو" بتانا ...ہئے۔ ہر بات کے لئے بچے کو ٹوکنے یا منع کرنے کا ...جہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ ضدی ہوجاتا ہے۔

والدین کی حیثیت کے مطابق بچے کو کھانا پینا ملنا چاہئے اور کپڑوں پر بھی یہی اصول لاگو ہونا چاہئے۔ دوسروں کے مقابلے میں یا دکھاوے کے لئے اپنی چادر سے زیادہ پیر پھیلانا عقلمندی نہیں ہے۔

جس خاندان میں لڑکے یا لڑکی میں فرق کیا جاتا ہے یا لڑکی کو سیکنڈ کلاس شہری سمجھا جاتا ہے وہاں ساری عمر کے لئے والدین لڑکی کو دبّو بنا دیتے ہیں یہ قدرت کا کھیل ہے کہ ہر بچہ لڑکا یا ہر بچہ لڑکی نہیں ہوتے دونوں کو برابر سمجھیں۔ دونوں کی تعلیم و تربیت کو برابر اہمیت دیں۔ لڑکی ہونے میں لڑکی کا قصور نہیں ہے۔ آپ کا بھی نہیں ہے اس لئے شوہر کو اپنے برابر کا درجہ بیوی کو دینا چاہئے۔ اگر گھر میں ہی شوہر اپنے آپ کو برتر اور بیوی کو کم تر سمجھے گا تو گھر کے لڑکے شیر ہوجائیں گے۔

بچوں سے کھل کر بات چیت کیجئے۔ ان کو ان کے خیالات کا اظہار کرنے دیجئے۔ بچے جو محسوس کرتے ہیں اور گھٹن بھرے ماحول میں کہہ نہیں سکتے تو ان کی شخصیت پر اس کا غلط اثر پڑتا ہے۔ ان کی پڑھائی لکھائی اور شوق میں دلچسپی لیجئے۔ اسکول کالج میں ان کی مصروفیت کے بارے میں پوچھئے۔ ان باتوں کے لئے وقت نکالئے۔ ہمیشہ مصروف رہنے کا بہانہ مت بنائیے۔

بچوں پر بھروسہ کیجئے اور ان کو والدین پر بھروسہ کرنا سکھائیے۔ گھر کی اور باہر کی چھوٹی چھوٹی ذمہ داریاں بچوں کو دیں۔ گھر کے کام میں نہ صرف لڑکیوں بلکہ لڑکوں کو بھی لگائیے۔ یعنی میز لگانا، میز کی صفائی کرنا، گھر سجانا، اگر باغبانی کرتے ہوں تو باغبانی کروانا وغیرہ۔ کوئی کام گھر کے لئے چھوٹا نہیں ہوتا۔ اور سب کر سکتے ہیں۔

خالی وقت میں بچوں کے ساتھ کھیلنا چاہئے۔ ان کے ساتھ ہلکے پھلکے مذاق کیجئے۔ بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ بچوں کی معلومات ہر طرح سے بڑھائیں کسی بھی بات کو مسئلہ نہ بنائیں۔

عقلمندی سے ہر سوال کا جواب دیں ورنہ وہ باہر سے غلط باتیں سیکھیں گے یہ ذمہ داری ماں باپ دونوں کی ہے کہ بچوں کو احساس کرائیں کہ آپ ان کے دوست اور محافظ ہیں اور وہ آپ سے ہر طرح کی بات کر سکتے ہیں۔

بچوں کی جائز مانگوں کو پورا کرنا چاہئے۔ ساتھ ہی انہیں کفایت شعاری سکھائیے۔ اس کے لئے پہلے نمونہ آپ کو پیش کرنا ہوگا۔

مغربی ملکوں میں ایک بات کو بچوں کی نشو و نما کے لئے اور ماں باپ کے قرب کے لئے اہم مانا جاتا ہے اور وہ ہے "لمس" کا عمل۔ بچے کے اوپر دست شفقت رکھنا یا گال یا کندھا تھپتھپانا یا ہاتھ پکڑ کر بات کرنا وغیرہ سے یا چھوٹے بچے کو کندھے یا پیٹھ پر بٹھا کر سیر کرانے سے بچے کو ماں باپ سے قریب ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ ہم مشرقی لوگ بھی اس میں یقین رکھتے ہیں لیکن مغربی ممالک کے مقابلے میں کم۔

بچوں میں خودداری اور خود اعتمادی بھی جب ہی آئے گی جب آپ ان کو ان کے مواقع دیں گے۔

بچوں کو سوسائٹی میں نکلنا اور اٹھنا بیٹھنا سکھانا چاہئے۔ ہر جگہ نہیں تو کچھ جگہ ضرور انہیں اپنے ساتھ لے جائیں۔ دوستوں اور رشتہ داروں سے بچوں کو ملوائیں۔ گھر میں مہمان آنے پر بچوں کو الگ نہ کریں بلکہ بات چیت کرنے کا موقع دیں۔ بچوں کے دوستوں کو گھر بلائیں اور ان سے ملیں۔ ہوسکے تو ان کے والدین میں سے کچھ کے والدین سے بھی ملاقات کریں بہت سی باتیں بچے دوستوں سے مل کر بھی سیکھتے ہیں۔ اس لئے ماں باپ کا فرض ہے کہ انہیں معلوم ہو کہ بچے کس طرح کے دوست رکھتے ہیں۔ بچوں کو دوستوں کی سالگرہ کی دعوت وغیرہ میں جانے دیں اور انہیں بھی اپنے دوستوں کو بلانے دیں۔ بڑے بچوں کو گروپ میں سینما یا تھیٹر وغیرہ جانے دیں ورنہ وہ جھوٹ بول کر جائیں گے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کا بچہ کہاں گیا ہے؟ کس کے ساتھ گیا ہے اور کس وقت تک گھر آئے گا۔

کامکس، رسالے، افسانے، اخبار اور عمر کے مطابق کتابیں بچوں کو پڑھنے دیں بلکہ لاکر دیں۔ اگر بیڈ منٹن یا کرکٹ وغیرہ بچے کھیلتے ہوں تو اس کی بھی اجازت دیں لیکن اسکول کی پڑھائی کا حرج کرکے نہیں۔ تھوڑے سمجھدار ہونے پر بچوں کو مناسب جیب خرچ دیں اور کفایت شعاری کے ساتھ ساتھ دوسروں کی مدد کرنا بھی سکھائیں انہیں خود غرض بننے سے بھی روکیں۔

"عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی" کے معنی بچوں کو سمجھا کر عمل کی اہمیت بچوں کو بتلائیں۔ تاکہ ان کی زندگی جہنم نہ بنے اور وہ تقدیر کے بھروسے بیٹھے نہ رہیں اور اپنے پیروں پر کھڑے ہوسکیں۔

نوکروں یا ماماؤں پر بچوں کی پوری ذمہ داری نہیں چھوڑنی چاہئے اس میں بھی نگرانی کی ضرورت ہے کیونکہ بچے ان کی عادتیں اور زبان سیکھ سکتے ہیں۔

بچوں کی تربیت اور دیکھ بھال میں بہت صبر، ضبط، ہمت اور سمجھداری سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس کے واسطے ماحول کا ہر قسم کے تناؤ سے آزاد ہونا ضروری ہے اور منصوبہ بند کنبہ بھی ضروری ہے۔

اگر ان باتوں کا دھیان رکھا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ بچے شائستہ، خوددار، خود اعتماد، ڈسپلن پسند، ہمدرد، وقت کی قدر کرنے والے، آپ کے دوست اور اعلیٰ شہری نہ بن سکیں۔ آگے چل کر انہیں بھی تو ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں۔

(اردو سروس سے)

وون مت - ایک لوک کردار

موتی لال ساقی

ہمارے ادب کا سرمایہ اس قدر زرخیز اور ہمہ جہت ہے کہ غور و فکر سے کام لے کر ہماری سوچ اور تاریخ کی کتنی ہی گرہوں کو کھولا جا سکتا ہے۔ لوک ادب اور لوک جیون کا تجزیہ اگر گہرائی سے کیا جائے تو ہماری روایت اور اساطیر کے پیچھے ایک باقاعدہ تاریخی عمل نظر آ سکتا ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر شاید سر والٹر لارنس نے لکھا ہے، "اگر کشمیر کی تاریخ نہ بھی لکھی گئی ہوتی تو کوئی مضائقہ نہ تھا کیونکہ لوک حافظے کے سہارے کشمیر کی گذشتہ تاریخ لکھا جانا کوئی مشکل کام نہیں"۔ یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کشمیری ادب کے لوک پہلوؤں پر سائنسی، تحقیقی، اور تاریخی بصیرت کے ساتھ کام کیا جانا باقی ہے۔ جو کچھ کیا جا چکا ہے وہ سب کچھ ابتدائی نوعیت کا ہے۔ لوک ادب میں موجود مختلف واقعات، لسانیات، سماجیات وغیرہ علوم کی حدود کا تعین کرنے میں مددگار ثابت ہوئے ہیں۔ ہماری مخلوط تہذیب کی جڑیں لوک ادب کے سینے میں ہی پیوست ہیں۔

کشمیری میں ایسی کہاوتوں، محاوروں، ضرب الامثال، اور قصے کہانیوں کی کوئی کمی نہیں جو تواریخی عمل کی پیداوار ہیں اور جن کا ہماری تاریخ کے ساتھ گہرا رشتہ ہے۔ ایک ضرب المثل "ینہٕ مہرینہٕ یتہٕ پیچھ کاسہ"، جو دولہن کے نصیب میں نہیں وہ سر منڈا کر کیوں کر مل سکتی ہے۔ یہ مثل جہاں ایک بہت بڑی سماجی ناانصافی کا احاطہ کرتی ہے۔ وہاں یہ مثل زبانِ حال سے کہہ رہی ہے کہ کسی زمانے میں ہمارے یہاں بیوہ کے بال کاٹے جاتے تھے یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ذکر تاریخ میں کبھی نہیں ملتا۔ خود کلہن نے بھی اس رسم کی طرف کسی جگہ اشارہ نہیں کیا ہے۔ مگر لوک ادب نے قدیم زمانے میں مروّج اس رسم کو ضرب المثل کا روپ دے کر اپنے سینے میں محفوظ رکھا اور ہم تک پہنچایا۔ اس رسم کو اگر لوک ادب کے سائے میں جگہ نہ ملی ہوتی تو شاید ہم لوگ بھی اس مروّج رسم کے بارے میں ناآشنا رہتے۔ اسی قسم کی ایک اور مثل ہے "یو ہے چھکھ تھر شہ دیو ہیوہ" "تم تو من وعن ہرش دیو لگتے ہو"۔ یہ مختصر مثل راجہ ہرش کے طرزِ عمل کا بیان ہے۔ ہرش گیارہویں صدی میں کشمیر کا حکمراں تھا وہ پرلے درجے کا عیاش اور اوباش تھا۔ عیش و عشرت میں مست، ہرش کو گانے بجانے اور رقص و سرود کی محفلوں سے کبھی فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ جو وہ لوگوں کی اور دھیان دیتا۔ عیاشی اور اوباشی کے نتیجے میں خزانہ تک خالی ہو گیا۔ چنانچہ اس راجہ نے سکّے ڈھالنے کے لئے مقدس مورتیوں کو توڑنے سے بھی عار نہیں کیا۔ وہ حقیقت جسے بیان کرنے کے لئے کلہن نے صفحوں کے صفحے سیاہ کر دئے ہیں۔ اس حقیقت کو لوک ادب نے اختصار کے ساتھ ایک مثل کی صورت میں محفوظ کر دیا۔ اس راجہ کے دور کے بارے میں ایک اور کہاوت ہے "روشہ ترٕ پسہ ترٕ چھے" "تمہارے پاس پہننے کو کیا لنگوٹی بھی نہیں ہے۔" میری نظر میں یہی لوک ادب کا اعجاز ہے یہ کہاوت بھی راج ترنگنی کے مطابق حسبِ حال ہے۔ یہ کہاوتیں اور ضرب الامثال دراصل تلمیحات کے دائرے میں آتی ہیں۔ مگر تاریخی پس منظر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ان کو کہاوتوں اور ضرب الامثال کے خزانے میں شامل کیا گیا ہے۔ ہمارے لوک ادب کے کئی کردار باقاعدہ تاریخی شخصیتیں ہیں جو لوک روایت کا حصہ بن کر اساطیر کے گھنے جنگل میں اپنے خدوخال گنوا بیٹھی

ہیں۔ مگر ان سے جو کچھ وابستہ یا منسوب ہے وہ کسی
صورت میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں اندر کا کردار
توجہ طلب ہے اندر رگ وید کا ایک طاقتور دیوتا ہے
اسے ویدک دیوتاؤں پر ہر لحاظ سے برتری حاصل
رزمیہ دور میں اس کا روپ کچھ دھندلا سا گیا۔ مگر پُرا
کے دور میں وشنو اور شیو کو اندر پر سبقت حاصل ہو
ویدوں میں اندر خوشحالی، سکھ اور سکون
دیوتا ہے مگر ژندا وستا میں یہی اندر بدی کی علامت
جدید تحقیق نے اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے کہ اند
ایک قبیلے کا بہت پہلے سردار رہا ہے۔ وید دور کا اند
ہمارے لوک ادب میں ایک باثر کردار کی صورت
موجود ہے۔ مگر ویدوں کا اندر کشمیر کے لوک ادب
اندر سے بالکل مختلف ہے۔ ہمارے یہاں اندر را
رنگ کا دلدادہ راجہ ہے جس کے دربار میں رات د
راس و رنگ کی محفلیں جمی رہتی ہیں۔ وہ سنگیت کار
اور رقاصوں کا سرپرست ہے۔ ہماری صوفی شاع
میں اندر کا ایک اور روپ ابھرتا ہے۔ یہاں اند
داخلی مسرت اور سرمستی کی علامت ہے۔

"وون مت" ہمارے لوک ادب کا ایک
ایسا کردار ہے جو تاریخ کے اوراق سے ہمارے لوک
ادب میں آگیا ہے "وون مت" جو بنیادی طور پر
ہے۔ اب دیوانہ پن، مسخرا پن اور سفاکی کی علامت
موقع اور محل کے اعتبار سے اس لفظ کا استعمال الگ
الگ معنی رکھتا ہے۔ یہ لفظ اب ہمہ جہت بن گیا ہے
نام زبان پر آتے ہی ایک شخص ہمارے سامنے کھڑا ہو
ہے جو سراپا شیطان اور سفاک ہے۔ اس لفظ کا استع
بدی، برائی اور شیطانی صفات کو ظاہر کرنے کے لئے
ہے۔ اکثر اوقات کسی شخص کے پاگل پن، بے مروّتی اسف
اور سخت دلی کو ظاہر کرنے کے لئے اسے "وون مت
کہا جاتا ہے۔ بڑی بوڑھیاں ہر اس شخص کو "وون مت
کا نام دیتی ہیں جو ان کی نظر میں انسانی صفات اور اد
سے عاری ہوتا ہے۔ شریر اور بات بات پر بھپر جا
والے بچوں کو بھی کبھی کبھی وون مت کہا جاتا ہے۔ نئی
کے لوگ اس علامتی نام سے زیادہ مانوس نہیں مگر پرا
نسل کے لوگ اس کردار کے خدوخال سے بخوبی واقف
ہیں۔

لوک ادب کا یہ شیطان صفت کردار کوئی اور
نہیں کشمیر کا راجہ ہو گذرا ہے۔ جو تاریخ ان مت ونتی
نام سے مشہور رہے۔ وون مت اسی سنسکرت کا
کشمیری روپ ہے۔ لوک روایت کے مطابق جو کچھ ا
نام کے ساتھ منسوب ہے اس میں ذرہ بھر مبالغہ آرائی
نہیں آتی۔ حق تو یہ ہے تاریخی ان ونتی کا روپ لوک
حافظے میں محفوظ "وون مت" سے ہیبت ناک
خوفناک نظر آتا ہے۔ کلہن نے اس شخص کو عوام
گناہوں کی انتہا سے تعبیر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان [illegible]

سے بدتر تھا۔

اُن مت چکر درمن کے ۹۳۸ء میں کشمیر کے تخت پر بیٹھا۔ وہ کل ملاکر دو سال اور سات دن حکمران رہا۔ اپنے مختصر دورِ حکومت میں دنیا کا ہر بدترین اور سفاک اس کا دوست تھا۔ اس نے ذلیل کے لوگوں کو وزیروں اور درباریوں کو جلیل القدر عہدوں پر فائز کیا تھا۔ پرنامی ایک شخص جو دولت پر قابض ہونے کے لئے راجہ کا دوست بنا، ننگا ہو کر راجہ کو خوش کرنے کے لئے دربار میں رقص کرتا تھا۔ راجہ کا مذاق اس قدر پست تھا کہ وہ اس اوچھے پن سے مزے لیتا تھا۔ والدین کو اُن مت نے ہر چیز اور ہر آسائش سے محروم کر دیا تھا۔ انہوں نے بھکاری بن کر جے اندرو ہار میں پناہ لی تھی۔ جہاں وہ بودھ شرمنوں کی بھکشا پر گذارا کر لیتے تھے۔ اپنے چھوٹے بھائی شنکر ورمن اور دوسرے لوگوں کو اس نے نظر بند کر رکھا تھا ان کے کھانے پینے کے ذرائع مسدود کر کے راجہ نے ان کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جانے مجبور کر دیا۔ راجہ نے والدین کو قتل کرنے کی ٹھان لی۔ رضامندی حاصل کرنے کیلئے اس نے وزیروں کی دستار بندی بھی کی اور ان سے منظوری حاصل کی۔ مگر راجہ کے اس اقدام کی منظوری کے نتیجے میں انہوں نے کتنے بے گناہ اور معصوم لوگوں کو پا بہ زنجیر کر دیا۔ راجہ کے احکامات پر ایک رات کو وزیروں، مشیروں، تانتریوں اور سرکاری اہلکاروں نے پارتھ اور اُن کی بیوی کا گھیراؤ کیا اور بے رحم چنڈالوں کی طرح ان کو قتل کر دیا۔ والدین کی موت کی خبر سن کر یہ بدقماش راجہ بہت خوش ہوا اور وزیروں کو لے کر مقتولوں کو دیکھنے کے لئے گیا۔ اور وہاں وزیروں کے ساتھ ہنسی خوشی میں مشغول ہو گیا۔

اُن مت نے اس وقت بے شرمی کی حد کر دی جب ایک وزیر کے بیٹے نے اس کی حاضری میں پارتھ کی لاش پر چاقو مارا، یہ منظر دیکھ کر اُن مت زور زور سے ہنسنے لگا۔

" دون مت " لوگوں کو اذیت دے کر خوشی محسوس کرتا تھا۔ عورتوں کے سینوں میں خنجر ڈبو کر

اور بے گناہ لوگوں کا پیٹ کٹوا کر وہ خوشی سے جھوم جاتا تھا۔ لوگوں کے بازو کاٹ کر ان کو تڑپتے دیکھنے میں اسے مسرت ہوتی تھی۔ دون مت نے لوگوں پر ظلم اور ستم کے جو پہاڑ توڑ دئے ان کا ذکر کرنے سے ہی انسان کانپ جاتا ہے۔ اس کی حکومت کے دو سال کشمیر کے لوگوں کے لئے دو صدیاں ثابت ہوتی ہوں گی۔ آخرکار یہ ظالم راجہ تپ دق کا شکار ہو گیا اور سخت تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔ اس راجہ کے برتاؤ سے اس کی رانیاں تک مطمئن نہیں تھیں چنانچہ جس وقت وہ درد کی شدت سے کراہتا تھا رانیوں کے دل کو سکون ہوتا تھا اور وہ خوشی سے پاگل ہو جاتی تھیں۔ کلہن کے حوالے کے مطابق اُن مت ونتی دسویں صدی کی چوتھی دہائی میں جہنم کی آگ کا ایندھن بن گیا۔ کشمیر کی تاریخ میں دون مت ہرکل کے بعد سب سے سفاک اور ظالم بادشاہ گذرا ہے۔

عوام نے دون مت کی جو صورت اپنے ذہن اور کہاوتوں کی صورت میں محفوظ رکھی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ عوام کی عدالت میں ہر کسی کے ساتھ بھرپور انصاف ہوتا ہے۔ عام لوگ اپنے محسنوں کو دیوتا اور دشمنوں کو راکھشش کے روپ میں پیش کرتے ہیں

(سری نگر سے)

عالمی ملکوں سے بھارت کے روابط

اشرف علی

ہندوستان ہمیشہ سے ہی امن اور دوستی کا علمبردار رہا ہے کوئی بھی ملک خصوصاً ہمارے جیسا ترقی پذیر ملک امن کے ماحول کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ ہم ہمیشہ اپنے پڑوسی اور دوسرے عالمی ممالک سے دوستانہ تعلقات کے خواہاں رہے ہیں اور ہر جگہ امن کے فروغ کے لیے مستقل کوشش کرتے رہے ہیں۔ آزادیٔ ہند کے بعد عالمی ممالک سے بہتر تعلقات بنانے میں بھارت کا ایک اہم رول رہا ہے۔ ہمارے سیاسی رہنماؤں نے اس زمرے میں کافی غور و خوض کے بعد اپنی بیرونی پالیسی میں نمایاں تبدیلیاں پیش کیں۔ آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی پنچ شیل پالیسی کے تحت عالمی ممالک سے ہر قسم کے تعلقات میں مزید توسیع کی۔ انھوں نے روس سے کئے گئے معاہدہ کے تحت معاشی و ثقافتی تعلقات میں نمایاں کامیابی حاصل کی جس کے نتیجہ میں ۵۶-۱۹۵۵ میں وہ خود روس گئے جہاں ان کا نہایت ہی پر خلوص خیر مقدم کیا گیا۔ بعد میں شری بلگارین اور شری خروشچیف معاہدے میں بندھ گئے آج ہند سوویت دوستی اس بات کی شاہد علامت ہے کہ ہندوستان اور سوویت یونین مختلف سماجی و سیاسی نظام میں امن و استحکام کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح چین پاکستان اور امریکہ سے بھی مختلف قسم کے تعلقات قائم کئے گئے۔ ۱۹۶۲ میں چین کی جنگ اور ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ میں پاکستان کے ناخوشگوار واقعات نے البتہ ہماری امیدوں پر پانی پھیرنے کی کوشش کی مگر بعد میں ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی ترقی پسند پالیسیوں کے تحت امید افزا حالات پیدا ہو گئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تعلقات کو معمول کے مطابق لانے تعلقات کو خوشگوار بنانے اور باہمی اشتراک و تعاون کے لیے راہیں تلاش کرنے کا عمل جاری ہے

جہاں تک دونوں ملکوں کے درمیان موجودہ فضا کا تعلق ہے یہ بہت زیادہ خوشگوار نہ ہو الگ بات ہے لیکن تلخی بھی نہیں ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ دونوں ملک اور ان کے رہنما چاہتے ہیں کہ باہمی اشتراک و تعاون کا دائرہ بڑھے اور دونوں ایک دوسرے کے اس طرح قریب آئیں کہ اقتصادی طور پر ایک دوسرے کو فائدہ بھی پہنچا سکیں۔ ہماری وزیر اعظم کا ہمیشہ یہی موقف رہا ہے کہ ہم بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ بہترین فتح ہے کہ جنگ نہ ہو اور حقیقت میں یہ شریمتی گاندھی کی ہی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج بھارت کے تعلقات دنیا کے ممالک سے خوشگوار ہوتے جا رہے ہیں۔

حال ہی میں ہند کے مذاکرات بنگلہ دیش کے مارشل لا ایڈمنسٹریٹر سے ہوئے جس سے ہمارے دوستانہ مراسم کو کافی تقویت حاصل ہوئی ہے چین کے ساتھ سرحدی بات چیت میں کافی حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ آئندہ یہ تعلقات مضبوط تر ہوتے جائینگے۔ جہاں تک بھوٹان۔ نیپال اور شری لنکا کا تعلق ہے ان سے ہمارے تعلقات ہمیشہ سے عمدہ بنے رہے ہیں اور یہ ممالک بھارت کی ہر پالیسی کے پاسبان ہیں۔ علاوہ اس کے اب بھی کچھ ایسے مسائل درپیش ہیں جن کی وجہ سے بھارت فکرمند ہے مثلاً بحر ہند میں بڑی طاقتوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں۔ عراق و ایران کی خونریز جنگ اسرائیل کے مظالم اور غلط کارکردگی فلسطینیوں کی پریشانیاں افغانستان کا مسئلہ۔ جنوبی افریقہ کی قومی مخالف پالیسی وغیرہ۔ مگر ان کے حل کی تلاش کے لیے بھی بھارت کوشاں ہے۔ فرانس ویسٹ جرمنی اور انگلینڈ سے بھارت کے تعلقات پہلے سے ہی بہتر ہیں اور انھیں برابر ترقی ہوتی جا رہی ہے

(رامپور ریڈیو سے نشر)

پیاس

سراج انور

کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ ان کا اصل نام کیا تھا ویسے سب انہیں منشی جی کہتے تھے۔ اور یہی جانتے تھے کہ وہ کسی ریت کے ٹھیکیدار کے منشی ہیں اور بانس والے پھاٹک میں رہتے ہیں۔ دیکھنے میں اتنے دُبلے پتلے کہ گلے میں کنّے باندھ کر مثلِ پتنگ اڑا دیجئے۔ اس پر طرّہ یہ کہ قد بانس کی طرح بے تحاشا لمبا، جیسے چلتا پھرتا قطب مینار ہو!۔ لباس بیحد سادہ تھا، یعنی ململ کا کرتا اور پتلی موری کا پائجامہ کرتے میں سے ان کے جسم کی ایک ایک ہڈی اور جوڑ الگ الگ دکھائی دیتا تھا۔ کئی بار تو ہڈیوں کے ماہر ڈاکٹر انہیں اپنے ساتھ اسپتال لے جاتے اور ان کے جسم کی پسلیوں و ہڈیوں پر انگلی رکھ کر، جونیر ڈاکٹروں کو بتایا کرتے کہ کون سا جوڑ کہاں سے شروع ہوتا ہے، کون سی پسلی کس مقام پر پیوست ہوتی ہے اور کون سی ہڈی اگر ٹوٹ جائے تو اسے کہاں اور کیسے جوڑا جا سکتا ہے۔

پھر نہ جانے کس ستم ظریف نے انہیں منشی جی کے بجائے منشی اونٹ کہنا شروع کر دیا۔ شاید محلّے کے بچوں کی کارستانی تھی۔ وہی بار بار چلّا کر انہیں منشی جی کے بجائے منشی اونٹ پکارا کرتے تھے۔ ہوتے ہوتے یہ نام محلّے سے نکل کر سڑکوں پر اور سڑکوں سے پورے شہر میں پھیل گیا۔ جسے دیکھئے وہ ان کو منشی اونٹ کہہ کر چڑا رہا ہے۔ چڑا رہا ہے اور مزے لے رہا ہے۔ اور پھر جواب میں ایسی وزنی گالیوں کی بارش کہ جو بھی سنے کانوں پر ہاتھ دھرے۔ بچوں نے شاید سوچ سمجھ کر انہیں منشی اونٹ کا خطاب عطا کیا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان پر یہ نام جچتا بھی خوب تھا جتنا اونچا ان کا قد تھا اتنی ہی اونچی ان کی گردن تھی۔ گردن کے آخری حد پر ان کا ننھا منا سر جڑا ہوا تھا منہ پھیلا ہوا تھا جس کے ایک کلّے میں ہر وقت پان دبا رہتا۔ پان کو ادھر سے ادھر منتقل کرنے کے لئے انہیں منہ بھی چلانا پڑتا اور تب یوں لگتا کہ گویا جُگالی کر رہے ہوں۔ اونٹ ہی کی طرح وہ چلتے بھی تھے یعنی لمبے لمبے ڈگ بھر کر۔ اور اس طرح ان کا چھوٹا سا سر جسم سے پہلے ہر جگہ پہنچ جاتا تھا۔ طویل قامت ہونے کے باعث وہ اپنا وزن سہار ہی نہ سکتے تھے۔ چونکہ کمر جھک گئی تھی اس لئے پیٹھ پر ایک کوہان سا اٹھ آیا تھا۔ بیٹھنے کے بعد وہ اپنے ٹانگوں کو تہہ کر لیتے اور بیٹھنے کے بعد بھی کھڑے ہوئے لگتے۔

غرض ان میں سبھی خصوصیتیں اونٹ جیسی تھیں۔ اسی لئے منشی اونٹ والا نام ان پر بالکل فٹ بیٹھتا تھا۔ سید صاحب کا بچّہ طارق انہیں سب سے زیادہ چھیڑتا تھا اس چھیڑ چھاڑ سے وہ خود بھی لطف اندوز ہوتے۔ لیکن جب محلّے کے سبھی بچے طارق کا ساتھ دیتے، انہیں منشی اونٹ کہہ کر چڑاتے اور ان کی لمبی سی ٹانگوں کے پُل کے نیچے سے نکل جاتے تب ان کا پیمانۂ صبر لبریز ہو جاتا۔ اس وقت سبھی کی شامت آجاتی۔ کیا مرد، کیا عورتیں اور کیا بچے۔ سبھی کو صلوٰت سننی پڑتی۔ مرد تو گالیاں سن کر ہنستے ہوئے گذر جاتے، بچے ماؤں کی گود میں پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کرتے اور عورتیں منہ میں دوپٹہ ٹھونس کر حلق سے آزاد ہونے والے قہقہوں کو روکتیں۔

ایک دن محلّے کے سبھی لوگ موسم اچھا دیکھ کر سیر سپاٹے کے لئے دریائے جمنا کے ایک تفریحی مقام اوکھلا گئے۔ وہاں جا کر سبھی مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے۔ ایک ٹولی جب اس جگہ پہنچی جہاں ریت کے عظیم مینار تھے تو سبھی حیرت کے مارے خوشی سے ایک جگہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ ریت پر کسی کے پیروں کے نشان نظر آرہے تھے ہر نشان دوسرے سے تقریباً دو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ ابھی سب سوچ ہی رہے تھے کہ نہ جانے یہ کون سی مخلوق کے

نشان ہیں کہ ایک شاعر نے کسی کے شعر میں ترمیم کر

گیا ہے اونٹ کوئی اس طرف سے
پتہ دیتی ہے دوری نقشِ پا کی

شعر کیا نکلا گویا کسی معمے کا حل نکل آیا۔ فلک شگاف نعرہ لگایا ——— منشی اونٹ ! منٹ بعد منشی اونٹ ایک سچ مچ کے اونٹ پر بیٹھے سمت آتے دکھائی دئے۔ اس وقت وہ سطحِ سمند بلند تھے۔ بیشتر لوگ حیرت زدہ تھے کہ نہ جانے او کس طرح بیٹھ گیا۔ غرض منشی اونٹ جیسا بہترین کرنے میں بچوں کے ساتھ ساتھ محلّے کے بزرگو دخل تھا۔ لوگ انہیں گلی میں دیکھتے ہی کھی کھی لگتے۔ جب بھی وہ طارق کے مکان کے سامنے لیتے اور بل کھاتے ہوئے گذرتے، طارق جو بچ بنا کر انہیں دکھاتا، تب وہ سبھی کو سنا لکڑی ہوا میں گھما کر چیختے ——— کم بختو! ایسے ماروں گا کہ زمین کے برابر کر دوں گا۔ جب آ جائے گلی میں۔ مار مار کر بھرتہ بنا دوں گا۔

زیادتی تو ہر شے کی بری ہوتی ہے۔ جب زیادہ چھیڑا تو ایک دن آپے سے باہر ہو گئے لکڑی گھمائی کہ کسی کا بھی خیال نہ کیا۔ لوگوں نے لکڑی جس پر بھی بس چلا اسی کی ہاتھوں سے تواضع کر اچھلتے ہوئے کئی ہاتھ طارق کے بھی لگ گئے اور مکان کے اندر چھپ گیا۔ سب کو حیرت تھی کہ نہ جا کیا ہو گیا ہے۔ کیوں اتنے کٹکھنے ہو گئے ہیں۔ منہ مار رہے ہیں۔ اگلے ہی دن گویا انقلاب آگیا دیکھتے ہی مجمع کائی کی طرح چھٹ گیا۔ بچے انہیں نظروں سے دیکھتے ہوئے اِدھر اُدھر منتشر ہو ان کے قریب نہ آیا۔ انہوں نے ایک دوسرے بات بھی کرنی چاہی مگر سب بچے بُری طرح روٹھے ہو کسی نے بھی انہیں نہ چھیڑا۔ طارق کو بخار آ رہا تھ وہ منشی جی کو گلی میں کہیں دکھائی نہ دیا۔ انہوں نظروں سے اسے ہر طرف ڈھونڈا، مگر وہ ہوتا تو آتا۔ یہ بات محسوس کر کے منشی جی کا چہرہ ایک لخت مونہہ لٹک گیا اور آنکھوں میں اداسیاں ر انہیں یوں لگا گویا ان کی کوئی عزیز شے کھو گئی خاموشی سے گردن لٹکائے گلی میں آتے اور چپ چلے جاتے۔ جب بچوں کی طرف سے کئے گئے بائیکا ایک ہفتہ ہو گیا تو ان کی بے تابی اچانک بڑھ گئی۔ خو ادھر سے ادھر ٹہلنے لگے، آخر جب ضبط نہ ہو سکا کے گھر کی بیل بجائی۔ سید صاحب باہر آئے اور جب منشی جی نے یہ بتایا کہ وہ طارق کو دیکھنے آئے ہیں فوراً اندر لے گئے، جب وہ کرسی پر بیٹھ گئے اور انہو طارق کی مزاج پرسی کی تو اس نے فوراً ان کی طرف پھیر لیا یہ دیکھ کر منشی جی کی آنکھیں بھر آئیں، رقت س طارق کے والد سے بولے۔

"ان گدھوں نے میری زندگی اجیرن کر دی ہے
ب، کوئی نامعقول مجھے نہیں چھیڑتا، کوئی مجھے
کر نہیں دکھاتا! خدا کی قسم حد ہوگئی ہے۔ بڑے
یں اس محلّے کے۔"

سیّد صاحب نے جواب دیا "منشی جی آپ نے بچوں کو
ن دیا ہے۔ اچھا کیا جو مارا، بہت سر چڑھ گئے تھے"
منشی جی آنسوؤں میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہنے
یں نے بچوں کو نہیں خود کو مارا ہے۔ میں ان کے بغیر
ہ گیا ہوں سیّد صاحب —— میرے محلّے کی
ختم ہوگئی —— بچوں کا شور، ان کے قہقہے اور
ی سب جاتی رہی ہے۔ ان گدھوں نے مجھ سے بہت
تقام لیا ہے۔ بتائیے میں کہاں جاؤں، کیا کروں؟"
سیّد صاحب بھلا کیا جواب دیتے، خاموش ہوگئے
منشی جی کو آنکھوں کے گوشوں میں سے دیکھ رہا تھا۔
جی اس کا ننھا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بولے۔
"کیوں بیٹا ایک ہی جھانپڑ میں تارے نظر آ گئے
د گیا نا بخار —— اب کیوں نہیں کہتا منشی اونٹ
شی اونٹ!"

سیّد صاحب نے ہنس کر کہا: "نہیں منشی جی، اسے
ل گئی ہے اب یہ منشی اونٹ کہہ کر کبھی نہیں چھیڑے گا"
یہ سنتے ہی وہ بدک گئے، غصے سے بولے "کیوں
ں کہے گا مجھے منشی اونٹ، اس کے تو باپ کو بھی کہنا پڑے گا
، دو بیٹا طارق، کہہ دو مجھے منشی اونٹ —— شاباش
ری کہہ دو۔"

طارق پہلے تو گھبراتا رہا، جب منشی جی نے ڈھارس
رھائی اور بار بار اصرار کیا تو اس نے توتلی زبان سے کہہ
یا —— منشی اونٹ۔ یہ سنتے ہی ایسا لگا گویا انہیں
ونوں جہان کی دولت مل گئی ہو —— جھک کر
ہوں نے طارق کی پیشانی چوم لی۔ بڑی بیتابی سے
س کے ہاتھوں اور گالوں کے بوسے لئے ——
طارق نے پھر کہا منشی اونٹ، اس بار ایک جھٹکے سے
کھڑے ہوگئے اور چہرے پر مصنوعی غصہ پیدا کر کے
بولے۔

"ابے بدتمیز! اپنے ابا کے سامنے ہی چھیڑتا ہے"

اور تم بھی سیّد صاحب کھڑے ہوتے دانت نکال
رہے ہو، خبردار اگر اس نے پھر چھیڑا —— چھیڑے گا
تو مارتے مارتے بھرکس نکال دوں گا —— ایسے
ماروں گا کہ زمین کے برابر کر دوں گا —— بتائے
دیتا ہوں —— ہاں۔

آگے پیچھے جھولتے، ڈگمگاتے اور انگوچھے سے
خوشی کے آنسو پونچھتے ہوتے جب وہ باہر جانے لگے
تو ان کی آنکھوں میں قلبی طمانیت صاف جھلک رہی تھی
یوں لگتا تھا جیسے ان کی برسوں کی آگ بجھ گئی ہو

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

افسانہ

احساس

فخرالدین عارفی

میں جس شہر میں رہتا ہوں، وہ شہر میری جائے پیدائش بھی ہے۔ اسی شہر میں میرا بچپن گذرا ہے اور میں نے جوانی کی بہاریں دیکھی ہیں۔ ان گنت یادیں ہیں جو اس شہر سے وابستہ ہیں۔ یہاں کی مٹی کی خوشبو شاید مجھے اپنی جان سے بھی پیاری ہے۔ یہاں کے لوگ، یہاں کی گلیاں، بازار اور تہذیب و تمدّن سبھوں سے میں بہت پیار کرتا ہوں۔ یہاں مجھے جو سکون و اطمینان کا احساس ہوتا ہے وہ شاید کہیں اور نصیب نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود جانے کیوں ادھر کچھ دنوں سے میں اپنے اندر ایک عجیب طرح کی تبدیلی کا احساس کر رہا ہوں۔ ایک گھٹن زدہ کیفیت سے ہر لمحہ دوچار رہنے لگا ہوں۔ دل کو کسی بھی پل اطمینان نہیں ہے۔ صبح سے شام تک میں سارے شہر کا چکّر کاٹتا رہتا ہوں۔ ہوٹلوں میں، بازاروں میں، تفریح گاہوں میں اور جانے کہاں کہاں کی خاک اڑانے کے بعد بھی مجھے کہیں سکون میسّر نہیں آتا ہے۔

ان گنت لوگوں سے روزانہ ملاقاتیں ہوتی ہیں اُن میں بعض قریبی رشتہ دار اور احباب بھی ہوتے ہیں۔ لیکن کسی سے مل کر دل کی ویرانی دور نہیں ہوتی ہے۔ کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ کسی کو اپنا دُکھ سُکھ سناؤں، اس سے کچھ دل کی باتیں سنوں لیکن سارے شہر میں بسیار تلاش کے باوجود بھی مجھے ایک آدمی بھی ایسا نہیں ملتا ہے جس سے …… ادھر میں اپنے دل میں ایک بھاری بوجھ محسوس کر رہا ہوں اور روزانہ اپنے احباب اور مخلصین کی ایک فہرست ترتیب دے کر گھر سے اس امید میں نکلتا ہوں اور دن بھر مارا مارا پھرتا ہوں کہ کوئی ایک آدمی تو ایسا ملے گا جس کی آنکھوں میں مجھے اپنائیت اور خلوص کی چمک نظر آئے گی اور تب میں اس کو اپنے سینے سے چمٹا کر دو گھڑی دل کی باتیں کہہ اور سن سکوں گا۔ لیکن روز یہی ہوتا ہے کہ صبح سے رات گئے تک کی تلاش و جستجو کے بعد بھی مجھے سارے شہر میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ملتا ہے۔ اور تب میں تھک ہار کر یہ امید لئے گھر واپس ہو جاتا ہوں کہ شاید آج اپنی بیوی کی آنکھوں میں مجھے وہ چمک نظر آجائے جس کی کھوج میں نگر نگر میں بھٹک رہا ہوں۔

میرے قدم تیزی سے اپنے گھر کی طرف اٹھنے لگتے ہیں۔ راستے میں مجھے اپنی بیوی کا خوبصورت چہرہ یاد آتا ہے۔ دل میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے کہ آج میں گھر بہت تاخیر سے لوٹ رہا ہوں یقیناً میری بیوی میری راہ دیکھ رہی ہوگی —— اور اسے بےچین ہونا ہی چاہئے، وہ میری بیوی جو ہے……

اور اس خیال سے مجھے تھوڑی دیر کے لئے ایک سکون کا احساس ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر اتنی بڑی دنیا میں کوئی تو ایسا ہے جو میرے لئے بیقرار رہتا ہے۔ ورنہ آج کون کس کی فکر کرتا ہے ——؟

پھر مجھے اپنے بچوں کا خیال آتا ہے وہ لوگ بھی تو مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ کتنا چاہتے ہیں مجھے۔ جب گھر جاتا ہوں پاپا پاپا کہہ کر لپٹ جاتے ہیں

ایک محبت کرنے والی بیوی اور پیارے پیارے بچوں کے سوا مجھے اور کیا چاہئے؟ آج کی دنیا میں اگر کسی کو ایک آدمی بھی ایسا مل جائے جو بے لوث چاہتا ہو سچا پیار کرتا ہو تو وہ انسان دنیا کا خوش قسمت ترین انسان کہا جائے گا۔

میں اور تیز قدموں سے اپنے گھر کی طرف بھاگنا شروع کر دیتا ہوں۔ اور کسی طرح سے بھاگتا دوڑتا ہوا اپنے گھر تک پہونچتا ہوں۔ اس بھاگ دوڑ میں اپنے روزانہ کے معمول کے مطابق میں بچوں کے لئے مٹھائیاں خریدنا بھی بھول جاتا ہوں اور یاد اس وقت آتا ہے جب دروازے پر پہونچتا ہوں۔ اب سوچتا ہوں واپس ہو کر بچوں کی مٹھائیاں خرید لاؤں۔ لیکن چونکہ رات کافی ہو چکی ہے، لہٰذا یہ سوچ کر کہ اس وقت تو بچے سو چکے ہوں گے صبح میں کوئی انتظام کر دوں گا میں قدرے

مطمئن ہو جاتا ہوں اور غیر ارادی طور پر دروازے پر دستک دینے لگتا ہوں۔ آج جانے کیوں مجھے اس بات کا پورا یقین تھا کہ میری بیوی دوڑتی ہوئی آکر دروازہ کھولے گی اور پھر ایک ہی سانس میں مجھ سے انگنت سوال کر بیٹھے گی۔

"کہاں تھے اتنی رات گئے تک؟ تمہیں اس بات کا احساس بھی ہے کہ گھر میں کوئی تمہاری راہ دیکھ رہا ہوگا"۔

"دیکھو جی میں تمہاری بیوی ہوں، میرا بھی تو کچھ ادھیکار ہے تم پر......" "اچھا چھوڑو ان باتوں کو آؤ پہلے کھانا کھالو، آج میں نے تمہاری پسند کا کھانا بنایا ہے"۔

"دیکھو تو تمہاری شرٹ کیسی میلی ہوگئی ہے۔ لاؤ میں اتار دیتی ہوں"۔

میں بہت دیر تک ایسے نہ جانے کیسے خیالات میں گم رہا لیکن کوئی دروازہ کھولنے نہیں آیا میری طبیعت بالکل جھلا اٹھی۔ اور میں زور زور سے دروازہ پیٹنے لگا۔

"چھی چھی، یہ بھی کوئی گھر ہے جہاں انسان کو رات کو بھی چین نصیب نہیں ہے۔ ابھی ابھی نیند آئی تھی۔

"ارے کون ہے بھائی ______؟"

"کون اتنے زور سے دروازہ پیٹ رہا ہے"۔

یہ شمیمہ بوا کی آواز تھی۔ میرے گھر کی بہت پرانی دائی۔ ہوش سنبھالنے کے بعد سے ہی میں شمیمہ بوا کو اپنے گھر میں دیکھ رہا ہوں۔

"میں ہوں بوا دروازہ کھولو"۔

اور شمیمہ بوا نے میری آواز پہچان کر فوراً ہی دروازہ کھول دیا تھا۔

"مسرت کہاں ہیں بوا"۔ میری زبان سے اچانک نکل گیا تھا۔

"ارے بابو! دلہن تو شام ہی سے سوئی ہوئی ہیں، کھانا بنا کر کب کا رکھ دیا ہے کئی مرتبہ اٹھانے جا چکی ہوں"۔

کہتی ہیں ______

"بہت نیند آرہی ہے بوا، کھانے کی خواہش بھی نہیں ہے، سونے دو ______"

میرے ذہن کو ایک زبردست جھٹکا لگتا ہے سر میں چکر سا محسوس کرتا ہوں اور کسی طرح سے لڑکھڑاتا ہوا اپنے کمرے تک پہونچتا ہوں۔

اچانک مجھے شدید پیاس کا احساس ہوتا ہے اور میں سامنے ہی ٹیبل پر رکھے ہوئے گلاس اور جگ کی طرف لپک پڑتا ہوں، گلاس ہاتھ میں اٹھاتا ہوں، جگ سے پانی ڈھالتا ہوں، اور پینے کے لئے گلاس کو اپنے ہونٹوں کی طرف اٹھاتا ہوں۔ لیکن جانے کیسے ہونٹوں تک گلاس پہونچنے سے پہلے ہی چھناک کی ایک تیز آواز کے ساتھ گلاس میرے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر گر کر پاش پاش ہو جاتا ہے اور اس کی کرچیاں سارے کمرے میں پھیل جاتی ہیں۔

میں اپنے دل میں ایک درد سا محسوس کرتا ہوں اور مرکری کی روشنی میں چمکتے ہوئے شیشے کے انگنت ٹکڑوں کو گھورنے لگتا ہوں۔

"پاپا! مٹھائی پاپا"۔

اچانک کمرے میں ایک آواز گونجتی ہے۔ اور میں چونک اٹھتا ہوں۔ یہ میری بیٹی شائستہ کی آواز تھی۔ جو گلاس ٹوٹنے کی آواز سے نیند جاگ اٹھی تھی۔ میں لپک کر اس کو اپنی گود میں لے لیتا ہوں۔ سامنے مسہری پر میری بیوی مسرت ابھی تک گہری نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"پاپا دیجئے نا مٹھائی ______"

میں پھر اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں۔ وہ بار بار مجھ سے مٹھائی کا تقاضا کر رہی تھی۔

"آج مٹھائی لانا بھول گیا ہوں، بیٹی صبح میں لاؤں گا"۔ میں بمشکل اتنا کہہ سکا تھا...... اور سنتے ہی وہ بلبلا اٹھی۔

"آپ میرے لئے مٹھائی نہیں لائے ہیں تو ٹھیک ہے میں آپ کی بیٹی نہیں رہوں گی"۔

اور وہ رونے لگتی ہے اور میری گود سے اتر کر مسہری پر سو رہتی ہے۔

تب اپنے اندر میں ایک عجیب سی بےچینی محسوس کرتا ہوں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں خود اپنے وجود کو کہیں گم کر چکا ہوں۔ میرا دل بہت گھبرانے لگتا ہے۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑتے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ واقعی میں مر چکا ہوں۔

میرا دل مجھ سے سوال کرتا ہے اور چند لمحے کے لئے میں خود بھی کوئی فیصلہ نہیں کر پاتا ہوں کہ میں زندہ ہوں۔ میری موت واقع ہو چکی ہے۔؟ تب جیسے کوئی میری رہنمائی کرتا ہے اور میں اپنے ہی ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنے سراپا کو بار بار ٹٹول کر اپنے دل کو اپنے زندہ ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہوں۔ پھر اپنی یادداشت پر یہ جاننے کی کوشش کرتا ہوں کہ مجھے کبھی میرے دوستوں، رشتہ داروں اور عزیزوں نے کاندھے دے کر دفن تو نہیں کر دیا ہے۔

لیکن ذہن پر لاکھ زور دینے کی باوجود مجھے ایسے کسی بھی واقعے کی یاد نہیں آتی ہے.....

لیکن پھر بھی میرے دل کو میرے زندہ ہونے کا مکمل یقین نہیں ہوتا ہے، اور تب میں بےچین ہو کر دوبارہ گھر سے نکل پڑتا ہوں لیکن وہاں بھی گھنٹوں کی تلاش و جستجو کے بعد میں اپنی قبر کی شناخت یا تلاش میں ناکام ثابت ہوتا ہوں۔ اس لئے گورستان کی ایک ایک قبر کو دیکھ کر مجھے اپنی ہی قبر کا گمان ہوتا ہے۔

شاید اس لئے کہ ساری قبریں ایک جیسی جو ہوتی ہیں.....

(پٹنہ سے نشر)

فخرالدین عارفی محمد پور، شاہ گنج، پٹنہ ۶ ۸۰۰۰۰۶

افسانہ

گناہ

جگدیش کا تبادلہ ہوئے پورے دو... گذر گئے تھے۔ اس کے ...
سوالوں نے سر اٹھا رکھا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں... کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے جب اسے لیلا بائی کی... گھر مل گیا تو اس کا سب سے بڑا مسئلہ حل ہو گیا... وہ گھر کہلانے کے لائق تو نہ تھا مگر کوئی دوسرے... دو کمروں کا آسانی کے ساتھ مل جانا بھی غنیمت... پھر وہاں کے آس پاس کے لوگ بھی اچھے تھے... سہولتیں وہاں آسانی کے ساتھ مہیا کی جا سکتی... اس لئے زیادہ پریشانی میں نہ پڑتے ہوئے لیلا... کرایہ طے کر کے اپنا سامان وہاں رکھوا دیا۔ اور... کی سانس لی۔

دوسرے دن جب وہ گھر کی صفائی میں... کہ ایک نسوانی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

"ماں نے آپ کے لئے چائے بھیجی ہے..." ایک خوبصورت دوشیزہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"جی ______ جی" اس کی آواز حلق سے... نہ نکل سکی۔

"لیکن آپ کون ہیں؟" اس نے حیرت... پوچھا۔

"میرا نام سریتا ہے۔ یہ گھر ہمارا ہی..." وہ بولی۔

"لیکن آپ نے کیوں تکلیف کی۔ چائے کی... بھی کوئی ضرورت نہ تھی"۔

پھر انجانے طور پر اس نے چائے کی پیالی... کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ اس کی نظر سریتا کے... وہ سراپا خوبصورتی کا مجسمہ بنی کھڑی مسکرا رہی... جگدیش کے من میں چاہت انگڑائی لینے لگی... حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ تبھی لیلا... آگئی اور کہنے لگی۔ اسے اپنا ہی گھر سمجھنا چاہئے...

معین الدین عثمانی

ضرورت محسوس ہو تو ضرور کہنا ۔ زندگی میں ایک
ے کے کام آنا ہی تو انسانیت ہے ۔ جگدیش دل ہی
ی خوش ہونے لگا ۔ اتنے کم کرائے کا مکان اور
تنے اچھے لوگ ۔ اسے محسوس ہوا جیسے وہ اپنے ہی
ا گیا ہے ۔

دیکھتے ہی دیکھتے چار ماہ کا عرصہ گذر گیا ۔ جگدیش
ساس بھی نہ ہو سکا گھر کی ہی طرح کسی چیز کی کمی کو
س نہ کر سکا ۔ سرتیا تو پہلے ہی دن سے اس کے
ں گھر کرتی گئی ۔ جب بھی وہ شام کو آفس سے
سرتیا کے اصرار پر روزانہ سیر کے لئے جاتا ۔ لیلا
بھی سوچتی ۔ ان دونوں کی جوڑی کتنی خوبصورت
ے گی ۔ صرف ایک ہی تو فکر رہ گئی تھی ۔ کوئی اچھا سا
جائے تو وہ سرتیا کے ہاتھ پیلے کر سکے ۔ اب
بھی اسے پوری ہوتی نظر آ رہی تھی ۔

پھر سرتیا نے بھی ایک دن اپنے من کی بات
ڈالی ۔ جگدیش میں تم سے پیار کرتی ہوں ۔ میں تم سے
کرنا چاہتی ہوں ۔ تمہارے بغیر اب میں ایک پل بھی زندہ
ہ سکوں گی ۔ اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب سرتیا
ہ سے اس نے ایسی باتیں سنیں ۔ سرتیا نے اس کے
ے جملے چھین لئے تھے ۔ پھر وہ ایک دوسرے کے
ت قریب آ گئے ۔

ایک دن جذبات میں بہہ کر اس نے سرتیا کو اپنی
بوط بانہوں میں جکڑ لیا اور چھوٹی چھوٹی مونچھوں تلے
مسکراہٹ سے اس کا دل لبھانے لگا ۔ اس میٹھی مسکراہٹ
آ کر سرتیا نے اپنی زندگی کا قیمتی خزانہ اسے پیش کر دیا
ر امید بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی ۔ اپنی شادی
ے خوبصورت سپنے سجانے لگی ۔ اسے لگا جیسے وہ دولہن
ا ڈولی میں بیٹھی ہے ۔ جگدیش اسے بیاہ کر لے جا رہا
ے ۔ اس کی ماں پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہے اور جگدیش
ے کہہ رہی ہے ۔ بیٹا جگدیش سرتیا میری اکلوتی بیٹی ہے

اسے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے میں نے اسے بڑے ناز
سے پالا ہے ۔ اگر انجانے میں کوئی بھول کر بیٹھے تو
معاف کر دینا ۔

اچانک دروازے کی گھنٹی بجی اور وہ چونک
پڑی ۔ حسین خوابوں کی لڑی یکلخت لوٹ گئی ۔ تیز تیز
قدموں سے وہ باہر آئی باہر پوسٹ مین تار لئے
کھڑا تھا ۔

"کس کا تار ہے" سرتیا نے پوچھا ۔

"جگدیش بابو کا میم صاحب"

"مگر وہ تو ابھی گھر پر نہیں ہیں"

"کوئی بات نہیں ، وہ جب آئیں تو آپ
انہیں دے دیجئے گا"

"ٹھیک ہے"

جگدیش کا آفس چھوٹنے میں ابھی پورے دو
گھنٹے باقی تھے ۔ پھر اس سے تو عنقریب شادی بھی ہونے
والی تھی ۔ اب ان کے بیچ کوئی راز راز نہ ہونا چاہئے تھا
اس خیال کے آتے ہی اس نے بے تکلفی سے تار کو چاک
کیا ۔ مگر دوسرے ہی لمحہ اس کی آنکھوں میں اندھیرا سا
چھانے لگا ۔ اسے اپنے پیروں تلے کی زمین کھسکتی ہوئی
محسوس ہونے لگی ۔ وہ چکرا کر زمین پر گر گئی ۔ ٹیلیگرام کا
لفافہ ہوا میں اڑنے لگا ۔ اس پر لکھا چھوٹا سا پیغام چیخ
چیخ کر اعلانِ بغاوت کرنے لگا ۔

"منی بہت بیمار ہے ، جلد آ جائیے ، تمہاری
رادھا"

اس کی اصلیت کھل گئی ۔ لیلا بائی نے ماتھا
پیٹ لیا ۔ اس نے ہمیں دھوکہ دیا ہے شادی شدہ
ہونے کے باوجود بھی وہ ہم سے جھوٹ بولا ۔ وہ خون
کے آنسو رونے لگی ۔ محلے کے لوگوں میں بھی بھینی بڑھ
گئی ۔ وہ لیلا بائی کو سمجھانے لگے ۔ آپ صبر کیجئے
ایک دھوکے باز آدمی اب ہمارے محلے میں نہیں رہے گا
آج وہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتا ۔

اچانک ایک چیخ "نہیں" کی سرتیا کے منہ سے
نکل گئی ۔ پھر وہ انجانے طور پر تیز تیز قدموں کے ساتھ
گھر سے نکل پڑی ۔ جلدی جلدی بے خودی میں قدم بڑھا
رہی تھی کہ راستے میں جگدیش نے اسے دیکھ کر روک لیا
وہ چونک پڑی ۔

"جگدیش تمہیں میری قسم ، وہ لوگ تمہیں مار
ڈالیں گے ۔ تم بھاگ جاؤ ، تمہاری منی بہت بیمار ہے
تم بھاگ جاؤ ، تمہاری رادھا کا تار آیا ہے"

"سرتیا" اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکا اور
آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا ۔ اس کی سمجھ میں نہیں
آ رہا تھا کہ کس طرح اپنے گناہ کا اقرار کرے ۔

ٹرین کو پلیٹ فارم چھوڑے ابھی چند ہی لمحے
گذرے تھے آہستہ آہستہ وہ پٹریوں میں
رینگ رہی تھی کہ اچانک رک گئی ۔ مسافروں میں بے چینی
پیدا ہو گئی ۔ معاملہ کی جانچ کے لئے ایک ایک کر کے
اترنے لگے ۔ جگدیش بھی بوجھل قدموں سے بھیڑ کی طرف
بڑھنے لگا ۔ مگر جوں ہی وہ بھیڑ کے قریب گیا ایک
خوفناک چیخ اس کے منہ سے نکل گئی ۔ سامنے سرتیا
خون میں بھری پڑی تھی ۔ لوگ اسے ایک طرف ہٹا رہے
تھے ۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا اسے
اپنے گناہ کا احساس ہونے لگا ۔ سرتیا کی موت کا وہ اپنے
آپ کو ذمہ دار سمجھنے لگا ۔ رادھا کو جب اس کے ان
کارناموں کا علم ہو گا تو اسے کتنا دکھ ہو گا ۔ وہ اسے
کبھی معاف نہیں کرے گی ۔ رادھا تو بڑی حساس ہے
اس کے ساتھ جنم جنم ساتھ نبھانے کے اس نے وعدے
بھی کئے ہیں ۔ رادھا جو اس کی ذرا سی تکلیف پر تڑپ
اٹھتی تھی ، اس صدمے کو برداشت نہیں کر سکے گی ۔
وہ خودکشی کر لے گی ۔ گناہ کے احساس کا سیلاب
اس کے دل میں امڈ پڑا ۔ سیلاب کا پانی آنکھوں کے
راستے سے نکل کر میرے چہرے پر آڑی ترچھی لکیریں
بنانے لگا ۔

تھوڑی دیر بعد پتہ نہیں کیوں جگدیش
زور زور سے ہنسنے لگا قہقہے لگانے لگا ، چیخنے لگا ،
چلانے لگا ۔ رادھا ، سرتیا ، میں آ رہا ہوں ۔ لوگ
عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے ۔

(جلگاؤں سے نشر)

معین الدین عثمانی
۲۶۴ شاہو نگر جلگاؤں (مہاراشٹر)

ناشر نقوی

نگاہ عکس کے ہر زاویے میں چھوڑ آیا
کسی کو کھویا ہوا آئینے میں چھوڑ آیا
مرا سکون حقیقی سفر میں مضمر تھا
میں اپنے گھر کو کہاں راستے میں چھوڑ آیا
نسیم صبح کے جھونکو نہ تم مجھے چھیڑو
گذرتے لمحے بڑے فاصلے میں چھوڑ آیا
یہ کون پوچھے سمندر سے جا کے ساحل پر
مسافروں کو کہاں راستے میں چھوڑ آیا
مری نگاہ میں تم جس کو کر رہے ہو تلاش
اسے تو کب کا کسی حادثے میں چھوڑ آیا
جو ساری رات مرے آنسوؤں میں روشن تھا
اس انتظار کو بجھتے دئے میں چھوڑ آیا
کتابِ زیست کا عنوان کیا رکھوں تابش
میں اس کی یاد کو ہر حاشئے میں چھوڑ آیا

(اردو سروس سے)

افسوس کا بوجھ

شہاب دائروی

اس کا ننھا دماغ شعور کے اجالوں سے بھرا تھا تو اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے گھرانے میں مشین کی طرح چلتے ہوئے پایا تھا۔ ہر کام حکم تھا اور اس کا ایک دم ——: پھول کی طرح کومل لیکن وقت کے ہتھوڑے کی چوٹ سے دبا دبا پچکا پچکا سا —— جسکی آنکھوں میں من کی آرزوؤں کے بلکنے پر پل پل آنسو ڈھلک آتے تھے —— وہ لٹو کی طرح زمین پر آسمان پر پھیلے ہوئے ستاروں کی طرح گردش کرتا رہا تھا —— اور اتنی کڑی محنت کرنے کے بعد بھی وہ بیگم کی نگاہوں میں کام چور تھا، حرام خور تھا اور نہ جانے کیا کیا تھا —— جو آخر طیش میں آکر بیگم اس کو کہا کرتی تھیں اور وہ سب کچھ سن سن کر بھی جیتا رہا تھا ——

وہ کون تھا، یہ سوال کیڑوں کی طرح اس کے ذہن پر کلبلایا تھا اور ہر بار وہ صرف اتنا سمجھ پایا تھا کہ وہ رجوا ہے جو نہیں جانتا کہ اس کے ماں باپ کون ہیں کہاں ہیں کیوں اس دنیا میں خدا نے اس کا وجود ضروری تصور کیا تھا اتنے اہم سوال کا جواب اس کے دماغ کے پاس کچھ بھی نہ تھا ویسے تو گھر کے زیادہ تر افراد کوئی نہ کوئی بہانے اس کو جھڑکیوں کا زہر پلاتے ہی رہتے تھے —— اور وہ کڑھ جل کر اس زہر کو پیتا بھی رہا تھا۔ لیکن بیگم جب اس کو کام چور کہہ کر مخاطب کیا کرتی تھیں تو وہ شعلوں کی طرح دہک اٹھتا تھا نہ جانے کیوں اس کو اس لفظ سے الرجی سی ہو گئی تھی —— وجہ بڑی واضح تھی، وہ سب کچھ تھا مگر کام چور ہرگز نہ تھا۔

ایک شب جب وہ افضال میں کے سر میں روغن بادام گھس رہا تھا تو ان کے تجربہ کار دماغ سے ایسی چنگاری پھوٹی تھی جس کی روشنی میں اس کی زندگی اس کو دکھائی دی تھی۔ پر اس زندگی کو پانے کی خاطر اس کو لمبا سفر طے کرنا تھا۔ ایک مشکل راہ سے گذرنا تھی۔ نادان اور بے سہارا تھا وہ —— پہلے تو اس راہ پر چلنے کی خود میں ہمت وہ نہ سمیٹ سکا تھا لیکن ہر رات افضال میاں کے بار بار سمجھانے پر وہ اپنی کم مائگی کے باوجود اس راہ پر چل پڑا تھا —— سفر ٹیڑھا اور کانٹوں سے بھرا تھا —— وہ پگ پگ پر رکا تھا کبھی ہلکان ہوا تھا کبھی اس راہ سے اپنے پاؤں موڑ لینے کا سوچا تھا مگر ہر بار افضال میاں کی باتوں نے اس کو نیا حوصلہ بخش دیا تھا۔ نئی سمت عطا کر دی تھی اور اس کے ٹھہرے ہوئے قدم بڑھتے گئے تھے ——

وقت کا لمبا جال دن و سال کو اپنے اندر سمیٹ کر بند کرتا رہا تھا۔ زعفران کے کھیتوں سے ہر سال خوشبو اڑ اڑ کر گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھیلتی رہی تھی —— ایک دن صبح سویرے جب میٹرک کے امتحان کا نتیجہ مقامی اخبار میں ہوا تھا اور بیگم کی نگاہیں جب انتہائی تلاش کے بعد بھی اپنے نور نظر کا رول نمبر کہیں نہ پا سکیں تو ان کی گردن افسوس کے بوجھ سے کٹے ہوئے تنے کی طرح جھک گئی تھیں اور اس وقت افضال میاں نے انتہائی خوش ہوتے ہوئے ان سے پوچھا تھا۔

"وہ تصویر تم نے دیکھی بیگم جو اس اخبار کی زینت بنی ہے؟"

"کیا دیکھوں خاک، اخبار دیکھ کر تو من دکھوں سے بھر گیا ہے۔ سوچا تھا کہ میٹرک پاس کرتے ہی انور کو اسی سال انگلینڈ بھیج دوں گی پر میرے دل کی آرزو دل ہی میں گھٹ کر مر گئی ——" بیگم اداس تھیں۔

"اخبار میں رجب کی تصویر شائع ہوئی ہے بیگم۔" افضال میاں نے انکشاف کیا۔

"رجوا کی —— کیا وہ ہمارے آنے سے پہلے کہیں سے ہاتھ مار کر بھاگا تھا ——" بیگم نے سوال کیا

"میں نے رجب کے لئے تمہارے دل میں رحم کا جذبہ ابھرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا بیگم۔ سنا تھا عورت کا دل موم کی طرح نرم ہوتا ہے، ممتا کے جذبوں سے بھرا رہتا ہے۔ شاید آج کی عورت کل کی عورت سے مختلف

ہو گئی ہے۔" افضال میاں سنجیدہ تھے۔
"آج کی عورت پہلے کی طرح کم
نہیں۔ وہ نالی کے کیڑوں کو اپنی ممتا سے نو
نہیں، ویسے میں رجوا کو وہاں تک مانتی
جہاں تک کا وہ حقدار ہے۔" بیگم بولیں۔
"وہ میں جانتا ہوں ——" اف
مسکرائے پھر بولے۔
خود کو اگر کوئی بنانے کی ٹھان لے
بن سکتا بیگم، کیا نہیں پا سکتا بیگم، خدا کو
ہیں تو دنیا کی کوئی چیز پا لینا مشکل نہیں ہو
انور کو کیا کچھ نہیں دیا تھا —— تمام سہو
اپنا قیمتی پیار دیا تھا۔ اس کی ہر چاہت ہر
کرتی رہی تھیں اور اس کے دل میں ایس
کبھی نہیں تڑپی تھی جس کو پانے کی خاطر وہ کچھ
کر کے اس کو پانے کا جتن کرنے کی ٹھانتا او
مقابلے میں رجب اپنی ہر خواہش پر تڑپ
اچھی غذا کے لئے اس کی روح تڑپی تھی
لباس کے لئے اس کا من رویا تھا۔ او
تڑپ کی گھٹن کا کرشمہ تھا۔ جی نے اس
کر کے پانے کا حوصلہ عطا کیا تھا اور آج ا
کے بل بوتے پر میٹرک کے امتحان میں
افضال نے کہا۔
"ابے او حرام خور رجوا ——
آواز آسمان کے پردوں کو چیرنے کے
اٹھ گئی۔ کون جانے اللہ، بیگم کی بات سن کر
مسکرایا یا کڑھا۔ لیکن جب رجب اپنی پیشانی
سجائے آیا تو اس کی قمیض جگہ جگہ سے چ
پینٹ پیوندوں سے بھرا تھا۔
"تم نے میٹرک کا امتحان دیا تھا
کیونکہ وہ یہ ماننے کو تیار نہ تھیں کہ جو تصو
شائع ہوئی تھی وہ رجب کی تھی۔
اور رجب جواب میں ڈرا ڈرا سہا سہا
"میں نے تجھ سے کچھ پوچھا تھا ——
اور پھر رجب نے وہ سب کچھ اگل دیا
جیسے یہ خیال اس کے ذہن میں جاگا تھا۔ کون
بنا تھا، کون اس کو حوصلہ دیا تھا، کون اس کو
لا کر دیتا تھا۔ وہ کوئی دوسرا نہیں افضال میاں
ساری باتیں جان کر بیگم بظاہر تو کچھ نہ بولیں مگر
ان کا من سکڑ کر بڑا چھوٹا ہو گیا تھا۔
چند مہینے بعد حکومت سے وظیفہ پانے
افضال میاں نے اس کو شہر کے ایک کالج میں
میں منتقل کر دیا تھا۔ ہوسٹل کی دنیا اس کو
دی تھی۔ طرح طرح کے رنگوں میں رنگے ہوئے
وہ دنگ ہوا تھا۔ کوئی تاش کے پتوں کو
پھنکا کر پیسہ سے پیسہ حاصل کرنے میں غرق تھا تو کو

ل شب کی محفل موسیقی

پ مار جنی کا بانسری وادن:
نومبر رات ۱۰ بجے

پ مار جنی جواں نسل کے ایک ابھرتے ہوئے فن کار ۔ ان کی فنی مہارت کے اعتراف میں سُر منی کے خطاب

ت راجیہ نرتیہ ناٹیہ اکیڈمی کی جانب سے ۱۹۷۸ء میں سنگیت میں انعام سے نوازہ گیا ہے ۔ آپ ۱۹۷۶ء سے یا ریڈیو سے منسلک ہیں ۔

پال کا گائن: ۸ر نومبر رات دس بجے

لیش پال کا تعلق آگرہ گھرانہ سے ہے موسیقی کی تعلیم انھوں نے استاد ولایت حسین خاں صاحب اور استاد یونس حسین خاں سے حاصل کی ۔ لیش پال کی آواز کلاسیکی گائن کے لیے بے حد موزوں ہے ۔ آج کل آپ چنڈی گڑھ میں ایم سی ایم ڈی اے وی کالج فار وومن کے شعبہ موسیقی کے صدر ہیں ۔

محمود خاں کا سارنگی وادن اور نثار حسین خاں کا طبلہ وادن:
۱۵ر نومبر رات دس بجے

محمود خاں نے موسیقی کی ابتدائی تربیت اپنے والد ابوالحسن

خاں سے حاصل کی جو اپنے دور کے نامور سارنگی نواز تھے ۔ محمود خاں کو گائیکی اور تنتر کاری دونوں انگوں پر مہارت حاصل ہے ۔

نثار حسین خاں نے طبلہ وادن کی تعلیم اپنے والد مشہور

طبلہ نواز کالے خاں سے حاصل کی ۔ آپ نے ملک بھر کی کئی محفلوں میں سولو اور سنگت پیش کیا ہے ۔

نیشنل پروگرام

بدھ دیوداس گپتا کا سرود وادن:
۵ر نومبر رات ساڑھے نو بجے

بدھ دیوداس گپتا کا شمار ملک کے صف اول کے سرود نوازوں میں کیا جاتا ہے ۔ ان کے فن میں سینیا گھرانہ اور استاد محمد

امیر خاں کے سرود گھرانہ کا امتزاج ملتا ہے ۔ روایات پر عمل پیرائی کے ساتھ انھوں نے اپنا ایک انفرادی انداز بھی پیدا کیا ہے ۔ جس میں گائیکی اور تانتر کاری انگ ملتے ہیں ۔

کرائی کوروچی اروناچلم کا ناگا سورم وادن:
۱۲ر نومبر رات ساڑھے نو بجے

آنجہانی کے کے اروناچلم نے اپنی زندگی میں ابتدائے عمر سے ہی میدان موسیقی میں نام پیدا کر لیا تھا ۔ ان کے فن میں ان کے

استاد ناگا سورم وِدوان ٹی این آر پلائی اور ان کی اپنی تکنیک کی جھلکیاں ملتی ہیں ۔ ان کی جوان موت نے عالم موسیقی سے ایک عظیم فن کار چھین لیا ہے ۔

ں کے عرق کو اپنے حلق میں انڈیل کر تھرکتا اور ناچتا تھا اور کچھ بھی لڑکے تھے جو کالج میں محض اس لئے داخلہ لئے بیٹھے تھے ب کے خریف کے موسم میں جب کوئی ان کا دام لگائے تو عربی نسل کے گھوڑے سے زیادہ قیمت پر بکیں گے لیکن ایسے تمام لڑکوں سے خود کو بچا سمیٹ کر تعلیم کے دریا کچھ ڈھونڈتا رہا تھا ۔ تلاش کرتا رہا تھا اور اس طرح سال بیت جانے پر وہ کچھ پا کر ایک اونچے عہدے ائز ہو چکا تھا ۔

ایک دن بیگم کے مدقوق ہو کر سینی توریم میں داخل نے کی جب اس کو خبر ملی تھی تو وہ اپنے تمام کاموں کو ڑ چھاڑ کر سنی توریم پہونچ گیا تھا ـــــــ اور بیگم پر ر پڑتے ہی وہ کانپ اٹھا تھا ـــــــ بیگم بستر پر دراز ں ان کا چہرہ زرد تھا اور سانس لینے میں انہیں انتہائی تکلیف تھی ۔ انہوں نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں کے اندر لے کر پہلی بار ماں کے پیار کی لذت اس کو بخشتی ہوئی بولیں تھیں ۔

" مجھے معاف کر دو بیٹے ، میں نے تمہارا بہت دل دکھایا ہے "

" نہیں ماں اس وقت تک نہیں جب تک تم اپنے حرام خور بیٹے کی کمائی نہ رانی کی طرح بیٹھ کر نہ کھالوگی ، میں آج ہی تمہیں تمہارے علاج کے لئے لندن لے چلوں گا "

رجب نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا اور اس کے فیصلہ کو سنتے ہی افضال میاں خوشی میں جھوم اٹھے تھے ۔ قدرت نے ان کے اچھے کام کا کتنا اچھا صلہ دیا تھا ـــــــ

کیا یہ روشن راہ اتنی خوبصورت نہیں کہ ہم سب اس پر چلنے کا فیصلہ کر لیں ۔ (پٹنہ سے نشر)

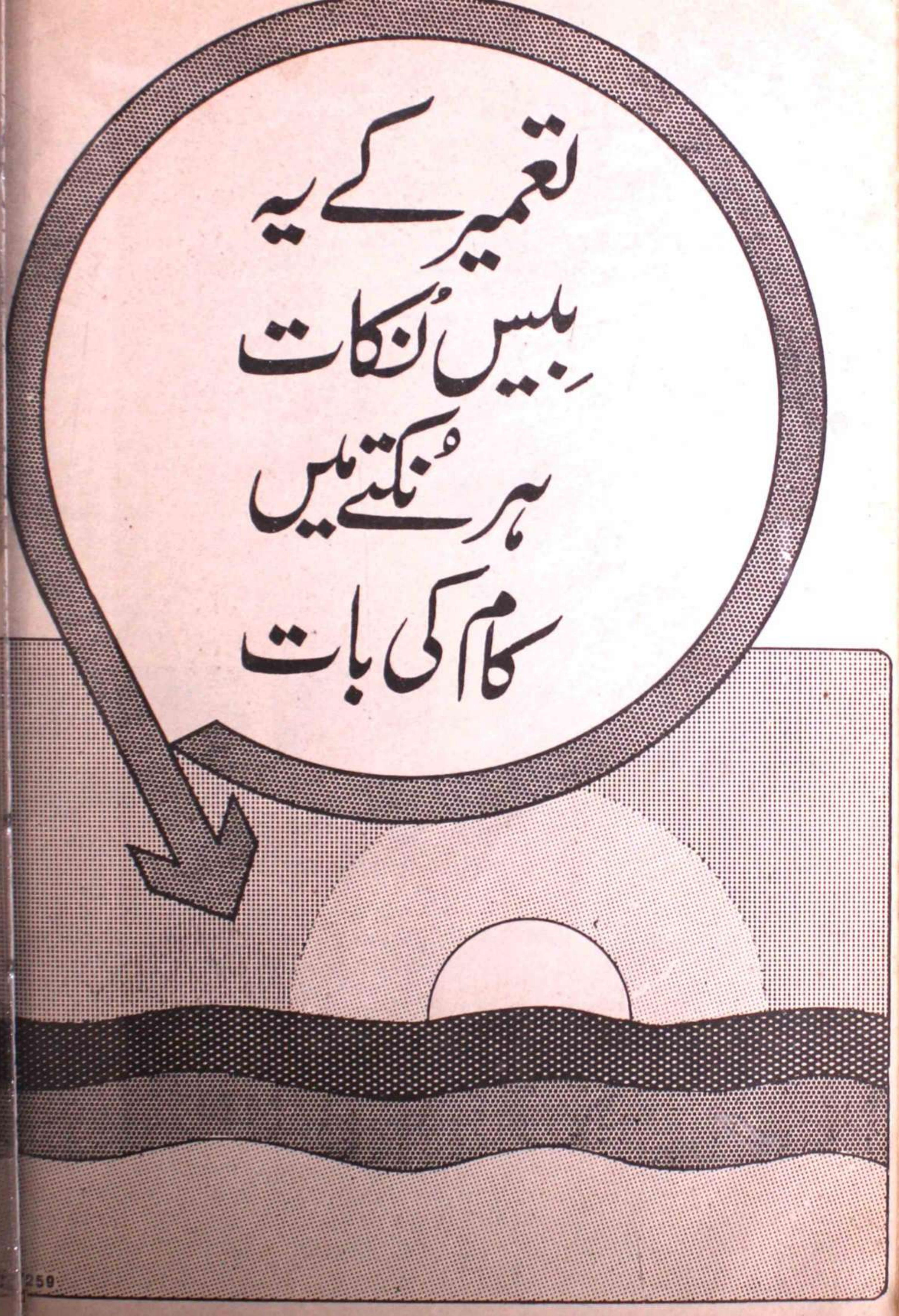
تعمیر کے یہ
بیس نکات
ہر نکتے میں
کام کی بات
259

(III، I)
سائنس میگزین (V، II)
مشاعرہ (IV)
بدھ: ریڈیو دوستی
(IV، III، I)
کہانی سنگیت کی (IV، II)
جمعرات: ادبی نشست (I)
آئینہ (II، IV)
جمالِ ہم نشیں (III)

ماضی کے دیار (V)
جمعہ: روبرو
ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
۱۰-۱۵ خط کے لیے شکریہ
(بدھ، ہفتہ وار)
۱۰-۳۰ تعمیل ارشاد
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ تعمیل ارشاد (تسلسل)
۱۱-۲۵ شمع فروزاں (مکرر نشریات)

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں
۱۲-۰۵ بزم موسیقی (جاری)
۱۲-۳۰ فلمی نغمے
۱۲-۵۸ اگلے دن کے پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ اختتام

دوسری سروس

...سی
...م ویو : ۴۲۷.۴۲ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰.۴۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
...ٹ ویو : ۴۸.۷۰ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

...اور انا ؤنسمنٹ
...ہی
...لموں سے
...زاں
...نگیت (سازینہ)
...شب ۹.۰۰ کی

دوبارہ نشریات
۷-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۰۰ آپ کی فرمائش (جاری)
بجز اتوار، بدھ اور جمعہ
۸-۳۰ تاریخ ساز (اتوار، بدھ اور جمعہ)
۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
۹-۱۵ لوک گیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!

ہفتہ: نغمات وطن
(حب الوطنی کے نغمات)
۹-۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
(بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ: آپ کے خط آپ کے گیت
ہفتہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
اتوار: چلتے چلتے
۱۰-۰۰ اختتام

...ی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷.۴۲ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰.۴۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱.۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

...یوں اور ا) ؤنسمنٹ
...اموں کا خلاصہ
...کا خلاصہ
...آپ کا خط
...نغمہ و صدا (I)
...نتخاب (V، III)
...نظریں (II، III)
...بھگتی گیت (I، III، V)
...قوالیاں (II، IV)
...سب رس
...ات: دھوپ چھاؤں
...مشاعرہ (I)
...۳ بجے تک
...سوال (II، IV)
...ایک گیت کی (III، V)
...سب رس (I، III، V)
...ت آپ کے شہ پارے
(II، IV)
...تواریکہکشاں (I)

محفل (II)
گیتوں بھری کہانی (III)
غیر فلمی غزلیں (IV)
نئی فلموں سے (V)
پیر: نغمہ و صدا (I)
نگاہ انتخاب (جاری)
(V، III)
راگ رنگ (IV، II)
منگل: نغمہ و تبسم
بدھ: بزم خواتین
جمعرات: ایک راگ کئی روپ (I)
حرفِ غزل (V، IV، II)
ڈرامہ (III)
جمعہ: مشاعرہ (جاری) (I)
رنگِ نو (V، III)
یادیں بن گئیں گیت (II، III)
ہفتہ: بزم خواتین
۳-۰۰ اتوار: فلمی قوالیاں
(I، III)

غیر فلمی قوالیاں (V، IV، II)
پیر: سازینہ
منگل: نئی نسل نئی روشنی
بدھ: فلمی دنیا (IV، II)
رنگا رنگ (V، II)
بات ایک قلم کی (III)
جمعرات: غیر فلمی قوالیاں
(I، V)
ایک فنکار (IV، II)
ڈرامہ (III)
جمعہ: آواز دے کہاں ہے
ہفتہ: پھر سنیے
۳-۳۰ آپ کی پسند
۴-۰۰ جہاں نما (بجز اتوار اور تعطیل)
اتوار: آپ کی پسند (جاری)
۴-۱۰ آپ کی پسند (جاری)
۴-۳۰ تبصرہ/ہفتہ بھر کی پارلیمانی کارروائی
۴-۳۵ آپ کی پسند (جاری)
۴-۵۰ خبریں
۵-۰۰ اختتام

...سری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷.۴۲ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱.۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

...گیت (اور ا) ؤنسمنٹ
خبریں
پروگراموں کا خلاصہ
سازینہ
(منگل، جمعرات، جمعہ)
فلمی دو گانے (II)
ہفتہ اور تعطیل (بجز اتوار)
(جاری)
آہنگ نظم (پیر، ہفتہ، بدھ)
آواز دے کہاں ہے (اتوار)
(گزشتہ جمعہ کی مکرر نشریات)
جہاں نما (بجز اتوار و تعطیل دن بھی)
اتوار: آواز دے کہاں
ہے (جاری)
حسن غزل
ساز اور آواز

۹-۰۰ اتوار: کتابوں کی باتیں
(I، III)
صنعت و حرفت (IV، II)
اردو دنیا (V)
پیر: کلام شاعر
منگل: تقریر
بدھ: شہر نامہ (I، III)
دل ڈائری (IV، II)
شہ پارے (V)
جمعرات: ہم سے پوچھیے
(V، III، I)
حفظانِ صحت (IV، II)
جمعہ: تقریر
ہفتہ: ریڈیو نیوز ریل
۹-۱۰ آبشار
۹-۳۰ اتوار: گجر بن کا یہ

پیر، بدھ، جمعرات: غیر فلمی
قوالیاں
منگل، علاقائی نغمے
جمعہ: افسانہ (III، I)
علاقائی نغمے (V، II)
صدائے رفتہ (V)
ہفتہ: منظر پس منظر
(اردو اخبارات پر مبنی)
۹-۴۵ خبریں
۹-۵۵ تبصرہ (مکرر نشریات)
۱۰-۰۰ اتوار: ڈرامہ
پیر: فیچر (I)
کہکشاں (III)
دریچہ (IV)
اظہار خیال (II)
منگل: کھیل کے میدان سے

منگل یکم نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرِ صبا
غلام علی : مومن کا کلام
ارملا ناگر : فیض اور ساغر کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
این۔ راجن، وائلن پر دیوگری بلاول
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
میرا کھرواڈکر : خیال بیراگی

دوپہر
۲-۰۷ بھگتی گیت
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسنِ غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
میرا کھرواڈکر، خیال گورکھ کلیان
این۔ راجن، وائلن پر راگ بہاگ
۱۲-۰۵ فلمی نغمے

بدھ ۲ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور بھجن
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۵ شہرِ صبا
راحت علی، عمر قریشی اور
مشیر انصاری کا کلام
اوشا شنڈن، شمیم جے پوری اور
فیروز نظامی کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
بسم اللہ خاں وساتھی، شہنائی پر
راگ ٹھمری بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
روما رانی بھٹاچاریہ، خیال للت

دوپہر
۲-۰۷ سب رس
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) افسانہ از رفیعہ منظور الامین
(۲) گیت
(۳) دسترخوان
۳-۰۰ رنگا رنگ

رات
۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسنِ غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ شہر نامہ
۹-۳۰ قوالیاں
۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
روما رانی بھٹاچاریہ، خیال راگیشری
بسم اللہ خاں وساتھی،
شہنائی پر راگ کیدارہ

جمعرات ۳ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرِ صبا
جمیل احمد، ریاض خیرآبادی اور
ذوق کا کلام
اوما گرگ، جاں نثار اختر کا کلام
۷-۳۰ سازسنگیت
عبدالحلیم جعفر خاں، ستار پر
سندھی بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
راجن مشرا، ساجن مشرا: خیال جونپوری

دوپہر

۲-۰۰ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ ایک راگ کئی روپ

۳-۰۰ قوالیاں

رات

۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسن غزل

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ ہم سے پوچھیے

۱۰-۰۰ ادبی نشست

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

راجن مشرا، ساجن مشرا: خیال گورکھ کلیان

عبدالحلیم جعفر خاں: ستار پر ہیم وتی

جمعہ ۴ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

تلاوت قرآن پاک، نعت

نعتیہ کلام

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

یونس ملک: داغ کا کلام

شانتا سکسینہ: جگر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

امجد علی خاں: سرود پر راگ للت

۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر

۲-۰۰ مشاعرہ

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسن غزل

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۳۰ افسانہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

سمتی متالکر: خیال ہیمنت

امجد علی خاں: سرود پر تلک کاموَد

ہفتہ ۵ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت قوالی اور شبد

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

نینا دیوی: حفیظ جالندھری اور مجاز لکھنوی کا کلام

رمیش کمار: غالب کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

منیر خاں: سارنگی پر توڑی

۹-۳۲ نغمات وطن

دوپہر

۲-۰۰ سب رس

۲-۳۰ بزم خواتین

(۱) "اپنی تو عادت ہے ادھار مانگنے کی" تقریر از شمیم بیگم

(۲) غزل

(۳) خطوں کے جواب

۳-۰۰ پھر سنیئے

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم

۸-۳۰ حسن غزل

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ ریڈیو نیوزریل

۹-۳۰ منظر و پس منظر

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

کشوری امونکر: خیال مالکونس

استاد شکور خاں: سارنگی پر بہار و بہاگ

اتوار ۶ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، قوالیاں

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

شانتی ہیرانند: قدیر لکھنوی کا کلام

صلاح الدین احمد، اعجاز وارثی اور بشیر بدر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

استاد احمد جان تھرکوا: طبلے پر ایک تال

۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۰ آپ کا خط ملا

۲-۳۰ کہکشاں

۳-۰۰ فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ کتابوں کی باتیں

۹-۳۰ کجرہ بن کارے

برجو مہاراج: دادرہ

۱۰-۰۰ ڈرامہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

کمار گندھرو: خیال جے جے ونتی

استاد احمد جان تھرکوا: طبلے پر تین تال

پیر ۷ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت، قوالی اور شبد

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

ایرا نگم: جگر اور غالب کا کلام

چندن کمار داس: ساحر بھوپالی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

برج بھوشن کابرہ: گٹار پر راگ بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

لکشمی شنکر: خیال اہیر بھیروں

دوپہر

۲-۰۰ نغمہ وصدا

۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

دنکر راؤ: بانسری پر سلہا سارنگ

فردوس احمد: سرود پر مدھ مادسارنگ

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم

۸-۳۰ حسن غزل

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں

۱۰-۰۰ فیچر

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

لکشمی شنکر: خیال چندر کونس

برج بھوشن کابرہ: گٹار پر راگ ایمن

منگل ۸ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، قوالیاں

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

صفدر حسین: فیض کا کلام

مدھو رانی: غالب کا کلا...

۷-۳۰ ساز سنگیت

وی جی جوگ، وائلن پر

راگ اہیر بھیرو...

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

لطافت حسین خاں: خیال ا...

دوپہر

۲-۰۰ فلمی قوالیاں

۲-۳۰ نغمہ وتبسم

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسن غزل

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ علاقائی نغمے، پہاڑی گی...

۱۰-۰۰ سائنس میگزین

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

لطافت حسین خاں، خیال ...

وی جی جوگ، وائلن پر بھیم...

بدھ ۹ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت، قوالی اور بھجن

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

بیگم اختر، شکیل کا کلام

مہدی حسن: داغ اور غال...

۷-۳۰ ساز سنگیت

سکندر حسین وساتھی، شہنا...

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

مالویکا کانن: خیال دیسی...

دوپہر

۲-۰۰ سب رس

۲-۳۰ بزم خواتین

(۱) ایک ملاقات - بیوٹیشن...

(۲) گیت

وقت

تصور حسین زیدی

میں ایک لمحے سے زائد ٹھہر نہیں سکتا
وہ ایک لمحہ بھی شاید گزر گیا ہوگا
احساس وقت حد سے سوا بھی بھلا نہیں
صدیوں کی فکر چھوڑیے لمحہ سنبھالیے

(الہ آباد ...)

...باتیں
...دنیا

...نظم
...غزل
...ز اور آواز
...ڈائری
...ر فلمی قوالیاں
...انی سنگیت کی
...موسیقی
...سعید اور محمد رشید : خیال باگیشری
...لندر حسین اور ساتھی :
شہنائی پر راگ گوری

...عرات ۱۰ نومبر

...صبح گاہی ، قوالیاں
...رانی فلموں سے
...شہر صبا
...بینہ یاسمین ، غالب اور ظفر کا کلام
...بر کمار دیو ، حسرت موہانی کا کلام
...ساز سنگیت
...رھ وتیہ مکرجی ، ستار پر راگ بسنت مکھاری
...کلاسیکی موسیقی

...دھوپ چھاؤں
...حرفِ غزل
...ایک فنکار

...سازینہ
...حسنِ غزل
...ساز اور آواز
...حفظانِ صحت
...غیر فلمی قوالیاں
...تیشہ
...بزم موسیقی
ملک ارجن منصور ، خیال جیت کلیان
بدھ وتیہ مکرجی ، ستار پر راگ درباری

جمعہ ۱۱ نومبر

...صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک
نعتیہ کلام اور نعت خوانی
...پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہرِ صبا
چاند رائے ، داغ اور ظفر کا کلام
سعادت بن اشرف : فیض کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
بدھ دیو داس گپتا ، سرود پر راگ
بھیروں بہار
۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر
۲-۰۷ سات سوال
۲-۳۰ یادیں بن گیئں گیت
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسنِ غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ روبرو
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
منصور علی خاں : خیال مالکونس
علی اکبر خاں : سرود پر راگ دیس

ھفتہ ۱۲ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت ، قوالی اور شبد
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرِ صبا
غلام مصطفےٰ خاں : مجاز اور
مخدوم کا کلام
انجلی بنرجی ، ساحر اور فیض کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
پنڈت گوپال مشرا : سارنگی پر راگ توڑی
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
گرجا دیوی ، ٹھمری بھیروی ، دادرہ بھیروی

دوپہر
۲-۰۷ گیت آپکے شعر ہمارے
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) جہیز اور سماج ، تقریر از
رضیہ محسن
(۲) غزل
(۳) خطوں کے جواب
۳-۰۰ پھر سنیئے

رات
۸-۱۵ آہنگِ نظم
۸-۳۰ حسنِ غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ منظر پس منظر
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد امیر خاں : خیال جے جے ونتی
پنڈت گوپال مشرا : سارنگی پر بارو بہاگ

اتوار ۱۳ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہرِ صبا
پرتی چاولہ ، فیض اور غالب کا کلام
اندر نارائن : جگر مراد آبادی اور
زبیر رضوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
دنکر راؤ : بانسری پر راگ بلاول
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر
۲-۰۷ آپکا خط ملا
۲-۳۰ محفل
۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات
۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ صنعت و حرفت
۹-۳۰ گجرا بن کائے
ہیرا دیوی مشرا : ٹھمری دلیش
۱۰-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد عبدالوحید خاں : خیال درباری
پنا لال گھوش ، بانسری پر راگ پوریار،

پیر ۱۴ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت ، قوالیاں اور شبد
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرِ صبا
شبیر حسین ، بشیر بدر اور
امیر قزلباش کا کلام
منیر خاتون بیگم ، سراج لکھنوی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
شوکمار شرما ، سنطور پر راگ بھٹیار
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
اسد امانت علی خاں ، حامد علی خاں

دوپہر
۲-۰۷ میری نظر میں
۲-۳۰ راگ رنگ
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی
یعقوب علی خاں : سرود پر گوڑ سارنگ
پریم جین ، گٹار پر راگ گوری

رات
۸-۱۵ آہنگِ نظم
۸-۳۰ حسنِ غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۱۰-۰۰ اظہار خیال
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بڑے غلام علی خاں : خیال جے جے ونتی
شوکمار شرما : سنطور پر کونسک دھونی

منگل ۱۵ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہرِ صبا
پروین سلطانہ : شکیل کا کلام
حسین بخش ، شمیم جے پوری کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
این ۔ راجن ، وائلن پر میاں کی توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
بنگاری بائی : خیال دہاس

دوپہر
۲-۰۷ جھلکی گیت
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسنِ غزل
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بنگاری بائی ، خیال وبہاس
سسر کنا دھر چودھری ؛
وائلن پر راگ بھوپالی

دہلی

میڈیم ویو
دہلی الف ۳۶۶.۳ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۴۵۰.۰ میٹر ۶۶۶ کلو ہرٹز
دہلی ج ۲۱۹.۳ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۲۴۰.۹ میٹر ۱۲۴۵ کلو ہرٹز

شارٹ ویو
[illegible] میٹر [illegible] کلو ہرٹز
[illegible] کے بعد [illegible] میٹر [illegible] کلو ہرٹز
دوپہر [illegible] شام [illegible] کلو ہرٹز
شام [illegible] میٹر [illegible] کلو ہرٹز
شام ... سے رات ۱۱ تک ۱۹ میٹر [illegible] کلو ہرٹز

خبریں

دہلی الف:
ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، ۲-۱۰ شام ۵-۰۰ (سوہائی) شام ۵-۰۰، ۶-۰۰، ۷-۰۰ (علاقائی)
رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵ (عالمی) انگریزی: دوپہر ۱-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۰۵، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ) پنجابی: دوپہر ۱-۴۰
دہلی ب: ہندی: دوپہر ۲-۳۵ (دھیمی رفتار سے) انگریزی: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۲۰ (دھیمی رفتار سے)
شام ۴-۰۰، ۷-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی) پنجابی: صبح ۸-۳۰ شام ۷-۳۰ ہندی نیوز لیٹر: صبح ۹-۰۰ بجے
دہلی د: ہندی: شام ۷-۳۰ انگریزی: رات ۹-۱۵ کھیل کود: شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" شمارہ ۱۶ ر نومبر دیکھیے

منگل یکم نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
منور علی خاں: گائن
۱۰-۳۰، سہ پہر ۵-۴۰
رویندرا دیشرا: ستار
۱۱-۰۲ جنگ راج: گائن
۱۱-۳۰ رام نارائن: سارنگی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
پرویپ مارگنی وودرا: بانسری

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد احمد جان تھرکوا: طبلہ
۷-۵۰ سنگم: بنگلا گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ منور علی خاں: گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
ستیش ببر: غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: انگریزی تقریر

بدھ ۲ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
گوپال کرشن: وچترووینا
۱۰-۳۰، سہ پہر ۵-۴۰
نصیر الدین خاں گوبے: گائن
۱۱-۳۰ مالتی گیلانی: گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ جھلکی
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
بسم اللہ خاں وساتھی: شہنائی
۷-۵۰ سنگم: گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شرینواسن نرسمہا مورتی: وائلن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
راجندر کمار کا چرو: گیت، غزلیں

جمعرات ۳ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
ایرن رائے چودھری: گائن
۱۰-۳۵ جگدیش موہن: جلترنگ
۱۱-۳۰ ترون بھٹاچاریہ: سنتور

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلا لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۲۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: علاقائی سنگیت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
راجی راگھوپتی: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جگدیش موہن: جلترنگ
۷-۵۰ سنگم: مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
راجی راگھوپتی: گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سیما شرما: گیت، غزلیں

جمعہ ۴ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
راجندر پرسنا: بانسری
۱۰-۳۵، سہ پہر ۵-۴۰
الا بھومک: گائن
۱۱-۳۰ منورما آہوجہ: گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ ادیوگن
۹-۳۰ 'دیپالی': ناٹک
تحریر: ویریندر گومی
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
متھوسوامی دکشتر کے یوم وفات پر خص

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سدیشوری دیوی: ٹھمری، د
۷-۵۰ سنگم: تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۰
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
متھوسوامی دکشتر کے یوم وفات پر خص

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
شانتا سکسینہ: بھجن
۹-۳۰ نیشنل سپورٹس میگزین

ہفتہ ۵ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
غلام تقی خاں: گائن

سہ پہر ۴۰-۵
اندرانی چکرورتی ؛ ستار
دیویندر مردیشور ؛ بانسری

لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

سواستھ رکھشا
آج کے اتھتی
نیشنل پروگرام ؛ موسیقی
بدھ دیو داس گپتا ؛ سرود
دہلی 'ب'

سنگیت سوربھی
استاد فیاض خاں ؛ گائن
سنگم ؛ کنڑھ گیت
لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

۳، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳ بیگم اختر ؛ ٹھمری، دادرا

۶، ۴۵-۸
پرسار گیت
۹ اور گیسٹ لوٹناشٹ

اتوار ۶ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸ گوہر علی ؛ وائلن
۹ بال کاریہ کرم
۱۰ کرشنا بشٹ بھارتی چکرورتی ؛ گائن
۱۰ یودھ وانی
۱۱، سہ پہر ۳۵-۵
سی لے وینکٹا چلم ؛ وینا

دوپہر
۱۲ 'چوبارہ' جھلکی
تحریر ؛ چرنجیت
۲ ناٹک
۵ سنسکرت پاٹھ

رات
۸ رابندر سنگیت
۸-۱۱ ساہتیکی
۹ رادھے شیام ؛ طبلہ

۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
روشن بیگم ؛ گائن
۷-۵۰ سنگم ؛ گجراتی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳-۳۰ گوہر علی خاں ؛ وائلن

شام
۶-۴۵، ۴۵-۸
پریتا بلبیر سنگھ ؛ گیت، غزلیں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۷ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ اجیت سنگھ پینتل ، گائن
۱۰-۳۵، سہ پہر ۴۰-۵
بسوجیت رائے چوہدری ؛ سرود
۱۱-۰۲ گچلو بندھو ؛ گائن
۱۱-۳۰ نکھل بنرجی ؛ ستار

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی ؛
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ ناٹک

رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ کنکنا بنرجی ؛ گائن
۹-۰۰ ٹھمری
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
احمد رضا خاں ؛ وچتر وینا

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شوکمار شرما ، سنتور
۷-۵۰ سنگم ؛ سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۲۰-۴ سگم سنگیت

۳-۳۰ اجیت سنگھ پینتل ؛ گائن

شام
۶-۴۵، ۴۵-۸
پورنیما داس ، گیت ، بھجن

منگل ۸ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، رات ۰۰-۹
امرناتھ ؛ بانسری
۱۰-۳۵، سہ پہر ۴۰-۵
وجینتی بھٹاچاریہ ؛ گائن
۱۱-۰۲ مشتاق علی خاں ؛ ستار
۱۱-۳۰ کشوری امونکر ؛ گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۹-۳۰ 'جالی دار پردے' ، ناٹک
تحریر ؛ جیب تنویر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
لیش پال ؛ گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پروین سلطانہ ؛ گائن
۷-۵۰ سنگم ؛ بنگلا گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳-۳۰ امرناتھ ؛ بانسری

شام
۶-۴۵، ۴۵-۸
برلیش بھاردواج ، گیت، بھجن
اور غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ انگریزی تقریر

بدھ ۹ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ منی پرساد ، گائن
۱۰-۳۵ دبیر خاں ؛ بین
۱۱-۰۲، سہ پہر ۴۰-۵
منی پرساد ؛ گائن
۱۱-۳۰ پنا لال چوریہ ، وائلن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑھ لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ 'چوبارہ' جھلکی
تحریر ؛ چرنجیت
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۰۰ پریم ولبھ ؛ طبلہ
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
پارتھا داس ؛ ستار

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پنا لال چوریہ ، وائلن
۷-۵۰ سنگم ؛ گجراتی گیت
۱۰- لوک مادھوری
چھتیس گڑھی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
سرسوتی شیکھر ، گائن

شام
۶-۴۵، ۴۵-۸
ودیا ناتھ سیٹھ ، گیت ، بھجن

جمعرات ۱۰ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۰۰-۹
جگن ناتھ وساتھی ، شہنائی
۱۰-۳۵ امین الدین خاں ڈاگر ؛ گائن
۱۱-۳۰ لے۔ رمیش بکار ، ٹھمری، دادرا

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کونکنی لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

رات
۸-۱۵ ہندی تقریر

محصوم تاجپوری

کہاں گئے جو زمانے میں آن رکھتے تھے
انہیں کا نام نہیں جو نشان رکھتے تھے
انہیں نصیب ہوا آج پستیوں کا سفر
جو صبح و شام خیالی اڑان رکھتے تھے
شکستہ حال انہیں وقت نے کیا کتنا
جو بات بات میں تیر وکمان رکھتے تھے
ہر ایک۔ تکنے لگا اجنبی سمجھ کر آج
اسی گلی میں کبھی ہم مکان رکھتے تھے
ذلیل وخوار ہوئے جان کر سر محفل
یہ اور بات ہے ہم بھی زبان رکھتے تھے
زمین کھا گئی ان کو بھی ایک دن معصوم
جو شہرتوں کے کئی آسمان رکھتے تھے

(کلکتہ ناشر)

۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰ - ۰۰ پنڈت منی رام : گائن
۱۰ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
سرسوتی سنتانم : گائن

دہلی ’ب‘

صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
اے۔ رمیش کمار، ٹھمری، دادرا
۷ - ۵۰ سنگم، مراٹھی گیت
۹ - ۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر
۱ - ۱۵، ۲ - ۰۲ - ۴
سنگم سنگیت
۳ - ۳۰ سرسوتی سنتانم : گائن

شام
۶ - ۴۵، ۸ - ۴۵
آسا سنگھ مستانہ، گیت، پنجابی گیت

جمعہ ۱۱ر نومبر

دہلی ’الف‘

صبح
۸ - ۳۰، ۱۱ - ۰۲، رات ۹ - ۰۰
مشتاق حسین : گائن
۱۰ - ۳۵، سہ پہر ۵ - ۳۰
وشنو پرستا، شہنائی
۱۱ - ۳۰ اوما شنکر مشرا، ستار

دوپہر
۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

۵ - ۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸ - ۰۰ گاندھی چرچا
۸ - ۱۵ اولوکن
۹ - ۳۰ ’کوشلیا‘ تیلگو ناول پر مبنی ناٹک
تحریر، پنڈت ستیہ نارائن مورتی
ہندی ترجمہ، پرشانت پانڈے
۱۰ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
او۔وی۔ سبرامنیم، گائن

دہلی ’ب‘

صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
نیاز احمد، فیاض احمد، گائن
۷ - ۵۰ سنگم، تامل گیت
۹ - ۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۳ - ۱۵، ۲ - ۰۲ - ۴
سنگم سنگیت
۳ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
او۔وی۔ سبرامنیم، گائن

شام
۶ - ۴۵، ۸ - ۴۵
منوہن پہاڑی، گیت، بھجن اور پنجابی گیت

ہفتہ ۱۲ر نومبر

دہلی ’الف‘

صبح
۸ - ۱۰، ۱۱ - ۰۲، رات ۹ - ۰۰
میرا بی۔ دیشپانڈے، گائن
۱۰ - ۳۵ طبلہ اور پکھاوج
۱۱ - ۳۰ سدھیر گوتم : سنتور

دوپہر
۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
۵ - ۴۰ راجیش سہگل : ستار

رات
۸ - ۰۰ سواستھ رکھشا
۸ - ۱۵ آج کے اتتھی
۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

دہلی ’ب‘

صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
کمار گندھرو، گائن
۷ - ۵۰ سنگم، ملیالم گیت
۹ - ۱۰ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر
۳ - ۱۵، ۲ - ۰۲ - ۴
سنگم سنگیت
۳ - ۳۰ بسوراج راجگرو : گائن

شام
۶ - ۴۵، ۸ - ۴۵
پرسار گیت

اتوار ۱۳ر نومبر

دہلی ’الف‘

صبح
۸ - ۱۰ شرشتھا سین، ستار
۹ - ۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰ - ۰۰ راجن مشرا، ساجن مشرا، گائن
۱۱ - ۰۲ یووا وانی سے
۱۱ - ۳۰، سہ پہر ۵ - ۳۵
کرناٹک سنگیت
اکھیلا کرشنن، گائن

دوپہر
۱۲ - ۱۵ ’آنے والا‘ جھلکی
تحریر، سراج انور
۲ - ۳۰ ’کوشلیا‘، پنڈت ستیہ نارائن مورتی کے تیلگو ناول پر مبنی ناٹک
ہندی ترجمہ، پرشانت پانڈے
۵ - ۲۰ سنسکرت پاٹھ

رات
۸ - ۰۰ رابندر سنگیت

۸ - ۱۵ ساہتیکی
۹ - ۰۰ شرشتھا سین،
۹ - ۳۰ سنگیت پتریکا
۱۰ - ۰۰ چین
پنڈت گوپال مشرا،

دہلی ’ب‘

صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
مالنی راجورکر،
۷ - ۵۰ سنگم : اڑیہ گیت
۹ - ۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳ - ۱۵، ۲ - ۰۲ - ۴
سنگم سنگیت
۳ - ۳۰ شرشتھا سین،

شام
۶ - ۴۵، ۸ - ۴۵
محمد حیات خاں وساگر
۹ - ۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۴ر نومبر

دہلی ’الف‘

صبح
۸ - ۱۰، رات ۹ - ۰۰
غلام صادق خاں اور
غلام سراج خاں،
۱۰ - ۳۵ رویندر سنگھ : بال
۱۱ - ۰۲ گریجا دیوی : گا
۱۱ - ۳۰، رات ۸ - ۱۵
غلام فریدی ڈیسائی

دوپہر
۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک
۱۲ - ۳۰ ’جالی دار پردے‘
تحریر : جیب
۵ - ۴۰ سندھیا مکرجی، گا

رات
۸ - ۰۰ سواستھ رکھشا
۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام :
۱۰ - ۰۰ سنگیت سبھا

دہلی ’ب‘

صبح
۷ - ۳۲ سنگیت سوربھی
وجے راگھو راؤ :
۷ - ۵۰ سنگم : سندھی گ

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۳۰۱/۶ ۳۰ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ 'ب' صبح ۳۵-۴/۳۵-۵ سے ۳۵-۷ ۹۳/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
صبح ۰۰-۸ سے ۳۰-۹ ۴۸/۸۲ میٹر ۶۱۷۰ کلوہرٹز
صبح ۹٫۳۵ سے شام ۱۵-۵/۳۵-۵ ۶۱/۴۸ میٹر ۴۸۵۰ کلوہرٹز شام ۳۰-۵ سے رات ۰۰-۱۲ ۹۳/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ھندی/انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی) ھندی: صبح ۰۰-۸ بجے، دوپہر ۰۵-۱ اور ۱۰-۲ بجے، شام ۰۵-۶، شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱ بجے
انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۱ بجے، شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے
سنسکرت: صبح ۰۰-۷ بجے، شام ۱۰-۶ بجے اردو: صبح ۵۰-۸ بجے، شب ۱۵-۹ بجے نیوزلیٹر (ہندی): صبح ۰۰-۹ بجے
ضلع کی چٹھی: صبح ۰۵-۹ بجے علاقائی: دوپہر ۳۰-۲ بجے (اردو)، صبح ۲۰-۷ بجے، شام ۲۰-۷ بجے (ہندی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

لکھنؤ 'الف'

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم/منگل دھونی
۰۵-۶ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۲۰-۶ آرادھنا
۲۵-۶ گاندھی چرچا (جمعہ)
۵۰-۶ وچار وندو (جمعہ کے علاوہ)
۵۵-۶ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۰۵-۷ مانس گان
۱۵-۷ روزگار سے متعلق اطلاعات
۳۰-۷ آورتی
۲۱-۸ صبح، شام: لوک گیت
۳۰-۸ اردو پروگرام
۱۰-۹ اس پکھواڑے کا گیت (اتوار)
۱۵-۹ پتر کے لیے دھنیہ واد
۳۰-۹ گیجھا (دوسرے اور چوتھے اتوار)
انکر (پہلے، تیسرے اور پانچویں اتوار)
۴۵-۹ بال سنگھ (اتوار)
۳۰-۱۰ لوک رنگ (اتوار)
۴۵-۱۰ آئینہ (اتوار)
۰۰-۱۱ منجوشا (اتوار)
۳۰-۱۱ پھر سنیے (اتوار)

دوپہر

۰۰-۱۲ جیوتی پنج (اتوار)
۰۵-۱۲ گیت جنگائیں یادیں (اتوار)
۱۰-۱۲ ودیارتھیوں کے لیے (اتوار اور چھٹیوں کے علاوہ)
۳۰-۱۲ کاریشیل جیلاؤں کے لیے (اتوار)
من بھاون (پیر، بدھ، ہفتہ)
حسن نظر (منگل)
سنگیت سنواد (جمعرات)
بزم قوالی (جمعہ)
۱-۱ آج اتوار ہے: جھلکی (اتوار)
گھر آنگن (پیر، جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل، جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۲۵-۱ لوک گیت (اتوار)
۴۰-۱ جوانوں کے لیے
۳۰-۲ وگیان اور کسان
۳۵-۲ آج اور کل کا کاریہ کرم اور موسم کا حال

شام

۳۰-۴ سنسکرت پروگرام (اتوار)
سنسکرت شکشا (پیر، بدھ)
تامل شکشا (جمعرات، جمعہ)
رویندر سنگیت (ہفتہ)
۴۵-۴ لوکائتن (اتوار، پیر، منگل، جمعرات، ہفتہ)
آؤ بچو! (بدھ)
بال گوپال (جمعہ)
۱۵-۵ یو وادانی
۰۰-۶ اطلاعات
۱۵-۶ مزدور منڈل
۴۵-۶ آج اور کل کے کاریہ کرم اور موسم کا حال
۵۰-۶ کسانوں کے لیے
۳۰-۷ بات ایک فلم کی (ایک ہی فلم کے گیت)، جمعہ
یووانس (پیر)
کلا جگت (منگل)
پتر کے لیے دھنیہ واد (بدھ)
وگیان جگت (جمعرات)
کھیل جگت (ہفتہ)
جن جیون (اتوار)

رات

۵۰-۷ بھاؤنا کے سور (بدھ)
۰۰-۸ انبھوتی (اتوار)
دیس ودیش (پیر)
وارتا کرم (منگل)
سامائک پرسنگ (بدھ)
سوتنترواد تائیں (جمعرات)
کرمشیہ/سنسکرت پروگرام (جمعہ)
اس پکھوارے کی کہانی (ہفتہ)
۱۵-۸ سگم سنگیت
۳۰-۸ پراد یشک سماچار درشن (اتوار)
۴۵-۹ بھارت بھارتی (منگل)
۵۰-۹ پریوار کلیان پرشنوتری (بدھ)
۰۰-۱۰ سنگیت رس (اتوار)
۱۰-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ 'ب'

صبح

۵۵-۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۴۵-۷ اختتام
۰۰-۸ لکھنؤ الف کے مطابق
۳۰-۹ اختتام (اتوار کے علاوہ)

دوپہر

۰۰-۱۲ لکھنؤ الف کے مطابق
۳۵-۲ اختتام

شام

۳۰-۴ لکھنؤ الف کے مطابق
۴۵-۵ اترائن پروگرام (لکھنؤ اور نجیب آباد)
۴۵-۶ لکھنؤ الف کے مطابق
۱۰-۱۱ اختتام

منگل یکم نومبر

صبح

۴۵-۷، دوپہر ۰۰-۱۲، رات ۱۵-۸
سگم سنگیت
۳۰-۸ اردو پروگرام: میگزین
۱۰-۹ پروین سلطانہ: خیال

رات

۴۵-۹ بھارت بھارتی
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ نومبر

صبح

۴۵-۷، دوپہر ۰۰-۱۲
سگم سنگیت
۰۰-۸ اردو پروگرام
۱۰-۹، رات ۳۰-۱۰
گنیش پرساد مشر: خیال نٹ بھیرو

رات

۵۰-۹ پریوار کلیان پرشنوتری
۰۰-۱۰ 'میری موت سے پہلے' فیچر
تحریر: ڈاکٹر کرشن موہن سکسینہ
پیشکش: کے کے نیّر

جمعرات ۳ نومبر

صبح

۳۰-۸ اردو پروگرام
خط کیلئے شکریہ
رنگِ تغزل
۱۰-۹، دوپہر ۱۰-۱۲، رات ۳۰-۱۰
بھگوان داس مشر: سارنگی وادن

رات

۳۰-۹ نیشنل پروگرام: علاقائی موسیقی

جمعہ ۴ نومبر

صبح

۳۰-۸ اردو پروگرام: میگزین
۱۰-۹، رات ۳۰-۱۰
سیتا سرن سنگھ: خیال

رات

۰۰-۸ سنسکرت پروگرام
۳۰-۹ 'تمسو ما جیوتر گمے'، ناٹک
تحریر: وشنو کمار ترپاٹھی راکیش
۰۰-۱۰ درپن

ہفتہ ۵ نومبر

صبح

۳۰-۸ اردو پروگرام
خواتین کیلئے
۱۰-۹ منّے خاں: طبلہ

دوپہر

۱۰-۱ رادھیکا موہن موئترا: سرود
۳۰-۲ رویندر سنگیت

رات

۳۰-۹ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۶ نومبر

صبح

۴۵-۷ سگم سنگیت
۳۰-۸ اردو پروگرام
۳۰-۹ انکور

دوپہر

۱۰-۱ آج اتوار ہے

لوک مادھوری
اودھی لوک گیت
...۲۰-۴
سگم سنگیت
وی جی جوگ: وائلن
۴۵-۸
اوشا سیٹھ: گیت، بھجن، غزلیں

منگل ۱۵ نومبر

دہلی 'الف'

۸، رات ۰۰-۹
روما رانی بھٹاچاریہ: گائن
۱۰ امرجیت سنگھ: وائلن
۱۱ بھیم سنگر راؤ: گائن
۱۱، سہ پہر ۴۰-۵
ہری کرشن: ستار
۱۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۵ گیان وگیان
۸ ادیوگ منڈل
۹ منگل شب کی محفل موسیقی
محبوب خاں: سارنگی
نثار حسین: طبلہ

دہلی 'ب'

صبح

۲-۷ سنگیت سوربھی
علی اکبر خاں: سرود
سگم: بنگلہ گیت
۱-۹ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳، ۲۰-۴
سگم سنگیت
۳۰-۳ روما رانی بھٹاچاریہ: گائن

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸
اندرا نلنی سکھ: گیت، بھجن اور غزلیں
۳۰-۹ نیشنل پروگرام: انگریزی تقریر

'پروموشن' جھلکی
تحریر: شکنتلا سریواستو
۴-۳۰ سنسکرت پروگرام

رات

۱۰-۰۰ سنگیت رس

پیر ۷ر نومبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
وملا کول: خیال

دوپہر

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کیلئے
'ودیوت جیون کا ابھن انگ —
ودیوت دھارا' بات چیت

رات

۹-۴۵ سرکنا دھر چودھری: وائلن

منگل ۸ر نومبر

صبح

۸-۱۰ اردو پروگرام: میگزین
۹-۱۰ سراج الدین خاں: ستار

دوپہر

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کیلئے
'پردیش پرشاسن تنتر —
ودھان منڈل' تقریر

رات

۹-۴۵ بھارت بھارتی
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ر نومبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۱۰
رام شنکر داس پاگل داس: پکھاوج

رات

۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری
۱۰-۳۰ لکشمی شنکر: خیال

جمعرات ۱۰ر نومبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
خط کیلئے شکریہ — رنگِ تغزل
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
گنگا دھر راؤ تلنگ، خیال

دوپہر

۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کیلئے
'کیا، کیوں، کب اور کیسے؟' پرشنوتری

رات

۱۰-۰۰ منی لال ناگ: ستار

جمعہ ۱۱ر نومبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
افضال حسین خاں نظامی: خیال

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ قوالیاں

ہفتہ ۱۲ر نومبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ہری پرساد چورسیہ: بانسری

دوپہر

۱۲-۳۰ ودیارتھیوں کیلئے
(۲) 'بھارت ماں کے پتر تمہارے نام'
۱-۱۰ بھیم سین جوشی، گائن
۴-۳۰ رویندر سنگیت

رات

۸-۰۰ یاترا کتھا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۳ر نومبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
بچوں کیلئے
۹-۱۵ پتر کیلئے دھنیہ واد

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے
۲-۳۰ سنسکرت پروگرام

رات

۸-۱۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ سنگیت رس

پیر ۱۴ر نومبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'وہ امن کا پیامی' فیچر
تحریر: مہدی نقوی
پیشکش: شفاعت علی
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
سریندر شنکر اوستھی: خیال

رات

۸-۰۰ دیش ودیش
۱۰-۰۰ ضلع کی گوشٹھی

منگل ۱۵ر نومبر

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ اکبر حسین خاں: طبلہ

رات

۸-۱۵ سگم سنگیت
۹-۴۵ بھارت بھارتی
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل مو...

رامپور

۷۶۰ ۳۹۰ میٹر (۸۹۱ کلو ہرٹز)

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (مالی)، ہندی: ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰ رات ۹-۰۰
اردو: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵ سماچار پتر ہندی: صبح ۹-۰۰
ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۳۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگ...

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم، ار بھک ادھگھوشنا
منگل دھونی
۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا
۶-۴۰ سنو کسانو
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت (علاوہ جمعہ، اتوار)
جمعہ: کاویہ سور بھ/وانائن
اتوار: آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت
(ہر پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱۰ تا ۱۰-۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپ کی پسند
(ہر منگل اور جمعرات کو)
سور سنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پنجاب راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر ہفتہ کو)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر ہفتہ کو)
۲-۲۰ چترپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار)

تیسری مجلس

شام

۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ علاقائی سوچنائیں
۶-۳۰ یووانی

۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۳۵ پریوار کلیان پر...
اردو پروگرام
انگریزی تقریر...
آپ نے کہا ہے
(دوسرے اور...
شرکاؤں کے...
آپ کی چٹھی ملی...
لیجئے پھر سنیے...
ہندی تقریر...
۸-۰۰ سگم سنگیت...
اتوار: جوگے...
منگل: سنسکر...
۸-۱۵ پرادیشک سماچار
(ہر اتوار کو)
شاستریہ س...
(پیر، بدھ، جمعہ...
۸-۳۰ وادیہ ورند...
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳۰ چہار بیت
چٹکلے (ہر جمعہ...
۹-۴۵ آپ کی پسند
وادیہ ورند...
۱۰-۰۰ وچار دھارا...
محفل (پانچویں...

...میں اشت...
دیکر اپنی تج...
کو فروغ دیجئے...

شملہ

۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلو ہرٹز
صبح ۴۵-۴/ ۴۵-۵ سے ۳۰-۷ اور شام ۰۰-۶/ ۳۰-۶ سے رات ۰۰-۱۲
میٹر ۳۲۲۳ کلو ہرٹز
صبح ۴۵-۷ سے ۳۰-۹ اور ۴۵-۹ سے شام ۴۵-۴/ ۴۵-۵ اور
شام ۰۰-۵ سے ۱۵-۶ تک ۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلو ہرٹز

خبریں

: صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱ ۰۱-۲ شام ۰۵-۶ اور رات ۴۵-۸
ی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ ۰۰-۲ اور رات ۰۰-۹
ت: صبح ۰۰-۷ اردو: صبح ۵۰-۸

انہ نشر ہونیوالے پروگرام

وندے ماترم، منگل دھونی
گیان، اندو اور وندنا
کھیتی باڑی
پروگراموں کا خلاصہ
کلاسیکی موسیقی
سامائیکی
پہاڑی سنگیت
راجیہ کی چٹھی، موسم کا حال
اختتام
اسکول براڈکاسٹ
اختتام
فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
سنہری کرنیں
سب رنگ ۰۰-۳ اختتام
ہماچل پروگرام: لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)

کنرری پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبا یانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۳۰-۵ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل ہفتہ)
چنتو منتو (جمعرات)
۰۰-۶ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۱۵-۶ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۱۰-۶ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۴۵-۶ علاقائی خبریں
۰۵-۷ کرشی جگت/ دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
۳۵-۷ گرامین یووان کے لیے
۰۰-۸ دھارا رے گیت
۳۰-۱۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۰۵-۱۱ بجے)

منگل یکم نومبر

رمیش پریم : وچترا وینا
سمے کی بات
سگم سنگیت
راگ چھایا
اندر نرائن : سگم سنگیت
۲۵-۸ سب رس
۱۶-۹ تعلیم اور قومی ترقی
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر
۴۵-۹ کرشنا بھیم سین : سگم سنگیت
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ نومبر

صبح
۱۰-۷ کرناٹک سنگیت
۲۱-۸ سندھیا مکرجی : ٹھمری
۳۵-۸ امر بھارتی
۰۵-۹ ایک فلم کے گیت

رات
۱۵-۸ سماچار درشن
۲۵-۸ ترلوک کپور سگم سنگیت
۳۵-۸ وادیہ ورند
۱۶-۹ گھر آنگن
۳۰-۹ چرچا کا وشیہ ہے
۰۰-۱۰ آپ کے انورودھ پر

جمعرات ۳ نومبر

صبح
۱۰-۷ تیج پال سنگھ : گائن
۳۰-۷ اس ماس کا گیت
۲۱-۸ سلیم اقبال : پنجابی گیت
۲۵-۸ ریڈیو ڈاکٹر
۰۰-۹ ایک کلاکار

رات
۱۵-۸ شانتی ہیرانند : غزلیں
۲۵-۸ بھگتی سنگیت
۱۶-۹ آپ کا پتر ملا
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : علاقائی موسیقی

جمعہ ۴ نومبر

صبح
۱۰-۷ پرارتھنا سبھا
۲۵-۷ ریڈیو شروتا کلبوں سے
۴۰-۷ ترنگ، کلام شاعر
۵۵-۷ سمے کی بات
۲۱-۸، رات ۲۵-۸ سگم سنگیت
۰۵-۹ محفل

رات
۳۵-۸ وادیہ ورند
۱۶-۹ من منتھن
۳۰-۹ ہندی ڈرامہ
۰۰-۱۰ من بھاون

ہفتہ ۵ نومبر

صبح
۱۰-۷ گائن
۴۰-۷ پرکاش کرنیں
۲۱-۸ مراٹھی لوک گیت
۰۰-۹ رس دھارا

رات
۱۵-۸ سیما شرما، سگم سنگیت
۲۵-۸ فلمی سنگیت
۱۵-۹ ہیم درشن
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۶ نومبر

صبح
۱۰-۷ یش پال : گائن
۴۰-۷ بھارت بھارتی
۲۱-۸ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۱۵-۹ ان دنوں
۳۰-۹ مانس گان
۴۵-۹ وگیان اور جیون
۰۰-۱۰ یووا وانی

دوپہر
۳۰-۱۲ بال گوپال
۰۰-۲ ونیتا منڈل

رات
۲۵-۸ سگم سنگیت
۳۵-۸ شہنائی وادن
۱۵- من منتھن
۳۰-۹ گیت پہاڑ ھا رے

پیر ۷ نومبر

صبح
۱۰-۷ دیال سنگھ رانا : بانسری
۴۰-۷ جیون جیوتی
۲۱-۸ شبد
۳۵-۸ ساہتیہ ویلا
۰۵-۹ پرانی فلموں سے

رات
۱۵-۸ نیوز ریل اسپورٹس
۳۰-۸ دیش گان
۱۶-۹ جگیاسا
۴۵-۹ نرملا ارون : سگم سنگیت

منگل ۸ نومبر

صبح
۱۰-۸ پروین سلطانہ : گائن
۴۰-۷ سنگیت
۵۵-۷ سمے کی بات
۲۱-۸ سگم سنگیت
۳۵-۸ کھیل سمیکشا
۰۵-۹ راگ چھایا

رات

۸-۱۵ کاجل بنرجی ؛ سگم سنگیت
۸-۲۵ سبھارس
۹-۱۶ وگیان جگت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ انگریزی تقریر
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ر نومبر

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ رسولن بائی ؛ ٹھمری، دادرا
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

رات

۸-۲۵ مدن لال گوسوامی ؛ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ وربند
۹-۱۶ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر

جمعرات ۱۰ر نومبر

صبح

۷-۱۰ ساز سنگیت
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ لال چند یملا جٹ ؛ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار

رات

۸-۱۵ مدھوبالا چاولہ ؛ غزلیں
۸-۲۵ ویش گان
۸-۳۰ بھگتی سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ ناٹک

جمعہ ۱۱ر نومبر

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ ریڈیو شروتا کلبوں سے
۷-۳۰ ترنگ ؛ کلامِ شاعر
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۱، ۸-۰۸ ؛ رات ۸-۲۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ پوربی مکرجی ؛ گائن

۹-۰۵ محفل

رات

۸-۲۵ وادیہ وربند
[illegible] من منتقن
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۰۰ من بھاون

ہفتہ ۱۲ر نومبر

صبح

۷-۱۰ سرود وادن
۷-۴۰ پرکاش کرنیں
۸-۲۱ علاقائی موسیقی
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

رات

۸-۱۵ شانتی ماتھر ؛ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی سنگیت
۹-۱۶ ہیم درشن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ موسیقی

اتوار ۱۳ر نومبر

صبح

۷-۱۰ مانک ورما ؛ گائن
۷-۴۰ بھارت بھارتی
۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ بانس گان
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۳۰ رنگا رنگ
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل

رات

۸-۲۵ ساز سنگیت
۹-۱۶ میرے پستک سنگرہ سے
۹-۳۰ گیت بہاڑہ رے

پیر ۱۴ر نومبر

صبح

۷-۱۰ شہنائی وادن
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ ٹھمری دادرا
۸-۳۵ ادبی پروگرام

(آگے ص ۴۸ پر)

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۳۴۳ء۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۳۴۷ء۳ میٹر ۲۰۳...
چنڈی گڑھ ۲۰۹ء۶ میٹر ۱۴۳۰ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے...
شام ۶-۰۵، ۶-۲۰ (پرادیشک سماچار) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
پنجابی : صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک سماچار) شا...
انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
اردو : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵...
روزگار سماچار : شام ۷-۴۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگ...

جالندھر "الف"

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم اور منگل دھونی
۶-۰۵ بھگتی سنگیت
۶-۳۵ موسم کا حال اور کھیتی باڑی پروگرام
۶-۴۰ پریچے : پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ آسا دی وار (اتوار)
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۳۰ رام چرت مانس (اتوار)
۹-۰۵ سامائیکی

دوپہر

۱-۰۵ فوجیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم کا حال : انت کھیتی
۲-۲۰ سگم سنگیت
(ساڈے آس پاس، ہفتہ)

شام

۵-۳۰ گوربانی وچار
۶-۰۰ مقامی اعلانات او...
پروگراموں کا...
۶-۱۰ پرادیشک سماچ...
۶-۲۰ پرادیشک سماچ...
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام...
۷-۴۰ روزگار سماچار...
۹-۲۵ اردو میں تبص...

جالندھر "ب"...

شام

۶-۰۰ یووانی پروگرا...
۶-۴۵ یونیورسٹی پر...
۷-۰۰ پنجابی میں رنگا...
۸-۰۰ اختتام

منگل یکم نومبر

صبح

۶-۴۵ شبد
۹-۰۵ درندگان
۹-۱۰ وی این پٹوردھن ، ترانہ

دوپہر

۱۲-۰۰ نالے گلاں نالے گیت
۱۲-۳۰ دیہی عورتوں کیلئے
۲-۳۰ ارجن سنگھ لکھمن پوری ساتھی ؛

شام

۵-۱۵ ارجن دیوامر ؛
۱۰-۳۰ پردیپ مرگانی ؛

بدھ ۲ر نو...

صبح

۷-۳۰ بھائی دیویندر سنگھ...

بت
۱۲-۰۲
تنوری لال ، وائلن

۰۰-۷
پیندر سنگھ راگی وساتھی ؛ شبد
سنگھ گمن پوری وساتھی ؛
لوک گیت
منے بچوں کیلئے

شی فلمی گیت
ل سنگھ اور سریندر سنگھ ،
خیال اور ترانہ

رات ۳ر نومبر

ن
ن سدھو : لوک گیت
۵۰-۷
نور خاں ، نعتیں اور کافیاں
پہر ۰۲-۱۲
تن لال دیپک : خیال
م وی کاماشاستری ، سازینہ

عورتوں کیلئے
ریک سنگھ ہرگوبند پوری ؛ لوک گیت
ری پرساد رنگیلا ؛ لوک گیت
بلدیو سنگھ شوقی ؛ الغوزہ سنگت

نیشنل پروگرام : علاقائی موسیقی
چھتیس گڑھ اور بستر کی موسیقی
برج نارائن ؛ سرود

جمعہ ۴ر نومبر

بھجن
دوپہر ۰۲-۱۲ ، رات ۳۰-۱۰
علی حسین وساتھی ، شہنائی

پریوار کلیان پروگرام
امریک سنگھ غازی ننگل ؛ لوک گیت

۳۰-۱۰
گردھاری لال وساتھی ، بھینٹاں
ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ ہنس راج وساتھی ؛ بھینٹاں

ہفتہ ۵ر نومبر

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ ، شام ۷-۴۵
بھائی سادھو سنگھ وساتھی ؛ شبد
۷-۴۵ اجیت کور ؛ لوک گیت
۸-۲۰ ، دوپہر ۱۲-۰۵
سرون لال ؛ بھجن
۹-۰۵ 'پریم پیا' استاد فیاض خاں کی زندگی
اور ان کے فن پر مبنی فیچر
پیشکش ؛ بلبیر سنگھ کلسی

دوپہر
۱۲-۰۲ لکشمن سنگھ ؛ طبلہ
۵-۱۵ کلدیپ مانک ؛ لوک گیت

رات
۸-۱۰ پنجابی گیت
۹-۲۰ نیشنل پروگرام ؛ موسیقی

اتوار ۶ر نومبر

صبح
۶-۴۵ آسادی وار
۷-۴۵ پرتی بمب
۹-۱۵ بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ ہفت روزہ زرعی پروگرام
۱۰-۳۰ فرمائشی فلمی گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ عورتوں کیلئے
۲-۳۰ منموہن کور ؛ لوک گیت
۵-۱۵ کرتار سنگھ چانن ڈھاڈی وساتھی ؛
واراں

شام
۷-۴۵ پنجابی میں جھلکی
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ گنیش رامچندر بہیرے بوا ؛ خیال اور ترانہ

پیر ۷ر نومبر

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۴۵ پنجابی میں جھلکی
۸-۲۰ ، رات ۱۰-۳۰
اندرانی مکرجی ؛ ستار

دوپہر
۱۲-۰۲ فرمائشی پنجابی گیت
۲-۳۰ سادھو سنگھ بنکی وساتھی ؛ لوک گیت
۵-۰۵ دیہی بچوں کیلئے

رات
۹-۳۰ 'سہوترے رنگ' ، پنجابی ناٹک
تحریر ؛ بی۔ ایس۔ بھلر
۱۰-۴۵ ربیتا گنگولی ؛ ٹھمری ، دادرا

منگل ۸ر نومبر

صبح
۶-۴۵ شبد
۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۰ شوکمار شرما ؛ سنتور

دوپہر
۱۲-۰۲ نالے گلاں نالے گیت
۱۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری اور ساتھی ؛
لوک گیت
۵-۱۵ جسبیر سنگھ کملا ؛ لوک گیت

رات
۸-۰۰ اردو تقریر
۹-۳۰ پنجابی میں مباحثہ
۱۰-۳۰ دیشس پال ؛ گائن

بدھ ۹ر نومبر

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی ذکرم سنگھ راگی وساتھی ؛ شبد
۸-۲۰ ، شام ۷-۴۵
پنجابی گیت
۹-۰۵ ، رات ۱۰-۳۰
بہاری لال ؛ کلارنٹ
تلک راج ؛ طبلہ سنگت

دوپہر
۱۲-۰۲ لکشمی شنکر ؛ ٹھمری اور بھجن
۲-۳۰ منوہر سنگھ منوہر ؛ لوک گیت
۵-۰۵ ننھے منوں کیلئے

رات
۹-۳۰ فرمائشی فلمی گیت

جمعرات ۱۰ر نومبر

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۷-۴۵ پریم پاٹھک ؛ لوک گیت
۸-۲۰ ، شام ۷-۵۰
سوامی موہن داس ؛ بھجن
۹-۰۵ ، دوپہر ۱۲-۰۲
بلبیر سنگھ کلسی ؛ خیال

دوپہر
۱۲-۳۰ عورتوں کیلئے
۲-۳۰ چرن سنگھ کنگن پوری ؛ لوک گیت
۵-۱۵ کشمیر سنگھ شمبھو ؛ لوک گیت

رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ ناٹک
۱۰-۱۵ جاگیر سنگھ طالب ؛ لوک گیت
۱۰-۳۰ امرناتھ ؛ خیال

جمعہ ۱۱ر نومبر

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ محمد تقی قوال اور ساتھی ؛ قوالی
۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۰۵ ، دوپہر ۱۲-۰۲ ، رات ۱۰-۳۰
بدھ دیتیہ مکرجی ؛

دوپہر
۱۲-۴۵ پریوار کلیان پروگرام
۲-۳۰ پرومیلا پتی ؛ لوک گیت
۵-۱۵ سعیدہ بانو ؛ لوک گیت

رات
۹-۳۰ 'ستیہ ہریش چندر' ، ناٹک
تحریر ؛ ڈاکٹر گووند چاتک
۱۰-۱۵ جسبیر سنگھ خوشدل ؛ لوک گیت

ہفتہ ۱۲ر نومبر

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ بھجن
۷-۴۵ سورن باوا ؛ لوک گیت
۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۰۵ ، دوپہر ۱۲-۰۲
پریم ناتھ ترکھا ؛ خیال
۹-۲۰ برہم سروپ سنگھ ؛ وچتر وینا

دوپہر
۱۲-۳۰ سوندر سنگھ پردیسی ؛ لوک گیت

شام
۵-۱۵ اکبر علی خاں جیداں ؛ لوک گیت

۴۵-۷ چرنجیت کور : گیت اور غزل

اتوار ۱۳ نومبر

صبح

۴۵-۶ آسادی وار
۲۰-۸ مسیحی بھجن
۱۵-9 بچوں کیلئے

دوپہر

۳۰-۱۲ عورتوں کیلئے
۳۰-۲ سرب جیت : لوک گیت
۱۵-۵ سوہن سنگھ سیتل ڈھاڈی اور ساتھی، واراں مہاراجہ رنجیت سنگھ

رات

۰۰-۱۰ شبد گائن
۳۰-۱۰ مشتاق حسین خاں ، گائن

پیر ۱۴ نومبر

صبح

۴۵-۶ بھجن
۲۰-۸ رنجیت کور : لوک گیت
۰۵-9 ، رات ۳۰-۱۰
ایل کے پنڈت : گائن

دوپہر

۳۰-۲ غزلیں
۳۰-۲ کرشن لال پریمی جٹ و ساتھی ، لوک گیت
۰۵-۵ دیہی عورتوں کیلئے

رات

۳۰-9 'ہیرے مسکرائے' ، پنجابی ناٹک
تحریر : پریم جوشی
۱۵-۱۰ محمد صدیق : لوک گیت

منگل ۱۵ نومبر

صبح

۰۵-۶ شبد
۲۰-۸ سگم سنگیت
۰۵-9 ورند گان
۱۰-9 ہری پرساد چورسیا : بانسری

دوپہر

۳۰-۲ رنگا سنگھ مان ، لوک گیت
۱۵-۵ رمیش رنگیلا و ساتھی ، لوک گیت

رات

۰۰-۸ اردو تقریر
۳۰-9 وگیان جگت
۳۰-۱۰ محمود خاں ، سارنگی
نثار حسین ، طبلہ

روہتک

میڈیم ویو ۲۰۴ر ۳۶۲۲ میٹر ۸۲۸ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱ شام ۰۵-۶ رات ۴۵-۸
انگریزی میں خبریں : صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ شام ۰۰-۶ رات ۰۰-9

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۳۰-۶ اور ۰۵-۷ شام
بھگتی سنگیت
۵۵-۶ کھیتی باڑی
۰۵-۷ پروگراموں کا خلاصہ
۴۵-۷ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۲۱-۸ لوک سنگیت
(اتوار کو بچوں کیلئے)
۴۰-۸ سب رس

دوپہر

۱۰-۱ فلمی سنگیت
۴۰-۱ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے ہفتہ ، اتوار اور تعطیلات)
۲۰-۲ لوک سنگیت

شام

۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ علاقائی لوک سنگیت
(بدھ کو ننھے منے)
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
۳۰-۷ روزگار سماچار
۱۶-9 ایک فلم سے

منگل یکم نومبر

صبح

۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
سورج پرکاش گرودر : سگم سنگیت
۲۵-۷ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ استاد امیر خاں : کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸ لوک سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ لائبریری سے انتخاب
۰۰-۱ ورند گان
۲۰-۲ اندر کور اور نفع سنگھ و ساتھی ، لوک سنگیت

شام

۳۰-۵ یووا سنسار
میری پسند
۱۰-۶ مدھیہ پردیش کے گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
۰۰-۸ ہندی کویتا پاٹھ
۳۰-۸ سور منجری
۱۶-9 ایک فلم سے 'شاردا'
۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲ نومبر

صبح

۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
بابو رام : سگم سنگیت
۲۵-۷ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ ، رات ۰۰-۱۰
مہیش باجپائی : کلاسیکی موسیقی
۲۱-۸ لوک سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ دھرتی کے گیت
۰۰-۱ کترنیں
۴۰-۱ طلبا کیلئے
۲۰-۲ راجندر رگمار اور بجے سنگھ و ساتھی ، لوک سنگیت

شام

۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ ننھے منے ، گی...
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
۰۰-۸ ہندی تقریر
۳۰-۸ سور منجری
۱۶-9 ایک فلم سے ...
۳۰-9 چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۳ ...

صبح

۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
احمد حسین ، ...
۲۵-۷ سونی پت ضلع ...
۳۰-۷ چلتے چلتے
۲۱-۸ لوک سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ ساز اور آواز
۰۰-۱ ورند گان
۳۰-۱ طلبا کیلئے
۲۰-۲ لکشمن سنگھ اور ...

شام

۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ راگنی سانگوں سے
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
بالک ...
۰۰-۸ گھر آنگن
۳۰-۸ سور منجری
۱۶-9 آپ کا خط ملا

جمعہ ۴ ...

صبح

۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
سیما شرما ، سگم ...
۲۵-۷ سرسہ ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ ، رات ۰۰-۱۰
استاد مشتاق حسین خ...
۲۱-۸ لوک سنگیت
۳۰-۸ گاندھی چرچا

دوپہر

۳۰-۱۲ گاتی پنکتی
۰۰-۱ ورند گان
۴۰-۱ طلبا کیلئے
۲۰-۲ رمنی شرما و ساتھی ، ...

یووانسسار
راگنی سانگوں سے
گرامین سنسار
لوک سنگیت
کھیل جگت
سور منجری
ایک فلم سے 'سوہنی'

ہفتہ ۵ نومبر

شام ۴۵-۷
باملا سنگھ : سگم سنگیت
فرید آباد ضلع کی چٹھی
بھیم سین جوشی : گائن
لوک سنگیت

دوپہر
ورندگان
اساتذہ کیلئے
رتن لال اور چندر بھان : لوک سنگیت

یووانسسار
سوال جواب
راگنی سانگوں سے
کرشی جگت
گرامین سنسار
ہریانہ درشن
سور منجری
ایک فلم سے 'ہم پانچ'
نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۶ نومبر

شام ۴۵-۷
وندنا واجپائی : سگم سنگیت
روہتک ضلع کی چٹھی
نکھل بنرجی : کلاسیکی موسیقی
بال کنج
اس ماہ کا گیت

دوپہر
ناری جگت
کھلا آکاش
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
لوک گیت
۷-۰۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'گیمبلر'
۹-۳۰ جھلکی
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۷ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
این۔ کے۔ شرما : سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
شری کانت باکرے : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ بردھیان سنگھ اور رام گوپال کھٹک : لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسسار (انگریزی)
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'میرا گاؤں میرا دیش'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

منگل ۸ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
منجو سترہ : سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اکرام حسین خاں : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ لیلا رائے اور کرشن دت شرما : لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسسار
میری پسند
۶-۱۰ قدرت دے سب بندے
آشا شکلا
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ اردو کلام
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'ناگن'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۹ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
ونود راجہ جین : سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
پی۔ ایل۔ گوہر : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ ظہور پیرا اور پیارے رام چھین : لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسسار
۶-۱۰ ننھے منے : گیت، کہانی
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'شالکا'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۰ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
راجیش کمار : سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ بارو سنگھ وساتھی اور چھبن لال : لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسسار
سرگم
۶-۱۰ راگنی سانگوں سے
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۶ آپ کا خط ملا
۹-۳۰ فیچر
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۱ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
نند کشور : سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
پنا لال سونکی : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۲۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ اصغر حسین اور شیر سنگھ وساتھی : لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسسار
پتریکا
۶-۱۰ راگنی سانگوں سے
۶-۲۰ کرشی جگت
لوک سنگیت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ وگیان کلب

۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'حقدار'
۹-۳۰ صحت چرچا

ہفتہ ۱۲ر نومبر

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
حمید حسین ، سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ منور علی خاں ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ بھیرنیے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ رنگنی سانگوں سے
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'ضرورت'

اتوار ۱۳ر نومبر

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
اوشا اگروال ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ شریف احمد خاں ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'بلیک میل'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۴ر نومبر

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
ملک راج چاندلہ ، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ دیال سنگھ رانا ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ بھیم سنگھ وساتھی اور رشمی کمار ناگر ، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار (انگریزی)
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'یار دلبر'

منگل ۱۵ر نومبر

صبح
۷-۱۰ ، ۷-۴۵
جیوتی دلال ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چھٹی
۷-۳۰ درگا پرشاد ، طبلہ
۸-۲۱ ، دوپہر ۲-۲۰
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ پنجابی گیت
۸-۳۰ سورمنجری
۹-۱۶ ایک فلم سے 'مسٹر'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بھوپال، رائپور، گوالیار، جب

بھوپال 'الف' ۲ر۲۰۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال 'ب' ۲ر۳۳۳ میٹر ۴۲...

شارٹ ویو
صبح ۴-۴۵ / ۵-۴۵ سے ۷-۴۵ — ۳۳۱۵ کلو ہرٹز
صبح ۸-۰۰ سے ۹-۳۰ / ۹-۴۵ — ۷۱۸۰ کلو ہرٹز
صبح ۹-۴۵ سے شام ۵-۱۵ / ۵-۴۵ — ۹۶۹۰ کلو ہرٹز
شام ۵-۳۰ سے رات ۱۲-۰۰ — ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

رائے پور: ۹ر۳۰۵ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز گوالیار: ۳ر۲۱۶ میٹر ۱۳۸۶ ...
جبلپور ۲ر۲۵۴ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ھندی: صبح ۸-۰۰ ، ۹-۰۵ (پرادیشک) دوپہر ۱-۰۵ ، ۲-۱۰ ، ۲-۴۵ ...
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ ...

منگل یکم نومبر

صبح
۷-۳۵ ، دوپہر ۲-۳۰
شکنتلا شریواستو ؛ لوک گیت
۸-۲۱ ، دوپہر ۱-۳۰
کلپنا پینل کھرے ، سگم سنگیت
۸-۳۰ آئینہ ؛ اردو پروگرام
'دق کی روک تھام' ، تقریر از
عظیم الدین

دوپہر
۱-۳۰ کاویہ دھارا ؛ رام سیوک شرما

رات
۸-۱۵ 'لوک ترتیبہ اور شاستر' ، ہندی تقریر
از مادھوشکل منوج
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۲ر نومبر

صبح
۷-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
شیام لال پرجاپتی وساتھی ، لوک گیت
۸-۲۱ ، دوپہر ۱-۳۰
نرمل کمار پاٹھک ؛ سگم سنگیت
۸-۳۰ مادھو اٹھیکر ، خیال
عاشق حسین ، طبلہ

شام
۶-۲۰ شرمک جگت
۸-۰۰ مادھیم
کہانی از سبودھ...
۹-۳۰ ترنگ
'لوگرانی' ، جھکم...
تحریر ، گریجا...
۱۰-۰۰ مادھو اٹھیکر ؛
عاشق حسین ؛
۱۰-۳۰ منی لال ناگ ؛

جمعرات ۳ر...

صبح
۷-۳۰ ان دنوں ؛ پری...
۷-۴۵ شوبھا گرتو ؛ ا...
۸-۲۱ ، دوپہر ۱-۴۰
منجولا پنچول ...
۸-۳۰ 'اپا صاحب کا گ...

دوپہر
۲-۳۰ سدھا شرما ، ...

شام
۶-۲۰ شرمک جگت
۸-۰۰ 'سانسکرتی دھرو...
ہندی تقریر از
۱۰-۳۰ عبدالصمد خاں

جمعہ ۴ر...

صبح
۸-۳۱ ذوالفقار علی ...

یاشرن سنہا، لوک گیت

اردو پروگرام: اسپورٹس میگزین
قدیم بھوپال کی ہاکی، تقریر
ناٹک
پرادیشک شاستریہ سنگیت سبھا

ہفتہ ۵ نومبر

اختر احمد: سگم سنگیت
سنگیتا کٹھالے: خیال

نئی رچنا
یش پال سنگھ سچک: کویتا پاٹھ
چترنجن گھوشال، لوک گیت

سوال جن سادھارن جواب مکھیہ منتری کے

اتوار ۶ نومبر

گت سپتاہ نگر میں
اس ماس کا گیت
اینا وی پٹوردھن: گائن

لیجئے پھر سنئے
راگداری
اوم پرکاش چورسیہ: سنطور
نفیس خاں: طبلہ
اندر سنگھ بگھیلی و ساتھی: لوک گیت

ناٹک

پیر ۷ نومبر

۸ منگلا منگیش نائک: سگم سنگیت
۸ ارمیلا داس گپتا: اپ شاستریہ سنگیت
سردار خاں: سارنگی
۹ اسکول براڈکاسٹ

۱ درپنا: پتر لکا
۲ رودردت دوبے: لوک گیت

۸ 'سنگیت اور سنویدنا — سگم سنگیت'
ہندی تقریر از سوشیل ترویدی

۹-۴۵ اس ماس کا گیت

منگل ۸ نومبر

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
موتی رام سہاٹے اور ساتھی، لوک گیت
۷-۴۵ لکشمی شنکر: اُپ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
چمن بھارتی: سگم سنگیت
۸-۳۰ آئینہ: اردو پروگرام
بزم سخن

دوپہر
۱-۲۰ کاویہ دھارا: دنیش شریواستو

رات
۸-۰۰ یگ بودھ: پریوار کلیان
۸-۱۵ 'گیان اور وگیان'، ہندی تقریر از
برج موہن گپتا
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ نومبر

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
رتن لال کشواہا و ساتھی: لوک گیت
۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
شرمیلا بٹویال: سگم سنگیت
۸-۳۰ اے۔ کانن: خیال
رات
۸-۰۰ مادھیم
کویتا پاٹھ از راجندر الوراگی
۹-۳۰ ترنگ
'ہارٹ ٹریٹ منٹ'، جھلکی
تحریر: مکیش اروڑا
۱۰-۳۰ رمیش پریم: وچترو بنا

جمعرات ۱۰ نومبر

صبح
۷-۳۰ اِن دنوں: پریوار کلیان
۷-۴۵، رات ۱۰-۳۰
ریتا گنگولی، اپ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
ارمیلا داس گپتا: سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۰۰
رحمت علی خاں، سرود
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۲-۳۰ مینا مراٹھے: لوک گیت
رات
۸-۰۰ 'اتہاس کے واتاین سے — سندی نگر'
تقریر از شنکر تیواری
۸-۱۵ دیکھی سنی: ریڈیو کارٹون

جمعہ ۱۱ نومبر

صبح
۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
اودھیش پرشاد ترپاٹھی: سگم سنگیت
۸-۳۰ گھومتے پھرتے
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

ناگپور

۵۱۲ء۸ میٹر، ۵۸۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۳۰ وندے ماترم، منگل وادیہ
۶-۳۵ جگتی سنگیت
۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ
کرشی وانی زراعتی معلومات
۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی
اور موسم کا حال (مراٹھی)
۷-۴۵ ہندی سبق (پیر سے جمعہ تک)
سنسکرت سبق (ہفتہ)
سر بھارتی (اتوار)
۸-۲۰ بھاؤ گیت
عوامی پسند کی کہانیاں (جمعرات)
۸-۲۵ ضلع کی چٹھی: مراٹھی خبرنامہ
۸-۴۰ موسم کا حال: روزگار سماچار
(پیر سے ہفتہ تک)
ڈرامہ یا فیچر (اتوار)
۸-۴۵ سگم سنگیت (پیر سے جمعرات تک)
گاندھی امرت (جمعہ)
فلمی موسیقی
فلم سنگیت (ہفتہ)

۹-۰۰ اور ۹-۲۵ نشریات برائے اسکول
(اسکول کے دنوں میں)
۹-۱۵ طلبا کے لیے پروگرام (اتوار)
دوپہر
۱۲-۳۰ پروگرام برائے خواتین
(اتوار اور جمعرات)
۱-۱۰ موسم کا حال برائے صنعتی ملازمین
(بدھ 'مراٹھی'، جمعہ 'ہندی')
۱-۴۰ اور ۲-۵۰
نشریات برائے اسکول
(اسکول کے دنوں میں)
شام
۵-۳۰ کلاسیکی موسیقی (اتوار، جمعرات)
سگم سنگیت (پیر، جمعہ)
موسیقی (ساز) (منگل، بدھ)
علاقائی موسیقی (ہفتہ)
۵-۵۵ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ: موسم کا حال
۶-۱۵ پروگرام برائے دیہی [illegible]
(پیر اور جمعہ)

نوجوانوں کے لیے (مراٹھی، اتوار)
طلبا کے لیے پروگرام (بدھ)
۶-۴۵ بازار بھاؤ (پیر سے ہفتہ)
روزگار سماچار (اتوار)
۷-۰۰ تعلیم بالغان، مراٹھی
(پیر اور جمعہ)
دیہی بچوں کے لیے پروگرام
(ہفتہ)
۷-۲۰ پروگرام برائے دیہی سامعین
۸-۲۵ سماچار پتروں سے
۹-۱۵ مراٹھی میں بات چیت
(اتوار، منگل)
ہندی میں بات چیت (ہفتہ)
انگریزی میں بات چیت (پیر)
نیوز ریل (پیر)
خطوط کے جواب (بدھ)
۱۰-۰۰ اردو پروگرام 'محفل' (پیر)
۱۰-۳۰ اختتام
۱۱-۱۰ اتوار، منگل، ہفتہ کو اختتام

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

پیر ۷ نومبر

رات
۱۰-۰۰ ودربھ کی شخصیات: نواب غازی
بات چیت از میر خورشید علی
ساز و نغمہ
بزم یاراں
سامعین کے خطوط
اور ان کے جوابات

پیر ۱۴ نومبر

رات
۱۰-۰۰ 'سرخ گلاب'
پنڈت جواہر لال نہرو کی سالگرہ
کے موقعہ پر ایک بات چیت
از پروفیسر فخر الدین فدوی
ساز و نغمہ
رنگِ افسانہ
افسانہ نگار ایس ایس بھاردواج

دوپہر
۲-۳۰ گھنشام داس پھوندنا

رات
۸-۰۰ اردو پروگرام
(۱) کامیابی کی کہانی
(۲) نیا کورس
۱۰-۳۰ بلرام ناگدیو : خیال
سوروج پرانجپے : وائلن

ہفتہ ۱۲ نومبر

صبح
۸-۲۱ ، دوپہر ۱-۳۰
انیتا گپتا : سگم سنگیت
۸-۳۰ اروند جوشی : ستار
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ
دوپہر
۱-۱۰ پرکاش کی اور
۱-۲۰ نئی رچنا
راجندر سونی : کاویہ پاٹھ
۲-۳۰ رجنی پروہت : لوک گیت
رات
۷-۴۵ کھلا آکاش
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۱۳ نومبر

صبح
۷-۴۵ اس سپتاہ نگر میں
دوپہر
۱-۴۰ کے۔آر۔سرنگے : وائلن
کرن دیشپانڈے : طبلہ
۲-۳۰ درگا پرشاد کھوائے وساتھی ،
لوک گیت

رات
۹-۱۰ 'کاٹھ کی ناؤ' ناٹک
تحریر : رشید الدین صدیقی
۱۰-۰۰ آپکی پسند

پیر ۱۴ نومبر

صبح
۷-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
گنیش پرشاد کشواہا اور ساتھی ؛
لوک گیت
۸-۲۱ شرد آنند بھبل ؛ سگم سنگیت
۸-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
شیام دلویدی ؛ ستار وادن
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ
دوپہر
۱-۱۰ درپن ؛ پتریکا
رات
۸-۱۵ 'واتاورن اور دھونی پردوشن' ،
تقریر از ڈی۔وی۔ایس مورتی
۱۰-۳۰ رسک لال اندھریا ؛ خیال

منگل ۱۵ نومبر

صبح
۷-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
شکنتلا تیواری ، لوک گیت
۷-۴۵ کمل سنگھ ؛ اپ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ ، دوپہر ۱-۳۰
رتنا دتہ ؛ سگم سنگیت
۸-۳۰ آئینہ ؛ اردو پروگرام
بزم زندہ دلاں
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ
دوپہر
۱-۲۰ کاویہ دھارا
گوردھن راجوریہ دتھت

رات
۸-۰۰ یگ بودھ
پریوار کلیان پروگرام
۸-۱۵ 'برکھا ریتو دکھ دائی —
ادھ بنی کالونی واسیوں کیلئے' ،
تقریر از گیان چترویدی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

قلمکار حضرات

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد
ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

بیکانیر

۲۱۵٫۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

منگل یکم نومبر

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ رس دھارا
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
بنواری دیوانہ ؛ لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ راگ رس
۱-۱۰ سہیلیاں ری باڑی
۱-۵۰ کرشی لوک
'اس مہینے کرشی کاریہ' ، تقریر از
ڈی سی سکسینہ
۵-۰۵ یوواوانی
شام
۶-۲۵ گودھولی ، راجستھانی گیت
۸-۰۰ 'موتیابند ، بچاؤ اپاؤ اور اپچار' ،
تقریر از ڈاکٹر یو۔کے۔ستنگی
۸-۲۵ ایک ہی فلم سے

بدھ ۲ نومبر

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ رس دھارا
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۳۰
گنیش ناتھ ، لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ سور سریتا
۱-۱۰ پنڈت سیارام تیواری ، راگ باگیشوری
۱-۵۰ کرشی لوک
گیہوں کی بوائی میں ساودھانیاں ،
تقریر از وی کے رائے سنگھانی
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۲۵ آج کی شام — فلم سنگیت
رات
۸-۰۰ اپنا اپنا درشٹی کون 'آیوروید کی کشایدھتی' ،
تقریر از ڈاکٹر بی ایل شرما

۸-۲۵ ایک ہی گیت
۱۰-۰۰ آپکی پسند

جمعرات ۳ [...]

صبح
۶-۳۵ وندنا ؛ بھگتی سنگ[...]
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ رس دھارا
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
ادوم پرکاش سرگ[...]

دوپہر
۱۲-۳۰ گیت سدھا
۱-۱۰ ہیلا جگت
(۱) 'اپنے ادھیکار پہچ[...]
مادھو [...]
(۲) 'سانسکرتک ایکتا کا [...]
تقریر از بستی پنت
۱-۵۰ کرشی لوک
'سرسوں کی گیہڑوں [...]
تقریر از ستیہ دیو[...]
۵-۰۵ یوواوانی
شام
۶-۲۵ مروستھلی — سونی [...]
کاویہ پاٹھ از کلیہ[...]
۸-۰۰ میری رچنا
'لوک جھروکے سے[...]
از دین دیال او[...]
۸-۲۵ سور ترنگ
اسد علی خاں ، رد[...]
۹-۱۶ فلم سنگیت
۱۰-۳۰ رجنی گندھا

جمعہ ۴ [...]

صبح
۶-۳۵ وندنا ؛ بھگتی سنگ[...]
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ فلمی بھجن

ہر ۱-۳۰
بدالغنی : لوک گیت

سنگم
مارگوتم : گائن
شی لوک
واوانی

عرتی راگیت
می قوالیاں
اٹک

فتہ ۵ رنومبر

وندنا
شاستریہ سنگیت
رس دھارا
پہر ۱-۳۰
ہنومان رانا : لوک گیت

آپکی پسند
شاستریہ سنگیت
استاد فیاض خاں کی پنیہ تتھی
کرشی لوک
'چھنے کی بجائی کرتے سمیہ دھیان دینے یوگیہ باتیں'، تقریر
یووادانی

فلم سنگیت
وکاس گیت

اتوار ۶ رنومبر

وندنا
شاستریہ سنگیت
مسکل : بچوں کیلئے

مہیلا جگت
'بھائی بہن کے پریم کا پرتیک پرو' بھیادوج'
تقریراز پریم سکینہ
جھلکی
گیت، غزل
آپ کے لیے
جے جوان
یووادانی

شام
۶-۲۵ مرودھر گلوے : راجستھانی گیت
۸-۰۰ 'ترکون کا تیسرا کون — سمانتر ارتھ ویوستھا'، تقریر
۸-۲۵ ایک ہی کلاکار
۹-۱۶ پستر ملا

پیر ۷ رنومبر

صبح
۶-۳۵ وندنا
۷-۳۰، شام ۶-۲۵
شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ رس دھارا
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
فتح کماری ویاس : لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گیتاں ری لڑی
۱۲-۴۵ لیگل گان
۱-۱۰ پروین سلطانہ : گائن
۱-۵۰ کرشی لوک
'کھجور کی وبھن قسمیں اور انکی ویشیشتائیں'
تقریراز مرلی منوہر ماتھر
۵-۰۵ یووادانی

رات
۸-۰۰ 'یقیناً آدمی بندر کی اولاد ہے'، تقریر
۸-۲۵ ایک ہی سنگیت کار

منگل ۸ رنومبر

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
مالتی وساتھی : لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ راگ رس
۱-۵۰ کرشی لوک

شام
۶-۲۵ گودھولی
۸-۰۰ 'وکلانگ — سماج کا انگ'،
تقریراز ڈاکٹر آر۔ این۔ ماتھر

بدھ ۹ رنومبر

صبح
۶-۳۵ وندنا
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ رس دھارا

حیدرآباد

حیدرآباد الف ۴۰۶،۵ میٹر (۷۳۸ کلو ہرٹز) حیدرآباد ب ۲۱،۸ میٹر (۱۳۷۷۰ کلو ہرٹز) حیدرآباد ج ۲۵۶،۴ (۱۱۷۰ کلو ہرٹز)

ھفتہ وار نشر ھونیوالے اردو پروگرام

اتوار

صبح
۸-۲۵ یووادانی
گلدستہ : نوجوانوں پر مبنی پروگرام
فلمی گانے
۹-۳۰ بچوں کے لیے
۲-۳۰ بہنوں کے لیے

شام
۵-۳۰ ترنگ : ورائٹی پروگرام
۹-۳۰ نیرنگ : ڈرامہ

پیر

صبح
۸-۴۰ یووادانی
نغموں کی دنیا : فلمی گانے

شام
۵-۳۰ ترنگ : کھیلوں پر تبصرہ
خطوں کے جواب : فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی : کلام شاعر
افسانہ : گیت اور غزلیں

منگل

صبح
۸-۲۵ یووادانی : اردو پروگرام
فلمی گانے

شام
۵-۳۰ ترنگ : ادبی میگزین پروگرام

فلمی گانے
۹-۳۰ کہانی : سازی موسیقی
صنعتی مزدوروں کے لیے
دھوتک کے گیت

بدھ

صبح
۸-۲۵ یووادانی
شہزادہ : فلمی گانے
۲-۳۰ طلبا کے لیے
اسکول طلبا کے لیے

شام
۵-۳۰ ترنگ : اردو پروگرام
فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی
شگوفے : ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
خطوں کے جواب
افسانہ : غزلیں

جمعرات

صبح
۸-۲۵ یووادانی : کلام شاعر
فلمی گانے
۲-۳۰ طلبا کے لیے
اسکول طلبا کے لیے

شام
۵-۳۰ ترنگ : ورائٹی پروگرام
فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی
دیہات کی تصویر
گیت اور غزلیں

جمعہ

صبح
۶-۳۰ ایشور اللہ : قرات کلام پاک
نعت شریف
۸-۴۰ یووادانی : تقریر
فلمی گانے

شام
۵-۳۰ ترنگ : میری پسند
۹-۳۰ نیرنگ : کہانی
سازی موسیقی
کلچرل ڈائری پروگرام
ان سے ملیے : غزلیں

ھفتہ

صبح
۸-۲۵ یووادانی : تقریر
فلمی گانے

شام
۵-۳۰ ترنگ : ڈرامہ
فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ : کہانی
موسیقی : لطیفے ہی لطیفے
بھارت بھارتی : غزلیں

۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
رجب علی : لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ سور سریتا
۱-۱۰ جگدیش پرشاد : خیال باگیشری
۱-۵۰ کرشی لوک
'بھیڑوں سے اچھی اون کیسے لے سکتے ہیں'
تقریراز ڈاکٹر رویندر سنگھ
۵-۰۵ یووادانی

شام
۶-۲۵ آج کی شام
۸-۰۰ 'پریوار کلیان کاریہ کرم اور کریالوتی کی سمسیائیں'، تقریر
۸-۲۵ ایک ہی گیت کار
۱۰-۰۰ آپ کی پسند

جمعرات ۱۰ رنومبر

صبح
۶-۳۵ وندنا
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ رس دھارا
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
شانتا سکینہ : لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گیت سدھا
۱-۱۰ مہیلا جگت
(۱) 'رتن گڈھ انچل میں پرورش کنشا وستار'
تقریراز وینا راجو نشی
(۲) 'پراتھمک شکشا — ایک سماجک داشتو'
تقریراز کماری ارونا
۱-۵۰ کرشی لوک

تیسری آنکھ کا المیہ

جلیس نجیب آبادی

زندگی کی کڑی دھوپ میں
جھوٹے سپنوں کی پرچھائیاں ہی بہت تھیں
دیکھتا تھا فصیلِ گماں کے ادھر
خواب کے شہر میں تو مرے ساتھ ہے
تیری آنکھوں میں مایوسیوں کا بسیرا نہیں
مرے دل کی وادی میں محرومیوں کے بگولے نہیں

اب سے پہلے میں خود احتسابی کا قائل نہیں تھا
اب مرے سامنے جو بھی ہے آئینے کی طرح ہے
آج میں آگ کو آگ اور زہر کو زہر کہنے پہ مجبور ہوں
بر سچ کے سورج نے تخیل کے بال و پر پھونک ڈالے
زندگی اب مرے سامنے
برہنہ ہے بالکل برہنہ
کہ اب میرے پاؤں زمیں پر ٹکے ہیں
یہ دن ــــ یہ عذابوں بھرا دن!!
میں خوش فہمیوں کی فصیلیں گرا کر پشیمان ہوں

(نجیب آباد سے نشر)

'کسانوں کو سرکاری امداد کتنی اور کیسے؟'
تقریر از نیلما جوہری

۵-۰۵ یووانی

شام

۶-۲۵ کہانی از لال نتھمل جوشی
۸-۰۰ کاویہ پاٹھ
۸-۲۵ دلال رائے ہمانشو بسواس؛
بانسری و جل ترنگ
۱۰-۳۰ رجنی گندھا

جمعہ ۱۱ نومبر

صبح

۶-۳۵ وندنا
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ فلمی بھجن
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
امر چند ستھار، لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ سور سنگیت
۱-۱۰ لکشمی شنکر نرملا دیوی؛ ٹھمری
۱-۵۰ کرشی لوک
۵-۰۵ یووانی

شام

۶-۲۵ دھرتی راگیت
۸-۰۰ 'راگاتمک سمبندھوں کی ٹوٹن اور آجکا سماج'
۹-۱۶ فلمی قوالیاں
۹-۳۰ بھولے بسرے فلمی گیت

ہفتہ ۱۲ نومبر

صبح

۶-۳۵ وندنا
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ رس دھارا
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
اللہ جلائی بائی؛ لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ آپکی پسند
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۵۰ کرشی لوک
'اچھی اون کی پہچان'، تقریر از
نرنجن سروپ ماتھر
۵-۰۵ یووانی

رات

۹-۱۶ تیرشنک فلمی گیت

اتوار ۱۳ نومبر

صبح

۶-۳۵ وندنا
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۹-۱۵ مکل: بچوں کیلئے

دوپہر

۱۲-۰۰ ہیلا جگت
'وکلانگ بچوں کی دیکھ بھال کیسے کریں؟'
تقریر از ڈاکٹر ساجی اوم
۱۲-۳۰ جھلکی
۱۲-۴۵ گیت و غزل
۱-۱۰ آپ کے لیے
۲-۲۰ جے جوان
۵-۰۵ یووانی

شام

۶-۲۵ مرودھر گاوے
۸-۰۰ 'ترکون کا تیسرا کون۔ کیندر راجیہ سمبندھ'
ہندی تقریر
۸-۲۵ ایک ہی کلاکار
۹-۱۶ ستر ملا
۱۰-۰۰ آنگن کی گونج

پیر ۱۴ نومبر

صبح

۶-۳۵ وندنا
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ رس دھارا
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
شری نارائن رام نائک؛ لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ گیتاں ری لڑی
۱۲-۴۵ لیگل گان
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۵۰ کرشی لوک
'کھجور کے نکھیہ کیٹ اور انکی روک تھام'
تقریر از للت گوپال
۵-۰۵ یووانی

رات

۸-۰۰ 'بھارت کا پنر نرمان اور نہرو'، تقریر
۸-۲۵ ایک ہی سنگیت کار

منگل ۱۵ نومبر

صبح

۶-۳۵ وندنا

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۱ رس دھارا
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
جگت نارائن گوسوامی؛

دوپہر

۱۲-۳۰ راگ رس
۱-۱۰ ہیلیاں ری باڑی
۱-۵۰ کرشی لوک
۵-۰۵ یووانی

شام

۶-۲۵ گودھولی
۸-۰۰ 'غریبانے مفت قانونی
راجستھانی میں تقریر
۸-۲۵ ایک ہی فلم سے
۹-۱۶ فلم سنگیت

بقیہ

۹-۰۵ پرانی فلموں سے

رات

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ دیش گان
۹-۱۶ 'نہرو ہماچل پردیش میں
تقریر از پروفیسر چند
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی
۹-۴۵ ارملا ناگر: سگم
۱۰-۰۰ شہنائی وادن

منگل ۱۵ نو

صبح

۷-۱۰ سریندر شنکر اوستھی؛ گ
۷-۴۰ سنگیت
۸-۲۱ سگم سنگیت
۸-۳۵ سیاحوں کیلئے
۹-۰۵ راگ چھایا

رات

۸-۱۵ ہمندر چوپڑہ؛ غزلیں
۸-۲۵ دیش گان
۹-۱۶ ہماری وکاس یاترا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل

سرینگر

سرینگر 'الف' : ۸ر۲۶۸ میٹر سرینگر 'ب' : ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز
: ۱۰ر۴۹ میٹر ۱۱۰ر۶ کلو ہرٹز ۵۶ر۹۱ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
: صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک دوسری مجلس : صبح ۱۱-۳۰ سے
۱۱ تک (اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

۷-۴۵ شام ۶-۲۵ اردو : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۳۰ رات ۹-۱۵
۹-۰۰ سنسکرت : صبح ۷-۰۰ انگریزی : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰
شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

دلچسپ خبریں ۹-۲۰ اردو ۹-۲۵ کشمیری دوپہر ۲-۱۰ لداخی
۷ کشمیری ۷-۴۵ اردو

منگل یکم نومبر

علی محمد : کشمیری غزلیں
ہیم لتا : غزلیں
زعفران زار
'شیلہ مبر متس منز سفیدوال وچھ'
تقریر از اختر محی الدین
کشرجے آر شرما و ساتھی :
ڈوگری موسیقی

بہادر خاں : سرود
گرجا بنو : ٹھمری
پنجابی پروگرام

علی محمد : کشمیری موسیقی
عکس : ماہانہ تبصرہ
وودھا : ہندی ادبی پروگرام

بدھ ۲ نومبر

اندرا کاچرو : کشمیری غزلیں
محمد رفیع : غزلیں
ششن رنگ
وشنو پران در : غزلیں

۱۱-۳۰ کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
۱-۰۰ اندرا کاچرو اور عبدالرحمن ریشی : کشمیری گانے
۲-۱۰ مالویکا کانن : گائن
۴-۳۰ لوک سنگیت

شام

۶-۱۰ عبدالرحمن ریشی : غزل
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ 'سام' بیس نکاتی اقتصادی پروگرام
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۳ نومبر

صبح

۷-۰۵ غلام قادر وانی : کشمیری غزلیں
۸-۰۰ بیگم اختر : غزلیں
۹-۰۵ پوسٹ کارڈ افسانہ اور سازینہ
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز و ساتھی : صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ پرکاش وڈھیرہ : بانسری
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۳۰ کشمیری موسیقی
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : علاقائی موسیقی
۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری اور کشمیری موسیقی

جمعہ ۴ نومبر

صبح

۷-۰۵ راج بیگم : غزلیں
۸-۰۰ لتا منگیشکر : غزلیں
۸-۲۱ گھر بارہ خاطرہ
۹-۰۵ اقبال کول : غزلیں
۱۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱-۰۰ عبدالاحد پرے اور راج بیگم : کشمیری غزلیں
۲-۱۰ موہن لال مشرا : گائن
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶-۱۰ عبدالاحد پرے : غزل
۸-۴۵ کھیلوں پر تبصرہ
۹-۳۰ رانے ترانے
'ہانز ن ہندی موجود مسئلہ تہ تہندی حل'

ہفتہ ۵ نومبر

صبح

۷-۰۵ کاشتکارن ہند خاطرہ
۸-۰۰ ماسٹر مدن اور بیلا ساور : غزلیں
۸-۲۱ نو تخلیق
تحریر : ظفر احمد ظریف
۸-۳۵ حرف حرف
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
کمال بٹ و ساتھی : صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
۲-۱۰ محمود مرزا : ستار وادن

رات

۸-۳۰ غلام محمد راہ : کشمیری موسیقی
۹-۳۰ میانی زندگی میون کار
بی ایل تکو کے ساتھ گفتگو

اتوار ۶ نومبر

صبح

۸-۰۰ اکھ چھ وناں
۸-۲۱ گھرانوں کیلئے
'بڑھتی ہوئی آبادی اور مالی مشکلات' مباحثہ
۱۰-۱۵ ہونہار : بچوں کیلئے اردو پروگرام
(۱) 'مولانا حسرت موہانی' بات چیت
(۲) سوال جواب
۱۱-۰۰ نو بہ نو
۱۱-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک (دوبارہ)

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۲-۱۰ پنڈت اومکار ناتھ ٹھاکر : گائن
۴-۰۰ ہی مال

شام

۶-۱۰ غلام حسن صوفی : غزل
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۴۵ توہنز چیٹھی واتز
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۷ نومبر

صبح

۸-۰۰ راجکمار رضوی : غزلیں
۸-۲۱ ذات بترات
۸-۲۵ ہندی میں بات چیت
۱۱-۳۰ کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
۱-۰۰ غلام محمد میر اور نسیم اختر : کشمیری گیت
۲-۱۰ بدھ دیو داس گپتا : سرود
۴-۳۰ کیاری
(۱) پشپا دیو و ساتھی : ڈوگری گیت
(۲) لداخی کورس

رات

۸-۳۰ نسیم اختر : کشمیری غزلیں
۸-۴۵ اردو بات چیت
۹-۳۰ اردو کھیل

منگل ۸ نومبر

صبح

۸-۰۰ سرلیش پنچھی : ڈوگری سنگیت
۸-۲۱ سنگیت میگزین
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز و ساتھی : صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ بھجن
۱-۰۰ کشمیری لوک سنگیت

کسی سے کچھ نہ کہا ہونٹ سی لیا ہم نے
تمام عمر اسی طرح جی لیا ہم نے

زمیں کی کوکھ میں پانی کے چند قطرے تھے
سفر کے نام پہ بے وجہ پی لیا ہم نے

گذشتہ رات فقیروں کے صف میں شامل تھے
اٹھا کے اس نے دیا جو وہی لیا ہم نے

وہ اپنا جسم ندی میں بھگو کے آیا تھا
نمی کے نام پہ لمسِ نمی لیا ہم نے

تمہارے واسطے وہ چارہ گر رہا ہوگا
اسی سے تو نمکِ دشمنی لیا ہم نے

چراغِ راہ ہے عرفانِ ذات اے اقبال
تمہارے شعر سے درسِ خودی لیا ہم نے

۲-۱۰ ڈی وی پلسکر : گائن
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶-۱۰ کنول کشور جالا : غزل
۸-۳۰ آرتی تکو ، کشمیری غزلیں
۸-۴۵ 'یم سائنس انگ' ، کشمیری میں تقریر
از ایم ایس بھگت
۹-۳۰ 'فاضل سنزگرالہ کور' کشمیری میں تقریر از
مجروح رشید

بدھ ۹ نومبر

صبح

۸-۰۰ وجے کمار ڈلو ، گیت ، غزلیں
۸-۲۱ شش رنگ
۱۱-۳۰ کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
۱-۰۰ حمزہ داس اور آشا کول :
کشمیری گیت
۲-۱۰ بسم اللہ خاں ، شہنائی وادن
۴-۳۰ لوک سنگیت

شام

۶-۱۰ آشا کول ، غزل
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین

جمعرات ۱۰ نومبر

صبح

۸-۰۰ حسن بخش ، غزلیں
۸-۲۱ آش تہ گاش
۱۱-۳۰ محمد عبداللہ تبت بقال و ساتھی :
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
۲-۱۰ سیارام تیواری ، گائن
۲-۳۰ محمد عبداللہ تبت بقال و ساتھی ، صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۱۰ ، ۸-۳۰
جلال گیلانی : غزلیں
۸-۴۵ ہلیتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

جمعہ ۱۱ نومبر

صبح

۸-۰۰ منیر ، غزلیں
۸-۲۱ گھر بارہ خاطرہ
۱۱-۳۰ کشمیری موسیقی
۱-۰۰ راج بیگم ، کشمیری غزلیں
محمد خلیل و ساتھی ، قوالی
۲-۱۰ ہری پرساد چوراسیہ ، بانسری
۲-۳۰ لوک سنگیت
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶-۱۰ محمد خلیل و ساتھی ، قوالی
۸-۳۰ راج بیگم ، کشمیری موسیقی
۸-۴۵ کھیلوں پر تبصرہ
۹-۳۰ گفتگو
۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۱۲ نومبر

صبح

۸-۰۰ دلیپ لنگو ، گیت
۸-۲۱ تخلیق نو
تعارف اور تازہ کلام از
پرتپال سنگھ بیتاب
۸-۳۵ مولل شعر
از شفیع شوق
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی :
صوفیانہ موسیقی

۱۲-۴۰ پراگاش
۲-۱۰ سمر ریش چودھری : گائن
۴-۳۰ خوشحال گھرہ

شام

۶-۱۰ اومکار ناتھ کول : غزل
۸-۳۰ کلام وہاب کھار
۹-۳۰ بزم سامعین

اتوار ۱۳ نومبر

صبح

۸-۰۰ لکھ چھ وناں
۸-۲۱ گھر والوں کیلئے
'برے بھلے ٹیلیفون حاصل کر کے'
تقریر از ڈاکٹر ایم زماں آزردہ
۱۰-۱۵ ہونہار : بچوں کیلئے اردو پروگرام
(۱) پنچ تنتر سے ایک کہانی ـــ
از آفاق احمد
(۲) 'جسمانی صحت اور غذا' تقریر از
بلال احمد
۱۱-۰۰ کہکشاں
۱۱-۳۰ اردو کھیل
۱۲-۴۰ پراگاش
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۲-۱۰ اسد علی خاں : رودر وینا
۴-۰۰ ہی مال
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶-۱۰ راجندر کمار کاچرو : غزل
۸-۳۰ سنطور
صوفیانہ کلام ـ مقام نوحہ
۸-۴۵ تو ہنسز چھی واثر
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل

پیر ۱۴ نومبر

صبح

۸-۰۰ نتن کیش : غزلیں

۸-۲۱ ذات بترات ، ...
تحریر : ایم ایل ...
۸-۳۵ سندی بات چیت
۱۱-۳۰ کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ پراگاش
۱-۰۰ نسیم اختر اور رفعت ...
کشمیری ...
۲-۱۰ امرت حسین خان ...
۲-۳۰ لوک موسیقی
۴-۰۰ مغربی موسیقی
۴-۳۰ کیاری
قطب الدین و ساتھی ...
نورن بی بی : پنجابی ...

رات

۸-۳۰ نسیم اختر : کشمیری ...
۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ اردو کھیل

منگل ۱۵ نو...

صبح

۸-۰۰ ونود رازدان : ڈوگر...
۸-۲۱ ثقافت : ادبی میگزین
(۱) تقریر از ایم ایل ...
(۲) سائنسی شہری تہ سوز...
تقریر از جی این ...
(۳) آرٹ کو ہنر سے ...
از ر...
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال و ساتھی ...

دوپہر

۱۲-۴۰ بھجن
۲-۱۰ راجن مشرا ، ساجن مشرا ...
۴-۰۰ مغربی موسیقی
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام

۶-۱۰ ، ۸-۳۰
سدھارتھ کول : غ...
۸-۴۵ 'ہندوستانی ثقافت کشمیر...
نویسی' تقریر از فدا ...
۹-۳۰ ہم قلم : اردو ...
۱۰-۰۰ تو ہنسز فرمائش

▲ نریندر لوتھر — ڈائریکٹر جنرل، پبلک انٹر پرائز ز، حیدر آباد۔ اور اردو کے مقبول مزاح نگار ان کے ساتھ مسز بشیر قربان علی کا انٹرویو آکاشوانی حیدر آباد کے نیرنگ پروگرام میں نشر ہوا۔

ری وسا دھرا۔
را ۔ میڈیسن
ع پر انگریزی تقریر مدراس سے نشر ہوئی۔

صابری اور ہمنوا۔
نی پٹنہ کی جانب سے منعقد محفل
الیاں پیش کرتے ہوئے۔

م مصطفٰے خاں۔
اتی جلگاؤں سے
لی گائن پیش کرتے ہوئے۔

اشٹریہ بنک اور وکاس کے نئے کاریہ کرم"
عنوان آکاشوانی روہتک
ر ایک مذاکرے کے شرکار۔

27 Jamshed Quamer

D-(C) 39 Regd. No. RN 14253 | AWAZ 1st. November 1983 | Licenced (U-23) to post without prepayment at CPSO, New Delhi.

وودھ بھارتی

فلمی گیتوں کا پروگرام

'خصوصی جے مالا'

پیش کرنے والے ستارے اسٹوڈیو میں

(اوپر دائیں) مہی پال، رنجیت اور جانکی داس۔

(درمیان دائیں سے) موسیقار ندیم، شرون اور تبسم۔

(دائیں) ونود پانڈے۔ فلم پروڈیوسر ڈائریکٹر۔

...blished by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani ...p of Journals, PTI Building, II floor Sansad Marg, New Delhi 110001. ...nted by the Manager, Government of India Photo Litho Press, Faridabad.

۱۶ ر سے ۳۱ ر دسمبر ۱۹۸۳ء
۲۵ ر اگرہائن سے ۱۰ ر پوش ۱۹۰۵ شاکا

آواز

شاعت ۴۸ واں سال
قیمت ۱/. روپیہ

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام، معلوماتی مضامین، دلچسپ افسانے و منظومات

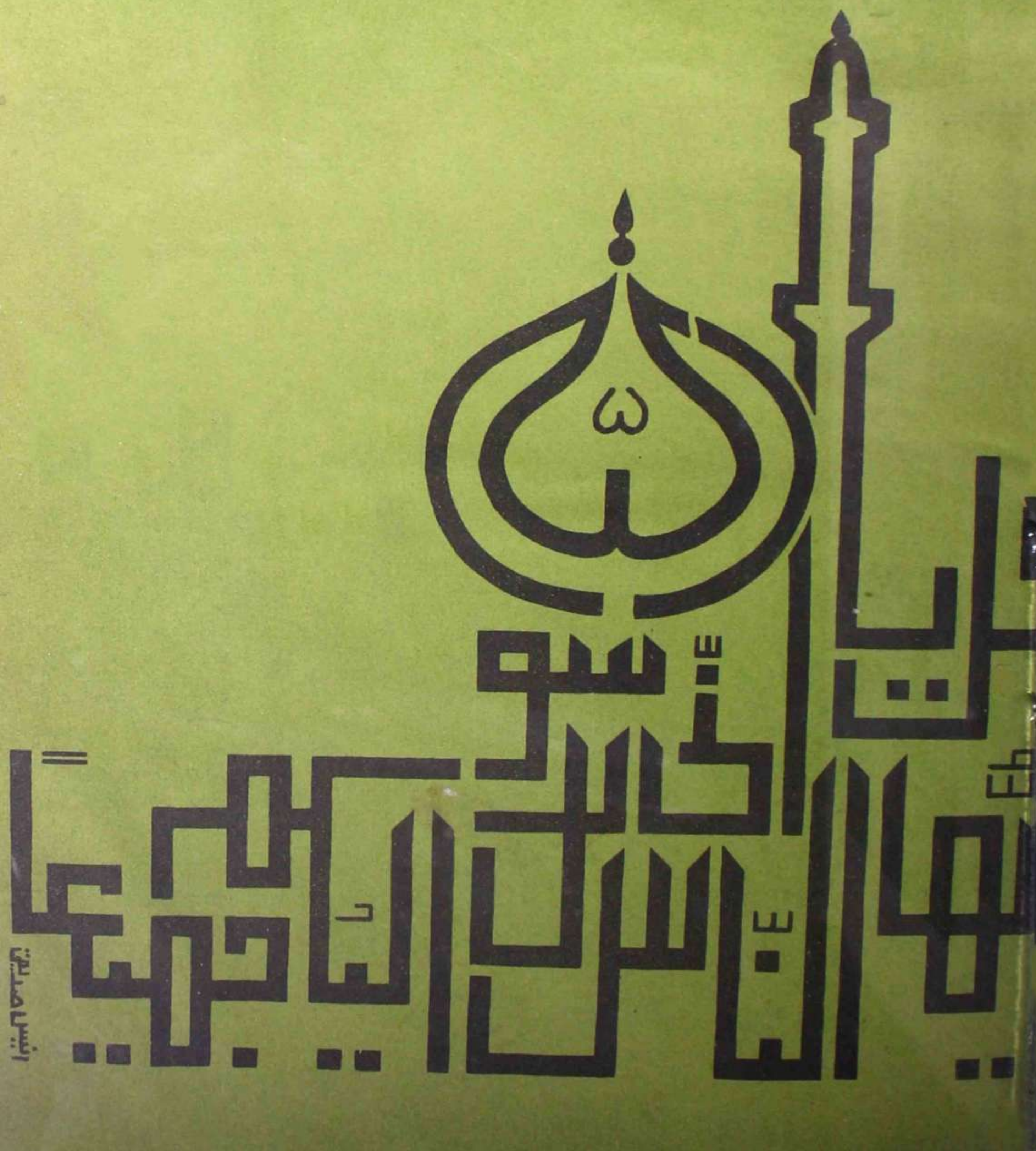

مسعودہ حیات

اب تمہاری رنجشِ بیجا کے وہ تیور کہاں
جن کو ہم دل میں چھپا لیں آج وہ نشتر کہاں

یوں تو پڑھ لیتے ہیں ہم اکثر رگِ گل کے نقوش
جو کتابِ زندگی پڑھ لیں وہ دیدہ ور کہاں

جب شعورِ زندگی جاگا، تو یہ احساس ہے
اب مری پرواز کے قابل وہ بال و پر کہاں

یوں تو پھولوں سے مہکتا ہے صنم خانہ مگر
سر جھکانے کے لیے اس شہر کا پتھر کہاں

سونی سونی ہو گئی ہیں دوستوں کی محفلیں
تم نہیں تو وہ زمیں، وہ گھر، وہ بام و در کہاں

ذرہ ذرہ نذرِ آشوبِ جنوں اب ہو گیا
ایک سناٹا ہی سناٹا ہے میرا گھر کہاں

عہدِ ماضی کے ستم ہم بھول تو جاتے حیات
وقت کے پہلو میں وہ مہکا ہوا پیکر کہاں

جمیلہ بانو

...م کو معلوم ہے اعجازِ مسیحا کیا ہے   چارہ گر تیرے دلاسوں کا بھروسہ کیا ہے
...ز و جاں کوئی نہیں جو میری حالت جانے   اس بدلتے ہوئے ماحول میں اپنا کیا ہے
...لتی آنکھوں نے اس دل کا بھرم توڑ دیا   اب زمانے سے غمِ عشق چھپانا کیا ہے
...م سے لوگوں کو نہ رہ روکی نہ منزل کی تلاش   صرف اک وہم ہے ان باتوں میں رکھا کیا ہے

اے جمیلہ تجھے اس دور نے کیا کچھ نہ دیا
صبر کرنا ہی مقدر ہے تو شکوہ کیا ہے

نور جہاں ثروت

چلنے لگی زمین، تو رکنا پڑا مجھے   دو ہی قدم کے بعد سنبھ...
اپنی تپش میں آج جھلسنا تو فرض تھا   اکثر پرائی آگ میں جل...
جس دشتِ بے شجر میں جنوں مجھ کو لے گیا   امید کے بھی سائے سے دُ...
ایسا یہاں تھا کون جسے اپنا کہہ سکوں   سب کو سلام دور سے کر...
گلیوں میں اس کی کچھ نہ ملا کرب کے سوا   اب آرزو کا شہر بدلن...

تنہا روی کے لطف کو ثروت تیاگ کر
اوروں کے ساتھ ساتھ بھی چلنا پڑا مجھے

ذکیہ سلطانہ نیّر

عشق نہیں جو زیست کو، دولتِ آگہی نہ دے
مہر نہیں جو خاک کو، خلعتِ روشنی نہ دے

بادہ نہیں وہ ساقیا، جو نئی سرخوشی نہ دے
عشرتِ زندگی نہ دے، نشۂ آگہی نہ دے

جام خودی دے ساقیا! ساغرِ بےخودی نہ دے
بادۂ ہوش دے مجھے، داروئے بےہشی نہ دے

آمدِ نو بہار کی، دعوتِ سرخوشی نہ دے
بادِ نسیم ہی وہ کیا، جو نئی تازگی نہ دے

دونوں جہاں کا بارِ غم کس سے اٹھے گا اے خدا
یا غمِ زندگی نہ دے، یا غمِ عاشقی نہ دے

میں نے خدا سے پہلے دن رکھی تھی شرطِ زندگی
یا مجھے زندگی ہی دے، یا مجھے زندگی نہ دے

رہ روِ راہِ زندگی، وقت سے تیز چال چل
راہبروں کو راہ میں، فرصتِ رہزنی نہ دے

آدمی فرطِ یاس سے زیست کی آس چھوڑ د...
گر نئے نور کا یقیں وقت کی تیرگی نہ د...

حرف ہے لغزشِ قلم، حرف ہے خطِ نا...
حرف جو روشنی نہ دے، لفظ جو آگہی ...

اس بار اردو سروس کی نشر کی گئی بزمِ خواتین غزلیں

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر — اوم پرکاش بھریوال — ۳۸۲۲۴۹
ادارت
سراج احمد — ۳۸۲۲۵۴
ھرمہندر سنگھ وج
اسسٹنٹ بزنس منیجر — ڈی کے پوری — ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ — LISTENER

نئی دھلی — ۱۶ر دسمبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۵ر اگرہائن ۱۹۰۵ شاکا — جلد ۴۸، شمارہ ۲۴

اس شمارے میں

...رت محمدؐ کی ولادت باسعادت قرآن مجید کی
...روشنی میں ———— مولانا سید محمد نظام الدین - ۳
...جانہرو کی بیٹی سے انٹرویو ———— اُما چکبست — ۵
...ہار ———— مہیشور دیال — ۸
...ش ملیح آبادی کی رومانی شاعری۔ عشرت آرا سلطانہ — ۹
...صاب تعلیم ———— ڈاکٹر ایس ایم موسوی - ۱۰
...ھیہ پردیش اردو اکیڈمی ———— فضل تابش — ۱۲
...میں اک درد سا اٹھا ہے ابھی ———— ڈاکٹر ندیم الرحمٰن خاں - ۱۳
...ب رنگ ———— محمد احمد اندرابی - ۱۴
...مندری پودے اور ان کا استعمال - سید فرید احمد رضوی - ۱۶
...نگلات کا تحفظ ———— مہر بانو عارف - ۱۷
...یڈم کیوری کی خدمات ———— منہاج الدین قاضی - ۱۹
...ل جراحی ———— محمود ہاشمی — ۲۰
...شی نگر ———— محمد رشید — ۲۱
...فس شرر ———— شمیم صادق — ۲۲
...تلاش ———— بشیر شاہ — ۲۳
...عتی بینائی کا کرب ———— شبیر احمد ہاشمی — ۲۴
...کیلا ———— قیصر رضا — ۲۶
...سرا آدمی ———— اکرام فرحت — ۲۸

غزلیات —

...نے میاں اختر گورکھپوری - ۴
سلمیٰ جاوید ———— ۱۰
ارم عمر پوری ———— ۱۴
...ایام سعیدی ———— ۱۸
ڈاکٹر مظہر رضوی برق — ۱۹
ذکی طارق ———— ۲۵
سید رونق رضا ———— ۲۸
قیصر حیدری دہلوی — ۳۸
شاکر آروی ———— ۳۹
عبدالعظیم خاں شیگانوی - ۴۱
فضا ابن فیضی ———— ۴۴
منظر سلطان ———— ۴۸
شمس تبریزی ———— ۵۴

سرورق کا عکس : انیس صدیقی

قیمت

فی کاپی — ایک روپیہ
سالانہ — ۲۰ روپے
دو سال — ۳۵ روپے
(اندرون ملک ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی ولادت باسعادت قرآن مجید کی روشنی میں

مولانا سید محمد نظام الدین

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو ان کے موجود ہونے کی نعمت اور ان کی بقا کے اسباب مہیا کرنے کی نعمت سے نوازا مگر انسان اپنے رب کی نعمت کو فراموش کر کے نافرمانی، کفر، ضلالت میں مبتلا ہو گئے جب سے برابر ہی انسان کو گمراہی، کفر، نافرمانی سے پاک وصاف کرنے کے لیے اپنی نعمتوں و احسانوں کی یاد دہانی کے ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہدایت فرمائی گئی ہے۔ جیسے آیت کریمہ :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (سورہ بقرہ ع ۳)

(اے انسانو اپنے رب کو ایک جانو (شرک سے بچو) جس رب نے تمہیں اور تمہارے اگلوں کو وجود بخشا تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے جس رب نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا اور تمہارے کھانے کے لیے اس پانی سے پھل نکالے تم جان بوجھ کر اللہ کا ہمسر نہ ٹھہراؤ)۔ اسی سلسلہ کی آیت کریمہ :

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ بھی ہے۔ ترجمہ: حقیقت میں اللہ نے مسلمانوں پر (عظیم) احسان فرمایا ہے جب ان میں انھیں کے جنس سے رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیت پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک وصاف کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے یہ انسان کھلی گمراہی میں مبتلا تھے) اس آیت کریمہ میں بھی اپنے احسان کی یاد دہانی کے ذریعہ ہدایت فرمائی گئی ہے مگر اس آیت میں جس احسان کو ہدایت کا ذریعہ فرمایا گیا ہے وہ احسان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عالم میں تشریف لانا اور آپ کی ولادت باسعادت ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف لانے اور آپ کی ولادت باسعادت کو ہم مسلمانوں کے لیے احسان فرمایا جا رہا ہے، چونکہ آپ کے ذریعہ انسانوں کو نفع حاصل ہوا جیسے (مومنین) اسی لیے اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے احسان کو اس طرح بیان فرمایا کہ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ ورنہ آپ کی ذات مبارک تمام انسان کو طریق مستقیم پر لانے کی جدوجہد کے لیے تھی اس کو آپ کی زبان مبارک

سے ظاہر بھی فرمایا گیا ہے۔

قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ۔ ترجمہ آپ فرما دیجیے کہ انسانو میں اللہ کا رسول تم سب کے لیے ہوں۔

ظاہر ہو گیا کہ آپ کی ذات مبارک اللہ کی طرف سے تمام انسان کے لیے احسان ہے، خصوصاً مسلمانوں کے لیے تو احسان عظیم ہے، اس احسان کی عظمت پر بھی غور کر لیا جائے۔ دینی نیکیاں اور دنیاوی نیکیاں دونوں ہم لوگوں کا حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہے فرمایا گیا ہے۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا (سورہ بقرہ ۲۵)

ترجمہ: لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا ہی میں دیدے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور کوئی ان میں سے ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری دیجیے اور آخرت میں بھی بہتری دیجیے اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے رکھیے۔ ایسے لوگوں کو انکا حصہ مل کر رہے گا ان کے اچھے اعمال کے عوض۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینی نیکیاں اور دنیاوی نیکیاں دونوں ہم لوگوں کا حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور یہ دونوں نیکیاں آپ کی تشریف آوری کے سبب اور آپ ہی کے ذریعہ سے ہم مسلمانوں کو حاصل ہو رہی ہیں۔ لہٰذا حضرت اقدس کی تشریف آوری ہم مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان اور نعمت ذی عظمت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے عطائے نعمت سے متعلق دو حکم صادر فرمایا ہے ایک ذکر یعنی یاد رکھنے اور دوسرے تحدیث یعنی بیان کرنے کا۔ اول کے متعلق دو آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو کہ جب لوگوں نے تم پر ہاتھ چلانے کا قصد کیا اس وقت اللہ نے ان کے ہاتھ کو تم سے روک دیا (یعنی ایذا رسانی سے بچالیا)۔ (سورہ مائدہ ع ۲)

(اے ایمان والو) اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو کہ جب تم آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالدیا اور تم اس کے انعام سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے کنارے پر تھے اس نے تمہیں بچالیا۔ (سورہ آل عمران ع ۱۱)

اس آیت میں بھی مومنین ہی مخاطب ہیں۔ ان دونوں آیتوں میں رب کی نعمت کو یاد رکھنے، فراموش نہیں کرنے کا حکم ہے۔ دوسرے حکم، نعمت رب کی تحدیث سے متعلق یہ آیت ملاحظہ ہو:

فَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (آخر سورہ والضحیٰ) اپنے رب کی نعمت کو بیان کیجیے۔

تحدیث کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو کسی سے بیان کرنا اس آیت میں تحدیث کا تعلق نعمت رب کے ساتھ ہے اس لیے معنی یہ ہوئے کہ رب کی نعمت کو بیان کیجیے۔ جب یہ مسلم ہے کہ آیت کریمہ (فَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ) کے مخاطب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس آیت سے تحدیث نعمت کا حکم مومنین کو کیسے ہوا اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ یہ امر ذہن نشیں رکھنے کے بعد کہ اس آیت (فَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ) کو آیت (خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ) کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا ہے تو یہ نتیجہ نکالنا ہوگا کہ آیت کریمہ (فَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ) کے ذریعہ نعمت رب کے تحدیث کے حکم میں حضرت اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مومنین بھی شامل ہیں ورنہ فرما دیا جاتا (خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ) آیتوں سے واضح ہو گیا کہ نعمت رب سے متعلق مسلمانوں کو دو حکم دیے گئے ہیں، نعمت رب کے ذکر یعنی یاد رکھنے، فراموش نہیں کرنے کا اور اس نعمت کی تحدیث یعنی بیان کرنے کا۔ اور آیت کریمہ (لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ (الی آخر الآیۃ)) سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری آپ کی ولادت باسعادت ہم مسلمانوں کے لیے رب العالمین کی طرف سے احسان عظیم اور نعمت عظیم ہے تو ظاہر ہے کہ آپ کی تشریف آوری اور آپ کے خلق عظیم کے واقعات، حکم ذکر اور حکم تحدیث دونوں سے وابستہ ہیں۔

رب کی طرف سے نعمت عطا ہونے سے متعلق دو حکم صادر فرمانے کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ نعمت رب کے واقعہ کو بیان کر کے اور اس بیان کو سن کر اور یاد رکھ کر تینوں طریقے سے محسن کا شکر ادا ہوتا رہے۔

لہٰذا ہم اپنے اپنے صلاحیت ذوق و شوق کے لحاظ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری، ولادت باسعادت، آپ کے خلق عظیم آپ کی سیرت کے واقعات کو بیان کر کے، سن کر اور یاد رکھ کر لسانی، جوارحی اور قلبی شکریے سے مستحق ثواب ہوتے رہیں اور اس ذریعہ سے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ محسن اعظم کی یاد ہوتی رہے اور ان کی یاد سے غفلت نہ ہونے پائے اور فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ ۝ پر عمل رہے۔

(پٹنہ سے نشر)

آکاشوانی (ھندی)

کی جانب سے نئے سال کی خوشی میں پیش ہے

"ریڈیو ناٹک خصوصی نمبر"

یکم جنوری ۱۹۸۴ء

عصر حاضر کے دو عظیم ڈرامہ نگاروں کی تخلیقات ایک ہی شمارے میں
مہابھارت کے زندہ کردار "گاندھاری" کی کشمکش پر مبنی سورگیہ شنکر شیش کی ایک تخلیق

"ابھی شپت گاندھار"

اور مشہور مراٹھی ڈرامہ نگار وجے تندولکر کا ناٹک

"چار دن"

اس کے علاوہ ناٹک کے موضوع پر امرت لال ناگر، مدرا راکشس اور عمیق حنفی کے اہم مقالات

قیمت ایک روپیہ

سالانہ — ۲۰ روپے، دو سال — ۳۵ روپے

کاپی منگانے کے لیے لکھیں:-

اسسٹنٹ بزنس منیجر

آکاشوانی گروپ آف جرنلز، آل انڈیا ریڈیو۔ پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

نعت شریف

ننھے میاں اختر گورکھپوری

جب سے بسا اے رحمت عالم گنبد خضرا انکھین ما
پیہو پیہو دن رین کرے ہے جیسے پپیہا بگین ما
بھاگ ہیں مورے ایسا جو ہوتا جاتا مدینہ کی گلین ما
روضہ کی جالی چوم کے آقا خاک لگاتا انکھین ما
درشن دکھا دو سپنے میں آقا مدت سے ہو آس لگائے
تمرا جو درشن بھاگ سے ہووے تھکا بٹھاؤں نین ما
پاپ کی گٹھری سر پہ لدی ہے آسرا بس اک بخشش ہے
کملی میں آقا اپنی چھپا لو آن پڑا ہوں چرنن ما
آستانہ ہو کوئی مجبور آقا آپ تلک جوانے کو ترسے
تڑپت ہوں دن رین نبی جی نیند نہ آوے رتین ما
حور و ملک آکاش سے آئے ڈالی درود و سلام بجائے
برست نور جھاجھم اختر آمنہ بی کے آنگن ما

(گورکھپور سے نشر)

چاچا نہرو کی بیٹی کے ساتھ انٹرویو

اُما چکبست

اُما چکبست : آج کی اس ملاقات میں اندرا جی میں آپ سے ہندوستان کی وزیر اعظم کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنے پیارے چاچا نہرو کی بیٹی کی حیثیت سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ آپ کی زندگی کے ورق پلٹنے کے ساتھ ساتھ چاچا نہرو کی شخصیت کا بھی مطالعہ کرنا چاہتی ہوں۔ چاچا نہرو کو دنیا کے تمام بچوں سے بے پناہ محبت تھی تو پھر آپ جو اُن کی اکلوتی بیٹی ہیں آپ سے کس قدر محبت ہوگی اس کا تو اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا۔ آپ کی پرورش میں نہرو جی نے خاص توجہ دی اسی لیے عام روش سے ہٹ کر ان کے خطوں میں جو انھوں نے آپ کو بچپن میں لکھے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا وجود کیسے ہوا؟ انسان اور دوسرے جانداروں نے کیسے ترقی کی؟ تاریخ کے دور کے شروع ہونے تک۔ اس کے علاوہ عالمی اتہاس کی جھلک ان خطوں میں ہمیں ملتی ہے۔ جب آپ کو یہ خط ملتے تھے تو ان کو پڑھتے وقت آپ اُکتاہٹ محسوس کرتی تھیں یا ان میں دلچسپی ہوتی تھی آپ کو۔

شریمتی اندرا گاندھی: میں جب چھوٹی تھی تو میں بہت سے سوال کرتی تھی۔ کیوں ہے؟ کیسے ہے؟ کب ہوا؟ اور جب بھی ان کو وقت ملتا تھا تو میرے پتاجی کو وہ اس کا جواب دیتے تھے۔

اُما چکبست : آپ اُن کو پَپّو کہتی تھیں؟

شریمتی گاندھی: پاپو کہتی تھی۔ اور وہ ایسے شروع ہوا کیونکہ گاندھی جی کو ہم باپو کہتے تھے تو اس وجہ سے اس کو اس میں ملایا کسی طرح سے۔ تو جب میں قریب آٹھ برس کی تھی تو گرمیوں میں اپنی ماں کے ساتھ مسوری گئی تھی۔ اور وہ الٰہ آباد میں تھیں۔ تو جانے کے پہلے میں نے ان سے یہی پوچھا تھا دنیا کیسے شروع ہوئی؟ کون پہلے اس میں جیو تھے؟ کیا تھا؟ تو اس کے جواب میں انھوں نے پہلے وہ کتاب لکھی جو (باپ کے خط بیٹی کے نام) تو وہ چھپنے کے لیے نہیں لکھے گئے تھے اور میں تو بہت دلچسپی سے ان کو پڑھتی تھی اور پڑھ کے ان سے بہت باتیں پوچھا کرتی تھی۔ بعد میں جب وہ جیل میں تھے لمبے عرصے کے لیے تب انھوں نے سوچا کہ اور آگے اس کو لے جائیں اتہاس میں اور یہ دوسرے خط لکھے۔ وہ خط مجھے ایک ایک کر کے نہیں ملے کیونکہ جب جیل میں تھے تو وہ ایک ہی خط لکھ سکتے تھے۔ کئی جیلوں میں تھے، نینی میں تھے اور کبھی دہرادون میں تھے کبھی کہیں اور تھے۔ وہ تو اِدھر اُدھر بھیجے جاتے تھے۔ لیکن خط مہینے میں دو لکھ سکتے تھے۔ اور ایک ہی کو لکھ سکتے تھے ایک خط۔ تو عام طور سے جو بھی لوگ جیل میں ہوتے تھے تو وہ ایک سارے پریوار کو، سارے خاندان کو لکھتے تھے اور ظاہر ہے وہ اپنی ہی خبر دیتے تھے۔ اس لیے یہ خط آ نہیں سکتے تھے باہر۔ یہ تو کبھی کبھی ناجائز طریقے سے۔ جیسے کوئی ملاقات کے لیے گیا تب دے دیا یا ہم نے کچھ سامان ان کو بھیجنا ہوا اس میں چھپا کے بھیج دیا۔ کچھ تو ویسے آئے اور کچھ تو جب جیل سے چھوٹے تب بہت بڑی گڈی کی شکل میں آئے۔

اُما چکبست : آپ جب نہرو جی سے ملنے جاتی تھیں جیل میں — میں نے ان کو خطوں میں پڑھا ہے کہ وہ لکھتے تھے کہ پندرہ دن میں آپ ایک بار ان سے مل پاتی تھیں اور کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ آپ کی ماں دوسری جیل میں ہوتی تھیں اور ماں اور باپ کے بیچ میں میسنجر کا کام آپ کرتی تھیں۔ اس بارے میں کچھ آپ کو یاد ہے؟

شریمتی گاندھی: ہاں بہت اچھی طرح سے یاد ہے تب اتنی چھوٹی تو نہیں تھی میں اور خالی ان کی نہیں کیونکہ اس وقت تو ہم لوگ اتنے زیادہ آزادی کی لڑائی میں پھنسے تھے کہ ہم سبھی کو خاندان مانتے تھے۔ آپ نے شروع میں کہا کہ نہرو جی سب بچوں سے پیار کرتے تھے اور مجھ سے زیادہ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ سب کو برابر دیکھتے تھے۔ کہ میں وہاں تھی لیکن وہ مجھے دوسروں سے زیادہ اپنا نہیں سمجھتے تھے سبھی بچوں کو وہ اپنا سمجھتے تھے۔ اور اسی طرح سے ہم بھی جو دوسرے لوگ جیل میں تھے ان کو بھی سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے خاندان کے ہیں۔ تو اگر ان سے کوئی ملنے نہیں جاسکتا تھا تو ہم لوگ ملنے جاتے تھے ان کے لیے خط لکھتے تھے تو ان کی بھی خبر یا سندیش ایک دوسرے کو دیا کرتے تھے۔

اُما چکبست : اچھا اندرا جی چونکہ آپ کے ماں اور باپ جیل میں رہتے تھے اور دادو بھی آپ کے موتی لال جی بھی۔ کئی بار ایسا ہوتا تھا کہ وہ بھی گھر میں نہیں ہوتے تھے وہ بھی جیل جاتے تھے۔ تو آپ کو اکیلے پن کا احساس بہت کھٹکتا ہوگا —

شریمتی گاندھی: نہیں مجھے تو بالکل یاد نہیں اکیلا پن اُس وقت۔ اور خالی میرے ماں باپ دادا دادی نہیں لیکن میری نانی میرے جتنے ماما تھے کئی چچیرے بھائی پتاجی کے۔ میرے چچیرے بھائی بھاوجیں ہمارے پریوار میں سے مجھے پتہ نہیں کم سے کم پینتالیس لوگ تو جیل میں ہوں گے ایک وقت میں۔ ہم سمجھتے تھے کہ اگر جیل نہ جائیں تب کچھ غلط بات ہے ٹھیک سے آندولن میں نہیں لگے ہیں یا اپنا فرض ادا نہیں کر رہے ہیں ملک کے لیے۔

اُما چکبست : اس کے علاوہ آپ تو اکلوتی بیٹی تھیں نہرو جی کی اس کی وجہ سے انھوں نے آپ کی ہر خواہش پوری کی ہوگی لیکن کیا کبھی آپ کو ٹوکتے بھی تھے — آپ کی بیجا خواہش پر؟

شریمتی گاندھی: ایک تو مجھے خواہش کرنی یاد ہی نہیں بالکل کبھی میں نے کوئی چیز مانگی نہیں جہاں تک مجھے یاد ہے۔ خالی ایک دفعہ مجھے کوئی ایک گھڑی چاہیے تھی اور وہ بالکل مہنگی بھی نہیں تھی لیکن میرے ماتا۔ پتا نے کہا کہ دیکھو کہ تم ابھی مانگ رہی ہو بہت جلدی اس سے اُوب جاؤ گی اور ابھی کا یہ فیشن ہے یہ چلنے والا نہیں ہے۔ لیکن میں نے بہت ضد کی تو مجھے وہ مل گئی۔ اور جو انھوں نے کہا تھا وہ بالکل سچ نکلا۔ ... ہفتے کے بعد مجھے وہ اچھی نہیں لگی۔ تو اس سے میں نے جنم بھر کے لیے ایک سبق سیکھا۔ کہ اس طرح سے اکثر چاہیے ہوتی ہیں بچپن میں کھلونے بعد میں دوسری چیزیں لیکن اصل میں ان کی بہت کم جگہ ہے کسی کی بھی زندگی میں — ہاں ڈانٹ میں نے اکثر کھائی یہ کس چیز پر کھائی یہ مجھے اس وقت یاد نہیں۔

اُما چکبست: اچھا، اس کے علاوہ جیب خرچ دیتے تھے آپ کو نہرو جی؟

شریمتی گاندھی: کیونکہ گھر کا خرچ تو میں ہی کر رہی تھی وہ کیا دیتے وہ لوگ تو وہاں رہتے ہی نہیں تھے۔ میں تو بہت چھوٹی تھی، جی ہاں میں باہر کہیں جاتی تھی ریل پہ اکیلے ہی جانا ہوتا تھا ٹکٹ لینا ہوتا تھا، گھر سنبھالنا ہوتا تھا میں سبھی کچھ خود دیکھتی تھی کس اسکول جاؤں گی کیا پڑھوں گی یہ مجھی کو تبھی سے کرنا پڑ رہا تھا۔

اُما چکبست : اچھا نہرو جی کا غصہ بہت مشہور ہے۔ بہت پیاری شخصیت تھی ان کی مگر ان کو غصہ بھی بہت آتا تھا تو کیا کبھی آپ کو بھی ان کا غصہ سہنا پڑا۔

شریمتی گاندھی: نہیں، مطلب سہنا پڑا کیا غصہ ہوئے ہوں گے لیکن مجھ پر اس کا کچھ اثر پڑتا نہیں تھا۔ کیونکہ میں نے کبھی اس کو غصہ مانا نہیں اور اصلیت میں وہ غصہ نہیں تھا۔ وہ تھی جسے انگریزی میں 'اِرٹیشن' کہتے ہیں، الجھنا کہ جب کوئی کام ٹھیک نہیں کر رہا ہے یا کوئی بیوقوفی کرے اس چیز پر وہ الجھتے تھے اور وہ اسی وقت ختم ہو جاتی تھی۔ وہ چیز اور اس آدمی سے کبھی کبھی معافی بھی مانگ لیتے تھے۔ پیار بھی کر لیتے تھے اور ایک طرفہ تھا ان کا کہ کام اچھی طرح سے ہو۔ مگر میں جب ایسے ان کو دیکھتی تھی تو میں ان کو ہمیشہ ٹھنڈا کر دیتی تھی۔

اُما چکبست : اچھا، وہ کیسے؟ پیار کر کے؟

شریمتی گاندھی: نہیں نہیں مجھے پتہ نہیں وہ تو موقع پر تھا کہ کس طرح سے اس چیز کو بدلے جس سے اس پر سے دھیان ہٹ جائے دوسرا کچھ ہو۔

اُما چکبست : اس کے علاوہ اندرا جی آپ کی والدہ کملا نہرو نے جب بچوں کی آپ نے بریگیڈ بنائی تھی اس کو بانر سینا کا نام دیا تو آپ کو بُرا نہیں لگا کیونکہ بانر جو بندر ہوتے ہیں وہ تو توڑ پھوڑ کے لیے مشہور ہوتے ہیں اور آپ اتنا اچھا کام کر رہی تھیں۔

شریمتی گاندھی: نہیں ہم تو بہت خوش ہوئے کیونکہ ہماری اس بانر سینا کا مقصد کیا تھا؟ اس کا مقصد تھا کہ جو کام بڑے کر رہے ہیں اس میں ہم مدد کریں۔

اما چکبست: وہ کیسے کرتی تھیں آپ؟

شریمتی گاندھی: اب بانر جو تھے انھوں نے رام چندر جی کی مدد کی تو ہم اس طرح سے دیکھ رہے تھے کہ یہ بہت بڑے کام ہیں بہت بڑی لڑائی میں یہ لوگ لگے ہیں۔ یہ سب کام ہم نہیں کر سکتے ہیں تو جو بھی کر سکتے ہیں اتنا ہم کریں۔ بندروں نے پتھر اٹھائے اور ایسے اور دوسرے کام کیے۔ کچھ تو بالکل ہی چھوٹے بچے تھے تو ان سے ہم کبھی کہیں خبر بھیجنی ہو تو وہ کام کرتے تھے۔ دوسرے دفتر کا کام تھا جو خط لکھ سکتے تھے لڑکے لڑکیاں وہ خط لکھتے تھے یا پوسٹر بنانا ہو، اعلان کے لیے کچھ لکھنا ہو، اخبار کے لیے کچھ لکھنا ہو۔ پھر جب جلوس ہوتے تھے تو پانی پلانا، کھانا کھلانا، کسی کو چوٹ لگی ہو ڈاکٹر کے پاس لے جانا بہت سے چھوٹے چھوٹے ایسے کام ہیں۔ دوسرے جو ایک کافی ضروری کام تھا، وہ یہ تھا کہ اکثر پولیس والے تھانے پر جو گپ شپ کرتے تھے تو جو گلی کے لڑکے وہاں گلی میں کھیلتے تھے، بہت سی باتیں ان کو سننے میں ملتی تھیں کون گرفتار ہونے والا ہے کہاں پہ تلاشی ہوگی کہاں کیا ہوا۔ تو وہ سب خبریں ہمیں لا کے دیتے تھے۔ جو ہم بڑوں کو دے سکتے تھے اور بہت سی باتیں ہمیں پتہ چلتی تھی۔ اور پھر جھنڈے سینا، کھانا بھی پکانا جیسے بڑا جلوس یا میٹنگ ہو اور والنٹیرس کو کھلانا بہت سے ایسے کام اس وقت سب کام تو مجھے یاد بھی نہیں آ رہے ہیں۔ جلوسوں میں شامل بھی ہوتے تھے۔

اما چکبست: تو آپ کی بانر سینا کے بارے میں کیا انگریزوں کو نہیں معلوم ہوا تھا؟

شریمتی گاندھی: ہاں، جب پکڑے جاتے تھے تو پٹتے تھے۔ ہم بھی پٹے ہیں پولیس تھانے میں۔

اما چکبست: ان کو پتہ چل گیا تھا کہ بچے یہ کام کر رہے ہیں۔

شریمتی گاندھی: بچے کر رہے ہیں کہ نہیں یہ پتہ نہیں اگر دیکھتے تھے کوئی بچہ پکڑا گیا کوئی خط ہے یا پوسٹر چپکا رہا ہے کچھ اعلان وغیرہ ہے تو پھر پکڑ کے پٹائی ہوتی تھی۔

اما چکبست: "ڈسکوری آف انڈیا" میں نہرو جی نے لکھا ہے کہ اس کتاب کو دوبارہ مطالعہ کرنے کا ان کے پاس وقت ہی نہیں تھا تو اس کام کو آپ نے پورا کیا۔

شریمتی گاندھی: اس وقت تو میں کافی بڑی ہو گئی تھی میں تھوڑا بہت ان کا سکریٹری کا کام بھی کر رہی تھی۔ ٹائپنگ بھی کرتی تھی، ان کے لیے اپنے دوسرے بہت سے خط وغیرہ کا جواب دینا۔

اما چکبست: اچھا، ٹائپنگ جانتی ہیں؟

شریمتی گاندھی: اب اتنی اچھی تو نہیں جانتی لیکن کام چلاؤ تو تھا ہی، ڈسکوری کے پروف میں نے پڑھے اور ایسے وقت جب میں سخت بیمار تھی، مجھے بخار بھی بہت تیز تھا اور تمام منہ سوجا ہوا تھا۔ لیکن ان کو معلوم نہیں تھا۔ کیونکہ وہ کلکتے میں تھے اور میں الہ آباد میں تو وہاں سے وہ لکھتے پروف جلدی کیوں نہیں آ رہے ہیں، بار بار خبر بھیج رہے تھے۔

اما چکبست: ایک بات میں آپ سے اور پوچھنا چاہوں گی کہ اسکول میں آپ کے ٹیچر جتنی تعلیم دیتے تھے اس کے علاوہ آپ جانکاری حاصل کرنے کی کوشش کرتی تھیں؟

شریمتی گاندھی: دیکھئے میں تو سمجھتی ہوں کہ جانکاری ہر سیکنڈ لوگ حاصل کرتے ہیں چاہے کسی سے بھی ملیں۔ میں نے کبھی بھی کسی کو چھوٹا یا بڑا نہیں مانا۔ میرے پتا جی کی کتاب میں اور خطوں میں بھی شاید آپ نے دیکھا ہوگا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ پتھر سے بھی ہم سیکھتے ہیں۔ پودوں سے ہر چیز سے کچھ نہ کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ تو ہر وقت اپنے آنکھ اور کان کھلے رہنے چاہئے۔ اور ابھی میں دورے میں جاتی ہوں۔ دورہ تو راج نیتک ہوتا ہے لیکن میں کھلی جیپ میں کھڑی ہوتی ہوں۔ ایک طرف تو میں لوگوں کو دیکھتی ہوں اور ان کو نمسکار کرتی ہوں اور میری کوشش ہوتی ہے کہ ہر ایک کو دیکھوں الگ الگ۔ یہ نہیں کہ ایک بھیڑ ہے لیکن ہر ایک کی آنکھ دیکھوں۔ کیونکہ اس سے ایک سمبندھ بنتا ہے لیکن جتنا اور بھی سب ہو رہا ہوتا ہے وہ بھی سب اس کی تصویر بھی میرے من میں آتی ہے۔

اما چکبست: آپ شانتی نکیتن جب گئیں تو وہاں جانے سے آپ کی زندگی میں کوئی نیا موڑ آیا؟

شریمتی گاندھی: ہاں کیونکہ اس کے پہلے کلا اور سنگیت کا تو تھوڑا بہت ہمارے گھر میں تو بالکل سنگیت نہیں تھا۔ لیکن شانتی نکیتن جانے کے پہلے میں پونا میں اسکول میں تھی اور وہاں جن کا اسکول تھا وہ وشنو دگمبر کی شاگرد رہ چکی تھیں خود بہت اچھا گاتی تھیں۔ اور ا[...] کو بہت شوق تھا تو ان کے سنگ جتنے اچھے وہاں پہ ہوتے تھے گانے کے سیشن یا کنسرٹ [...] اس میں جایا کرتی تھی۔ لیکن وہ ایک باہری چیز تھی۔ روز مرہ کی چیز نہیں تھی۔ شانتی نکیتن میں زیادہ سمبندھ ان سب چیزوں سے بھی بنا رچی تھی بڑھی اور بر کرتی سے بھی اور زیادہ پاس گئے کیونکہ [...] الہ آباد میں تو ہم ہمیشہ جیسا۔ آپ نے کہا اکیلے پن کا احساس۔ مگر اکیلے پن کا موقع ملا ہی نہیں۔ ہمارے [...] یہاں ہمیشہ ایک بھیڑ رہتی تھی کسانوں کی یا بھی جیوریوں کی۔ ہندوستانیوں کی۔ انگریزوں کی [...] آندولن چل رہا تھا تب بھی ہمارے یہاں انگریز فرانسیسی الگ الگ دیش کے لوگ وغیرہ [...] آتے رہتے تھے۔

اما چکبست: اصل میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آپ کی شخصیت میں جو گہرائی ہے اس[...] وجہ یہ ہے کہ بچپن میں آپ کو کافی اکیلے پن یا مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی وجہ سے یہ گہرائی [...] ہوئی ہے اس لیے میں نے کہا تھا۔

شریمتی گاندھی: جو اکیلا پن ہوتا ہے اس سے لوگوں سے کچھ مطلب نہیں ہے جو طاقت ہوتی ہے اندرونی اپنے اندر ہوتی ہے۔ میں بھیڑ میں رہ کے بھی بالکل اکیلے ہو سکتی ہوں اور اکیلی رہ کر بھی یہ ضروری نہیں ہے کہ اکیلا پن مجھے لگے۔

اما چکبست: اور بچپن کی کچھ شرارتیں آپ کو یاد ہیں؟

شریمتی گاندھی: شرارتی تو میں بہت تھی۔ لیکن اب کس عمر میں وہ بند ہوئیں یہ مجھے پتہ نہیں۔ بہت چھوٹی تھی۔ ایکدم جب بولنا شروع کرتے ہیں اس وقت کا۔ چار برس کی ہوں گی تب مجھے یاد ہے کہ میری چھوٹی پھوپھی جو تھیں۔ تو ان کے پاس ان کی کوئی کریم تھی منہ پہ لگانے کی [...] ایک بھالو بہت پیارا کھلونا تھا۔ ایک دن یہ لوگ سب باہر گئے تھے میں نے سوچا بھالو کو اور سندر بناؤں گی وہ ساری کریم اور مجھے کیا معلوم تھا کہ کسی نے ان کو بہت ہی مہنگی کریم جو نئی [...] ولایت میں نکلی تھی، ولایت سے بھیجی تھی۔ اور سارا کریم میں اپنے بھالو پہ لگایا۔ وہ بھالو تو بالکل ستیاناس ہو گیا کیونکہ اس کے بال وال چپک گئے اور کبھی دھونے سے بھی ٹھیک نہیں ہوا وہ۔ اور اس پر بھی بڑی ڈانٹ پڑی تھی، انھوں نے ڈانٹا۔ مطلب ماں، باپ نے نہیں۔ اور یہ بات ہوئی ڈلہوزی میں، جب ہم چھٹیوں میں، گرمیوں میں وہاں گئے ہوئے تھے اور وہیں پہ ایک دن مجھے کچھ کرنے کو نہیں تھا۔ اور دھوبی کے کپڑے آئے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا میں ان کو پھر سے دھوؤں گی۔ سب کپڑوں کو لیکے بڑا سا ٹب میں ڈالا۔ اس میں بھی کپڑے اور صابن اور سب لے کر سردی میں بیٹھے تھے۔ جب لوگ آئے تو مجھے نکالا۔

اما چکبست: اس کے علاوہ بچپن میں آپ کو کون سے کھیل اچھے لگتے تھے؟

شریمتی گاندھی: کھیل میں نے بہت کم کھیلے ہیں۔ مجھے دوڑنے کا شوق بھی تھا اور میرے پتا جی کی بھی بہت خواہش تھی کہ میں اچھا دوڑوں۔ تو اس لیے مجھے ہمیشہ دوڑنا ہوتا تھا۔ اور خالی تیز ایک تو تیزی سے دھیان دینا ہوتا ہے اور کس طرح سے، کس ڈھنگ سے اس پر بھی اُن کا دھیان اُتنا ہی جاتا تھا۔ تیرنے کا بھی مجھے بہت شوق تھا کیونکہ ہمارے گھر تالاب تھا۔ اور گھوڑے پر بھی چڑھتی تھی۔ پیڑ پر چڑھنے کا مجھے بہت شوق تھا۔

اُما چکبست: ہاں تو گری بھی ہوں گی کبھی یا نہیں؟

شریمتی گاندھی: ہاں ایک دفعہ گری اور سر ٹوٹتے ٹوٹتے بھی بچا۔ مگر بچ گیا۔

اُما چکبست: اس کے علاوہ ڈرامے آپ نے کیے ہیں؟ اسکول میں اپنے؟

شریمتی گاندھی: اسکول میں بڑی ہوئی تب کیے ہیں لیکن مجھے شوق تھا ڈرامہ کرنے کا تو میری چھوٹی چچیری بہنیں تھیں، ان پر میں ذرا کچھ کم ظلم ہی کرتی تھی۔ کیونکہ ان کو زبردستی پاٹھ سکھا کے کبھی کبھی تو میں خود ہی لکھتی تھی اور کبھی کبھی کہیں ڈھونڈ کے اُن سے ناٹک کرواتی تھی۔ ہاں بہت برس ہوئے ایک دفعہ کشمیری سماج نے ناٹک ہرش چندر کیا تھا الہ آباد میں تو اس میں ہم سب نے حصہ لیا تھا۔ میری چھوٹی پھوپھی نے بھی۔ اور میں نے بھی۔

اُما چکبست: اور اس کے علاوہ ناچ گانے کا؟

شریمتی گاندھی: ناچنا تو پھر بعد میں شانتی نکیتن میں سیکھ رہی تھی۔ گانے کی آواز

کبھی اچھی نہیں رہی اور یہ مجھے بہت بُرا لگتا ہے کہ میں اچھا نہیں گا سکتی۔

چکبست : اندرا جی آپ ٹیگور سے ملیں اور گاندھی جی سے ملیں۔ اتنی بڑی بڑی ...وں کے بارے میں آپ کچھ بتائیں گی۔

...یمتی گاندھی : ویسے ٹیگور کو میں پہلے سے نہیں جانتی تھی تو ان کا تھوڑا رعب تھا۔ ...جی کو تو ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے ہی ہیں تو ان سے مذاق کرتے تھے اور ایک تو مجھے میں ...ے جب چھوٹی تھی بہت ناراض رہتی تھی۔ میں نے کہا تھا آپ نے میری ناک گھسیٹ ...ٹ کے لمبی کی ہے۔ لیکن ٹیگور کا مجھ پہ کچھ رعب تھا۔ جب میں شروع میں گئی۔ ایک ...ھوں نے کہا کہ بھئی یہ لوگ مجھ سے ملنے آتے ہیں، تم ملنے نہیں آتی ہو۔ میں نے کہا آپ ...کام میں ہوں گے۔ میں تو آنا چاہتی ہوں لیکن آپ کا وقت کیسے ضائع کروں تو انھوں ...ہا نہیں، آیا کرو۔ اس کے بعد ہم تین چار لڑکیاں اکثر شام کو ان کے پاس جاتے تھے۔ ...ہر طرح کی بات کرتے تھے۔ اِدھر اُدھر کی۔ کبھی وہ سناتے تھے کبھی ہم پوچھتے تھے۔

...اچکبست : اور گاندھی جی سے آپ کا کیا جھگڑا بھی ہوتا رہتا تھا؟

...یمتی گاندھی : جھگڑا تو ہوتا تھا۔ کیونکہ ان کی کئی باتیں مجھے نہیں اچھی لگتی تھیں۔

...اچکبست : جیسے ؟

...یمتی گاندھی : اب اس وقت تو ہر ایک بات تو یاد نہیں ہے لیکن کئی چیزیں تھیں جو ...ے لگتا تھا ان کے وچار ہیں۔ یا انھوں نے ٹھیک نہیں کہا ہے۔

...اچکبست : کیونکہ آپ تو اتنی چھوٹی سی تھیں ؟

...یمتی گاندھی : نہیں مجھے کبھی لگا نہیں کہ میں چھوٹی ہوں، کیونکہ گھر میں تو جو میں کہتی ...وہی زیادہ چلتا تھا۔ میرے دادا سے سب ڈرتے تھے سوائے میرے۔ تو اس کے معنی یہ نہیں ...یں نے آدر نہیں کیا کیونکہ آدر تو میں آج بھی بڑوں کا بھی چھوٹوں کا بھی سب کا آدر کرتی ...ں۔ لیکن من میں سب کو برابر دیکھنا یہ شروع سے تھا۔

...اچکبست : اچھا، آپ کس عمر میں سب سے پہلے جیل گئیں ؟

...ریمتی گاندھی : آزادی کے آندولن میں تو ایک ہی دفعہ گئی۔ تب تو میری شادی ...چکی تھی۔ بیالیس میں۔

...اچکبست : اچھا، بڑی عمر میں۔

...ریمتی گاندھی : لیکن پولیس لاک اپ میں۔ ایک دفعہ تھوڑی دیر کے لیے تھی۔ اور ...ب میں پہلے جب مجھے مار پڑی تب مجھے یاد نہیں کہ میری کیا عمر تھی۔ لیکن میں پونا گئی اس ...ے پہلے کی بات تھی۔ جھنڈا چڑھایا جا رہا تھا الٰہ آباد کالج میں۔ میں تو خالی دیکھنے گئی تھی لیکن ...اسٹوڈینٹ چڑھا رہا تھا اس کو پولیس نے مارا اور جھنڈا گرانے کی کوشش کی۔ اس نے ...دوسرے کو دیدیا۔ اس طرح ایک ایک کرکے اور آخر میں کیا بیچ میں کسی نے میرے ہاتھ ...یں رکھا۔ اتنا بھاری تھا میرے لیے کہ مجھ سے سیدھا ہی نہیں جا رہا تھا۔ لیکن مجھے یاد ...ے کہ میں برابر تھنا کر رہی تھی کہ میں گراؤں نہیں اس کو کسی طرح سے۔ خیر پھر کسی اور نے ...ے لیا اور پھر مجھے مار پڑی تو میں تو گر گئی۔ بانز سینا کا آپ نے پوچھا تھا مجھے ایک بہت بڑا ...کام جو انھوں نے کیا وہ اُس وقت یاد نہیں رہا تھا، وہ یہ تھا کہ الٰہ آباد کے پاس گولی کانڈ ہوا ...تھا اور اس میں کئی لوگ گھائل ہوئے لیکن تین لڑکوں کو بہت زیادہ چوٹ لگی اور اس وقت ...انگریزوں نے ڈاکٹروں سے کہا تھا کہ کوئی علاج نہ کریں۔ تو میری ماں گئی تھیں، ہماری موٹر میں ...ہمارے گھر لائیں، اور ہم نے اپنے گھر میں چھوٹا سا اسپتال جیسا بنایا۔ کیونکہ ان کو فوراً آپریشن کرنا تھا، گولیاں نکالنے کے لیے۔ تو دو کی تو آسانی سے نکل گئیں ایک کو بہت زیادہ لگی تھیں، اس کے تمام پیٹ اور انتڑیاں وغیرہ سب نکل گئی تھیں۔ تو ڈاکٹر نے کہا کہ یہ بچ نہیں سکتا ہے۔ قریب ہم سے تھوڑے ہی بڑا تھا وہ عمر میں۔ اس وقت بھی ہمارے جو لڑکے لڑکیاں تھے انھوں نے ...لانے میں دوڑنے میں دوائی منگانی تھی۔ کمرہ صاف کرنا تھا ہر چیز میں اس چیز میں بھی بہت ...مدد کی اور ہم دو تین بڑی لڑکیاں اتنی بڑی تو خیر نہیں تھے تب بھی پتہ نہیں تیرہ چودہ کیا عمر تھی تو ہم نے نرسنگ کا کام اس وقت ہم نے کیا اور کچھ آتا نہیں تھا۔ لیکن اس وقت سیکھا۔ کیونکہ ڈاکٹر بتاتے تھے کہ ایسا کرو، ویسا کرو۔ اور رات دن بیٹھے بھی جب تک اس کی آنکھ نہیں کھلی۔ ہم نے کہا ہم نہیں کھائیں گے، ہم پئیں گے نہیں، اس کو ٹھیک کرکے اٹھیں گے۔

اما چکبست : تو سماج سیوا کی بھاؤنا بچپن سے تھی آپ کو۔

شریمتی گاندھی : ہاں خیر وہ تو لازمی تھا۔ جس گھر میں پیدا ہوئے۔

اما چکبست : نہرو جی بھارت کے بچّوں کو کیسا دیکھنا چاہتے تھے اندرا جی۔

شریمتی گاندھی : اچھے ناگرک۔ جو دیس کی، ملک کی ایکتا کو مضبوط کریں۔ اور ہر طرح سے۔ ملک کیسے بڑھے۔ مطلب ایک تو بڑھنا ہے کہ غریبی دور ہو، یہ بہت ضروری ہے لیکن اس کے سنگ سنگ دماغ بڑھے، نئے خیالات آئیں اور دوسروں کی نقل نہ کریں۔ اپنے یہاں بھی ہم نئی چیزیں پیدا کریں۔ ایسے مطلب دیکھنے کی استعمال کرنے کی چیزیں بھی اور خیالات بھی کیونکہ ملک اونچا تو انہیں چیزوں سے ہوتا ہے۔ کسی کی نقل سے اونچا نہیں ہو سکتا ہے۔ چاہے امیر ہو جائے تو یہ سب باتیں تھیں اور وہ سمجھتے تھے کہ بچّے ہی آگے کر سکتے تھے ہمارے زمانے میں تو اتنا ہو گا نہیں۔

اما چکبست : اور اس میں آپ یہ نہیں سمجھتی ہیں کہ جیسے آپ نے بتایا ہمیں کہ آپ کے ماں باپ ایک اچھے ساتھی تھے اسی طرح سے جو ہمارے سماج میں ماں باپ ہیں ان کو بھی اپنے بچوں کا اچھا ساتھی ہونا چاہیئے۔

شریمتی گاندھی : ظاہر ہے۔ اور دکھ کی بات یہ ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی عورت کام کر رہی ہے، نوکری کر رہی ہے، اور اپنے بچّوں کو اتنا وقت نہیں دے سکتی یا سماج سیوا کر رہی۔ میرے ہی بارے میں لوگوں نے کہا ہے کہ بچوں کو پورا وقت دیا ہے کہ نہیں لیکن جب کوئی کام کرتے ہیں تو دھیان رکھتے ہیں کہ جو وقت ہے اس کا اچھا استعمال ہونا چاہیئے خاص طور سے بچّے جب ہیں۔ وہ وقت بچوں کا ہونا چاہیئے۔ یا خاندان کا یا جو بھی ہو۔ بہت سی عورتیں ہیں جو کچھ کام نہیں کرتی ہیں لیکن وہ وقت ان کے بچّوں کا نہیں ہوتا ہے۔ گپ شپ کر رہی ہیں۔ یا کچھ اور گھر کا کچھ کر رہی ہیں تو بچّے کو اُتنا ہی اکیلاپن لگ سکتا ہے ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی ایک کہانی میں نے بھی سنائی ہے جب سنجے بہت چھوٹا تھا کنڈر گارڈن میں تھا تو اس کے ایک دوست کی ماں مجھ سے ملنے آئیں اور کہا کہ آپ تو اس کام میں لگی ہیں تو آپ اِتنا وقت نہیں دے سکتی ہوں گی۔ بچوں کو۔ تو میں سوچ ہی رہی تھی کہ کیا جواب دوں، جب سنجے نے کہا کہ آپ کا لڑکا تو کہتا ہے کہ آپ دن بھر برج کھیلتی ہیں۔ آپ کب وقت دیتی ہیں ؟ تو اس لیے یہ ہے ہر ایک کو خود دیکھنا ہے کہ کیسے دھیان دے سکتے ہیں۔ مگر یہ بھی دیکھنا ہے کہ بچّے کی پرسنالٹی ہے، وہ بڑھنے دینی چاہیئے۔ اپنی پرسنالٹی کو بچّے پر نہیں ڈالنی چاہیئے

اما چکبست : اچھا نہرو جی جب پہلی بار نانا بنے تو عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ بچّوں کو نانا دادا ہی زیادہ ڈُلار کرتے ہیں، تو آپ کو کچھ یاد ہے ؟

شریمتی گاندھی : پہلے تو انھوں نے بچّے کو دیکھا ہی نہیں۔ وہ جیل میں احمد نگر فورٹ میں تھے۔ اور انھوں نے جب پہلی دفعہ دیکھا تو بہت ہی ٹمٹمی روشنی میں نینی جیل کے پھاٹک پر اس میں ہم نے کوشش کی کہ بہت اونچا اٹھائیں بتّی کے پاس۔ اور وہ دیکھ لیں بچّے کو۔ نہ انھوں نے مجھے اسپائل کیا جب میں چھوٹی تھی اور نہ اپنے نواسوں کو کیا۔

اما چکبست : اور بچّوں سے ان کو کیا امید تھی ؟

شریمتی گاندھی : اب یہی امید تھی کہ وہ خود سوچنا سیکھیں، جیسے میں نے پہلے کہا کہ اچھے ناگرک بنیں۔ اور یہ نہیں کہ شیطانی نہ کریں، شیطانی تو بچّوں کو کرنی چاہیئے لیکن توڑ پھوڑ یا جس سے دوسرے کو نقصان پہنچے یا دوسرے کو چوٹ لگے۔ اکثر بچے ہنستے ہیں کسی کو کچھ کمی ہو تو اس پر ہنستے ہیں۔ یا جانوروں پر زور سے پتھر پھینکتے ہیں یہ سب چیزیں ان کو بہت بُری لگتی تھیں۔

اما چکبست : ہمیں فخر ہے اندرا جی کہ مصروف ہونے کے باوجود آپ نے ہمیں اپنا قیمتی وقت دیا۔ اور ہمیں اپنے بچپن اور چاچا نہرو کے بارے میں بتایا۔ شکریہ۔

وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی سے یہ انٹرویو دلّی میں اُما چکبست نے لیا تھا۔ یومِ اطفال کے موقع پر اسے ۱۴ نومبر کو آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ کے اُردو پروگرام میں نشر کیا گیا۔

قومی یک جہتی کے مظاہر ۔ تیوہار

مہیشور دیال

ہمارے ملک کی داستان ہماری قومی یکجہتی کی کہانی ہے۔ کنیا کماری سے لے کر کشمیر اور ہمالہ کی چوٹیوں تک اور ناگالینڈ سے لے کر پچھمی گھاٹیوں تک۔ ہم ہزاروں برس سے ایک ہی لڑی میں ایک ہی کڑی میں بندھے ہیں۔ نہ جانے کون سی طاقت تھی جس نے ہماری سیکڑوں نسلوں کو سہارا دیا۔ ہم نے بڑے بڑے طوفان سے ٹکر لی مصیبتیں اور مشکلیں جھیلیں لیکن تب بھی ہمیں کوئی مٹا نہ سکا۔ ہمارے دیس میں سبھی دین دھرم کے ماننے والے رہتے ہیں۔ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی بھی اور جین، بودھ، پارسی اور یہودی بھی۔ یہ سب ہمیشہ سے آپس میں گھل مل کر رہتے چلے آئے ہیں اور اسی آپسی میل جول کا نام معاشرت ہے۔ آپسی بھائی چارہ۔ پیار اور محبت صلح و آشتی ہماری مشترکہ تہذیب ہے۔

آزادی کے بعد ہمارے دیش کے سیاسی ڈھانچے کی بنیاد دو بڑے اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ جنتا کے چنے ہوئے نمائندوں کا راج اور مذہب کو سیاست سے الگ رکھنا۔ دین دھرم کے معاملے میں ہندوستان کے رہنے والوں کو اپنے ریت رواج۔ نماز اور پوجا پاٹ اور تیج تہوار منانے کی پوری آزادی ہے۔ اور یہ ہی وجہ ہے کہ ہم ہندوستانی اپنے تہواروں اور میلوں کو بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں، جن میں سب لوگوں کی شمولیت قومی یکجہتی کا منظر پیش کرتی ہے۔

آج کل کے ہنگامی دور میں جب زندگی کی رفتار اتنی تیز ہوتی جا رہی ہے۔ آرام کی گھڑیاں دن بدن کم ہوتی جاتی ہیں۔ ہمارے یہ میلے اور تہوار دل اور دماغ کو تازگی بخشتے ہیں۔ طبیعت میں شگفتگی، امنگ، جوش، ولولے اور خوشیاں بھر دیتے ہیں۔ ہم مگن ہو کر سب دکھ درد بھول جاتے ہیں۔

ہمارے بہت سے تہوار مذہبی ہیں اور کچھ موسمی بھی ہیں۔ لیکن چند میلے اور تہوار ایسے بھی ہیں جو باہمی محبت اور آپسی میل جول کا نتیجہ ہیں۔ ان میں بسنت اور پھول والوں کی سیر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

بسنت ہندوؤں کا قدیمی تہوار ہے۔ کالیداس اور بڑے بڑے کویوں نے بسنت کے گیت گائے ہیں۔ آج سے ایک ہزار برس پہلے البیرونی نے بسنت کو ہندو عورتوں کا تہوار بتایا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اس موقع پر کنواری لڑکیاں اچھے خاوند کی دعا مانگتی ہیں اور بیاہتا عورتیں اپنے سہاگ کی پرارتھنا کرتی ہیں۔ لیکن ہندوستان میں مسلمانوں کے آنے کے بعد صوفیوں نے درگاہوں میں بسنت چڑھائی اور ہندوؤں نے مندروں میں اپنے دیوی دیوتاؤں پر سرسوں کے پھول چڑھائے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر خسرو کو یہ تہوار اتنا پسند آیا کہ انہوں نے اپنے پیر حضرت نظام الدین اولیا کو جنہیں ہم محبوب الٰہی یا سلطان جی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ غم دور کرنے کے لیے بسنت منانی شروع کی۔ ہوا یہ کہ سلطان جی کو اپنے پیارے بھانجے سے کمال الفت و محبت تھی۔ انہیں جوان بھانجے کی موت سے صدمہ پہونچا۔ رنج والم نے سماع کی مجلس بھی ترک کر دی انہیں دنوں بسنت کا موسم تھا کھیتوں میں سرسوں پھول رہی تھی۔ ہندو لڑکیاں سرسوں کے پھولوں کے گڑوے ہاتھوں میں لیے ناچتی گاتی مندروں کی طرف جا رہی تھیں۔ حضرت امیر خسرو یہ دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھے۔ اپنے دستارِ مبارک کو کھول کر سرسوں کے پھول اِدھر اُدھر الجھائے اور موسم بہار کی آمد کے گیت گاتے ہوئے محبوب الٰہی کی حجرے کی طرف چل دئے۔ حضرت نظام الدین نے اپنے مونس اور غمگسار ترک کی آواز سنی تو بیتاب ہو گئے۔ حضرت امیر خسرو نے محبوب الٰہی کے قدموں میں سرسوں کے پھول ڈال دئے اور بولے۔ عرب یار توری بسنت سنائی۔ پھر کیا تھا مسلمانوں نے بھی بسنت منانا شروع کر دی۔

پھول والوں کی سیر بھی ہماری باہمی محبت آپسی میل جول کا نتیجہ ہے۔ مغلوں کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے بھائی میرزا جہانگیر اپنے باپ اکبر شاہ ثانی اور ماں ممتاز محل ثانی کے لاڈلے بیٹے تھے۔ بادشاہ اور بیگم دونوں نے انگریز ریزیڈنٹ کو منانا چاہا کہ بڑے بیٹے ابوظفر بہادر شاہ کی بجائے میرزا جہانگیر کو ولیعہد بنا دیا جائے لیکن یہ بات مانی نہیں گئی۔ اس زمانے میں دلّی کے ریزیڈنٹ اسٹین تھے۔ ایک دن غصہ میں آکر میرزا جہانگیر نے ریزنٹ پر گولی داغ دی سٹین بال بال بچ گئے لیکن میرزا جہانگیر کو گرفتار کر کے الٰہ آباد بھیج دیا گیا۔ ان کی والدہ ممتاز محل کو بہت رنج ہوا اور انہوں نے منت مانی کہ کر ان کے نورِ نظر میرزا جہانگیر قید سے چھوٹ کر آئیں گے تو مہرولی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر چادر اور پھولوں کی مسہری چڑھاؤں گی۔ خدا کی قدرت سے خود اسٹین صاحب کی سفارش پر میرزا جہانگیر قید سے چھوٹ دلّی آئے۔ بادشاہ بیگم کی مراد پوری ہو گئی۔ ان کی سواری بڑے دھوم دھام سے لال قلعہ سے مہرولی پہونچی۔ دلی کے پھول والوں نے بڑی محنت سے ایک خوبصورت پھولوں کی مسہری بنائی۔ پنکھوں کو پنی اور آئینوں سے آراستہ کیا قطب میں کئی دن تک میلہ لگا رہا جس میں شہر کے تمام ہندو اور مسلمان شریک ہوئے۔

جب بہادر شاہ ظفر تخت نشیں ہوئے تو انہیں بھی پھول والوں کی سیر کا میلہ بہت پسند آیا۔ مغلوں کا آخری تاجدار ہندو اور مسلمانوں کو دو آنکھیں مانتے تھے۔ طے پایا کہ ہر سال بھادوں کے شروع میں یہ میلہ ہوا کرے مسلمان درگاہ شریف پر پنکھا چڑھائیں اور ہندو جوگ مایا جی پر۔ مسلمانوں کے پنکھے میں ہندو اور ہندوں کے پنکھے میں مسلمان شریک ہوں۔ میلے کا میلہ ہو اور آپسی میل جول بڑھے۔ انگریزی راج میں جب آزادی کی جنگ لڑی جا رہی تھی اور بھارت چھوڑو کا نعرہ بلند ہوا تو فرنگی سرکار نے پھول والوں کی سیر بند کر دی۔ آزادی کے بعد ۱۹۶۱ء میں پنڈت جواہر لال نہرو نے باہمی محبت کے اس میلے کو پھر سے شروع کر دیا۔ دن بدن پھول والوں کی سیر کی اہمیت بڑھتی چلی گئی۔ اور اب تو بہت سے صوبوں سے پنکھے آتے ہیں اور خواجہ کاکی کے مزار پر اور جوگیا مایا جی کے مندر میں چڑھائے جاتے ہیں۔

ہمارے مذہبی تہواروں میں بھی خوب چہل پہل رہتی ہیں دسہرہ ہو یا دیوالی، عید ہو یا ہولی، اننت چودش ہو یا مہاویر جینتی، گرو پرب ہو یا گنگا اسنان، ایسٹر ہو یا کرسمس۔ ان سب تہواروں میں بھی قومی ایکتا کے منظر دکھائی دیتے ہیں۔ ان تہواروں کی سماجی اور تہذیبی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔

ہولی ملن اور عید کے موقع پر ہر دین دھرم کے ماننے والے ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ گلے شکوے مٹ جاتے ہیں۔ دلوں کے میل دھل جاتے ہیں۔ رنجشیں خوشیوں میں بدل جاتی ہیں۔

قر عید اور ہولی کے تہواروں میں یگانگت بھی ہے
ں تہواروں کی بنیاد اللہ کی بندگی اور ایشور
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خواب میں
ی کر تو خدا کی راہ میں اپنے فرزند کی قربانی کر حضرت
ے اس حکم کی خبر حضرت اسمٰعیل کو دی وہ فوراً
ے لیے تیار ہوگئے۔ اور کہا میں خدا کی رضا پر راضی
رچند حضرت ابراہیم نے ان کے حلق پر چھری پھیری
قدرت سے چھری کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اس وقت
ی سے ارشاد ہوا کہ اے ابراہیم! تو امتحان میں
۔ اور ہم نے اسمٰعیل کو اس سبب سے آزاد کیا کہ
یشانی میں نور ہے۔ پھر حضرت جبرئیل ایک بکرا لائے
ت اسمٰعیل کو عوض اسے قربان کرایا۔ ہولی کا تہوار
ظالم اور ناستک راجا کے بیٹے بھگت پرہلاد کی
ہے جو ہر دم ایشور بھگتی میں ڈوبا رہتا تھا۔ لیکن
باپ کو ایشور کا نام لینے سے چڑ تھی۔ اس نے بھگت
جان سے مار ڈالنے کی ترکیب سوچی۔ ظالم راجا
یکا جسے آگ میں نہ جلنے کا بردان تھا۔ پرہلاد کو
گود میں بٹھا کر آگ لگادی۔ پرہلاد ایشور پرماتما
یان لیے بیٹھا رہا ہولیکا جل کر خاک ہوگئی اور بھگت
آنچ تک نہ آئی۔
پنج تو یہ ہے کہ ہماری مقدس کتابیں اور تہوار
ہی و نصیحت آموزی و خوش تہذیبی کی اس قدر
کرتے ہیں کہ ہر شخص چھوٹے سے بڑے تک اور
ے امیر تک ہر دلعزیزی و نصیحت آموزی کا سبق
ہے۔ اور ہر فرد و بشر جان سے زیادہ عزیز اللہ کی
یاد اور ایشور بھگتی میں لگاتا ہے۔
کبھی کبھی ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ کچھ سرپھرے لوگ
کے نام پر دنگا فساد پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ لیکن ہر
مند ہندوستانی بخوبی سمجھتا ہے کہ

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

(اردو مجلس دلی سے نشر)

جوش ملیح آبادی کی رومانی شاعری

عشرت آرا سلطانہ

جوش ملیح آبادی کی شخصیت ایک عہد ساز شخصیت تھی۔ ان کی شاعری ایک خاص عہد و ماحول کی پروردہ اور عکاس ہے۔ ان کا شاعرانہ رنگ و آہنگ ایک امتیازی شان و عظمت کا حامل ہے۔ جوش نے اپنی شعری آب و تاب سے اردو شاعری کے کنوس کو بیکراں وسعت و ہمہ گیری عطا کی ہے۔ جوش کی شاعری ایک حسین و دلفریب قوس قزح کی طرح ہے جس کا ہر رنگ جاذبِ نظر اور دل آویز ہوتا ہے۔

جس وقت جوش نے شاعری کے لالہ زار میں قدم رکھا اس وقت اردو شاعری اپنی روایت اور قدامت پرستی سے قدرے انحراف کر کے ایک نئی شاہراہ پر گامزن تھی۔ یہ دور عقلیت اور بیداریت کا تھا۔ اردو شاعری مغربی علوم و فنون اور رجحانات و میلانات سے ہم کنار ہو رہی تھی۔ مغربی شعری رنگ و رعنائی کے زیر اثر اردو شاعری پر رومانیت و جمالیت کی فضا طاری تھی۔ جدید شاعری کی داغ بیل ڈالی جاچکی تھی۔ جدید شاعری کے زیر اثر رومانی شاعری اور فطرت پرستی کی چمن سازی ہو رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ وطنیت کے تحت وطنی شاعری بھی عمل پذیر تھی۔

جدید شاعری کی ترویج و اشاعت میں آزاد اور حالی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ آزاد نے غزل گوئی کی جگہ نظم نگاری کو رواج دیا اور فطری شاعری اور جدید موضوعات پر طبع آزمائی کی ترغیب دی۔ اس کی ابتدا "انجمن پنجاب" لاہور سے ہوئی۔ "انجمن پنجاب" میں ہر مہینے ایک بار مشاعرہ منعقد ہوا کرتا تھا جس میں ارباب علم و فن شریک ہوکر اپنی جدتِ طبع اور ندرتِ خیال کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس شعری تحریک نے آگے چل کر اردو شاعری میں تین طرح کے رجحانات کو جنم دیا۔ ایک خاص رومانی شاعری کا رجحان دوسرا حقیقت نگاری کا رجحان اور تیسرا وطنی شاعری کا رجحان۔ خالص رومانی شاعری کو فروغ دینے میں اختر شیرانی، جوش ملیح آبادی اور فراق گورکھپوری کے نام خاص طور پر لئے جا سکتے ہیں۔

جوش بنیادی طور پر ایک رومانی شاعر تھے رومانی شاعری میں سارا زورِ قلم جذبات و احساس کی عکاسی اور وجدانی کیفیات کی ترجمانی پر صرف کیا جاتا ہے رومانی شاعر اپنے رنگین جذبات اور اور حسین تصورات کو حسین تراکیب اور جمالیاتی الفاظ کے ذریعے صفحۂ قرطاس پر منتشر کر دیتا ہے۔ جس کی آب و تاب سے شاعر کی شخصیت اور انفرادی عظمت کے گہرے نقوش ابھرنے لگتے ہیں جوش نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ جوش نے مظاہر حیات اور مناظر کائنات کی رنگینیوں اور رعنائیوں سے اپنے قلب و جگر کو تاب و تب عطا کیا اور اپنے فکر و فن کو جلا بخشی۔ جوش نے اپنی شاعری کے نگارخانے کو جمالی و جلالی دونوں طرح کے موقعوں سے سجایا ہے۔ جس کی ہر تصویر رنگینی و رعنائی اور نیرنگ خیالی کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ جوش نے شباب و شاہد اور بادۂ و مینا کی زمزمہ سنجیوں اور مناظر کائنات کی جلوہ طرازیوں کے سرچشموں سے اپنے قلب و جگر کو گرمایا اور اپنے فکر و فن کو زیب و زینت بخشی ہے۔ جوش کی شاعری کا پیمانہ حسن و جمال، حسن و محبت اور لمس و لذت سے لبریز ہے۔

جوش کی نظموں میں رنگین جذبات نگاری، انشاطیہ و حسیاتی کیفیات کی مصوری کی گہری رنگ آمیزی نظر آتی ہے۔ جوش کی ہر رومانی و فطری نظم لطف و سرور اور مسرت و سرخوشی کا سامان فراہم کرتی ہے۔ جوش کی نظمیں "رقص"، "جوانی کی رات"، "جوانی کے ساز و برگ" "لذتِ گریہ"، "کہستانی دکن کی عورتیں"، "کل رات کو"، "شام رخصت"، "گنگا کے گھاٹ پر"، "چاند کے انتظار میں"، "ساون کے مہینے"، "روشنیاں"، "جہاں میں تھا"، وغیرہ ان کے حسین تصورات اور رنگین جذبات کی متحرک

Ardent lovers of
Sound and Music
always insist on
Gamma blanks
and Music-cassetes
of
MAHAVIR MELODIES
D-5-5, Jalnidhi, Bangur Nagar,
Goregaon (W) Bombay-400 090
Distributorship & Agency
open for Reputed Stockists.
Write Today

صوریریں ہیں۔ اسی طرح کی اور بھی نظمیں ہیں جن کے مطالعہ سے جوشؔ کے شاعرانہ مزاج و مذاق کا احساس ہوتا ہے اور ان کے فنی ادراک و شعور کی بالیدگی اور تجربات عمل کی پختگی کا پتہ چلتا ہے۔

جوشؔ کی نشاطیہ و طربیہ زندگی نے اُن کی رومانی شاعری کو متحرک کرنے اور سوز و گداز عطا کرنے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ اس کا ذکر انہوں نے اشارتاً اپنی کتاب "روحِ ادب" کے دیباچہ میں کیا ہے۔ جوشؔ کی شاعری میں جو رومانی کیف و کم اور جمالیاتی رنگ و نور کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ فطرتاً اور طبعاً رومان پسند شاعر تھے وہ ایک کامل مصورِ جمال تھے۔ اپنے محبوب کو مختلف زاویۂ نگاہ سے دیکھتے اور اپنی روح کو آسودگی عطا کرتے۔ ان کی نظمیں ان کے ذوقِ جمال کی بہر صورت عکاسی کرتی ہیں ان کا جمالیاتی شعور بالیدہ اور پختہ تھا۔

جوشؔ نے جذبات نگاری کے ساتھ ساتھ پیکر تراشی اور سراپا نگاری کو بھی بروئے عمل لایا ہے پیکر تراشی اور سراپا نگاری پر وہ فن کارانہ کمال رکھتے ہیں۔ وہ محبوب کے خد و خال، چال ڈھال، ناز و ادا اور عشوہ و غمزہ کی تصویر کشی ایک مصوّر اور صناع کی طرح کرتے ہیں۔ ایک نظم "جنگل کی شہزادی" ہے جس میں جوشؔ نے جنگل کی شہزادی کی دوشیزگی حسن و جمال اور حرکات و سکنات کی تصویر کشی اس طور پر کی ہے کہ اس کی متحرک تصویر پردہ سیمیں پر مچلتی اور سرکتی نظر آتی ہے۔

جوشؔ ایک کامل صنّاع تھے۔ وہ ایک ماہر مصوّر اور ہنر مند صنعت گر کی مناظر قدرت کی منظر کشی اور فضا آفرینی کرتے ہیں۔ ان کی منظری نظمیں کیا ہیں مناظرِ کائنات کی شادابیوں اور رعنائیوں کے محاکاتی جلوے ہیں۔ محاکات نگاری جوشؔ کا ایک خاص وصف اور کمال ہے۔ قدرت کے سرسبز و شاداب نظاروں اور لالہ زاروں سے جوشؔ نے اپنے حسین تصوّرات کی آبیاری کی ہے۔ جوشؔ نے مناظرِ کائنات کا مطالعہ چشم بصیرت سے کیا ہے۔ یہاں وہ ٹیگور کی فطرت پرستی سے متاثر نظر آتے ہیں۔ دوسری طرف کیٹس اور ورڈس ورتھ سے بہت متاثر نظر آتے ہیں۔ کیٹس کا خیال ہے کہ حسن ابدی مسرّت کا ایک وسیلہ ہے اور ورڈس ورتھ آغوشِ فطرت میں ہی سکون و راحت کا متلاشی ہے۔ جوشؔ نے بھی مناظرِ قدرت کی رعنائیوں اور نکہت و نور میں لطف و سرور کی تلاش کی ہے۔ اپنی کتاب "روحِ ادب" کو انہوں نے فطرت کے نام سے ہی معنون کیا ہے۔ اسی کتاب میں وہ "بہار" کی منظر کشی ایک دلکش اور سحر آفریں نثری پیرائے میں کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

"مارچ کا مہینہ ہے۔ بہار ابھی کم سن ہے ہوا خوشبو سے مست ہے، صبح کا وقت ہے، سرسبز باغ کا ایک گوشہ ہے۔ میں اس گوشہ میں بیٹھا شعر کہہ رہا ہوں۔ نازک نازک درخت اپنی پتلی پتلی شاخوں کا سایہ ڈال رہے ہیں۔ آفتاب کی شعاعیں کشمکش کرتی ہیں اور آ نہیں سکتیں۔ ہوا آہستہ آہستہ چل رہی ہے خوشبو کے وزن سے تیز چل نہیں سکتی۔ پتیاں رقص کر رہی ہیں اور دھیمی دھیمی آواز میں غزل سرا ہیں۔ پھول ہنس رہے ہیں اور کلیاں چٹک چٹک کر ساز بجا رہی ہیں۔

جوشؔ کی منظری نظموں میں "البیلی صبح" "ہماری سیر" "برسات کی چاندنی" "گھٹا" "شام کا رومان" "بہار کی ایک دوپہر" "یوم بہار" "بھری برسات کی روح" "سویرا" "گرمی اور دیہاتی بازار" "برسات کی پہلی گھٹا" وغیرہ ایک خاص مقام و اہمیت کی حامل ہیں۔

جوشؔ نے مناظرِ فطرت کو ذی روح اور پیکر مجسم کی صورت میں پیش کیا ہے جس سے ان کی نظموں میں لطف و سرور کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ جوشؔ نے ان نظموں میں صناعی اور فنکاری کی بیکراں ضیا پاشی کی ہے۔ ہر نظم ایک دلفریب کہکشاں معلوم ہوتی ہے۔ جس کی آبدار تنویروں سے شاعر و صناع کی شخصیت درخشاں نظر آتی ہے۔ جوشؔ الفاظ و بیان اور صنائع بدائع کے بادشاہ تھے۔ لہٰذا انہوں نے تشبیہات و استعارات سے نگینہ سازی اور مینا کاری کا خوب کام لیا ہے۔ جمالیاتی الفاظ و تراکیب کا استعمال جس قدر اور جس انداز سے جوشؔ نے کیا ہے شاید ہی کسی فنکار نے کیا ہو۔

بلاشبہ جوشؔ ایک کامل رومانی فنکار اور فطری صنّاع تھے جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

سلمیٰ جاوید

اس قدر پستی اس قدر غربت
دیکھتے کب ہیں اس کو اہلِ دوَل
دورِ تہذیب اور یہ نکبت
اس قدر پستی اس قدر غربت
وہی انساں کہ جس میں تھی نکہت
آج اس کا ہے کیا مقام و محل
اس قدر پستی اس قدر غربت
دیکھتے کب ہیں اس کو اہلِ دوَل

(پٹنہ)

تعلیم

تعلیم کا اہم مقصد انسان کو اپنی سوسائٹی میں کامیاب اور بامقصد ممبر بنانا ہے۔ تعلیم جو انساں میں ایسی صلاحیت پیدا نہ کر سکے کبھی مثبت اور بامقصد تعلیم نہیں کہی جا سکتی۔ ہر ملک کے کچھ اہم تقاضے اور حالات کے پیشِ نظر نصاب تعلیم میں مضامین اور موضوعات کا انتخاب کیا جاتا ہے جسے پڑھ کر بچہ اس طرح عمل پیرا ہو سکے کہ اس کا ہر عمل ملک و قوم کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔

ہمارا ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے جس میں مختلف تہذیب اور مذاہب کے لوگ بستے ہیں جہاں مختلف تیوہار ہوتے ہیں۔ مختلف مراسم کی ادائیگی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں مل جل کر رہنے کی طاقت، قوتِ برداشت اور دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار رکھنے کی صلاحیت پیدا کرنا ملک و قوم کا اہم تقاضہ ہے۔ اس کا حصول تاریخ، علم تمدن اور معاشرت کے مطالعہ سے کیا جاتا ہے۔ تاریخ درحقیقت پرانے واقعات اور حقائق کا ریکارڈ ہے۔ جیسی تبدیلی ملک کے ڈھانچہ میں ہوتی ہے اس کا اثر انسان کے ذہن، عادات، خیالات اور سماجی اقدار پر پڑتا ہے۔ کم و بیش تبدیلی ویسی ہی ہوتی ہے جیسی اس کے قبل کے دور میں ہو چکی ہے۔ اس لئے یہ کہاوت ہمیشہ صادق آتی ہے کہ تاریخ اپنے کو دہراتی ہے۔ اور یہی بہت ہے کہ ہم موجودہ دور کو گذشتہ حالات کے ذریعہ سمجھتے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ تاریخ تمدن اور معاشیات کے مضامین اس انداز سے پڑھائے جائیں جن سے سماجی قدروں کی وقعت وطن پرستی، بھائی چارگی، صلح پسندی، بنی نوع انسان کے محبت اور باہمی میل جول کے علمی مواقع اور حالات نمایاں رہیں۔ اگر تاریخ کو محض پرانے واقعات تاریخ کی صورت میں پڑھایا گیا تو ان مقاصد کا حصول ہو نہ سکے گا اور یہ مضامین ذہنی بالیدگی کا سبب نہیں بلکہ عارضی مسرت یا نفرت کا سبب بن کر رہ جائیں گے۔

تاریخ مختلف جنگ کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ لیکن جب یہ واقعات پڑھ لئے جاتے ہیں تو ان کا اصل مقصد معلم اور متعلم دونوں کے ذہن سے محو ہو جاتا ہے اور یہ لڑائی دو راجاؤں یا دو بادشاہوں کی باہمی جنگ بن کر رہ جاتی ہے۔ اور بجائے اس کے کہ اصل سبب پر زور دیا جائے جنگ کے وجوہ و حالات کا مکمل جائزہ لیا جائے۔ ضروریات ملک اور حالات کے تقاضوں سے بحث کی جائے حب الوطنی انسانی محبت اور عین جنگ کے دوران آپس کی دوستی کے جذبات ابھارے جائیں۔ یہ واقعات ہمیں ایک فریق کے خلاف جذبات پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ تاریخ کے ہر واقعہ میں ملک دوستی وطن پرستی بھائی چارگی، باہمی میل جول، قوتِ برداشت اور ملک کے غداروں کے خلاف نفرت کا جذبہ پوشیدہ ہے۔

صاب تعلیم

وجودہ حالات اور تقاضوں کی روشنی میں

ڈاکٹر ایس ایم موسوی

جذبات کو پیدا کر کے ہم مقاصد کا حصول بڑی حد تک کر سکتے ہیں۔ اور ایک اہم تقاضہ پورا ہو سکتا ہے۔

ملک جن حالات سے گذر رہا ہے اس میں بے روزگاری ایک نمایاں چیز ہے۔ تعلیم اور نصاب تعلیم کے سامنے بے روزگاری سے نپٹنا وقت کا ایک اہم تقاضہ ہے۔ سرکار نے اس کے پیش نظر تعلیم کو زیادہ کار آمد بنانے کی کوشش کی ہے اور سائنس کو تقریباً ہر درجہ میں ثانوی تعلیم تک لازمی قرار دیا ہے۔ یہ قدم بہت حد تک کار آمد ہے لیکن بے روزگاری کی عام اور خطرناک وبا سے نپٹنے کے لئے اب بھی کمزور ہے یہ بات ظاہر ہے کہ ٹیکنیکل تعلیم کی بنیاد سائنس ہے۔ سائنس وقت کی اہم ضرورت ہے لیکن محض سائنس کے بنیادی اصول سیکھ لینے سے عملی اہلیت حاصل نہیں ہوتی۔ ضرورت ہے کہ سائنسی اصول پر مبنی پیشہ ورانہ تعلیم بھی ہر درجہ میں تدریجی طور پر پڑھائی جائے۔ یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ پیشہ کا تعلق بچہ کے رجحان سے ہوتا ہے۔ ایک بڑھئی جو ہر بنائی چیز میں خوبصورتی اور جاذب نظری کا خیال رکھتا ہے، لازمی طور پر سائنس کے بنیادی اصولوں پر قادر نہیں ہوتا۔ یہ ہنر اس نے اپنے رجحان اور مشق سے سیکھا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی پیشے کے حصول میں رجحان اور مشق لازمی چیز ہے۔ موجودہ نصاب تعلیم میں پیشہ ورانہ نصاب کا شامل کیا جانا اور وقفہ وقفہ سے طالب علموں کے رجحان کا جاننا اور رجحان کے تحت تدریجی تعلیم دینا بڑی حد تک اس تقاضہ کو پورا کر سکتا ہے۔

موجودہ دور میں طلبہ کا انتشار انتہائی خطرناک صورت حال کا حامل ہے۔ یہ انتشار ہندوستان گیر نہیں عالم گیر ہے۔ یہ بڑی تشویش ناک صورت حال ہے۔ طلبہ میں انتشار پیدا ہونے کے بہت سے وجوہ ہیں جن میں سے دو زیادہ اہم کہے جا سکتے ہیں۔ ایک حصہ غیر اطمینانی صورت حال ہے جس سے بچہ ہر وقت دوچار رہتا ہے۔ طالب علم سب کچھ پڑھنے کے باوجود مطمئن نہیں اور اپنے اس انتشار کو تخریبی کارروائیوں کے ذریعہ آسودہ کرنا ہے۔ یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ آخر بچہ کیوں پڑھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے باوجود مطمئن نہیں ہے اس کے جواب میں سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جو علم وہ حاصل کر رہا ہے وہ روایتی طور پر علم تو ہے لیکن اس سے بچہ کو یہ اطمینان نہیں ہے کہ اس کے سہارے وہ کسب معاش حاصل کر سکے گا دوسرے یہ کہ یہ علم اُسے اخلاقی بنیادوں پر نہیں ملتا۔ اسی حالت میں بچہ تخریبی کارروائیوں کے سہارے اپنے کو ممتاز کر کے حصول مقاصد کی کوشش کرتا ہے۔ اور سوسائٹی میں اپنی منفی قدر کے ذریعہ اہمیت برقرار رکھتا ہے۔ اس طرح سے احساسِ کمتری پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔

دوسری اہم وجہ سوسائٹی کی سماجی ضرورتوں اور افراد کی اقتصادی حالت میں پایا جانے والا تفاوت ہے جب انسانی ضرورت اقتصادی کشمکش سے ٹکراتی ہے تو ذہنوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ جاتی ہے جہاں پر انسان کی انا مغلوب یا ملوث ہو وہاں غصہ آنا اور نفسیاتی بچاؤ کی ضرورت اختیار کرنا ناگزیر ہوتا ہے۔ دوسری لفظوں میں انسان جب احساس کمتری سے دوچار ہو جاتا ہے تو نفسیاتی طور پر بچاؤ یا دفاع کرتا ہے۔ یہی وہ صورت حال ہے جس کے دباؤ کے تحت آج کل نوجوان ان علمی اور سماجی اقدار کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں اور اپنے والدین کے اپنائے ہوئے سماجی اقدار سے بغاوت کر رہے ہیں اور اس انداز کو ماہرین تعلیم و عمرانیات جنریشن گیپ کا نام دے رہے ہیں۔ یہ صورت حال از خود طالب علم اور افراد میں غیر اطمینانی حالت پیدا کرتی ہے اور انتشار کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ موجودہ نصاب تعلیم میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ تعلیم بچہ کو خود کفیل بنا سکے اور اس کے ساتھ اس کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ ہر دورِ تعلیم میں اخلاقی تعلیم کا بھرپور انتظام اور نصاب ہو اور یہ تعلیم زبانی نہیں بلکہ باقاعدہ عملی طور پر دی جائے جس کے لئے لازمی کیمپ قرار دئے جائیں تاکہ بچہ عملی طور پر تدریسی طریقہ سے اخلاقی تعلیم حاصل کر سکے۔ گاندھی جی نے بنیادی تعلیم میں ساری کا محور ایک CRAFT اسی نظریہ کے تحت رکھا تھا کہ بچہ ایک منزل پر پہونچ کر خود کفیل ہو سکے اور ساتھ ہی ساتھ اخلاقی تعلیم بھی حاصل کرتا رہے۔ جب تک ہمارا نصاب تعلیم طالب علموں کی ضروریات اور اخلاقی تعلیم کے خلاف تقاضہ کو پورا نہ کرے گا ان میں ایک قسم کا ہیجان پایا جاتا رہے گا۔

ہمارے ملک نے تعلیم کے میدان میں نمایاں ترقی کی ہے اور ریاستی سرکاریں ترقی کی شاہراہ پر تیزی سے آگے بڑھا رہی ہے۔ پرانے فرسودہ ڈھانچہ کو بدل کر تعلیم کے لئے نئے ڈھانچہ کی تشکیل ہوئی ہے نصاب بدلا گیا ہے۔ حالات کے پیش نظر اور تبدیلی بھی متوقع ہے۔

بنیادی طور پر ہم 3 RS لکھنا پڑھنا اور حساب کی تعلیم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ یہ ہماری روزمرہ کی زندگی کو مفلوج کر دے گا۔ اسی کے ساتھ نصاب میں پیشہ ورانہ تعلیم کو لازمی قرار دینا ہوگا اور طلبہ کے رجحان کا جائزہ لے کر پیشہ کی تدریسی تعلیم دینا ہوگی تب ہی ہم موجودہ تقاضوں اور حالات کے پیشِ نظر تعلیم کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکیں گے۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

ڈاکٹر ایس، ایم، موسوی
شبلی نیشنل ڈگری کالج اعظم گڈھ

کے لیے ترسیل زر کا پتہ
چیف ایڈیٹر
آکاشوانی گروپ آف جرنلز، آل انڈیا ریڈیو
II فلور، پی ٹی آئی بلڈنگ، سنسد مارگ ـــــ نئی دہلی، ۱۱۰۰۰۱

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی

فضل تابش

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کا دائرہ کار اردو ادب کے فروغ اور تحفظ تک محدود ہے۔ اردو اکیڈمی ایسے تمام کام کرنے کی مجاز ہے جو اردو ادب کے فروغ اور تحفظ میں معاون ہوں۔

لیکن جب بھی کسی اردو اکیڈمی کے بارے میں بات کی جاتی ہے فوراً ہی اردو زبان کی تعلیم اور بقا کا سوال اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس سوال کو ٹالا بھی نہیں جا سکتا کہ اردو کسی مخصوص علاقے کی زبان نہ ہونے کے سبب علاقائی زبانوں کو ملنے والی مراعات سے محروم ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اردو زبان کی تعلیم کا رشتہ معاشیات سے اس طرح جڑا ہوا نہیں ہے جیسا کہ علاقائی زبانوں یا قومی زبان کے معاملے ہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبا کے والدین میں اردو کی تعلیم دلانے کے لئے کوئی خاص لگن نہیں ہوتی لیکن یہ نازک اور گمبھیر مسئلہ اکیڈمیوں کے بوتے کا نہیں۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے صوبائی اور مرکزی سرکاروں کو چیتنایا جانا ضروری ہے پھر بھی یہ مسئلہ اکیڈمیوں سے اس سرگرمی سے جوڑ دیا جاتا ہے کہ اردو اکیڈمیوں کا جو واقعی مسئلہ ہے اس کی طرف کہیں بھی اور کوئی بھی توجہ نہیں دیتا۔ اردو ادب کا تحفظ اور فروغ بہت آسان اور سیدھا سادا معاملہ نہیں ہے کسی بھی زبان کے ادب میں ہمیشہ ہی ایک پاپولر رویّہ ہوتا ہے۔ یہ پاپولر رویّہ نہ صرف سنجیدہ علمی اور تحقیقی رویّے کی ضد ہوتا ہے بلکہ اسے ایک خاص قسم کی سرپرستی بھی حاصل رہتی ہے۔ اس رویّے کو بڑھاوا دینے میں منافع خور پبلشر اور دیگر ادارے زور و شور سے عمل پیرا رہتے ہیں۔ اس رویّہ کی دلچسپ مثالوں کا سرسری جائزہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اردو میں تنقیدی کتابوں کی اشاعت ایسا ہی دلچسپ معاملہ ہے۔ تنقید کی دو تین ہزار کتابیں سال بھر میں بہ آسانی فروخت ہو جاتی ہیں کہ کالجوں میں اس کی کھپت ہے۔ کالج کے اساتذہ اپنے کلاس میں نوٹس لکھتے ہیں اور پبلشر فوراً یہ کتابیں چھاپ دیتے ہیں اور مؤلف پر احسان فرماتے ہوئے اس کی رائیلٹی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ اسی لئے اردو جاسوسی کتابوں کے بعد سب سے زیادہ یہی کتابیں چھاپی جاتی ہیں۔ یہ پبلشر تخلیقی ادب سے دور بھاگتے ہیں کہ ان کی کھپت کم ہوتی ہے اور ایک ہزار کا ایڈیشن مشکل سے فروخت ہوتا ہے۔

اسٹیج ڈراموں کو اسٹیج کرنا بھی ایک گھاٹے کا سودا ہے اور چاہنے کے باوجود لوگ اس کام کو اسلئے نہیں کر پاتے کہ کہیں سے امداد کی صورت نظر نہیں آتی اور نقصان لازمی ہوتا ہے اور اسی لئے اردو ڈرامہ اسٹیج کی بجائے کتابی ہوتا جا رہا ہے۔

مشاعروں کی صورتِ حال بھی ایسی ہی ہے مشاعرہ کرانے والی انجمنیں یا افراد گلے باز شعراء، شاعرات اور پیشہ ور ناظموں کو بلا کر سطحی لذت اندوزی کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ایسے مشاعروں میں اول تو سنجیدہ اور بہتر شعراء کو مدعو ہی نہیں کیا جاتا اور اگر دھوکے سے بلا لیا جائے تو وہ بے چارے ہلکی پھلکی غزل سے آگے نہیں بڑھتے اور نظم سنانے کی تو ہمت ہی نہیں کر پاتے۔ ایسے مشاعروں سے نظم دھیرے دھیرے سنانے کے بجائے کتاب یا رسالے میں پڑھنے پڑھانے کی صنف بنتی جا رہی ہے۔

اس صورت میں یہ لازمی محسوس ہوتا ہے کہ اکیڈمیاں اگر ادب کو فروغ دینا چاہتی ہیں تو لازمی ہے کہ وہ اس پاپولر رویّے کے خلاف کام کریں۔

یہ حقیقت ہے کہ ہم پاپولر رویّے کو روک نہیں سکتے یعنی منافع خوری ختم نہیں ہو سکتی لیکن یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ اس رویّے کے خلاف ایسے کام کریں جو کم سے کم ایک صف آرائی کی صورتِ حال پیدا کر سکیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے نجی اشاعتی اداروں کے مقابلے میں بہتر کتابیں چھاپیں، تنقید سے زیادہ تخلیق پر توجہ دیں اور مصنفین کو معقول رائیلٹی دی جائے۔ کتابوں کی فروخت کی ایسی پالیسی بنائیں کہ وہ نجی اداروں کا مقابلہ کر سکیں، مشاعرے عام ڈگر سے ہٹ کر کرانے اور کرنے کی کوشش کی جائے، نظم کی نشستیں منعقد کی جائیں، ڈرامے اسٹیج کرنے کی کوشش کی جائے اور ڈرامے کرنے والی انجمنوں کو مالی امداد دیں۔ غزل گانے کی ایسی تقاریب کی جائیں کہ کم ٹکٹ پر زیادہ سے زیادہ لوگ لطف اٹھا سکیں ساتھ ہی ساتھ نئے گلوکاروں کو بھی روشناس کرایا جائے۔

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کے اراکین نے انہیں تمام مسائل پر غور کرنے کے بعد ۱۹۸۱ء سے عمل شروع کیا ہے ۱۹۸۰ء تک اکاڈمی کا بجٹ چند ہزار سالانہ سے آگے نہیں بڑھ سکا تھا۔ ارجن سنگھ سرکار کے زمانے میں پہلے یہ بجٹ پانچ لاکھ کیا گیا اور اس سال ساڑھے چھ لاکھ کیا گیا ہے۔ بڑھتے ہوئے بجٹ کے سبب ہی اکیڈمی کچھ کام کرنے کے لائق ہو سکی ہے جو کام کئے جا رہے ہیں ان کا مختصراً ذکر کرنا ضروری ہے۔

کتابوں کی اشاعت اور امداد

اردو اکیڈمی ہر سال صوبے کے اردو فنکاروں کی چھ سات کتابیں شائع کرتی ہے اور ۱۳ اور ۱۴ کتابوں کو اشاعت کے لئے امداد دیتی ہے۔ ان کتابوں میں تخلیقی اصناف زیادہ رہتی ہیں، جو کتابیں چھاپی جاتی ہیں ان پر مصنف کو ۲۰٪ رائیلٹی دی جاتی ہے جس کا نصف کتاب چھپتے ہی دے دیا جاتا ہے۔

ڈرامہ فیسٹول

ہر سال اکیڈمی کی طرف سے چالیس پینتالیس دن کا ایک ڈرامہ کیمپ لگا کر دو یا تین اردو ڈرامے تیار کرا کے اسٹیج کئے جاتے ہیں۔

ی نشستیں

ہر سال دس بارہ نظم گو شعراء کو دعوت دی جاتی ہے
ب مدعوئین کے سامنے آدھے گھنٹے تک ہر ایک
ے نظم سنانے کو کہا جاتا ہے۔ یہ تقاریب ابھی تک
میاب رہی ہیں۔ ان تقاریب میں سامعین نظم
پر شاعر سے بات چیت بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح
شستیں بھی ہوتی ہیں جن میں طنزیہ نظم اور مضامین
ے جاتے ہیں

رفتگاں

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی میں ہر سال صوبے
ی ایسے اہم اردو فنکار کی یاد منائی جاتی ہے جس نے
وب کی تخلیق میں قابلِ ذکر خدمات انجام دی ہوں
ب وہ ہمارے بیچ نہیں ہے۔ اس سلسلے میں
ن روزہ تقاریب کی جاتی ہیں۔ ان تقاریب
علقہ اردو فنکار سے متعلق سیمینار لازمی ہوتا
تھ ہی یہ کوشش بھی کی جاتی ہے کہ متعلق
ر کی تخلیقات بھی کتابی صورت میں پیش کی جا
ں۔

اعزاز

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی نے ۱۹۸۰ء کے
ے لمبی لگاتار اور قابلِ قدر خدمات کے لیے دو
دینا طے کیا ہے۔ یہ اعزاز صرف تخلیقی خدمات
پیش نظر دیے جاتے ہیں۔ ان میں ایک اعزاز کا
میر تقی میر کل ہند اعزاز" ہے۔ اس اعزاز کی صورت
گیارہ ہزار روپے اور پلیک پیش کئے جاتے ہیں
ک پورے ملک میں میر تقی میر اعزاز سب سے
عزاز ہے۔ اس کے ساتھ پانچ ہزار روپے کا
میر خاں سحر صہبائی اعزاز بھی ہے۔ ابھی تک
احمد عباس اور سردار جعفری کو میر تقی میر
ہند اعزاز اور شعری بھوپالی اور کیف بھوپالی
ان کو سراج میر خاں سحر صہبائی اعزاز دئے
ے ہیں۔

نعامات

صوبے کے فن کاروں کی کتابوں پر ڈھائی
ی ہزار روپئے کے پانچ انعامات، فکشن، ڈرامہ،
عری، تنقید اور بچوں کے ادب پر اسی سال شروع
ے گئے ہیں۔ اس سے پہلے اکیڈمی گیارہ گیارہ سو
پے کی دو انعامات دیا کرتی تھی۔

(آل انڈیا ریڈیو رام پور سے نشر)

دل میں اک درد سا اٹھا ہے ابھی

ڈاکٹر ندیم الرحمٰن خاں

اس شعر میں شاعر نے دل اور درد کی نسبت سے یقیناً بڑے پتہ کی بات کہی ہے دردِ دل کے تعلق ہمارے شاعروں کی خیال آرائیاں ہمارے ڈاکٹروں اور طبیبوں سے مختلف نہیں ہیں۔ میر تقی میر فرماتے ہیں۔

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا

دردِ دل یا دل کا عارضہ یقیناً بڑا خطرناک عارضہ ہوتا ہے۔ ابتدا میں ہلکے ہلکے طور پر اٹھنے والا دل کا درد علاج نہ کرنے پر آگے چل کر آہستہ آہستہ نہایت خطرناک صورت حال اختیار کر لیتا ہے۔ اس لیے چاہیے کہ ہم اس دردِ دل کے تعلق سے غفلت نہ برتیں، اسے معمولی نہ سمجھیں بلکہ جیسے ہی درد کے آثار پیدا ہوں فوراً کسی معتبر ڈاکٹر سے رجوع کر لینا چاہیے۔

دردِ دل یا عارضۂ قلب کی نشانیاں علامتیں اور کیفیتیں مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ سینے میں درد کا شروع ہونا دل کی بیماری کی واضح اور اہم علامت ہے۔ اس لیے جونہی سینے میں درد سا محسوس ہونے لگے اس کی طرف فوراً توجہ دی جانی چاہیے اور اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ سینہ میں درد کہاں ہو رہا ہے اور کتنی دیر سے ہو رہا ہے اس درد کی نوعیت اور کیفیت اپنے ڈاکٹر سے صاف صاف اور واضح طور پر بتانی چاہئیے۔ جن دل کی بیماریوں میں سینے میں شدید قسم کا درد محسوس ہوتا ہے وہ ہیں (۱)

1 _ AN.GINA PECTORIS
2 - ACUTE CORONIR INSAFISIANCY
3 - MYO CARDIAL INFARCTION

ANGINA PECTORIS -1
ایک خاص قسم کی دل کی بیماری ہوتی ہے جس میں سینے کے درمیانی حصہ میں درد محسوس ہوتا ہے۔ کبھی کبھی یہ درد سینے کے ساتھ ساتھ محسوس ہوتا ہے ANGINA کا درد مختلف درجوں میں اور مختلف قسم کی جسمانی اذیتوں سے پیدا ہوتا ہے اور معمولی وقفہ تک رہتا ہے۔ اس درد کے محسوس ہوتے ہی احتیاطاً جسمانی اذیت سے حتی الامکان گریز کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔

عام طور پر تیزی سے چلتے وقت یا بلندی یا اونچائی پر چڑھتے وقت یا تیز ہوا میں ہوا کی مخالف سمت چلتے وقت خاص طور پر سرد موسم میں اس درد کے اٹھنے کے قوی امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جوش یا روانی میں سانس بھر آنے سے بھی دن میں یہ درد اٹھ سکتا ہے اس درد سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کچھ دیر سکون و آرام کے ساتھ لیٹ جانے سے اور جوش غصہ یا تیزی جذبات پر قابو پانے سے یہ درد خود بخود کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس درد کے اٹھنے پر سینہ میں عجیب قسم کا بھاری پن یا دباؤ سا محسوس ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس درد کو دور کرنے کے لیے مخصوص دواؤں کا استعمال بھی کرنا پڑتا ہے۔

دل کی دوسری بیماری جسے ACUTE CORO NARY INSAFICY کہتے ہیں ایک مہلک قسم کا مرض ہے۔ اس میں ہی کی طرح درد اٹھتا ہے لیکن اس کی میعاد زیادہ دیر تک رہتی ہے۔ دل کو کافی مقدار میں خون نہ ملنے کے باعث اس قسم کا درد اٹھتا ہے۔

جسم میں خون کی کمی یعنی ANEMIA یا خون کی چھوٹی سی نالی میں خون کے جم جانے سے یا حرکتِ دل کی رفتار بڑھ جانے سے دل کو اس درد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

دل کی تیسری اور سب سے زیادہ مہلک بیماری کا نام MYOCARDIAL INFARCTION ہے جسے عام طور پر ہارٹ اٹیک کہا جاتا ہے اس بیماری میں خون کی شریان بند ہو جانے کی وجہ سے ایک شدید قسم کا درد محسوس ہوتا ہے۔ یہ درد بیٹھے بیٹھے آرام کی حالت میں یا پھر نیند کے دوران بھی لاحق ہو سکتا

شدت اختیار کرلینے پر جان لیوا ثابت ہوتا ہے اور شدتِ درد کی وجہ سے مریض شاک کی کیفیت میں چلا جاتا ہے۔ اس کے چہرے کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے۔ نبض کی رفتار سست ہوجاتی ہے جس سے پسینہ بہنے لگتا ہے خون کا دباؤ کم ہوجاتا ہے۔ متواتر چکر آنے لگتے ہیں اور قے کا سلسلہ بھی شروع ہوجاتا ہے۔ اس کے تعلق سے اگر ڈاکٹروں سے فوراً رجوع نہ کیا گیا تو موت واقع ہوسکتی ہے

دل کی یہ بیماریاں یقیناً بڑی تشویش ناک ہوتی ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ سینے کا ہر درد، دل کا درد نہیں ہوتا۔ دیگر وجوہات کی بنا پر بھی سینہ میں تکلیف محسوس ہوسکتی ہے مثلاً PLEARISY, NEURALGIA MYALGIA, RHEUMATIC وغیرہ۔

ان تمام بیماریوں میں سینہ میں شدید درد محسوس ہوتا ہے اور اپنی بدگمانی، غلط فہمی اور شک شکوک کی بنا پر ہم خود اپنی صحت کے دشمن ہوجاتے ہیں۔

اس لئے سینے میں اٹھتے ہوئے ہر درد کو درد مانِ کر اپنے آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہیے۔

دل کی بیماریوں کی پہچان یا شناخت کے لیے بہترین قسم کے آلات ہمارے پاس موجود ہیں E C G سے ہم دل کے اس حصے کو بآسانی شناخت کرسکتے ہیں۔ جہاں خون کی نالی بند ہوجانے سے آکسیجن کی رسائی نہیں ہوپاتی۔ ان آلات سے درد کی جگہ معلوم کرکے تیر بہدف قسم کا علاج اچھی طرح کیا جاسکتا ہے۔

دل چونکہ ہمارے جسم کا ایک اہم عضو ہے۔ ہمیں اس کی تندرستی اور توانائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے ایسی تمام باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے جو دل کی کمزوری کا باعث ہوتی ہیں۔ حرص و ہوس اور غم و غصہ کی آلودگیاں عام طور پر دل کو کمزور کردیتی ہیں۔ اندھا دھند عیش کوشی، شراب نوشی اور سگریٹ یا چرٹ کے دھویں سے کھیلنے کا شوق دل کو جلا کر خاک کردیتا ہے۔ علاوہ ازیں نشہ آور اشیا اور مرغن غذاؤں کا استعمال بھی امراضِ دل کا باعث بن جاتا ہے۔ یہ چیزیں ابتدا میں تو خوشی راحت، کیف و سرور کا سامان مہیا کرتی ہیں مگر ان کے مضر اثرات دل کی تباہی کی منزلوں سے قریب کردیتے ہیں۔

آج کے تہذیب و تمدن کے فروغ والے دور میں اسبابِ عیش و عشرت کی فراوانی، ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی حرص و ہوس۔ حصولِ روزگار کی اکتا دینے والی یکسانیت سے جسمِ انسانی میں خون کا دباؤ اور اعصابی تناؤ بڑھنے لگتا ہے۔ اس تناؤ TENSION سے دل اور دماغ مختلف قسم کی بیماریوں اور خرابیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔

مشہور مقولہ ہے کہ "احتیاط علاج سے بہتر ہے" اس لیے جہاں تک ہوسکے دل کی بیماریوں کے معاملے میں پہلے ہی سے احتیاط برتنی چاہیے۔ دل کی صحت اور توانائی کا دار و مدار محض دواؤں پر نہیں بلکہ احتیاطی تدابیر پر ہوتا ہے۔ خاص طور پر خون کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی روک تھام بے حد ضروری ہے۔ دل کو صحیح سلامت رکھنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں دباؤ اور اعصابی تناؤ کی فضا سے دور رہیں۔ ہلکی زود ہضم اور طاقت بخش غذاؤں کا استعمال کریں۔ زیادہ سے زیادہ پیدل چلنے کی عادت ڈالیں۔ صبح کو سیر کو اپنا معمول بنائیں۔ غصہ، خفگی اور ہمیشہ سوچتے رہنے کی بری خصلتوں سے کنارہ کش رہیں۔ دسترخوان کی مرغن غذائیں، شراب نوشی اور اسموکنگ عام طور پر دل کی منحوس بیماریوں کا سبب بنتی ہیں اس لیے ان سے جتنا پرہیز کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

اگر الجھنوں سے بچنے، تناؤ سے گریز کرنے، غم و غصہ سے دور رہنے اور بری عادتوں کو چھوڑنے کی کوشش نہ کی گئی تو دردِ دل مقدر ہو کر رہے گا اور یہی کہنا پڑے گا

دل میں اک درد سا اٹھا ہے ابھی
منزلِ غم کی ابتدا ہے ابھی

(ناگپور سے نشر)

ڈاکٹر ندیم الرحمٰن خاں
۱۱، اسٹار کی ٹاؤن، ناگپور

اِرم عمرپوری

وہ ایک شخص خدا جانے اب کہاں ہوگا
جہاں بھی ہوگا مرے غم کا ترجماں ہوگا

مجھے جو دے گا نئی رنجشوں کے زخم نئے
وہ ایک لمحۂ غم کتنا شادماں ہوگا

سحر طراز اجالوں کے زخم مہکیں گے
اس انجمن میں چراغوں کا امتحاں ہوگا

کسے خبر تھی کہ جب ڈھونڈنے چلیں گے اسے
نہ کوئی سمت نہ منزل نہ کارواں ہوگا

لگی ہے آنچ کہاں درد کی ابھی دل کو
ابھی تو اور سلگ کر دھواں دھواں ہوگا

کبھی تو ٹوٹے گا گہرا جمود صدیوں کا
کوئی تو لمحہ زمانے پہ مہرباں ہوگا

ستم گروں کے ستم سے کہاں بچوگے ارم
زمین چھوڑ بھی بھاگے تو آسماں ہوگا

(اردو مجلس سے نشر)

لوک ادب کا ایک کردار

دُنیا کے ہر ملک اور ہر قوم کی روایات میں قصوں اور کہانیوں کو بڑا دخل رہا ہے۔ ابتدا میں یہ قصے کہانیاں پتھروں اور چٹانوں اور بڑی بڑی سلوں پر سنگ تراشی کے مختلف نمونوں کی شکل میں معرضِ وجود میں آئیں اور آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ ہوگئیں۔ جب انسان نے لکھنا پڑھنا سیکھا تو پتھروں پر تراشی گئی ان کہانیوں نے الفاظ کا جامہ پہن لیا اور آئندہ نسلوں کے لیے کتابی شکل میں محفوظ ہوگئیں۔ چنانچہ لوگوں نے ضرورتاً ان کہانیوں میں ایسے کرداروں کو جگہ دی جو اپنی انفرادی خصوصیات کی وجہ سے لوگوں کو بھاتے گئے۔ اور ان کے حافظے پر امٹ چھاپ چھوڑ گئے۔ اگلے زمانوں میں تو کہانی سننا یا کہانیاں سننا تفریح کا واحد ذریعہ تھا۔ انھیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے میں داستان گو کا خاص کردار رہا ہے۔ آج جب کہ ہمارے پاس تفریح کے بہت ذرائع ہیں، گانوں کے کیسٹوں کی ہی طرح الف لیلیٰ یا دوسری کہانیوں کے کیسٹ بھی اچھی خاصی تعداد میں فروخت ہوتے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کہانیوں کے ساتھ آج بھی لوگوں کی دلچسپی برابر قائم ہے۔

ان کہانیوں کے موضوع عشقیہ بھی ہوتے ہیں، رزمیہ بھی اور طربیہ بھی۔ حسن و عشق کی داستانوں کو ہر دور میں مثنویوں کی شکل میں ہمارے شعراء نے قلم بند کیا اور انہیں دلچسپ بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ منظوم داستانوں کے کرداروں ہی کی طرح نثری کہانیوں کے مرکزی کردار بھی لوگوں میں اس قدر مقبول ہوئے کہ ان کا نام سنتے ہی ہمارے ذہنوں میں ان کا سراپا ابھر آتا ہے۔ یہ کردار ایک علامت بن گئے۔ آج جس لوک کردار کی ہم بات کر رہے ہیں اس کا نام سنتے ہی ہمارے ذہن میں ایک ایسے شخص کی تصویر ابھرتی ہے جو نہایت ہی چالاک ہے۔ لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لیے طرح طرح کی اور جھوٹ موٹ کی کہانیاں گڑھتا رہتا ہے۔ چھل کپٹ سے کام لیتا ہے۔ لوگوں کو ٹھگتا رہتا ہے۔ کمال کا جلسازہے۔ آپ اس کردار کو یقیناً پہچان گئے ہوں گے۔ جی ہاں ــــ میں شب رنگ کا ذکر کر رہا ہوں۔ ہماری کئی لوک کہانیوں میں یہ کئی روپ دھارتا ہے۔ یہ اگرچہ کوئی تاریخی کردار نہیں اس کے

نب رنگ

محمد احمد اندرابی

...میں مشہور ہے کہ چیل کے گھونسلے سے اس نے انڈے چرائے ہیں۔ ...ممکن نہ سہی بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ درخت پر چڑھتے ...ے آدمی کے یہ نہایت صفائی سے کپڑے اتار لیتا ہے۔ اور دیکھتے ...تے وہ برہنہ ہو جاتا ہے۔

یہاں پر یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ انہی خصوصیات کا حامل ایک ...ر وسط ایشیا کی لوک کہانیوں میں بھی موجود ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے ...ہمارے یہاں یہ کردار دراصل وہیں سے آیا ہے۔ یہ ممکن ہے بھی کیونکہ ...ک کہانیوں یا لوک کرداروں کی کوئی سرحد نہیں۔ ہر ملک اور ہر ...ن کی لوک کہانیوں میں اجتماعی سوچ ملتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ان ...میں اس حد تک مماثلت ہوتی ہے کہ کہانی کا کچھ حصہ سننے یا پڑھنے کے بعد ...ی دنگ رہ جاتا ہے کہ یہ سب کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ لوک کردار ...ی انسانی فطرت اور تمام تر جبلتوں کے مظہر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ...ے کہ فرضی ہوتے ہوئے بھی یہ کردار ہمیں اپنی روزمرہ زندگی میں ہر جگہ ...نئے روپ دھارتے موجود نظر آتے ہیں۔

ایک کشمیری لوک کہانی میں اس علامتی کردار نے لوگوں ...کو بنایا ہے اور کیا ادھم مچائی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک عورت ودھوا ہو گئی۔ اس کا کوئی سہارا ...تھا اس پر مصیبت کہ خاوند دو جوان بیٹیاں چھوڑ گیا۔ جو کچھ ...کچھ دن میں ختم ہو گیا۔ نوبت فاقوں تک آ گئی۔ پر بڑھیا چالاک ...ی بیٹیوں سے کہا کہ میرا ساتھ دو۔ ہم بھوکوں نہیں مریں گے۔ ...دھر ادھر تاک جھانک کی اور دیکھا کہ ایک سڑک پر ایک اندھا ...بھکاری بیٹھا رہتا ہے اسے کافی پیسے مل جاتے ہیں جو وہ اپنی پوٹلی ...میں رکھ لیتا ہے اور اسے اپنے سے کبھی بھی الگ نہیں کرتا۔ پھر کیا ...تھا۔ بڑھیا اپنی بیٹیوں کو ساتھ لے گئی اور اندھے کے سامنے ...رونے لگی۔ انھیں روتے دیکھ کر کچھ راہ گیر رک گئے اور اس سے ...سبب دریافت کیا۔ بڑھیا نے کہا۔ کیا بتاؤں۔ شرم کی بات ہے ...یہ میرا خاوند ہے۔ ہم اسے گھر چلنے کو کہتے ہیں یہ مانتا ہی نہیں۔ ...اندھا چلایا — "میری کوئی بیوی نہیں۔ بیٹی نہیں"۔ بڑھیا دھاڑ ...مارنے لگی۔ "دیکھا آپ نے — اسی لیے تو اپنے نصیبوں کو رو رہی ہوں"۔ دو چار آدمیوں نے اندھے کو اٹھایا اور اسے بڑھیا کے ساتھ جانے کو کہا۔ کچھ دن تو یہ لوگ ٹھیک سے رہے۔ ایک دن بڑھیا نے اندھے سے کہا۔ "کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ گھر میں دو جوان بیٹیاں بن بیاہے بیٹھی ہیں"۔ اندھے نے کہا۔ "میں پیسے ویسے کچھ نہیں دوں گا"۔ بڑھیا نے کہا۔ "تم پیسوں کی فکر مت کرو"۔ گھر میں مرد کا ہونا ضروری ہے۔ تم میرے ساتھ چلو کپڑے بدل لو ہم ان کے کچھ کپڑے خرید لیں گے۔" اسی اثنا میں بڑھیا نے اس کی پوٹلی اڑا لی اور اسے ساتھ لے کر ایک دکان سے کپڑا خریدا۔ اندھے سے کہا "تم یہیں ٹھہرو میں یہ کپڑا بیٹیوں کو دکھاتی ہوں تاکہ کل ناپسند نہ کریں"۔ تجویز معقول تھی۔ بڑھیا کب واپس آتی۔ دکاندار اور اندھا آپس میں پہلے تو لڑے پھر ہاتھ ملتے رہ گئے۔ بڑھیا نے دونوں بیٹیوں کی شادی کر ڈالی۔ کچھ مدت تک گزارہ کرتی رہی جب پونجی ختم ہو گئی تو پھر تاک جھانک شروع کی۔ اسے پتہ چلا کہ حال ہی میں ایک مال دار لڑکی کی ماں مری ہے۔ پھر کیا تھا روتے دھوتے اس کے پاس پہنچی۔ لڑکی نے اسے چپ کرایا تو بڑھیا نے کہا کہ "میں تمہاری خالہ ہوں۔ جب میری بہنا تھی تو تب یہاں ایک بار آئی تھی۔ اب میں نصیبوں جلی آئی ہوں تو وہ نہیں ہے۔ خیر اب تم فکر مت کرو میں آ گئی ہوں"۔ بڑھیا اس لڑکی کے گہنے ٹھکانے لگانے کی فکر میں لگ گئی۔ شہر کے ایک صراف کے پاس گئی اور اسے اپنے جال میں پھنسایا۔ گھر آئی تو لڑکی سے کہا کہ "شہر میں میرا رشتے کا ایک لڑکا ہے، میں تمہاری شادی اس کے ساتھ کروں گی۔ چلو گہنے پہن لو اور میرے ساتھ چلو"۔ وہ بچاری بھی اس کے جال میں آ گئی۔ وہاں پہنچ کر اس سے کہا گہنے مجھے دے دو کہیں کوئی آفت نہ آ جائے"۔ صراف کو اوپر بھیجا اور خود اس کی دکان کی صفائی شروع کر دی۔ اسی اثنا میں ایک دھوبی کو دکان کی طرف آتے دیکھا تو اسے پیسے دیئے اور کہا کہ صراف اوپر ہے۔ مہمان آئے ہیں۔ گوشت لا دو — دھوبی کپڑوں کی گٹھڑی دکان پر رکھ کر بازار چلا گیا۔ ابھی پر ہی تول رہی تھی کہ ایک سوار کو دکان کی طرف آتے دیکھا۔ بس رونا شروع کر دیا۔ اس نے سبب پوچھا تو کہا کہ ہم دھوبی ہیں۔ گھاٹ پر کپڑے دھو رہے تھے۔ میرے خاوند کو چکر آ گیا۔ وہ وہیں بے ہوش پڑا ہے۔ میری مدد کرو۔ اسے لے آؤ۔ یہ لو کچھ پیسے تمہارا وقت تو ضائع ہوگا ہی۔ وہ گھاٹ کی طرف گیا اور بڑھیا نے زیورات اور کپڑے ٹٹو پر لادے اور کھسک گئی۔ جب یہ لوگ آئے تو ا... دوسرے کو اپنا دکھڑا سنایا اور ہاتھ مل کر رہ گئے۔ انھوں نے بڑھیا کو پکڑنے کی ٹھان لی۔

ایک دن دھوبی نے اسے پکڑ لیا تو اس نے اس کی منت سماجت کی اور کہا میرا تو صراف اور ٹٹو والے سے م... تھا — تمہارے کپڑے تو ویسے ہی بندھے ہوئے پڑے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ اور لے جاؤ۔ میں اپنی حرکت پر شرمندہ ہوں۔ دھوبی راضی ہو گیا تو وہ اسے گھما پھرا کر ایک مکان کے دروازے پر لا کر بولی "تم ٹھہرو میں ابھی کپڑا لاتی ہوں"۔ اندر گئی تو دیکھا ایک نائی بیٹھا ہے۔ جاتے ہی اس کے پاؤں پڑی اور بولی۔ "میرے بیٹے کو بچاؤ۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے اس کے دانت میں سخت درد ہے لیکن نکلوانے پر کسی بھی صورت میں راضی نہیں۔ اب جیسے تیسے دروازے تک لے آئی ہوں۔ نائی نے اپنے آدمیوں کو لے کر باہر گیا اور دھوبی کو پکڑ لیا اور اس کا ایک دانت نکال لیا۔ وہ چلاتا رہا۔ اس کی کسی نے نہیں سنی اور بڑھیا پچھواڑے سے رفوچکر ہو گئی۔ پھر ایک دن اسے ٹٹو کے مالک نے پکڑا۔ اسے بھی بہلا پھسلا کر ایک مکان تک لے آئی اور خود اندر آ گئی۔ یہ ایک کارخانہ دار کا مکان تھا۔ اندر جاتے ہی رونے لگی اور کہا کہ ایک غنڈہ مجھ بڑھیا کا پیچھا کرتے کرتے یہاں تک آ پہنچا ہے۔ مجھے بچا لو"۔ سبھی دوڑے اور ٹٹو کے مالک کو دبوچ لیا اور بڑھیا نہایت صفائی سے بچ نکلی۔

بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ آخر ایک دن تینوں نے ہی اسے پکڑ لیا اور بادشاہ کے دربار میں فریاد کرنے چلے گئے۔ اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے کہ بڑھیا نے انتہائی نرمی اور عیاری سے کام لیتے ہوئے ان سے کہا کہ میں نے تم سب سے بہت ہی زیادتی کی ہے۔ مجھے اپنی کرنی کا پھل ملے گا ہی۔ لیکن میری ایک تمنا ہے کہ مرنے سے پہلے میں ملکہ کا دیدار کرنا چاہتی ہوں۔ تینوں نے پہلے تو اس کی استدعا ٹھکرا دی، پھر سوچا حرج ہی کیا ہے۔ بڑھیا اندر چلی گئی اسے ملکہ کے نیاز حاصل ہوئے تو اس نے آنے کا سبب پوچھا۔ بڑھیا نے کہا کہ میں چھ حج کر چکی ہوں اور ساتویں کے بارے میں عزم کیا ہوا ہے لیکن میرے خاوند کے تین غلام ہیں وہ کہیں بھی جانے نہیں دیتے۔ جو کچھ تھا راہ خدا میں لٹا دیا۔ اگر آپ ان تینوں کو اپنی غلامی میں رکھ لیں تو میں حج کے لیے جا سکتی ہوں۔ ملکہ کو یہ بڑھیا بہت صالح دکھائی دی۔ اس نے ہاں کر لی۔

بڑھیا ایک کنیز کو ساتھ لیے باہر نکل آئی اور ان تینوں کو بلایا گیا۔ انھوں نے اپنا دکھڑا سنانا چاہا پر ان کی کسی نے سنی نہیں۔

اب آپ ہی بتایئے کہ جعلسازی، ہشیاری اور چالاکی میں اس کردار کا کوئی مقابلہ ہے؟ کیا اس قسم کے کردار ہمارے معاشرے میں موجود ہیں؟

(سری نگر سے نشر)

سمندری پودے اور ان کا استعمال

سید فرید احمد رضوی

کسی بھی ملک کی ترقی اور طاقت کا دارومدار بہت حد تک سمندری برتری پر منحصر کرتا ہے۔ آمدورفت، تجارت، غذا، معدنیات اور ایندھن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کشتیٔ حیاتِ انسانی مدت سے سمندر کی لہروں کے درمیان گردش کر رہی ہے۔ موجودہ دور میں بڑھتی ہوئی آبادی تمام اشیا کی قلت کی وجہ سے آج کا انسان اپنی قسمت کی کنجی کو سمندر کی تہہ میں تلاش کر رہا ہے۔

سمندر ہی ایک ایسا ہمدرد قدرتی خزانہ ہے جس کی اتھاہ گہرائیوں میں پوشیدہ وسائل کو نکالنے کی کوشش دنیا بھر میں زوروں پر کی جا رہی ہے۔ انہیں بیش قیمت وسائل میں سمندری پودوں کا ایک اہم مقام ہے۔ یہ پودے فوٹو سنتھس کے عمل سے شمسی توانائی کو کیمیائی توانائی میں تبدیل کرتے رہتے ہیں اور اس طرح ایکو سسٹم یعنی سمندری ماحولیاتی نظام کو برقرار رکھنے میں کلیدی رول ادا کرتے ہیں۔

سمندری پودوں میں ایک خاص قسم کے پودے "الگی" کی اکثریت ہوتی ہے، جن کی جسمانی بناوٹ خوردبین سلوں سے لے کر زمینی پیڑ پودوں سے بھی بڑی ہوتی ہے ایک سل سے بنی الگی کو فائیٹو پلینکٹونس اور لاتعداد سلوں کی وجہ سے وجود میں آئی سمندری الگی کو سی ویڈ یعنی سمندری گھاسیں یا کیلپس کہتے ہیں۔ اپنے رنگوں کے مطابق الگی چار طرح کی ہوتی ہیں۔ یہ ہیں سبز، سبز نیلی، بھوری اور سرخ الگی۔ صنعتی و اقتصادی نقطۂ نظر سے بعد کی دو قسموں کو اگلی دو اقسام پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ ان میں پائے جانے والے کیمیائی اجزاء بیحد اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ مثلاً پالی سیلر ائیڈ اور پودوں کے مقابل ان میں کثیر مقدار میں پایا جاتا ہے۔

ہندوستان کے ۳۸۵۰ میل لمبے ساحل پر کئی مقامات ایسے ہیں جہاں سمندری گھاسیں بکثرت ملتی ہیں۔ مغربی کنارے پر کچھ، اوکھا، دواریکا، بمبئی اور کنیا کماری جہاں سبز الگی میں الوا، ایسی ٹو بویریا اور برایو پسس بھوری الگی میں ڈکٹیوٹا اور سرخ الگی میں پورفائیرا، پالی سائیونیا و سائیزیا جیسی قسمیں پائی جاتی ہیں۔ اس طرح مشرقی کنارے پر رامیشورم، پمبن جزائر، مہابلی پورم مدراس و کنارے کے جزائر جہاں سبز الگی میں الوا کلیڈوفورا اور برایوپسس وغیرہ بھوری الگی میں ایکٹو کارپس، پوڈنا و ڈکٹیوٹا وغیرہ اور سرخ الگی میں پورفائیرا پالی سائیفونیا اور سائیزیا جیسی قسمیں پائی جاتی ہیں ہندوستانی ساحل سے اب تک الگی کی تقریباً ۱۳۴ قسمیں دریافت کی جا چکی ہیں۔

یہ جانکاری شاید کم ہی لوگوں کو ہو کہ زندگی کا کوئی بھی دن ایسا نہیں گذرتا جب کہ کسی نہ کسی صورت میں ہم لوگ سمندری الگی کا استعمال نہ کرتے ہوں کیونکہ دانت کا منجن، آئس کریم، جیلی، جام، جوتے کی پالش، پالشوں کے اور فن اور طرح طرح کے ادویات جیسی روز مرہ کی اشیا میں سمندری الگی سے حاصل شدہ کیمیات کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ ان میں اگار، الجن، الجینک ایسڈ کراجینین آیوڈین اور ڈایوٹومائٹ قابلِ ذکر ہیں۔ آج سمندری الگی کی سالانہ پیداوار ۱٫۷ لاکھ میٹرک ٹن سے بھی زیادہ ہے۔ اور ان سے حاصل کی جانے والی اشیا کی اوسط آمدنی تقریباً ۴۰۰ کروڑ روپیہ سالانہ ہے۔ سمندری الگی ہندوستان سے کافی مقدار میں بیرونی ممالک کو فراہم کی جاتی ہے۔

خوراک کے مخصوص اجزاء کاربوہائیڈریٹ، پروٹین وٹامن اے سی ڈی اور ای کے علاوہ دوسرے بہت سے ضروری اور اہم کیمیات کی موجودگی کی بنا پر الگی کی زیادہ اقسام بطورِ غذا استعمال ہوتی ہیں۔ جاپان، چین، کوریا و دوسرے ساحلی ممالک دنیا کی ۵ فیصد الگی کو غذا کی شکل میں استعمال کرتے ہیں۔ وٹامن اے اور ڈی سے بھرپور شارک مچھلی کے جگر کا تیل ڈٹمس ہی کے کھانے سے وجود میں آتا ہے۔ ہندوستانی ساحلوں پر بکثرت پائی جانے والی الوا نام کی سبز الگی ۲۶ فیصد پروٹین کی حامل ہوتی ہیں۔ غذا کی بڑھتی ہوئی قلت کو مدِنظر رکھتے ہوئے بہت سے ممالک ان کے استعمال پر زور دے رہے ہیں جاپان میں وہاں کی مرغوب غذا "کامبو" لیمی نیریا اور کچھ دوسری سمندری گھاسوں سے تیار کی جاتی ہے۔ پورفائیرا کے استعمال سے گلے پھولنے کی بیماری کے خاتمے کیساتھ ہی ساتھ لوگوں کے I.Q. یعنی حاصل عقل میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

نیوٹریشنل انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد میں انٹرمارف پودے سے بڑے پیمانے پر انسانی غذا تیار کی جا رہی ہے۔ ایسا اندازہ لگایا گیا ہے کہ سمندری الگی سے تیار شدہ غذا زمینی پودوں سے بننے والی غذا سے آٹھ گنا طاقتور ہوتی ہے۔ سوراشٹر کو چھوڑ کر مغربی ساحل کے مقابل مشرقی ساحل الگی کی کاشت کے لئے زیادہ ہموار ہے۔ سمندری پودوں کو براہِ راست کھاد کی شکل میں استعمال کرنے کا سہرہ ساحلی علاقے کے لوگوں کے سر ہے۔ پوٹاشیم کچھ نائٹروجن، مینگنیز، بوران اور بیریم پائے جاتے ہیں مگر پودوں میں فاسفورس کی قریب قریب عدم موجودگی ہوتی ہے۔ سمندری پودوں سے بننے والی کھادیں فرانس آئرلینڈ اور سری لنکا میں سبزیوں اور کافی کی کھیتی کے لئے جاپان میں دھان کی فصل کے لئے چین میں مونگ پھلی و آلو کے لئے اور بھارت میں سبز و بھوری الگی سے تیار شدہ "ٹربنیریا" نام کی کھاد کو ناریل کی بہترین نشوونما کے لئے بڑے پیمانے پر استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان پودوں سے مٹی کے کٹاؤ کو روکنے میں نیز زمین کو زرخیز بنانے میں کافی مدد ملتی ہے۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ سمندری پودوں سے اگار، الجن، الجینک ایسڈ، کراجینن، آیوڈین و ڈایوٹومائٹس جیسی اہم کیمیات بطور صنعت تیار کی جاتی ہیں۔ اگار کی اپنی منفرد اہمیت ہے۔ یہ گرم پانی میں گھل کر جیلی بنتا ہے۔ اگار کا استعمال کپڑے کی صنعت، فلم کی عکاسی، بوٹ پالش، شامپو اور حسن و آرائش کی اشیا میں ہوتا ہے۔ اگار سے لیبارٹریز میں جراثیم کے لئے کلچر میڈیم تیار کیا جاتا ہے۔ اس طرح سائنسی تحقیقات میں یہ کافی مددگار ہے۔

لیمی نیریا، ایسکوفلم، میکروسسٹس، سرگاسم اور پینڈنا جیسے پودوں کو کھارے سوڈے کے ساتھ ابال

ینک ایسڈ تیار کرتے ہیں جو کہ پانی میں نہیں گھلتے۔ ایسڈ کا استعمال مصنوعی ریشوں، پلاسٹک صنعت، ے کی صنعت کاغذ و ربر کی صنعت اور حسن و آرائش شیا کی تیاری میں ہوتا ہے۔

کیراجینین یا پالی سیکرائیڈ خصوصاً سُرخ الگی سے ں کیا جاتا ہے۔ جس کا استعمال کھانے پینے کی اشیا ر ات، دانت کے پیسٹ، آرائش اشیا، پینٹس، خون ے والی کیمیات اور کپڑے کی صنعت میں ہوتا ہے۔

حالانکہ سمندری پانی میں آیوڈین بہت کم مقدار تی ہے پھر بھی کیلپس (KELPS) میں اس کی وافر معلوم کی گئی ہے۔ جاپان اور یورپ کے کئی ممالک یوڈین حاصل کرنے کی صنعتوں کا دار و مدار انہیں کیلپس (KEL) پر منحصر کرتا ہے۔ سمندروں کی تلچھٹ میں ٹس کے رفتہ رفتہ جمع ہوتے رہنے سے ڈایوٹومائٹ چٹانیں بن گئی ہیں۔ ڈایوٹومائٹ سفید، ملائم آگ سے اثر اور جاذب شے ہوتی ہے۔ اس کا استعمال چینی کی ں، ریفری جیٹر، ٹھنڈے و گرم پانی کے پائپوں، کپڑے صنعت، دھات پالش و دانت کے منجن بنانے میں ہے۔ سمندری الگی سے ادویات حاصل کرنے کی شش اب دنیا کے طول و عرض میں ہو رہی ہے۔ پیٹ عمولی بیماریوں سے لے کر سفلس جیسے امراض کے ج کے لئے سمندری الگی کی کئی اقسام کا استعمال ہوتا ہے۔ جاپان میں گلے پھولنے کی بیماری مشکل ہی سے نے کو ملتی ہے کیونکہ وہاں ہر کوئی اوسطاً روزانہ دس گرام ندری الگی بطور غذا استعمال کرتا ہے۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشنوگرافی گوا اور سی ڈی آئی لکھنو میں کی گئی تحقیقات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ سمندری الگی کی زیادہ اقسام ادویاتی اثر رکھتی ہے ٹین، فرانس اور امریکہ میں کیلپس سے جانوروں کا رہ تیار کیا جاتا ہے۔ ان کے مناسب استعمال سے رغیوں میں انڈے اور گایوں میں دودھ دینے کی قوت ڑھ جاتی ہے۔

زمانہ قدیم میں جو سمندری پودے مٹی میں دب سکتے تھے وہ اپنے تمام کیمیائی اجزا میں تبدیل ہو جانے کی وجہ سے تیل اور گیس کے خزانے بن گئے ہیں۔ سنٹرل کیمیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھاؤنگر نے ساوگاسم سے بو گیس تیار کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس کے علاوہ پتہ چلا ہے کہ دو مکعب لیٹر میتھین گیس فی کیلو گرام ہی ویڈ سے حاصل کی سکتی ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ قدرت کے اس یش قیمت خزانے کو زیادہ سے زیادہ اور اچھے سے اچھے طریقے سے استعمال کر کے غذا و ایندھن کی تیز رفتار قلت کو پورا کیا جا سکے۔

(آکاشوانی گورکھپور سے نشر)

جنگلات کا تحفظ

مہر بانو عارف

ہندوستان کے لئے جنگلات ایک اہم قدرتی تحفہ ہیں۔ یہ ہمارے ملک کو لکڑی اور ایندھن کے علاوہ اور بھی کئی چیزیں مہیا کرتے ہیں اور زمین کی زرخیز مٹی کو روکنے میں بھی ان کا بہت کچھ ہاتھ ہوتا ہے۔

ہندوستان کے بیشتر انڈسٹریوں کے لئے خام مال بھی جنگلات کے ذریعے ہی فراہم کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر فرنیچر انڈسٹری، ماچس بنانے والا انڈسٹری، کاغذات کی انڈسٹری، تعمیرات کی انڈسٹری اور چمڑے کی انڈسٹری وغیرہ۔ یہ سب اپنی بقا کے لئے جنگلات کی ہی محتاج ہیں۔ جنگلات نہ رہیں تو کون انہیں خام مال فراہم کرے۔

ترقی کے دور میں جہاں دوسری چیزیں بڑھتی جا رہی ہیں وہیں جنگلات بھی آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ ۵۱-۱۹۵۰ء میں اہم جنگلاتی اشیاء کی تعداد ایک سو ساٹھ لاکھ تھی جو ۷۴-۱۹۷۳ء میں بڑھ کر ۲۴ لاکھ ہو گئی۔

اس وقفے کے دوران جنگلاتی اشیا کی قیمت میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے اور یہ ۲۶ کروڑ روپیوں سے بڑھ کر ۲۱۲ کروڑ روپیوں تک پہونچ گئی۔ ہمارے ملک کا وہ علاقہ جو جنگلات پر مشتمل ہے وہ ۷۴-۱۹۷۳ء کی پیمائش کے حساب سے ۷۶۰ لاکھ ہیکٹر ہوتا ہے جو کہ ہمارے ملک کی زمین کا ۲۲ فی صد حصہ ہے۔

جنگلات ایک ایسا قدرتی تحفہ ہیں جو ایک بار پوری طرح استعمال میں آجانے کے بعد پھر سے زندہ ہوتا ہے۔ مگر اس دوسری زندگی کو پانے میں انہیں ۲۵ سے ۳۰ سال تک لگ جاتے ہیں اس لئے جنگلاتی علاقے کو ترقی دینے کے لئے ایک لمبی مدت کی جنگلاتی پالیسی کی ضرورت ہے اس کے علاوہ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ جنگلاتی تقسیم ہر ریاست کے لئے یکساں نہیں ہے۔ آسام، مدھیہ پردیش اور اڑیسہ میں جنگلات بہت زیادہ ہیں اور باقی تمام ریاستوں میں بہت ہی کم۔ خاص طور پر شمالی ہند جنگلات کے معاملے میں بہت ہی بد قسمت ہے۔ نتیجتاً ہمیں یہی کہنا ہے کہ جہاں تمام ملک میں جنگلاتی علاقے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں ان ریاستوں میں جنگلات پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جہاں ان کا فقدان ہے۔

تمام جنگلاتی اشیاء میں سب سے نمایاں درجہ لکڑی کا ہے لکڑی بہت ساری صنعتوں کے لئے خام مال کے طور پر کام آتی ہے۔ جیسے کاغذ، نیوز پرنٹ، ریان فرنیچر اور ماچس وغیرہ کی صنعتیں۔ لیکن ہندوستان ایک ترقی پذیر ملک ہونے کی وجہ سے یہاں لکڑی کا استعمال نسبتاً بہت کم ہوتا ہے۔ ہندوستان میں لکڑی کا فی سال استعمال ۴ مکعب فٹ ہے۔ جبکہ فرانس میں ۱۶۰ مکعب فٹ اور جاپان ۱۳۴ مکعب فٹ لکڑی فی سال استعمال ہوتی ہے۔ ان تمام ہندوستانی صنعتوں کو جو لکڑی بطور خام مال استعمال کرتی ہیں فی الحال ۹۵ لاکھ ٹن کی ضرورت ہے۔ جبکہ ہماری مجموعی لکڑی کی پیداوار صرف ۵۵ لاکھ ٹن ہے جو ہماری ضرورت کا تقریباً بالنصف ہے۔ یہ اعداد ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں جنگلاتی پیداوار میں خود کفیل ہونے کے لئے کتنی سخت محنت کرنی ہوگی۔ اس کے لئے ایک باقاعدہ منصوبہ بند پروگرام کی ضرورت ہے جو لکڑی کی ضرورت بڑھا سکے۔

لکڑی بطور ایندھن بھی کام آتی ہے۔ اگر لوگوں کو اپنی مانگ کے مطابق لکڑی نہ ملے تو پھر وہ حیوانی فضلہ جلاتے ہیں جو کہ ایک بہت ہی قیمتی کھاد ہے جس کے نتیجے میں یہ حیوانی فضلہ جو پہلے ہی ضرورت سے کم دستیاب ہوتا ہے اور کم ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایک قابلِ ذکر مگر ناگوار بات یہ ہے کہ ۱۹۸۰ء میں ایندھن کی لکڑی

ایک ہزار لاکھ ٹن کم پڑ گئی تھی اور پھر حیوانی فضلہ استعمال کرنا پڑا تھا۔ جنگلات سے کئی قیمتی جڑی بوٹیاں اور جھاڑیاں بھی حاصل ہوتی ہیں جو دواؤں کے کام آتی ہیں۔

سیاسی و معاشی ماہرین نے آزادی کے شروع سالوں میں ہی اندازہ لگالیا تھا کہ جنگلات کو فروغ دینا کتنا ضروری اور اہم ہے۔ اور اسی لئے جلد ہی سن ۱۹۵۲ میں ایک جنگلاتی اسکیم وجود میں لائی گئی۔ آیئے اب یہ دیکھیں کہ اس پالیسی کے تحت کون کون سی باتوں پر عمل کرنے کا ارادہ کیا گیا۔

سب سے پہلے تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ کل جنگلاتی زمین جو کہ ۲۲ر فیصد تھی اس کو ۳۳ر فیصد تک بڑھا دیا جائے یعنی ۱۱ر فیصد کا مزید اضافہ کیا جائے۔ اس اضافے کا ۶/۷ حصہ پہاڑوں سے حاصل کیا جائے اور باقی کا ۲۰ر فیصد ہموار زمین سے۔

یہ تو تھا کاغذ پر بنا ہوا لفظی خاکہ جسمیں بڑی بڑی باتیں بیان کی جا سکتی ہیں۔ اس لئے اس سے قطع نظر یہ دیکھنا چاہئے کہ عملی طور پر حکومت نے جنگلات کے سلسلے میں کیا کیا ٹھوس اقدام اٹھائے ہیں۔

یہ تو آپ جان ہی گئے ہیں کہ لکڑی کی پیداوار اسکی مانگ کی بہ نسبت نصف ہے۔ اور دن بدن یہ مانگ بڑھتی جا رہی ہے۔ اس بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر ایسے پیڑوں کے جنگلات لگائے گئے جو بہت جلد بڑھ جاتے ہیں اور جن کے بڑھانے میں نسبتاً کم خرچ ہوتا ہے اور باز آباد کاری اسکیم کے تحت پسماندہ جنگلات کو از سر نو بحال کیا گیا تاکہ ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

مگر یہ صاف طور پر محسوس کیا گیا کہ ہماری کوششوں کا پھل اتنا کامیاب نہیں ہوتا جتنا کہ دوسرے ترقی یافتہ ممالک کا ہوتا ہے۔ اب یہی دیکھئے کہ دنیا کے جنگلات کا فی ایکڑ پیداوار ۱۰ مکعب میٹر ہے اور ہماری صرف ۲۸ مکعب میٹر اور دنیا کا فی سال اوسط اضافے کے مقابلے میں ہمارا فی سال اوسط اضافہ صرف ۰.۵ مکعب میٹر فی ہیکٹر ہے۔ ایک حالیہ جائزے کے مطابق یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستان کا فی سال اوسط اضافہ ۵ مکعب میٹر فی ہیکٹر تک بڑھایا جا سکتا ہے اگر سائنٹفک طریقے سے اس کی کاشت کی جائے اور صحیح جگہوں پر کی جائے۔

ہمارے جنگلات اگانے کے طریقے ابھی تک کافی دقیانوسی ہیں۔ ان میں تبدیلی لانی ہوگی جدید آلات اور اوزار استعمال کرنے ہوں گے۔ خاص طور پر پہاڑی علاقوں پر یہ طریقے بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ جنگلات جو پہاڑی زمین پر ہوتے ہیں وہ عام انسانوں کی پہونچ سے دور ہوتے ہیں اور کوئی انہیں چھیڑ نہیں پاتا ہے۔ اور وہاں ہمیں کرین وغیرہ کا بھی بہتر انتظام کرنا ہوگا اور ذرائع نقل و حمل بھی بہتر بنانے ہوں گے۔

ایک اور حالیہ تفتیش کے تحت ہمارے ملک کی کل قوت کا ۲۵ر فیصد حصہ جلانے والی لکڑی سے حاصل کیا جاتا ہے جو ۱۵۵۰ لاکھ ٹن ہو جاتی ہے جس سے صرف ۱۰۰ لاکھ ٹن حکومت کے جنگلات سے خریدی جاتی ہے اور باقی کی دیہاتوں کے آس پاس کے جنگلات کو صاف کرکے۔

اگر جنگلوں کو دیہاتوں میں بدلنے کا یہی رجحان رہا تو وہ دن دور نہیں جب ہمیں ایندھن کی لکڑی کے قحط کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۱۹۷۶ء میں احمد آباد میں سوشل فارسٹری پر جو نیشنل ورکشاپ کم سیمنار منعقد کیا گیا تھا اسمیں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد سے جنگلاتی علاقے کا ۳۴ر لاکھ ہیکٹر حصہ غائب ہو گیا ہے اور مسلسل غائب ہوتا جا رہا ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت تھی اور اس نقصان کی تلافی کے لیے ۱۹۷۳ء میں نیشنل ڈولپمنٹ کونسل نے جنگلات صاف کرنے کا کام بالکل بند کروا دیا اور بہت سی ضائع شدہ زمینوں اور موزوں و مناسب ٹکڑوں پر جنگلات اگانے کا کام شروع کر دیا۔ اس کام کو اور زیادہ مستعدی سے سرانجام دینے کے لئے حکومت نے ایک فارسٹ ڈولپمنٹ کارپوریشن بھی قائم کر دیا ہے۔

پنج سالہ منصوبوں میں بھی جنگلات پر ہونے والے خرچ کا حصہ رکھا جاتا ہے گو کہ بہت ہی کم ہے ابھی تک کے منصوبوں میں کل خرچ کا صرف ۰.۵ یا ۰.۶ فیصد حصہ جنگلات کی دیکھ بھال کے لئے ۱۰ کروڑ روپے مقرر کئے گئے۔ دوسرے پنج سالہ منصوبے میں ۱۹ کروڑ اور تیسرے میں ۴۶ کروڑ روپے مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد کے یک سالہ منصوبوں میں جو ۱۹۶۶ء سے ۱۹۶۹ء تک تھے ۴۴ کروڑ روپے اور چوتھے پنج سالہ منصوبے میں ۹۲۶۵ کروڑ روپے مخصوص کر دئے گئے۔

ان اعداد و شمار سے سطحی طور پر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت جنگلات پر ہونے والا خرچ ہر منصوبے میں بڑھاتی جا رہی ہے۔ مگر ذرا گہری نظر کا مشاہدہ یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ کسی بھی منصوبے میں جنگلات کے خرچ کا حصہ ۰.۶ر سے زیادہ نہیں ہے۔

پہلے پنج سالہ منصوبے میں ۰.۵ر فیصد تھا اور یہ جو اضافہ ہمیں پہلے اعداد و شمار میں دکھائی دیا تھا وہ اسلئے تھا کہ حکومت کے مجموعی اخراجات ہی بہت بڑھتے جا رہے ہیں۔ مگر جنگلات کا نسبتی حصہ ہر پلان میں تقریباً اتنا ہی ہے اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

معاشی ماہرین اس خوش فہمی کو محسوس کر چکے ہیں اور ان کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ خرچ یا حصہ جنگلات کی مکمل نشو و نما کے لئے ناکافی ہے۔

ان اعداد و شمار سے ایک بات اور واضح ہو جاتی ہے کہ ملک کی سالانہ پیداوار میں جنگلات کا حصہ صرف ۲ر فیصد کیوں ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنگلات اور کھیتی باڑی کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر جنگلات نہ ہوں تو زرعی خطہ اپنی زرخیزی اور سرسبزی برقرار نہ رکھ سکے اس لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ جنگلاتی علاقہ مصنوعی ذرائع سے بڑھایا جائے۔ حکومت نے اس کے لئے کوششیں کی ہیں اور یہ کوششیں ایک حد تک بارآور ثابت ہوئی ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۶۸-۶۹ء میں مجموعی جنگلاتی علاقہ ۹۶۶ لاکھ ہیکٹر تھا جو ۷۳-۷۴ء میں بڑھ کر ۱۰۲۸ لاکھ ہیکٹر ہو گیا جو کہ ۶.۴۵ فیصد اضافہ یہ ایک خوش آئند حقیقت ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ یہ بھی ہماری ضروریات کے لئے ناکافی ہے۔ نہ صرف یہ کہ بہت ہی کم ہے بلکہ اگر بین الاقوامی اعداد و شمار کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمارا فی کس جنگلاتی حصہ جو کہ ۰.۱۵ ہیکٹر ہے بہت ہی کم ہے اور اب بھی ہمیں سخت محنت کی ضرورت ہے کہ ہم خود کفیل ہو سکیں۔ ہماری یہ کوششیں رنگ لائیں اور ہم جلد ہی جنگلاتی علاقہ نہ صرف بڑھا سکیں بلکہ اسے کارآمد ترین بنا سکیں۔ (بمبئی سے)

پیام سعیدی

دل و جگر کو بہاروں میں کرکے شق میں نے
جبینِ گل کو کیا ہے عرق عرق میں نے

لہو اچھال کے اپنا افق افق یارو
اسی کا نام رکھا سُرخیِ شفق میں نے

ہوا اسی پہ سزائے صلیب کا حق دار
تمہارے شہر میں مانگا تھا اپنا حق میں نے

اجالے بانٹ کے ظلمت میں ڈوب جانا ہے
لیا ہے ڈوبتے سورج سے یہ سبق میں نے

نہ پھر کتابِ جوانی کو دے سکا ترتیب
گو جمع تو کئے بکھرے ہوئے ورق میں نے

جو راس آئیں نہ آبادیوں کی تنگ حدیں
تلاش کر لیا صحرائے لق و دق میں نے

پیامؔ عشق میں مانا کہ بار بار لٹا
کیا نہیں کبھی محسوس کچھ قلق میں نے

(بمبئی سے)

یڈم کیوری کی خدمات

منہاج الدین قاضی

سائنس اور سائنس کی تاریخ سے ذرا سی بھی شُد بُد رکھنے والا شاید ہی کوئی
ں ہوگا جو میڈم کیوری اور پیری کیوری کے نام اور
ت سے آشنا نہ ہو۔ میڈم کیوری کا نام سائنسی
وات کی دنیا میں ہمالہ کی طرح بلند ہے۔

میری اسکولوڈوسکا پولینڈ کی راجدھانی وارسا میں
مبر ۱۸۶۷ء کو پیدا ہوئی۔ میری کو سائنس کا شعور گویا
ہی میں ملا۔ اس کے والد خود وارسا میں طبیعات کے
فیسر تھے۔ بچپن ہی سے اس کا یہ عالم تھا کہ وہ ہر تجربہ
پنے والد کی معاون و مددگار بنتی۔ نتیجتاً اس کی قابلیت
سال کی عمر میں یہاں تک بڑھی کہ اسے ایک سائنسی
ون لکھنے پر سونے کا تمغہ ملا۔ اپنے ذوق وشوق کی
ں کی خاطر اس نے امیر گھرانوں کے بچوں کی نگہداشت
کام سے بھی عار نہ کیا تاکہ اس آمدنی سے وہ اس قابل
سکے کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے پیرس جاسکے۔
پھر اس نے پیرس کی سور.لورن یونیورسٹی میں داخلہ
یا۔

پیری اس یونیورسٹی میں پروفیسر تھے اور سائنسی
شافات کی وجہ سے ان کو بہت شہرت حاصل تھی۔ پیری
میری کو سائنس سے جو دلچسپی تھی اس کے نتیجہ میں دونوں
دوسرے کے قریب آگئے اور ۱۸۹۵ء میں انہوں نے
دی کرلی لیکن ان کی شادی شدہ زندگی کا آغاز مفلسی سے
۔ ان کے یہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بڑی آئرین
ری آگے چل کر عظیم سائنسداں بنی۔ دوسری الوکیوری
اپنے والدین کی سوانح حیات اچھے انداز میں لکھی۔
میڈم کیوری اور پیری کیوری کو مشترکہ طور پر
حیات کے نوبل پرائز سے ۱۹۰۳ء میں نوازا گیا۔
وبل پرائز ان کی ریڈیو ایکٹیویٹی یعنی تابکاری کی تحقیق
ایجاد پر حاصل ہوا۔ ان دونوں میاں بیوی نے

انٹونی ہنری بیکورل کے ساتھ مل کر یورینیم کے مرکبات کی تابکاری پر تحقیق شروع کی۔ انہیں یہ انکشاف ہوا کہ یورینیم کی کچ دھات پچ بلینڈ یورینیم کی ریڈیائی شعاعوں سے ہزار گنا زیادہ شعاعیں منتشر کرتی ہے۔ اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ پچ بلینڈ میں یورینیم کے علاوہ چند دوسرے تابکار عناصر بھی موجود ہیں۔ کیوری جوڑے نے اس میدان میں تحقیق کرنے کا عزم کرلیا اور اپنے آپ کو اس کے لئے وقف کردیا۔ حالانکہ ان کے پاس نہ ضروری ساز وسامان تھا نہ دوسرے ذرائع۔ حتیٰ کہ ان کی ذاتی لیبارٹری ایک ٹین کے سائبان پر مشتمل تھی جس میں گرما میں اگر آگ برستی تھی تو موسم سرما میں درجۂ حرارت نقطۂ انجماد کو چھوتا تھا۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں انہوں نے ہمت نہ ہاری اور اپنی تحقیقات بڑی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتھ جاری رکھی۔ چار سال تک انتھک کوششیں کرتے رہے۔ اور آخر کار وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی گئے اور ایک نیا عنصر دریافت کر ہی لیا

جس کا نام انہوں نے پولونیم دیا۔ کیونکہ میڈم کیوری پولینڈ سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہوں نے محسوس کیا کہ پلونیم کو پچ بلینڈ سے علیٰحدہ کرنے کے باوجود غیر مرئی شعاعیں بکھرتی رہتی ہیں چنانچہ انتھک تجربات کا سلسلہ پھر شروع ہوگیا۔ اور ۱۸۹۸ء میں ایک اور تابکار عنصر دریافت ہوا جسے تابکاری عناصر کے سلسلے کا شہنشاہ مانا جاتا ہے اور وہ ریڈیم کہلایا۔ انہوں نے ریڈیم کو پہلی بار ریڈیم کلورائیڈ کی شکل میں حاصل کیا۔

میڈم کیوری قابل تحسین وستائش ہیں کہ ۱۶ر اپریل ۱۹۰۶ء کو شوہر کی ناگہانی موت کے باوجود جو ایک حادثہ کا نتیجہ تھی، انہوں نے اپنی تابکاری تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ وہ لگن تھی جس نے صرف گیارہ سالہ شادی شدہ زندگی کے بیوگی میں بدل جانے کے باوجود انہیں اپنی منزل کی طرف گامزن رکھا۔ اور آخر کار وہ ۱۹۱۰ء میں ریڈیم کو عنصری حالت میں حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ انہیں ۱۹۱۱ء میں اس عظیم دریافت پر کیمیا کا نوبل پرائز عطا کیا گیا۔ یہ پہلی خاتون تھیں جنہیں دو نوبل پرائز ملے ہیں۔ انہیں آگسٹ برٹش سوسائٹی نے ڈیوی نوبل سے بھی نوازا۔ میڈم کیوری نے اپنی تحقیقات کے دوران جو تکالیف اٹھائی ہیں اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک ٹن پچ بلینڈ سے مختلف کیمیائی عمل کرنے پر جو ریڈیم حاصل ہوئی وہ صرف ایک گرام تھی۔ میری کیوری کی بڑی لڑکی آئرن کیوری اور ان کے شوہر فریڈرک [illegible] کو بھی کیمیائی تحقیق پر نوبل پرائز سے نوازا گیا۔ کئی قومیں اور کئی ملک ایسے ہیں جو اب تک صرف ایک ہی نوبل پرائز نہ حاصل کرسکے جبکہ ایک خاندان نے تین نوبل پرائز حاصل کئے ہیں۔ سائنس کی تاریخ میں ان کے نام سنہری الفاظ میں لکھے جانے کے مستحق ہیں۔

اپنی تحقیقات کے سلسلے میں میڈم کیوری مسلسل ریڈیائی شعاعوں کی زد میں آتی رہیں اور ان شعاعوں کے اثر سے نہ بچ سکیں اور بلڈ کینسر کے مرض میں مبتلا ہوگئیں۔

ڈاکٹر طلحہ رضوی برق

جبینِ شوق سے سجدوں کو نقشِ پا پر لکھ — یہ داستانِ محبت نہ یوں ہوا پر لکھ
غبار اڑتے ہیں انگڑائیوں کا حسن یے — گلاب کھلتے ہیں کس شوخ کی ادا پر لکھ
اجالا مانگ کے روشن ہے دن ترے رخ سے — فدا ہے تیرہ شبی گیسوئے دوتا پر لکھ
بس اک نظر میں سراپا کا عکس اتار لیا — سزائے جرم مری چشمِ بے خطا پر لکھ
نہ جانے کب یہ عناصر کا قرض اترے گا — حیات شرم سے پانی ہے جا قضا پر لکھ
پکار اٹھے نہ کوئی سنگِ خارا چلتے چلو — کہ صاحبِ قلم آ میرے دست وپا پر لکھ
قریب ہے کہ ملے شہرِ بے صدا میں اماں — جو ہو سکے تو مرے حرفِ مدعا پر لکھ

نمود کیا ہے تجلیٔ وجودِ واجب کی
جو لکھ تو زندگیٔ برقِ آشنا پر لکھ

(پٹنہ سے نشر)

ترکار ۱۹۳۴ء میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئیں ان کے انتقال کے بعد ۱۹۳۵ء میں آئرن کیوری اور فریڈرک کیوری نے یہ دریافت کیا کہ مصنوعی تابکاری سے تابکار ہم جا یعنی ریڈیو ایکٹو آئسوٹوپ تیار کئے جا سکتے ہیں۔

تابکاری یا ریڈیو ایکٹی وٹی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے تابکار عناصر مسلسل الفا بیٹا اور گاما شعاعیں خارج کرتے رہتے ہیں۔ الفا بیٹا شعاعیں صحیح معنوں میں شعاعیں نہیں ہیں بلکہ باردار ذرات ہیں جنہیں انگریزی میں CHARGED PARTICLES کہتے ہیں۔ الفا ذرات دہرے مثبت باردار ہوتے ہیں یعنی DOUBLY POSITIVELY CHARGED جبکہ بیٹا ذرات پر ایک منفی بار یعنی UNIT NEGATIVE CHARGE ہوتا ہے۔

میڈم کیوری کی اس عظیم تحقیق کی بنیاد پر تحقیقات کے میدان میں نئے نئے تجربات کئے گئے۔ مثلاً زنجیری تعامل یعنی CHAIN REACTIONS جس کا استعمال جوہری توانائی حاصل کرنے میں کیا جا رہا ہے۔

ریڈیو ایکٹو آئی سوٹوپ یعنی تابکار ہم جا کا استعمال مختلف شعبوں میں کیا جا رہا ہے۔ ہم سب اس سے واقف ہیں کہ ریڈیائی شعاعوں سے کئی امراض کا علاج آج ممکن ہے مثلاً کینسر جیسے موذی مرض کو بھی ان شعاعوں کے استعمال سے قابو میں کیا جا رہا ہے۔ آج کل سارے بڑے اسپتالوں میں کوبالٹ یونٹ لگائے گئے ہیں۔ کوبالٹ کا آئسوٹوپ جسکا وزن جوہر ۶۰ ہے بہت ہی طاقتور شعاعیں بکھیرتا ہے جو کینسر سے متعلق ٹشو کو فنا کر دیتی ہے اسی طرح گلے کینسر کا علاج بھی تابکار آیوڈین جس کا وزن جوہر ۱۳۱ یا ۱۲۸ ہوتا ہے سے کیا جا رہا ہے۔

زراعت جیسے اہم شعبے میں بھی تابکار ہم جا استعمال کئے جا رہے ہیں۔

سائنسی ایجادات کے لئے بھی تابکار ہم جا کے استعمال سے کئی کیمیائی عمل کی ترکیب سمجھنے میں مدد ملی ہے۔ مثلاً وزنی ہائڈروجن اور کاربن، نائٹروجن اور آکسیجن کے ہم جا۔

جب کبھی قدیم زمانے کے انسانوں کے ڈھانچے یا ہڈیاں دریافت ہوتی ہیں تو ان میں موجود وزن جوہر ۱۴ کی کاربن کے جوہروں کی تعداد کو معلوم کر کے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ ہڈیاں کتنی پرانی ہیں۔

اس مسلسل تحقیق سے ہم آج اس مقام پر ہیں کہ جوہری توانائی کو انسانی فوائد اور بقا کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ قومیں اس کا استعمال انسانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے بھی کرتی ہیں۔ یقیناً میڈم کیوری کی روح کو تکلیف ہوتی ہوگی جب ان کی ایجادات کو غلط کاموں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(ناگپور سے نشر)

تاریخ ساز

عمل جراحی

محمود ہاشمی

پلاسٹک سرجری کے بارے میں آج کی ترقی یافتہ دنیا کے عوام ہر طرح آگاہ ہیں۔ جدید طرز کی سائنسی مشینوں اور آلات کے ذریعہ پلاسٹک سرجری کو بروئے کار لایا جاتا ہے، اور آج کل برِ صغیر کے صاحب حیثیت افراد پلاسٹک سرجری کے لیے امریکہ اور یورپ کے ممالک تک سفر کرتے ہیں۔

انسانی ذہن بہت مختصر یادوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر ہم کوشش کریں اور اب سے دو سو برس پیچھے کی جانب ہی مڑ کر دیکھیں تو ہمیں اپنے قدیم اور عظیم ہندوستان میں پلاسٹک سرجری کے بنیادی امکانات نظر آ سکتے ہیں۔ جس زمانے میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان میں اپنے قدم جمائے اس وقت بھی ہندوستان میں عمل جراحی نقطہ عروج پر تھا۔ اور ہندوستان کے ماہرین سے انگریز اپنے جسم کے بعض اعضا اور خصوصاً ناک کو درست کرانے کی جستجو کرتے تھے۔

ہندوستان میں عضویات اور طب کا علم اگرچہ ویدوں کے عہد سے ہی موجود رہا ہے۔ لیکن پہلی صدی عیسوی میں چرک نے اور پھر چوتھی صدی عیسوی میں ہندوستان کے عظیم طبیب سشرت نے عضویات اور طب کے موضوع پر گراں بہا خدمات انجام دیں۔ اور ایسا ترقی یافتہ طبی نظام قائم کیا جو یونان کے بقراط سے مشابہت رکھتا تھا اور بعض امور میں اس سے سبقت لے گیا تھا۔

بدھ مت کے عروج کے زمانے میں عضویات کے علم سے مزید دلچسپی بڑھی۔ کیونکہ مسیحی مبلغوں کی طرح بدھ راہب بھی زبوں حال عوام میں معالج کے فرائض انجام دیتے تھے۔

قدیم اور عہدِ وسطیٰ کے یورپ کی طرح ہندوستانی طب کی بنیاد بھی کیفیات یا اخلاط پر مبنی تھا۔ بہت سے اطبا نے بتایا کہ صحت کے برقرار رکھنے کے لیے جسم کی تین حیات آفریں رطوبتوں میں توازن ضروری ہے۔ ان میں سودا، صفرا اور بلغم کو شامل کیا گیا تھا۔

عضویات کا علم بھی ابتدا سے ہی ہندوستان میں موجود تھا اور جراحی کے عمل کے ذریعہ ہڈیوں کے جوڑنے کا فن حیات کی منزلوں تک پہنچا ہوا تھا۔ قدیم ہندوستان کے جراح ناک، کان اور ہونٹوں کی ساخت کو خوبصورت بنانے میں کامل مہارت رکھتے تھے۔

اطبا کے لیے چرک نے باقاعدہ ضابطہ اخلاق مرتب کیا تھا۔ اس نے اپنے ضابطوں میں اطبا اور جراحوں کو ہدایت دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"جب تم کسی مریض کے گھر جاؤ تو تم اپنے الفاظ، دماغ، احساسات اور ذہن کو کسی دوسری طرف نہیں بلکہ صرف اپنے مریض اور اس کے علاج کی جانب متوجہ کرو۔ جو کچھ بھی مریض کے گھر وقوع پذیر ہو اس کو باہر نہ کہو اور نہ ہی مریض کی حالت کسی ایسے شخص سے بیان کرو جو اس معلومات سے مریض کو یا کسی دوسرے شخص کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔"

اشوک کو اس بات پر فخر تھا کہ اس نے انسانوں اور جانوروں کے لیے دوائیں فراہم کی تھیں۔ چینی سیاح فاہیان نے پانچویں صدی عیسوی کے اوائل میں ایسے شفاخانوں کا ذکر کیا ہے جن میں طب اور جراحی کے ماہرین موجود تھے اور غریب عوام کا مفت علاج کیا جاتا تھا۔

بیرونی ممالک سے آنے والے سیاحوں نے قدیم ہندوستان کے فنِ طب اور جراحی کی تعریف کی ہے۔ فاہیان نے لکھا ہے

"عمل جراحی اگرچہ چین میں موجود ہے لیکن ہندوستان کے جراح اپنے فن میں زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ اور بیشتر طبیب ایسے ہیں جو دواؤں کے ذریعہ علاج کی مہارت کے ساتھ ساتھ جراحی کے عمل سے بھی علاج کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔"

ایشیاٹک سوسائٹی کے مجلے میں بعض انگریز افسران کی یادداشتوں میں بھی ہندوستان کے جراحوں کی تہذیب موجود ہے ایک انگریز پادری رینائر نے لکھا ہے۔

"ہندوستان کے ماہر جراح نہ صرف اعضا کی درستی اور ہڈیوں کے جوڑنے پر مہارت رکھتے ہیں بلکہ انہوں نے بلدم انتہائی نازک اور پیچیدہ جراحی میں ایسا کمال کیا ہے جسے آرٹ کہا جا سکتا ہے۔"

قدیم اور وسطیٰ زمانے کے ہندوستان کی میراث آزادی کے بعد نئی ترقیات کا حامل بنی ہے اور آج ہندوستان کے طب اور جراحی کے ادارے پورے ایشیا میں اپنی مہارت اور انفرادیت کے لیے مشہور ہیں۔ (اردو سروس سے)

ہمارے بزرگوں نے کئی طرح کی امانتیں ہمارے سپرد کی ہیں جو ہم اپنی قومی ...اریخی امانتوں کی حفاظت کر کے اپنے ملک و قوم ...یح خدمت کر سکتے ہیں۔ ان امانتوں میں ایک کشی نگر ...ہے۔ یہ قصبہ گورکھپور سے ۵۳ کیلومیٹر کے فاصلے پر ...رق و مغرب کے گوشہ میں گورکھپور کسیا روڈ پر ...کے جنوب میں آباد ہے۔ کسیا سے اس کا فاصلہ ...۲ کیلومیٹر مغرب کی طرف ہے اکا دکا مکان سڑک ...شمالی حاشیہ پر بھی نظر آتے ہیں۔

...یخ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آج سے ڈھائی ...ار سال قبل گوتم بدھ حق کی تلاش میں مختلف مقامات ...ے راج گڈھ، گیا، سارناتھ، ...کاسا، ...راد ستو وغیرہ ...سیر کرتے ہوئے ...ہنچے۔ جب یہ کشی نگر پہنچے تو ...کو معرفت حق کا پروانہ حاصل ہو چکا تھا۔ کشی نگر ...ں ہی ان کا نروان ہو گیا اور یہیں ان کی لاش کو ...رِ آتش کیا گیا جسے اگنی سنسکار کہا جاتا ہے۔ یادگار ...ے طور پر ان کے بھکشوؤں نے یہیں پر ان کا مقبرہ ...دیا۔ ایک چینی سیاح ہوانگ سانگ نے اپنے ...فر نامۂ ہندوستان میں کوشی نگر جانے کا اور ان کے ...قبرہ کو دیکھنے کا تذکرہ کیا ہے۔

...ہمارے قومی اور تاریخی امانت

کشی نگر

محمد رشید

گوتم بدھ کی حیات میں ہی ان کے بھکشوؤں کی ...تعداد کافی ہو گئی تھی۔ ان کے بھکشوؤں نے بدھ مذہب ...ی اشاعت میں اپنی اپنی جانیں کھپا دیں۔ خود ہندوستان ...کے کئی فرماں رواؤں جیسے اشوک، کنشک وغیرہ نے ...خود بھی بودھ مذہب اختیار کیا اور بھکشوؤں کو غیر ...ممالک بھیج کر ان کی توسیع میں بھرپور مدد کی جس نے ...ہندوستان کے علاوہ چین جاپان، لنکا، تبت، ...برما وغیرہ میں یہ مذہب پھیل گیا۔ چونکہ اس مقام کو ...بودھ مذہب کی مرکزیت حاصل ہے۔ اس لیے ...یہاں پر چین، جاپان، لنکا، برما اور تبت سے کافی ...تعداد میں بودھسٹ زائرین برابر آتے رہتے ہیں اور ...یہاں کے لوگوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرتے ہیں ...اس لیے یہ قصبہ ملکی و قومی نقطۂ نظر سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے "اہنسا پرمو دھرما" کی کرن پھوٹی۔ جس نے ایشیا کے کئی ممالک کو اپنی ضیاپاشیوں سے منور کر دیا۔ حقیقت ہے کہ مذہب کا تمدن پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔ یہ بات ناممکن تھی کہ جس مذہب نے "اہنسا پرمو دھرم" کا نعرہ لگایا، جو وہاں کے ماحول پر اہنسا کی چھاپ پر اثر انداز ہو۔ اطراف و جوانب کے ماحول پر اور وہاں کے تہذیب و تمدن پر اس قول کا خاصا اثر پڑا۔ لوگ ہنسا سے گریز کرنے لگے۔

یہ بات بڑی نامناسب ہوگی کہ جس شخص کی وجہ سے کشی نگر کا نام چار دانگ عالم میں پھیلا اس کی زندگی کے حالات پردہ غیب میں رکھے جائیں۔ آج سے ڈھائی ہزار سال قبل کی بات ہے اتر پردیش کے شمال میں نیپال کی ترائی میں ایک راجہ تھا جس کا نام سدھودن تھا اور جس کی راجدھانی کپل دستو تھا۔ وہ قوم کا چھتری تھا۔ اس کے یہاں ۵۷۰ قبل مسیح ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سدھارتھ تھا۔ بچپن میں ان کو مذہبی تعلیم دی گئی اور ساتھ ہی ساتھ فنون بھی سکھلایا گیا۔ اپنی غیر معمولی ذہانت کی وجہ سے سدھارتھ جلد ہی تمام علوم و فنون میں ماہر ہو گئے۔ طبیعت بچپن ہی سے غور و فکر کی طرف مائل تھی۔ ایک رات سب کو غافل پا کر ترکِ دنیا کے ارادے سے جنگل کی طرف چل دیا۔ کچھ دنوں کے بعد سب سے پہلے ویشالی پہونچا۔ یہاں اس نے ایک برہمن کی شاگردی اختیار کی۔ مگر یہاں بھی مطمئن نہ ہوا پھر اس جگہ کو چھوڑ کر راج گڈھ بہار میں آیا اور دوسرے برہمن کی شاگردی حاصل کی۔ مگر یہاں بھی نجات کا وسیلہ ہاتھ نہ آیا۔ آخر اسے بھی چھوڑا اور پانچ دوستوں کے ساتھ ایک گاؤں میں جس کا نام اردنوا تھا ایک پیپل کے درخت کے نیچے گوشۂ منزلت میں بیٹھا اور ستر برس تک ریاضت کرتا رہا۔ پھر اسے ایک بشارت ہوئی کہ جس چیز کی تجھے تلاش ہے وہ جسم کو تکلیف دینے سے نہیں ملتی۔ طریقہ جوگ دھوکا اور فریب ہے جو حقیقت تک پہونچنے سے روکتا ہے۔ نجات اس کو ملتی ہے جس کو خواہشات نفسانی پر قابو ہو جائے۔

گوتم بدھ کی تعلیم کے آٹھ زرّیں اقوال ہیں۔

(۱) پاک خیالات (۲) پاک خواہشات (۳) پاک اقوال (۴) پاک برتاؤ (۵) اکلِ حلال (۶) جائز کوشش (۷) صحیح علم (۸) صحیح خوشی۔ جو لوگ ان کے پابند ہوتے ہیں وہی اس مقام تک پہونچتے ہیں جس کا نام نروان ہے۔ جب انہوں نے اپنے نئے مذہب کا اعلان کیا اسی وقت سے وہ گوتم بدھ کہلانے لگے۔ گوتم بدھ سے متعلق چند مندریں اب بھی کشی نگر میں واقع ہیں۔ ۱۸۷۶ء میں یہاں کھدائی کرنے پر ایک کھنڈر دستیاب ہوا تھا۔ اس میں دو چیزیں پائی گئیں۔ ایک استوپ جس جگہ بدھ جی کا نروان ہوا۔ ٹھیک اس کے پچھم جانب گوتم بدھ کی بالو سے پتھر کی بنی ہوئی ایک ۲۱ فٹ لمبی مورت نکلی تھی جس میں تین شگافیں پڑی ہوئی تھیں۔

۱۹۲۷ء میں برما کے او فوچو نامی ایک بودھسٹ جو برما میں کسی ضلع کے ڈی ایم تھے۔ ۷ فٹ اونچا استوپ بنوایا۔

ایک دوسرا بہت پرانا مندر ہے جس کو سیٹھ ہری مل نے پانچویں صدی میں بنوایا اور اسی کے قریب میں ماتھا کسوز مندر ہے جس جگہ گوتم بدھ نے پانی پیا اور اپنا اپدیش دیا یہاں پر آم کے درخت کے نیچے ایک مورت پڑی ملی جس کو برمی بودھسٹ نے ۱۹۲۸ء میں نصب کروایا۔ راما بھار استوپ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر بدھ جی کی لاش کو نذرِ آتش کیا گیا اور ان کا اگنی سنسکار ہوا۔ اسی کے قریب میں ایک جید درخت پر چینی بودھسٹ کو سوریا نامی بھکشو جھونپڑی بنا کر رہتا تھا ۱۹۰۶ء میں یہ درخت کاٹ ڈالا گیا اور حکومتِ ہند نے اس کے لیے کے ولین میں اس کو چھوٹا سا گھر بنا کر دیا۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۲ء میں وہ بھی اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ کشی نگر میں بودھوں کا سکونتی سلسلہ ۱۸۶۰ء سے شروع ہوا۔ سب سے پہلے مہابیر بھکشو جو بہار کے بابو کشور سنلھ کے ناتی تھے، آ کر سکونت اختیار کی اس کے بعد چندرمنی بہار کھو رہنے لگے۔ ان کے دور میں کشی نگر کی کافی وسعت ہوئی یہیں پر ایک چندرمنی نامی اسکول قائم ہے جو ۱۹۴۲ء سے چل رہا ہے جہاں پر مفت تعلیم کا انتظام ہے۔ جب دلائی لامہ نے ہندوستان کا دورہ کیا تھا تو انگی مورتی کو اسی جگہ نصب کیا۔ چند سال قبل جاپانی عقیدت مندوں نے کشی نگر میں بدھ جی کا ایک بڑا مندر بنوانے کے لیے منصوبہ تیار کیا تھا اس کے لیے ایک ایکڑ، ۷ ڈسمل زمین لی گئی۔ جاپانی انجینیروں نے اس کی تعمیر کا کام اپنے ذمہ کیا۔ اور مناسب طور سے اس کو انجام دیا۔ عنقریب میں اس میں گوتم بدھ کا مجسمہ نصب کر دیا جائے گا۔

ہونن بھائن کی باشندہ جینی کوادی آن بھکشونی ایک خاتون ہے۔ چین عوام سے بھیک مانگ کر گوتم بدھ کا مندر بنوایا ہے۔

بدھ مندر اور آریہ بہار اس مندر کو راجہ سیٹھ بلدیو داس برلا نے ۱۹۲۶ء میں بنایا۔ اس مندر کی عمارت چین، جاپان، برما، تبت، لنکا، کمبوڈیا انڈوچائنا وغیرہ کے بھی آریہ مذہب کے سپرد برابر استعمال کر سکتے ہیں۔ اس میں چھوت دار مریض کا داخلہ ممنوع ہے۔ اس میں چودہ کمرے ہیں۔

(گورکھپور سے نشر)

رقص شرر

شمیم صادق

اُف کس قدر سفوکیشن ہے! جیسے دم گھٹ رہا ہو۔ دل کے اندر وہی مخصوص مگر نسبتاً تیز سی ٹیس۔ یہ تین پوسٹ کارڈ میں نے کئی بار پڑھے ہیں۔ مگر ناپسندیدہ تحریر بار بار پڑھنے سے بدل جاتی ہے؟ —— مجھے پتہ تھا کوئی نہیں آئے گا —— پھر بھی میں نے انہیں بلایا —— اور اب جب کہ ان کا معذرت نامہ آچکا ہے، تو بھی میں بار بار پڑھے جا رہا ہوں۔ میری گھٹن لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی ہے۔ یہ میرے اندر کا ایکسٹریم پوائنٹ ہے۔

ماں، پتہ نہیں تم نے ایسا کیوں کیا؟ —— یہ سوال آج تک تم سے نہ کرسکا۔ لیکن میرے وجود کے کن کن نے اتنی مرتبہ دہرایا ہے کہ میں خود ایک سوالیہ نشان بن کے رہ گیا ہوں۔ میں مانتا ہوں بابا کے نہ رہنے سے تم اکیلی ہوگئی تھیں۔ ڈھیر ساری زمین تھی۔ بڑا ہی پھیلا پھیلا زندگی کا بازار تھا۔ مجھے میرے فیوچر کے لیے تم نے بورڈنگ میں ڈال دیا تھا۔ تم دہلیز کی اگنی ریکھا پار نہیں کرسکتی تھیں۔ یہ سب صحیح اور سچ تھا —— لیکن یہ سچائی کہاں سے کیسے اور کب ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوئی اُسے صرف میں نے محسوس کیا۔

احساس اور جواز میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

اولاد نزدیک ہو یا دور، ماں تو اندر آتما میں ڈوب کر ان کی ہر تکلیف کو جان لیتی ہے —— میں بھی تم سے اسکول کے دنوں سے لے کر یونیورسٹی تک دور ہی رہا۔ مگر بجائے تڑپ اٹھنے کے تم مجھ سے دور ہوگئیں۔ اتنی دور کہ تمہیں باہری سہارے کی ضرورت ہوگئی ——

تم نے اپنے گرد ایسے حصار بنا لیے کہ پھر کبھی میرے لمس تمہیں چھو نہ سکیں۔ میں جب بھی کسی فرصت میں تمہارے پاس آیا، ایک اور شخصیت میرے اور تمہارے بیچ دیوار بن کر آ کھڑی ہوتی —— اگر میں کہتا —— "ماں —— لاؤ آج میں خود صفائی کرتا ہوں —— " تو وہ مجھے روک دیتی۔

"آپ چھوڑ دیجئے میں سب کرلوں گی۔" اور میں خجل سا اسے دیکھنے لگتا، جو نہ خوبصورت تھی نہ بدصورت اسے میں رضیہ کہتے ہوئے بھی جھجکتا کہ وہ یقیناً مجھ سے بہت بڑی تھی —— اور آپا یا باجی اس لیے نہیں کہہ سکتا کہ وہ کسی احترام کے لائق مجھے کبھی نہیں لگی۔ کیونکہ وہی تو میرے اور تمہارے بیچ ایک دیوار تھی۔ اسے یہ بھی پتہ نہ تھا کہ باہر کے لوگ ہزار قریب سہی مگر ان کی اپنائیت کی ایک لکچھمن ریکھا ہوتی ہے۔

یہ اور ایسے ان گنت پتھروں کی بارش نے ممتا کی صورت مسخ کردی —— حالانکہ قدروں کے ٹوٹنے سے تو زلزلہ آجاتا ہے۔

پھر ایسا ہونے لگا کہ میری گیپنگ طویل تر ہوتی گئی۔ اور اسی حساب سے اپنے ہی گھر سے میری اجنبیت بڑھتی گئی۔ ایسے کہ میں اکثر دو ایک روز میں ہی واپسی کے پروگرام بنانے لگتا —— اور تمہیں اس کی اطلاع ایک دھماکے کے ساتھ دیتا تاکہ تم مجھے روک لو —— اور پوچھو کہ میں نے ایسا کیوں سوچا —— اخیر اخیر تک تمہیں جھنجھوڑ دینے کی تمنا جاگتی رہتی تھی۔ جلتے پتھروں پہ خوشی خوشی کون چلتا ہے۔ تم نے ان آبلوں کو ایک بار بھی محسوس کرکے پوچھا تو ہوتا۔ دوا نہ دعا! —— بس صرف تم ہی میری طلب تھیں مگر اس کے بدلے میں یہ دیکھتا کہ میری اطلاع پاتے ہی تم اپنی دانست میں میرے سفر کی بہترین تیاریاں شروع کردیتیں اور ایک ایک کرکے میرے کام اسے سونپتی جاتیں —— میرے ادھر ادھر بکھرے کپڑے دھل کر بکس میں رکھے جا رہے ہیں

کھجوریں اور نمک پارے ڈبوں میں پیک ہو رہے ہیں۔ اصلی گھی اور دیسی انڈے اکٹھے کیے جاتے۔ پتہ نہیں تم یہ سب کیوں کرتیں۔ اس قدر اہتمام —— خوش ہونے کے بجائے مجھے عجیب گھٹن سی ہوتی جیسے میں تمہارا بیٹا نہیں ایسا دشمن تھا، جس کی دوستی اور دشمنی دونوں خطرناک ہوں۔ ممتا کے زخم واقعی ناسور ہوتے ہیں۔

میرے دوستوں کی بہت ساری چٹھیاں آتیں میں اپنے دوستوں کو رات گئے بستر پر اوندھے لیٹ کر اپنوں کو خطوط لکھنے میں محو دیکھتا تو میرے اندر نوکیلا شیشہ سا چبھ جاتا اور میں گھبرا کر تمہیں خط لکھنے بیٹھ جاتا کئی کئی صفحے کا بہت ہی قیمتی خط۔ جسے روح کی اتھاہ گہرائیوں سے لفظ لفظ موتی ڈھونڈ ڈھونڈ کے جب میں نے تمہیں پکارا تھا —— کیونکہ ماں تم خود پڑھ سکتی تھیں۔ لکھ سکتی تھیں اسی لیے خط پوسٹ کرتے ہی میرے اندر انتظار کا چراغ جل اٹھتا —— اب —— اور اب لیکن انتظار کا جذبہ چاند اور سورج نہیں، صرف چراغ ہوتا ہے جس کے لَو دینے کی ایک مدت ہوتی ہے اور جب یہ مدت گذر جاتی ہے اور دھوئیں کی آخری لکیر بھی زائل ہوجاتی ہے تو مجھے یہ چند سطریں ملتیں —— "ماں اچھی ہیں۔ اور لکھتی ہیں کہ آپ اپنی صحت اور پڑھائی......" میں نے جھلّا کر احساس کے دیے کو ہی فرش پر دے مارا۔ "نہیں، اب نہیں —— " "ایک ماں کیا اپنے بیٹے کی روح کو سمجھنے کے لیے کسی اور سے معنی پوچھتی ہے —— ؟"

آہستہ آہستہ شیرینی کا ہر احساس زخمی ہوگیا زندگی میں دور دور تک زہر پھیل چکا تھا —— ہاسٹل کی وہ پیار آفریں زندگی میری یادوں کا انمول خزانہ —— ! جیسے امکانات کی ہزاروں دشائیں میری منتظر ہوں —— میں بہت منفرد اور معزز ہستی نہ کبھی تھا اور نہ کبھی بننے کی تمنا ہی کی تھی۔ میں نے دل کھول کر قہقہے لگائے تھے، شرارتیں کی تھیں بلاغرض لوگوں کے کام آیا اور بے وجہ احمقوں کو ٹیز بھی کیا۔ زندگی میری اپنی تھی۔ اور میں نے اپنی زندگی کو دہرے پن کی ملاوٹ کے بغیر دل کھول کر خرچ کیا۔ مگر ماں، تم نے بڑی آہستگی کے ساتھ اس آبشار کے سامنے ایسے پتھر رکھ دئے کہ بہاؤ ہی رک گیا۔ ٹھہری ہوئی زندگی۔ ٹھہرے ہوئے پانی پر کائی جمنے سے کون روک سکتا ہے؟ —— کچھ بھی میرے اختیار میں کہاں تھا۔ صرف یہی کر سکتا تھا کہ انتقامی احساس کے تحت تم سے بے تعلق ہوجاؤں۔ اور یہی میں نے کیا بھی ——

وقت بڑی بے رحم اور آہنی حقیقت ہوتی ہے۔ وقت کا بہاؤ کیا کچھ سمیٹ لے جاتا ہے اس کا کرب ان دلوں سے پوچھو جنہوں نے زندگی کے ہر بیتے لمحے میں اپنی ذات کا ایک ایک کرکے ہر ایک انش گنوا دیا ہو —— وقت مرہم بھی ہے اور نشتر بھی پڑھائی، امتحان، رزلٹ اور ملازمت تک کے مرحلے

ے پار ہوئے مجھے الگ الگ یاد نہیں۔ لیکن جب
تمہیں اپنی ملازمت کی اطلاع دی۔ تم نے اس کے
بی اپنی گرتی ہوئی صحت اور تنہائی کے احساس
ر دیا تھا ——— اس یقین کے ساتھ کہ ایک
ال کے لیے کچھ بھی کرسکتا ہے۔ اور تم نے لو ہا
یکھ کر جلد ہی مجھے نئے سانچے میں ڈھال دیا ———
تمہارے سامنے ہی تھا اور تم نے مجھے ڈھال دیا
ے دس سال بڑی عورت کے شوہر کے سانچے
ہ جس کے چہرے میں معصومیت اور وارفتگی کی
ن اور مصلحت اندیشی تھی۔ جو ایک اچھی دھوبن،
، مالی، نرس اور کیر ٹیکر تو تھی مگر میری بیوی نہ تھی
ے اپنی جانِ ناتواں کی قسمیں دے دے کر مجھے
دیا کہ میں اسے بیوی کی طرح استعمال بھی کروں
ی زندگی میں اس تعلق کا کوئی نام نہ تھا ———
سپاٹ اور انام رشتہ ——— ہاں تم نے
یک نام دے ڈالا تھا۔ راشد ———
ری چھٹیوں میں تم نے ٹیلی گرام دے کر بلوایا اور
مدیا ماجدا اور پھر زاہد ——— تنگ آ کے
خود کو ڈاکٹر کے حوالے کر دیا تاکہ تم میری چھٹیوں کا
کر سکو۔ تمہارے اندر کچھ تو ہو، ایک ذرا سی
ی سہی۔ پتہ نہیں یہ زندگی کہاں سے کہاں
ی ——— بہاروں کا یہ قافلہ کون سے
یں آ کے ٹھہرا تھا کہ دور دور تک کوئی سراب بھی
——— اصلیت کا نام و نشان بھی نہیں۔
تا ہوں، بچے ——— حیات ہوتے ہیں مگر یہ بچے
ی مجبوری میری نفرت اور مری کچلی ہوئی انا کے
کار تھے۔ اکثر میرا جی چاہتا، ان کی گردن دبا دوں
نتقامی آگ سی میرے اندر سلگا کرتی ———
رے دھیرے میرے اندر سمٹ کر رہ گئی ———
یں ایسا نہیں کرسکتا، کچھ بھی اب میرے لیے
نہیں رہا ———

وقت بڑے بڑے طوفان سمیٹ لے جاتا ہے
یں کتنا سچ ہے اور کتنا جھوٹ۔ لیکن چند سال
ور گذر گئے تو ان چھٹیوں میں میرا وقت آسانی سے
لگا ——— کبھی ان بچوں کو پڑھا رہا ہوں،
انیاں سنا رہا ہوں، کبھی انہیں تفریح کرانے لے
ں۔ گویا ماں تمہاری ہوئی سزا کا احساس دھیرے
ے مدھم ہوتا گیا ——— یہ بچے آہستہ آہستہ
یز محسوس ہونے لگے جیسے میرے وجود کے الگ
ے ہوں، اپنے ہارے ہوئے وجود کی بازیافت؛
ے میں نے شہر میں ڈھونڈ کر اچھا سا مکان کرائے پہ
——— اور تمہارے فوت ہونے کے بعد
ے من پسند قافلے کو اپنے ساتھ شہر لے آیا۔
اُف کتنا اندھیرا ہے ——— اب تک کوئی
آیا۔

مختصر افسانہ

تلاش

بشیر شاہ

......**اکثر** ایسا ہوتا تھا!
دن کا اجلا روپہلا پنچھی جب اپنے پروں کو سمیٹتا تو وہ اپنے مکان کی ٹیریس (TERRACE) میں آجاتا۔ ڈوبتے سورج کی آنکھوں میں چمکتی ہوئی لالی کو اپنی آنکھوں میں اتارتا...... کرنوں کی سیڑھیوں سے اترتی ہوئی سرمئی شام کو اپنے دل کی بنجر زمینوں میں بسا لیتا...... دیر گئے تک، بہت دیر گئے تک کچھ سوچتا کچھ کھوجتا۔ آخر اسے کس چیز کی تلاش تھی ———؟!

ایک روز چلتے چلتے میں اس تک پہنچا اور پوچھتے پوچھتے پوچھ ہی لیا۔

"تمہیں کس چیز کی تلاش ہے؟" وہ خاموش رہا۔

"کیا چاہیے تمہیں": میں نے اپنا سوال دہرایا۔

"آخر کیا چاہیے تمہیں — دولت؟ میں نے لقمہ دیا۔ اس کے ہونٹوں پر زہر خند پھیل گیا اور وہ چپ رہا۔

"ضرور تمہیں عزت کی تلاش ہے": میں نے کریدا!

"نہیں": اس نے زبان سے تو نہیں سر کے اشارے سے میرے سوال کی نفی کی۔

"تو پھر یقیناً تمہیں محبت چاہیے؟!" میں نے بات کی تہہ تک پہونچنے کی کوشش کی۔ دفعتاً اس کے ہونٹوں پر ایک بے لوث مسکان پھیلنے لگی۔ اشاروں کی زبان میں اعتراف کرتے ہوئے اس نے بتایا "ہاں مجھے محبت چاہیے":

"وہ تمہیں نہیں مل سکتی":

"کیوں؟!" وہ سراپا سوالیہ نشان بن گیا۔

"محبت تمہیں نہیں مل سکتی اس لیے کہ وہ کتابوں میں بند ہے":

میری بات سن کر وہ آسمان کی وسعتوں میں کچھ کھوجنے لگا۔ کچھ تلاش کرنے لگا۔

(سرینگر سے نشر)

گھر۔ ہاں یہی گھر تو تھا ——— جو سبھوں کے لئے گھر تھا مگر میرے لئے صرف سر چھپانے کی جگہ۔ کیونکہ اس جگہ کو میں کبھی وہ صورت، وہ ترتیب اور وہ آہنگ نہ دے سکا جو اپنا معیار تھا۔ اپنی ہر ایک چھوٹی بڑی خوشی جلا ڈالی ——— آخر یہ سب کچھ کس لیے؟ میں نے کبھی اپنے دوستوں کو مدعو نہیں کیا، کبھی کسی کو اس سے نہیں ملوایا۔ شاید اس لیے کہ اندر ——— بہت اندر سے میں ہمیشہ اکیلا تھا۔ بالکل تنہا ——— وہ نہ پہلے میری کوئی تھی نہ کبھی ہوئی ——— اور جو کسی قدر میرے اپنے تھے، ان کو بڑا کرتے کرتے میں خود کیسے کیسے اپنے آپ سے پیچھے ہٹتا گیا۔ یہ میں سمجھ نہیں سکا۔ دنیا کی نظروں میں میں ایک مثالی انسان تھا لوگوں نے مثالیت کی چکا چوند دیکھی تھی۔ لیکن یہ صرف آئیڈیل بکھنے والے ہی جانتے ہیں کہ کس آگ میں جل کر شخصیت کا سونا بنتا ہے۔ اور پھر شخصیت کے گرد اصولوں کا حصار بنتا ہی چلا جاتا ہے ——— جنہیں شاید کوئی بھی نہیں توڑ سکتا ——— اور پھر میں نے تو حصار خود ہی بنائے تھے ——— دیکھتے ہی دیکھتے تینوں بچے اپنی زندگی میں سیٹل ہو گئے ———

میں بالکل مطمئن ہوں۔ ہر طرح سے۔ مجھے اب کوئی فکر نہیں۔

لیکن جب کوئی بار بار خود کو مطمئن کرے تو شاید اس کا مفہوم یہی ہوتا ہے اب بے اطمینانی حد سے گذری جا رہی ہے۔ یہ سچ ہے پچھلے سال مجھے دل کا دورہ پڑ چکا ہے اور ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے دوسرا جھٹکا کبھی بھی کسی پل کسی روز مجھے ہول و شکست کے ہر احساس سے آزاد کر دے گا ——— اگر آج یہ بچے آجاتیں تو شاید ببول کا یہ پودا جو تم نے میرے اندر لگایا تھا جڑ سے اکھڑ جاتا لیکن بچے نہیں آئے اور ببول کا پودا لہلہانے لگا اس کی شاخیں میرے منھ سے باہر نکل آئیں اور اس کے نوکیلے کانٹے حلق میں پھنس رہے ہیں ——— میری سانسیں رکنے لگی ہیں۔ آنکھیں جیسے اپنے آپ بند ہوئی جا رہی ہیں۔ میں شاید بھاگتی پرچھائیوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ اب اتنا اندھیرا ہے کہ کچھ نظر نہیں آتا ——— پرچھائیاں میرے اندر سمٹ آئی ہیں۔

چنگاریوں کا مقدر سب جانتے ہیں لیکن رقصِ شرر کس نے دیکھا ہے۔ (پٹنہ سے نشر)

بجھتی بینائی کا کرب

شبیر احمد ہاشمی

اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے جھنجھوڑ کر جگا دیا ہو۔ اس نے اپنے پہلو میں ایک نظر ڈالی تو وہاں ویرانی کا راج تھا۔ اس نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھا تو وہ صبح کے دس بجا رہی تھی۔ اسے بیحد حیرت تھی کہ وہ اتنی دیر سوتا رہا ـــــ اسے یاد آیا کہ وہ رات بھی بڑی جلدی سو گیا تھا تو پھر اتنی دیر وہ کیسے سوتا رہا ـــــ اور راحت کہاں چلی گئی ـــــ!

"راحت!" اس نے آواز لگائی۔

جواب میں خاموشی نے اس کا استقبال کیا۔

"کمال ہے" اس نے سوچا ـــــ

"اُفوہ، دس بج گئے ہیں، ابھی تیار ہونا، اور ڈیوٹی جوائنٹ کرنا ہے۔ راحت ڈیوٹی پر چلی گئی ہے کیا؟"

لیکن اسے جگانا تو چاہئے تھا، اس نے سوچا۔

"راحت اب دن بدن میری جانب سے لاپروا ہوتی جا رہی ہے" اس کے خون کی گردش تیز ہونے لگی اب اس کے ساتھ سختی برتنی ہوگی، ورنہ ـــــ

مگر یہ کیا؟ ـــــ یہ کمرے میں اندھیرا کیوں ہے۔ کمرے میں نائٹ بلب بھی ابھی تک روشن ہے"

"سچ مچ! راحت بے حد غیر ذمہ دار ہو گئی ہے۔ راحت!!" اپنی آواز کی سختی پر وہ خود بھی حیران رہ گیا۔

لیکن سناٹے نے پھر اس کے اس سخت جملے کو بھی شکست دے دی۔

"کہاں چلی گئی" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کمرے کی کھڑکیاں کھول دیں۔ سڑکوں پر سے دوڑتی ہوئی کاروں، لاریوں اور بہتی ہوئی زندگی کا شور اس کے کمرے میں در آیا۔ اس نے جھانک کر نیچے کی طرف دیکھا اور پھر دوسرے ہی لمحے چونک پڑا۔

"اتنا اندھیرا کیوں ہے!؟"

"کیا ابھی دن نہیں نکلا ـــــ کہیں میری گھڑی بند تو ـــــ" اس نے دوبارہ اپنی گھڑی کی طرف دیکھا تو وہ چل رہی تھی۔ اور پھر اس کے بند ہونے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ ابھی رات ہی کو تو اس نے ـــــ اگر گھڑی صحیح ہے تو پھر یہ اندھیرا؟۔

"نہیں گھڑی ہی بند ہے شاید! ـــــ لیکن اگر گھڑی بند ہے اور ابھی رات ہے تو پھر اتنی رات کو راحت کہاں چلی گئی"

"اہو! کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ لیکن اگر اس وقت رات ہے تو پھر سڑکوں پر یہ چہل پہل ـــــ نہیں یہ رات ہرگز نہیں ہے شاید آج سورج نہیں نکلا ـــــ" اس نے آسمان کی طرف نظر دوڑائی تو واقعی آسمان پر بھی تاریکی کا راج تھا

"تو پھر ثابت ہوا کہ آج سورج نہیں نکلا"

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو بالکل انہونی بات ہوئی ـــــ کہیں میں نے اپنی بینائی تو نہیں کھو دی۔

"مگر مجھے تو سب دکھائی دے رہا ہے ـــــ" یہ پلنگ ہے ـــــ وہ ٹیبل ہے ـــــ وہ باتھ روم ـــــ وہ باورچی خانہ ـــــ تو پھر یہی صحیح ہے کہ آج سورج نہیں نکلا"

ہاں یہی بات ہے۔ اس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے سوچا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ خوف کے پنجے اس کے پورے وجود میں گڑ چکے تھے۔

وہ کانپ اٹھا۔ "سورج نہیں نکلا ـــــ"

وہ تقریباً دوڑتا ہوا دوبارہ کھڑکی کے پاس پہنچا اور نیچے کی طرف دیکھنے لگا۔ نیچے آتی جاتی کاروں لاریوں اور بہتی ہوئی زندگی کا شور ـــــ مختلف آوازوں کا جنگل ـــــ بھاگتے دوڑتے سائے ـــــ سپاٹ چہرے! ـــــ لرزتے وجود ـــــ اور ان کا سناٹا ـــــ!!

"اگر سورج نہیں نکلا تو کیا ان لوگوں کو اس کی خبر نہیں!"

"نہیں یہ بات نہیں ہو سکتی ـــــ تو پھر کیا بات ہے" وہ اپنے آپ سے پھر الجھ پڑا۔

"مجھے پہلے یہاں سے نکلنا چاہئے" اس نے فیصلہ کیا۔

جھٹ پٹ تیار ہو کر باورچی خانہ میں پہنچا تو ناشتہ تیار رکھا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ راحت کام پر چلی گئی ہے مگر اس نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟ ـــــ اور کیا اس نے بھی محسوس نہیں کیا کہ آج سورج نہیں نکلا ہے!

"نہیں! مگر وہ تو بڑی ذہین ہے ـــــ اور یہ تو بڑی غیر معمولی بات ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ میں جو سمجھ رہا ہوں وہ حادثہ نہیں ہوا ہے۔ ورنہ لوگ اب تک آسمان سر پر اٹھا لیتے۔ لوگ تو اب بے صبری کی انتہائی منزلوں پر ہیں۔ وہ خود کئی مرتبہ لوگوں کی بے صبری پر لیکچر دے چکا ہے ـــــ کہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر ـــــ اور سورج کا نہ نکلنا تو ایک بڑا سانحہ ہوتا ہے"

"تو پھر یہ یہ سب کیا ہے!!"

"اونہہ، چھوڑو بھئی!" اس نے جلدی جلدی پیٹ کے جہنم کو پُر کیا کہ کتنے چکر تو اس نے ہی چلائے ہیں کمرے کو بند کر کے وہ زینہ اترنے لگا تو پروفیسر شرما کی بیوی شاپنگ کر کے لدی پھندی اوپر چڑھتی ہوئی نظر آئی۔

"آداب" اس کی مترنم آواز نے اس کے پاؤں پکڑ لئے۔

"آداب" آج بڑی جلدی بازار سے ہو آئیں اس نے سوال کیا۔

"جلدی کہاں، آج تو بڑی دیر ہو گئی ہے" مسز شرما نے جواب دیا۔

"دیر" اس نے بڑی حیرت سے کہا۔ ابھی تو کافی اندھیرا پھیلا ہوا ہے" اس نے اپنے شبہ کی تصدیق کرنی چاہی۔

"اندھیرا!؟" اب انتہائی حیرت سے مسز شرما اس کا منہ تکنے لگی۔

"چہ چہ! پروفیسر صاحب! آپ بھی نشہ کرنے لگے ہیں بڑی حیرت کی بات ہے" اس نے تاسف بھرے انداز میں کہا۔

"نشہ!؟ نہیں تو ـــــ" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا مگر مسز شرما وہاں سے جا چکی تھی۔

"اف خدایا! یہ مجھے کیا ہو رہا ہے" اس نے بڑی بے چینی سے کہا۔

اب وہ صدر دروازے پر پہونچ چکا تھا ـــــ دربان نے معمول کے مطابق اسے سلام کیا۔

"کہو اچھے تو ہو" اس نے دریافت کیا ـــــ تو دربان نے اسے حیرت سے دیکھا ـــــ دیکھو کر زندگی میں پہلی بار اس نے اس طرح دربان سے خیریت

ذکی طارق

آنکھوں میں خشک جھیل کا منظر اتار دے — ہاتھوں پہ آج خوب کا پیکر اتار دے
پریاں جھک رہی ہیں اداسی کی شاخ پر — یادوں کی گرم ریت میں گوہر اتار دے
وہ گفتگو جو ذہن میں مدّت سے قید ہے — اس گفتگو کو آج لبوں پر اتار دے
خوابوں کی بارشوں کا تو موسم گذر گیا — ان کا خمار کوئی ہنسا کر اتار دے
خالی پڑا ہے دل کا ورق شام ہی سے آج — چپکے سے دل میں فکر کا خنجر اتار دے
احباب کہہ رہے ہیں ابھی کچھ نہیں ہوا — دیوار کہہ رہی ہے کلنڈر اتار دے
ہاں ساحلوں کی چیخ بہت دل شکن ہی — تو اس کی وسعتوں میں سمندر اتار دے
جذبے کھلی چھتوں پہ بھٹکتے ہیں راہ میں — اے کاش کوئی ان کو مرے گھر اتار دے
میں تو ہنسی ہنسی میں بلندی پہ آگیا
بچہ ہوں میرا ہاتھ پکڑ کر اتار دے

(اردو سروس سے نشر)

تھی)
"جی ہاں صاحب، مالک کی مہربانی ہے"
"اور کوئی خاص بات نورخان؟" نورخان
...رت آسمان چھونے لگی۔ اور پھر کچھ سمجھتے ہوئے
...کر پڑا۔ اب نورخاں سے آنکھ ملانا اس کے لئے
...شکل تھا۔ پتہ نہیں کمبخت کیا سمجھ رہا ہے۔ وہ سڑک
...ں آیا۔

اور اپنے پاس سے گذرنے والے چہروں کو
...ھنے لگا۔ اسے ہر چہرہ مختلف کہانیوں کی دھند میں
...ہوا نظر آیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ لوگ ابھی تک
...بات سے بے خبر ہیں کہ سورج نے ان کی بستی سے
...موڑ لیا ہے۔

اتنا بڑا حادثہ اور لوگ بے خبر! اس کی بے چینی
...الجھن اپنی انتہائی منزلیں چھونے لگی۔ اور اسی الجھن
...اس نے ایک کراسنگ پر ٹریفک کانسٹیبل سے دریافت
...یا۔

"ایکسکیوزمی! یہ آج سورج کیوں نہیں نکلا؟"
"سورج نہیں نکلا؟" کانسٹبل نے حیرت سے
...کی طرف دیکھا۔

"ہاں! کیوں؟ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں ——
"صاحب ذرا اوپر دیکھئے" اس نے ایک
...ے سے مرکیوری لائٹ کی جانب اشارہ کرتے
...ے کہا۔

"یہ کیا ہے! یہ سورج نہیں ہے تو پھر کیا ہے"
...ں نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"یہ سورج! —— نہیں —— یہ
...ورج تو نہیں ہو سکتا" وہ بڑبڑایا۔

"چلو چلو ہٹو —— ہمارا ٹائم کھوئی مت کرو
...ٹریفک جام ہوتا ہے —— اور صاحب اب تم
...گھر جاکر آرام کرو نہیں تو کوئی دوسرا تم کو پاگل خانے میں
...بند کر دے گا۔

"ہاں اب مجھے آرام چاہئے کانسٹبل ٹھیک کہہ
...رہا ہے۔ لوگ مجھے مذاق کا نشانہ بنالیں گے" اور پھر
...نے خاموشی اختیار کرلی۔ لیکن اب ہر روز اسے سورج کے
...نکلنے کا انتظار رہتا اور ہر دفعہ ناکامی اسے منہ چڑاتی۔

آخر ایک دن اس نے راحت سے اپنی الجھن
...کا ذکر کر دیا۔ تو راحت نے اس کی جانب اس طرح دیکھا
...جیسے اسے اس صحیح الدماغی میں شبہ ہو۔

اور پھر جھلّاتے ہوئے بولی "اسی لئے میں کہتی
...ہوں کہ اس طرح رات دن کتابوں میں آنکھیں پھوڑنا
...ٹھیک نہیں لیکن یہاں میری کون سنتا ہے"

لیکن پھر دوسرے ہی لمحے وہ اس کی دلدہی کرنے
...لگی۔ دوسرے دن اس نے ایک دماغی امراض کے معالج
...سے چیک اپ کا وقت حاصل کیا اور اس کے مسلسل انکار
...کے باوجود اسے چیک اپ کے لئے ڈاکٹر کے پاس
...لے گئی۔

لیکن جب ڈاکٹر نے بھی اس کے صحیح الدماغی ہونے کی تصدیق کر دی تو اس نے ڈاکٹر کو بھی ٹھیک اسی طرح دیکھا تھا جیسے اسے اب ڈاکٹر کے پاگل پن میں شبہ نہ رہا ہو۔

ڈاکٹر کی تصدیق نے اس کے وسوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ وہ اپنے اندر بڑی توانائی محسوس کرنے لگا اس نے راحت سے کہا کہ وہ گھر چلی جائے۔ راحت کے اصرار کے باوجود کہ اسے آرام کی سخت ضرورت ہے۔ وہ اس سے جلدی گھر پہونچنے کا وعدہ کر کے سیدھا پولس اسٹیشن پہنچا۔ تھوڑی دیر لبعد وہ ایک پولس انسپکٹر سے گفتگو کر رہا تھا۔ اور جب اس نے انکشاف کیا کہ ہماری بستی سے سورج نے منھ موڑ لیا ہے تو انسپکٹر اسے تنقیدی نظروں سے گھورنے لگا اور جب اس نے بات تمام کی تو انسپکٹر نے کہا "پروفیسر صاحب آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ یہاں سے بڑی خراب حالت میں باہر جاتا —— اب آپ گھر جائیے —— آرام کیجئے اور تھوڑا نشہ وغیرہ کم کیجئے —— ورنہ کسی دن پاگل خانے میں نظر آئیں گے"

انسپکٹر کی بات کا بُرا نہ مانتے ہوئے جب اس نے کہا کہ آپ حالات کی سنگینی کو نہیں سمجھ رہے ہیں۔ تو انسپکٹر غصّے سے کھڑا ہو گیا، اور آواز لگائی۔

"حوالدار!"

"جی صاحب!"

صاحب کو باہر کا راستہ بتاؤ اور ان سے کہہ دو کہ اب ادھر کا رُخ نہ کریں۔

حالات نے بڑا عجیب موڑ لیا تھا۔ اب وہ جس سے بھی سورج نہ نکلنے کا تذکرہ کرتا وہی اسے پاگل سمجھتا لیکن اس نے بھی طے کر لیا تھا کہ اب چاہے کچھ بھی ہو بستی کے لوگوں کو اس کا احساس ضرور کراؤں گا —— اور ایک نہ ایک دن وہ میرے سچ کی تصدیق کریں گے —— وہ بولتا رہا —— لوگ ہنستے رہے —— وہ بولتا رہا —— لوگ مذاق اڑاتے رہے —— وہ بولتا رہا —— اور لوگ اسے مارنے لگے۔

میں بڑی تیزی سے چلا جا رہا تھا۔ دل و دماغ عجیب و غریب خیالات سے الجھے ہوئے تھے کہ ایک جگہ لوگوں کی بھیڑ نظر آئی۔ میں نے بھیڑ میں یونہی جھانکا تو دیکھا کہ شخص نیم بیہوشی سا پڑا ہے اور اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا ہے۔

"کیا بات ہے" میں نے ایک شخص سے دریافت کیا۔

"کچھ نہیں پاگل ہے، کہتا ہے ہماری بستی سے سورج نے منھ موڑ لیا ہے" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا۔؟" میں نے حیرت سے کہا —— "سورج نے ہماری بستی سے منھ موڑ لیا ہے" میں نے زخمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ٹھیک اسی وقت مجھے ایسا لگا کہ جیسے میرے الجھے ہوئے خیالات کو زبان مل گئی ہو۔ میں زخمی پر جھک گیا۔ اس کے سر کو اپنے زانو پر رکھا۔ اور اس سے پوچھا۔

"کیا کہہ رہے تھے تم — کہ — ہماری بستی سے سورج نے منھ موڑ لیا ہے"

زخمی نے اثبات میں گردن ہلادی۔

"لوگو یہ سچ کہتا ہے۔ ہم اب سورج کے بغیر زندگی گذار رہے ہیں"

"یہ لو! دوسرا پاگل!!"

قہقہے —— شور —— ہنگامہ

لیکن میں ان سب سے بے نیاز زخمی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کے بیان کی تصدیق کرتا رہا تو وہ مسکرا پڑا

اور پھر آہستہ آہستہ اس کے لب ہلے: اس نے کہا۔ "مجھے یقین ہے ایک دن یہ بستی ہمارے سچ کی ضرور تصدیق کرے گی"

(جلگاؤں سے نشر)

شبیر احمد ہاشمی
۵۲ ۳ نیو وارڈ، مالیگاؤں (ناسک)

اکیلا

قیصر رضا

صبح رو رہی تھی!
سیاہی بکھر گئی!!
بکھر کر کاغذ پر پھیل گئی، پھیل کر سنور گئی اور سنور کر یک کہانی کی صورت میں ڈھل گئی۔
دو جسم قریب آگئے!
قریب ——— اور قریب ——— ایک ہوگئے!!
پھر ——— وہ سوگیا!
صبح ہوگئی ——— شعلوں کی لَو تھرتھرائی۔
شعلے آخری بار بھڑکے۔ بھڑک کر پرسکون ہوگئے، اور یسا ہوا ———!
ایک کہانی بن گئی!
بزرگوں نے کہا ہے کہ جب دل بھٹکنے لگے تو قرآن کی آیت پڑھو، ہیجان بھرے دل کو شانتی ملے گی۔ دل کا سکھ مل جانے سے تن کے دکھ دور ہو جاتے ہیں۔
میں نے دیکھا، آیت پڑھنے سے صرف زبان چلتی ہے، یا رٹے رٹائے جملے یاد ہو جاتے ہیں اور نیند آنے لگتی ہے۔
آنکھیں بند ہوگئیں!
زبان خاموش ہوگئی!!
میں نے دیکھا!
اپنا لڑکپن، اپنی جوانی، اور .....
میں آج تمہیں خط لکھ رہا ہوں، یہ جانتے ہوئے کہ تم ایک حادثے کا شکار ہو کر چل بسے۔ تم ہی تو میرے بچپن کے ایک ساتھی تھے جو جوانی تک رہے اور پھر ...... جوانی
میں تم نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔
جس طرح امّاں چلی گئیں!
ابّا چلے گئے!!
صرف ایک بڑے بھائی تھے وہ بھی باہر چلے گئے۔
سب مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے ——— تم بھی تو چلے گئے۔
میں اس خط کے ذریعہ تمہیں اپنی کہانی سنا رہا ہوں مگر تم ابدی نیند سو گئے ہو۔ خیر کوئی بات نہیں، دوسرے سن لیں گے، بہت سی کہانیوں کی طرح اس پر بھی اپنے تاثرات کا اظہار کریں گے۔
آج ایک بے حد خوبصورت سراپا ابھر رہا ہے!
ایک کالا، صاف چندیا والا!!
یہ چچا ہے، اس کا نام حسین ہے۔
تم حسین کو جانتے ہو۔ جس وقت میں ڈیڑھ برس کا تھا، یہ میرے یہاں نوکر رکھا گیا۔ یہ اس وقت ستّر برس کا تھا۔ عاشق مزاج بوڑھا مجھے بہت چاہتا تھا۔
اس کی پرچھائیں میں اور میری پرچھائیں یہ تھا۔
میں تمہیں کہانی سنا رہا تھا کہ دو جسم قریب آگئے اور قریب آکر ......! پھر ایک لمحہ مجھ پر ٹوٹا!
ابّا نہیں، بھیّا نہیں، حسین چچا نہیں۔
ایک نئی صورت آگئی سائرہ کی۔
آج میں خاموش ہوں، میرا دماغ بھی خاموش ہے کوئی کہانی جنم لینا نہیں چاہتی ——— سوچ رہا ہوں سائرہ کے بارے میں جو میرے یہاں دائی کی صورت میں آئی اور ماں بننے لگی۔
امّاں اور ابّا آپس میں لڑ پڑتے۔ بڑے زوروں کی لڑائی ہوتی۔ لڑائی تو ہمیشہ ہی ہوا کرتی تھی مگر آج سائرہ کی بات نکل آئی۔
امّاں نے کہا۔ "آپ سائرہ کو بیوی بنانا چاہتے ہیں۔"
"پاگل کہیں کی۔" ابّا نے کہا اور بولے۔ "یہ جھوٹ ہے۔"
"یہ سچ ہے، میں نے جب دوسری دائی ٹھیک کرلی ہے تو آپ اسے ہٹاتے کیوں نہیں کالی کلوٹی چھگن کو۔"
"میں نے اسے تمہارے اور بچوں کے آرام کے لئے رکھا ہے۔ اب تم بوڑھی ہوئی میں بوڑھا ہوا یہ ہم لوگوں کی خدمت کرے گی۔ کتنی سیدھی ہے بیچاری صرف کھائے گی اور کپڑا پہنے گی۔ دوسری دائی تو اوپر سے مشاہرہ بھی لے گی۔"
"آپ کی نیت میں کھوٹ ہے۔ جو آپ کی باتوں سے صاف ظاہر ہے۔"
"مریم۔"
یہ لڑائی روز ہی چلتی تھی۔ آج شدت اختیار کر گئی۔ اس لئے سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ ابّا باہر چلے گئے، امّاں پٹنہ چلی گئیں اور بھیّا انہیں پہنچانے کیلئے گئے۔ میں اکیلا گھر میں نئی دائی ہاجرہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ سائرہ اپنے شوہر کے گھر چلی گئی۔
آج مجھے اپنا کلوٹا چچا یاد آرہا ہے۔
امّاں کی بے بسی!!
ابّا باہر سے آگئے اور انہوں نے اس نئی دائی کو دیکھ کر مجھ سے پوچھا۔
"صفدر، یہ نئی عورت کون ہے؟"
"اسی آیا کو ٹھیک کر کے امّاں گئی ہیں، یہی کھانا بنائے گی۔"
"تمہاری امّاں کہاں گئیں؟"
(ایک خاموشی)
"جواب دو" ——— "جعفر کہاں گئے؟"
"دونوں چلے گئے۔"
"کہاں۔"
"پٹنہ۔"
ابّا کچھ سوچنے لگے ——— نہ معلوم وہ کھڑے کھڑے کیا سوچ رہے ہیں۔ نئی آیا کھانا بنا رہی ہے اور میں بگان میں جا کر ان مرغیوں کو بھگانے لگا جو ہمارے گوبھی کے پتوں کو کھا رہی تھیں اور پودوں کو خراب کرنے پر تلی ہوئی تھیں۔
میرے اس چھوٹے سے بگان میں رنگ برنگ پھول کھلے ہوئے ہیں۔
سرخ و سفید گلاب!
پیلے گیندے کے پھول!!

کچھ ہرے اور نیلے پھول بھی!!!
جنگلی پھول بھی ـــــــ پھول بھی انسانوں
جنگلی ہوتے ہیں۔ زہریلے پھول۔ اور ہمیں وہ
ی باسی سائرہ یاد آرہی ہے۔
وہ بھی چلی گئی۔
میں گھوم پھر اکتاکر اپنے کمرے میں آگیا۔ دیوار پر
یریں آویزاں ہیں۔ اماں اور میری ایک تصویر،
ہری سائرہ اور اس کی تین سالہ بچی کی جو اس کے
ہر کی نشانی ہے۔
"اماں" ـــــــ وہ بھی جا چکیں۔
(جانے والے لوٹ کر کبھی نہیں آتے)
"ابا..... ابا!"
"تم پڑھتے کیوں نہیں صفدر؟"
یں پڑھتا تو ہوں۔ الف، ب، ت، ث۔
دوسروں سے انگریزی میں باتیں کرتے ہیں مگر میں
ی بول نہیں سکتا!"
"جاؤ، انگریزی پڑھو!"
"ابا!"
"میں پڑھتا ہوں، سارے جہاں سے اچھا
ستاں ہمارا!"
"صفدر، خاموش ہو جاؤ اب تم بڑے ہو گئے
گریزی پڑھو، آؤ میں تمہیں انگریزی پڑھاتا ہوں"

If hopes were dupes, fears may be liars,
It may be, in yone Smoke Conc

پڑھاتے پڑھاتے جب ابا کی نظر سائرہ پر پڑتی
و وہ مجھے بولتے ہیں، جاؤ اسے یاد کرو!"

میرا بچپن بیت گیا۔
اماں اور ابا کی روز روز کی لڑائی سے میں تنگ
۔
اماں نے زہر کھاکر خودکشی کرلی۔
مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے سائرہ کو ڈائیگر
دیا!!
سب چلے گئے، ابا غم زدہ ہو کر چلے گئے۔ میں
کی اندھیری کوٹھری میں سلاخوں کے پیچھے پڑا
جعفر بھائی کو دوسرے ملک میں اچھی نوکری مل گئی
بھی یہاں سے بھاگ گئے، مجھے اکیلا چھوڑ کر۔

دوپہر ڈھل رہی تھی!
وقت بیتتے چلے گئے!!
میں جیل سے اپنی سزا کاٹ کر چلا آیا۔ ابا کہیں
جاکر کسی دوسری کو اپنا چکے تھے۔ حسین چچا نے کسی
رے کے یہاں نوکری کرلی۔ سب نے اپنی اپنی
الگ راہیں لیں۔

میں کسی کو بھی نہ پاسکا۔ جو میرے اپنے تھے اور بیگانے بھی۔ لوگ کہتے ہیں ماضی کے دھندلکے میں جھانکنے سے صبح کاذب کے اجالے نظر آتے ہیں، اور ماضی کے دھندلکوں میں جھانکنے کے لئے آنکھیں بند کرنی پڑتی ہیں تب آنکھیں بند کرنے سے ہر سمت اندھیرا چھا جاتا ہے اور اس اندھیرے کی گہرائی میں جیون کی وہ کہانی یاد آتی ہے جو بیت چکی ہوتی ہے۔

اور......!

میں جیل سے چھوٹنے پر اکیلا تھا۔

کرایہ کا مکان لیا۔ پرائمری اسکول میں ٹیچری ملی۔ ایک میٹرک پاس کو اس سے زیادہ اور کیا ملتا۔ میں نے اپنی تھوڑی سی عمر میں وہ سب نشیب و فراز دیکھے جیسے بہت کم لوگ اپنی ساری زندگی میں دیکھے ہوں گے۔ وہ سنہرے گھروندے ڈھ چکے تھے جو میں نے اپنے ہوش سنبھالنے کے بعد بنائے تھے اور اب۔

یہ ہونٹ خاموش تھے۔

ان نیلے بے جان ہونٹوں میں کوئی جان نہیں تھی۔

اچانک، ایک دن ان بے جان ہونٹوں میں جان میں جان آگئی۔ میں نے رات کو اپنا وقت بتانے کے لئے، رات کے کالج میں داخلہ لے لیا۔ میری ملاقات لتا سے ہوئی۔ میں نے اس پر کہانیاں لکھیں۔

ایک دن جسم قریب آگئے۔

اور میں نے چند دنوں کے بعد اپنے آپ کو کالج سے باہر پایا، کیونکہ کالج عشق لڑانے کی جگہ نہیں بلکہ پڑھنے کی جگہ ہے۔

میں اداس ہو گیا
اپنی پہلی محبت پر آنسو بہا رہا تھا!

حسین چچا تم کہاں ہو؟ آؤ اور اپنی ناکام عشق بھری کہانی سناکر مجھے ڈھارس دو ـــــــ مگر تم آؤ گے کیسے کیونکہ تم بھی تو مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔

میں کہانیاں لکھتا رہا۔

سائرہ کی بے بسی کی ـــــــ اپنے باپ کی بے بسی کی۔

میرا ایک دوست ڈاکٹر بن گیا، ایک انجینئر، ایک پروفیسر۔ اور بہت سارے دوست کیا کیا بن کر ادھر ادھر چلے گئے۔ نئے دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا سبھی کو اپنی اپنی منزل مل چکی، صرف میں اکیلا ایک قلم اور کاپی لئے شہر کی گلیوں کی خاک چھانتا پھرتا اپنی منزل کی تلاش میں، مگر میری منزل...... وہ تو پرائمری اسکول کے ایک ٹیچر کے روپ میں میرے گلے میں پڑی تھی۔

ایک ٹیچر ـــــــ فنکار تھا، ایک بڑا ادیب تھا۔

شام!!
حسین شام!!

میں نے اپنے ذہن کے دریچوں کو بند کرلیا کہ اب کوئی نہ آئے مگر ڈاکٹر مسز چاولہ نے نہ جانے کہاں نقب لگاکر داخل ہو گئیں۔ قلم پھسل گیا۔

ایک ادبی محفل میں میں نے کہانی سنائی۔ میری کہانی بہت پسند کی گئی۔ ڈاکٹر مسز چاولہ نے دل کھول کر داد دی۔ وہیں میری پہلی ملاقات ہوئی پھر ہم دونوں ملتے رہے۔ وہ اپنی فی ایٹ کار پر ہاسپیٹل جاتی اور میں اپنی سائکل سے اسکول۔ اس سے ملاقات ہوجاتی باتیں ہوتیں۔

ایک دن اپنے دل کی بات میں نے مسز چاولہ سے کہہ دی، میں نے کہا۔

"جب سائرہ اپنے دوسرے شوہر کو چھوڑ کر میرے ادھیڑ عمر باپ کی بیوی بن سکتی ہے تو تم میری پہلی بیوی کیوں نہیں بن سکتی۔ تم بھی اپنے پہلے شوہر کو چھوڑ دو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میری ہو جاؤ"

"میں تم سے پیار کرتی ہوں صفدر، لیکن...."

"لیکن کیا؟ ـــــــ آگے کہو!"

"تم ایک ادیب ہو، فنکار ہو۔ مگر پیار جو ہے وہ صرف دل کی گہرائیوں سے چاہنے سے ہی کام نہیں چلا دیتا بلکہ اس کے بھی کچھ لوازم ہیں۔ ایک خوبصورت سا فلیٹ، ایک موٹر کار، اچھے کپڑے کھانے اور نوکروں کی فوج۔ میں مانتی ہوں تمہارے پاس نام اور فن ہے مگر نام [illegible] ضروریات پورے نہیں کر سکتے!"

اور جسم قریب آتے آتے الگ ہو گئے۔

"سائرہ غریب باپ اور غریب شوہر کی بیوی تھی، اسے تمہارے باپ کے یہاں وہ سب کچھ ملا جو وہ چاہتی تھی، مگر میں تمہارے پاس آنے سے پہلے اپنے پہلے شوہر کو کیسے چھوڑ دوں۔

رات ڈھل رہی ہے!
میری جوانی بھی ڈھل گئی!!

اب میرے پاس کار ہے۔ ایک حسین ساگھر سورن ریکھا ندی کے کنارے ہے۔ ایک بڑا ہی خوبصورت باغ بھی ہے۔ اب میں لینڈ لارڈ ہوں مگر میرے پاس کوئی نہیں آیا میری اکیلی زندگی میں رنگ بھرنے۔ یہ سب کچھ ہے مگر پھر بھی میں اکیلا ہوں۔

اماں نہیں۔
ابا نہیں۔
جعفر بھیا اور حسین چچا نہیں۔
لتا اور ڈاکٹر مسز چاولہ نہیں
صرف میری ایک کہانی ہے۔ میرے تھکے ہارے جیون کی۔

(پٹنہ سے نشر)

قیصر رضا
اخلاقی لاج، باقر گنج پٹنہ ۴

دوسرا آدمی

اکرام فرحت

افضل ایک خوبصورت بنگلے سے برآمد ہوا اور ایک بیش قیمتی فورین میک کی کار میں ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ایک لمحہ کے بعد اس کی خوبصورت بیوی جو بیش قیمتی بنارسی ساڑی میں ملبوس اور بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی، اس کے بغل میں آکر بیٹھ گئی۔ آج افضل خود کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ ورنہ وہ عام طور پر ڈرائیور کو ہی ساتھ رکھتا تھا۔ مگر آج ایک بہت ہی مخصوص پارٹی میں شرکت کی دعوت تھی جس میں ملک کے مخصوص وی، آئی، پی (V. I. P.) شریک ہو رہے تھے۔ وہ دل ہی دل میں کچھ لائحہ عمل تیار کرنے لگا اسلئے کہ آج ہی کئی کروڑ کی ٹھیکہ داری کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ وہ بڑا خوش تھا...... اسے یہ ٹھیکہ داری حاصل ہونے کا بڑا یقین تھا...... کہ یک بیک اسے ایسا محسوس ہوا کہ پچھلی سیٹ پر کوئی قہقہہ لگا رہا ہے۔ پیچھے کی طرف پلٹ کر اس نے دیکھا، پچھلی سیٹ پر کوئی فراخ دلی سے ہنسے جا رہا تھا۔ وہ اس وقت بہت ہی سفاک اور ظالم نظر آرہا تھا...... افضل اس دوسرے شخص کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس نے بڑی نفرت اور غرور سے دوبارہ اس کی طرف دیکھا اور بولا......!!

"تم پھر آگئے —— ؟ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں ؟" جواباً وہ اور زور سے ہنس پڑا ...... اور پھر چلتی کار سے چھلانگ لگا دی۔

افضل ونڈ اسکرین پر نظریں جمائے بڑی تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کرتا رہا تاکہ جلد اپنی منزل پر پہونچ جائے اور ابھی وہ اس شہر کے سب سے بڑے ہوٹل کے مین گیٹ —— تک ہی پہونچا تھا کہ ایک جانی پہچانی آواز نے پھر اسے چونکا دیا...... مگر اس کے عقب میں تو کوئی نہیں تھا۔ یوں تو ہزاروں لوگ اس سڑک پر رواں دواں تھے بالکل بے جان مشینوں کی طرح جن کا کام صرف چلنا ہے۔ ان میں سے کون بھلا اس کو پکارنے کی جرأت کرتا

اور پھر وہ جلدی سے ہوٹل میں داخل ہو گیا۔

"اوہ ڈئیر تم کہاں رک گئے تھے۔ اس کی بیوی نے بڑی ادا سے مسکرا کر کہا، ابھی ابھی مسٹر ورما تمہیں پوچھ رہے تھے......"

لیکن اس وقت نہ جانے کیوں افضل کو اپنی بیوی کی مسکراہٹ، اور اس کی ادا زہر سی لگی۔ حالانکہ عام طور سے وہ اپنی بیوی کی مسکراہٹ کو مونالزا کی مسکراہٹ سے زیادہ وقعت دیتا تھا۔

اب لائٹ کا زاویہ اور اس کا رنگ بدل چکا تھا اور ہلکی موسیقی کی جگہ تیز موسیقی گونجنے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے بہت سارے جوڑے فرش پر تھر کنے لگے —— اور روشنی اب اس انداز سے حرکت کر رہی تھی کہ ایک وقت میں صرف ایک ہی جوڑا روشنی کی زد میں ہوتا تھا۔ بقیہ تمام لوگ گہری تاریکی میں —— اتنی گہری تاریکی کہ صرف اس جوڑے کے سوا جس پر روشنی مرکوز ہوتی دوسرے کو دیکھنا ممکن نہ ہوتا۔ صرف چھو کر یا گرم گرم سانسوں کے ذریعہ ہی محسوس کیا جا سکتا تھا

بیش قیمت ساڑیوں میں ملبوس عورتیں ایک مرد کے پہلو سے دوسرے مرد کے پہلو کی طرف بڑی تیز رفتاری سے سرکتی جا رہی تھیں۔ اور پھر یک بیک تیز روشنی کی پھوار سبھوں پر پڑی اور سب کے سب روشنی کا ایک حصہ بن گئے۔ میری بانہوں میں مسٹر جوشی کی بھدے جسم والی وائف کسمسا رہی تھی —— اور میری بیوی مسٹر ورما کی بانہوں میں جھول رہی تھی۔

واپسی پر افضل بڑی خاموشی سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ لیکن اس کی بیوی اس کے بغل میں بیٹھی بڑی مسرور و شاداں تھی۔

"تم کیا سوچ رہے ہو ڈیر"

جواب میں...... گہری خاموشی......!!

"میں سمجھتی ہوں اس بار ہمیں وہ ٹھیکہ ضرور مل جائے گا"

پھر بھی...... افضل خاموش ہی رہا

اور اب دونوں نہایت ہی خوابناک بیڈ روم میں تھے۔ اس کی بیوی سو چکی تھی، بلکہ کوئی حسین خواب دیکھ رہی تھی شاید —— ! اس کے حسین رخسار اور لمبی لمبی کالی گھنیری زلفیں اس کے خوابیدہ جذبات کو جگانے میں مصروف تھیں۔ لیکن آج افضل بڑی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اسے نیند کبھی نہیں آرہی تھی۔ اس کا سکون غارت ہو چکا تھا...... اچانک اسے وہ دوسرا شخص یاد آگیا جسے اس نے کئی برس پہلے ایک فٹ پاتھ پر بڑی بے دردی سے کچل دیا تھا۔ اور اسے بڑی بے رحمی سے تڑپتا مچلتا چھوڑ آیا تھا۔ حالانکہ اس نے رو رو کر بڑی منت سماجت کی تھی۔ گڑگڑا کر کہا تھا کہ مجھے اکیلا نہ چھوڑ کر جاؤ۔ ہمارا تمہارا جنم جنم کا رشتہ ہے۔ میں تمہیں کبھی دکھ نہ دوں گا —— مگر اس وقت تو مجھے اس کی ہر بات سے نفرت تھی۔ وہ بہت ہی فرسودہ باتیں کرتا تھا۔ لیکن سچ مچ اس کے پاس کتنا سکون تھا ...... کتنی شانتی تھی اس کے ساتھ...... گرچہ کے بہت ہی فرسودہ مکان میں ہی سہی جس میں نہ جو

فضائے دشت خواب بے صدا تھی اور کچھ نہ تھا
مگر وہ چشم شوق تھی کہ وا تھی اور کچھ نہ تھا
تمام داستاں وزیب داستاں فضول تھی
کہ اس کی خوش سماعتی خفا تھی اور کچھ نہ تھا
برس گئی تھی جھوم کر جو میرے وجود پر
وہ میرے ہی خیال کی گھٹا تھی اور کچھ نہ تھا
جو شام جم کے رہ گئی نگاہ کے حصار میں
وہ میرے ہی سکوت کی ادا تھی اور کچھ نہ تھا
مری وفا کے جسم پر ہوس کی گرد جم گئی
تو یہ مرے نصیب کی خطا تھی اور کچھ نہ تھا
جو سر پہ ابر بن کے ساتھ چل رہی تھی دھوپ میں
وہ ماں کی آخری دعا تھی اور کچھ نہ تھا

ا اور نہ روشنی کا۔ مگر آرام تو تھا۔ ذہنی سکون
ـــــ اور اس وقت تو میں بظاہر کتنا
ن ہوں، کتنا شاداں و فرحاں...... میرے
و عشرت ہے۔ ایر کنڈیشنڈ بیڈ روم کا خوابیدہ
حول ہے۔ وہ سب کچھ ہے جس کی کوئی شخص
کتا ہے...... لیکن اس وقت میں کتنا بکھرا
ـــــ تبھی وہ دوسرا شخص پھر آ دھمکا
ہنا ہی چاہتا تھا کہ افضل خود اس سے مخاطب

"تم یہی کہنے آئے ہو نا کہ میرے پاس سب کچھ
زت ہے، دولت ہے۔ عیش و آرام ہے ـــ
روحانی سکون نہیں ہے...... میں ایک کرب میں
ں۔ سچ مچ آج مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہے کہ
تم کو بہت رسوا کیا، ذلیل کیا، تمہارے ساتھ غداری کی
ـــــ لیکن اب میں صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آنا
ہوں۔ اس لئے پھر سے تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ
ہوں۔ کیا تم مجھے معاف کر کے اپنے سینے سے لگا لوگے
شاید نہیں معلوم کہ ایک کرب، ایک درد، ایک ـــ
نے مجھے کبھی سکون سے رہنے نہ دیا...... میں کیا
میں نے اپنی لخت جگر افسانہ کو ایسی حالت میں دیکھا
دن وہ مسٹر ورما کے گھر سے واپس آئی تھی۔ اور
ن مجھے وہ گڈ مارننگ یا کہنا ضرور بھول گئی تھی ـــ
ھی تھوڑی دیر قبل کا حادثہ...... سانحہ......
یب، نئی قدریں...... مجھے کچھ یاد نہیں......
چکرا رہا ہے...... میں دلدل میں دھنسا جا رہا
مجھے نکالو...... مجھے نکالو۔

اور دوسری صبح وہ سب سے پہلے سو کر اٹھا
بالکل بدل چکا تھا اس لئے کہ وہ دوسرا شخص
سما چکا تھا...... وہ جو اس کا اپنا تھا۔ اور
س نے سب سے پہلے اپنی بیوی کو جگایا۔ پھر اپنے
ں لڑکوں کو پکارا۔ وہ دونوں آنکھیں ملتے ہوئے
زدہ خاموش آکر کھڑے ہو گئے۔ پھر اپنی بیٹی
کو بلایا۔ وہ نائٹ گون پہنے ہوئے انگڑائی لیتی ہوئی
ڈیڈی کے گردن میں جھول گئی۔

"کیا بات ہے ڈیڈ، اتنا سویرے سویرے
دیا......"

یک بیک وہ اچھل پڑا ـــــ افسانہ ذرا
یب سیکھو اور تہذیب سے بات کرو، کیا جوان
اپنے باپ سے اسی طرح بات کرتی ہے۔ اور سنو آج
تمہارا بے پردہ باہر نکلنا بند ـــــ اور پھر
کر اپنے کچھڑاوالے مکان میں گیا اور اس میں سے
نہایت ہی بوسیدہ میلا کچیلا نقاب لاکر بیوی کی طرف
ال دیا۔ سب کے سب مبہوت و ششدر کھڑے
گئے جیسے کسی کو کچھ سمجھ ہی میں نہ آیا ہو۔

(پٹنہ سے نشر)

نیشنل پروگرام

شاهد پرویز کا ستار وادن:
۱۷ر دسمبر رات ساڑھے نو بجے

شاہد پرویز نامور ستار نواز استاد وحید خاں کے پوتے ہیں موسیقی میں ان کو بچپن سے ہی دلچسپی تھی اور انھوں نے اپنے والد عزیز خاں سے ستار وادن سیکھنا شروع کر دیا تھا۔

ان کے فن میں الاپ کی غنایت راگوں کی اصل روح کے ساتھ ملتی ہے۔

وی وی سبرامنیم کا وائلن وادن:
۲۴ر دسمبر رات ساڑھے نو بجے

ملک کے مشہور وائلن نواز وی وی سبرامنیم کا تعلق موسیقاروں کے ایک خاندان سے ہے۔ موسیقی کی تعلیم انھوں نے اپنے والد وی وی ایَر سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ انھوں نے چیمبائی ویدیاناتھ بھاگوتار مسوری سبرامنیم ایَر سے بھی علم موسیقی حاصل کیا۔

اپنے فن کا مظاہرہ وہ ملک اور بیرون ملک موسیقی کی کئی محفلوں میں کر چکے ہیں۔

جشن تان سین کی ریکارڈنگ کا انتخاب: ۳۱ر دسمبر رات ساڑھے نو بجے

ہر سال کی مانند اس سال بھی ملک کے عظیم موسیقار تان سین کے مزار پر گوالیار میں ایک جشن موسیقی ۹ر، ۱۰ر اور ۱۱ر دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے یہاں ملک کے مختلف خطوں سے آئے موسیقار اس عظیم موسیقار کو خراج عقیدت پیش کریں گے۔ اس جشن کی ریکارڈنگ کا انتخاب موسیقی کے نیشنل پروگرام میں پیش کیا جائے گا۔

منگل شب کی محفل موسیقی

بھارتی بھٹاچاریہ کا گائن:
۲۰ر دسمبر رات ۱۰ر بجے

بھارتی بھٹاچاریہ کا تعلق گوالیار گھرانہ سے ہے۔ موسیقی کا شوق ان کو بچپن سے ہی تھا۔ اس میدان میں ان کی حوصلہ افزائی ان کے بڑے بھائی سور گیہ گوربند و پادھیائے نے کی۔ بعد میں انھوں نے سنگیت اچاریہ سور گیہ ستین گھوشال سے تربیت حاصل کی۔

آج کل آپ آکاشوانی سلی گوڑی سے منسلک ہیں۔

دور درشن کیندر - سرینگر

پروڈکشن اسسٹنٹ - میک اپ اسسٹنٹ

فلم پروسیسر - فلم پروجیکشنسٹ

درکار ہیں

ڈائرکٹر دور درشن کیندر سرینگر کو دور درشن کیندر سری نگر میں اسٹاف آرٹسٹوں کی درج ذیل اسامیاں پُر کرنے کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔ کام کی نوعیت، تعلیمی اہلیت، فیس اسکیل وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں۔

پروڈکشن اسسٹنٹ :- ۳ اسامیاں (۱ اسامیاں شیڈول کاسٹ اور شیڈول ٹرائب امیدواروں کے لیے مخصوص)

کام کی نوعیت :- پروڈیوسر کی ہدایات کے مطابق ہر پروڈکشن کے اخراجات کا تخمینہ تیار کرنا، پروگرام کی ضرورت کے مطابق اسٹوڈیو، اوقات، ریہرسل اور ریکارڈنگ جیسی بنیادی سہولیات کا انتظام کرنا۔ فنکاروں کو اسکرپٹ، ریہرسل چارٹ اور ڈرائنگ بھیجنا۔ کاسٹ کی فہرست تیار کرنا، کاسٹیوم، میوزک اور فوٹوگرافی کے اوقات تیار کرنا، فلور مینجر، ڈزائینر (وارڈروب) لائٹنگ ایکسپرٹ اور انجینیروں سے مل کر منصوبہ بنانا، ساؤنڈ ریکارڈنگ، ڈریسنگ روم اور ٹرانسپورٹ جیسی سہولیات کا انتظام کرنا۔ شعبے کے معمول کے مطابق کام کی نگرانی اور تمام ریکارڈز کی دیکھ بھال اور سنبھال کرنا۔

اہلیت (لازمی)

(i) کسی مسلمہ یونیورسٹی کی ڈگری ——— یا
کسی مسلمہ ادارے سے ٹی وی / فلم / اسٹیج ڈائرکشن میں ڈگری یا ڈپلوما۔

(ii) امیدوار نے میٹرک کا امتحان اردو / کشمیری بطور ایک مضمون کے ساتھ پاس کیا ہو، ان میں سے کوئی زبان تعلیم کا ذریعہ رہی ہو۔

(iii) شمالی خطے میں خصوصاً جموں و کشمیر ریاست کے ادب اور ثقافت کی بخوبی واقفیت

فیس اسکیل :- ۴۲۵ - ۱۵ - ۵۰۰ - ۱۵ - ای بی - ۱۵ - ۵۶۰ - ۲۰ - ۶۴۰ - ای بی - ۲۰ - ۷۰۰ - ۲۵ - ۵۰، روپے اور ساتھ میں وہ بھتے جو دور درشن کے اسٹاف آرٹسٹوں کو وقتاً فوقتاً دیے جاتے ہیں۔

۲- میک اپ اسسٹنٹ :- ۲ اسامیاں (ایک اسامی شیڈول کاسٹ امیدوار کے لیے مخصوص)

کام کی نوعیت :- اسٹوڈیو میں ٹی وی پروڈکشن کے لیے چہرے کا اور دوسرا میک اپ کرنا، بصری ریکارڈنگ کے لیے بالوں کا ڈیزائن بنانا۔ آؤٹ ڈور فلم بندی کے لیے میک اپ کرنا اور میک اپ کے سامان کی خریداری میں تعاون۔

اہلیت (لازمی)

(i) میٹرک یا اس کے مساوی

(ii) میک اپ روم میں خصوصی ہدایت کے ساتھ کسی مسلمہ ادارے سے ڈپلوما یا سرٹیفکیٹ یا اسٹیج، فلم یا ٹی وی میں میک اپ کا تین سالہ عملی تجربہ۔

فیس اسکیل :- ۴۲۵ - ۱۵ - ۵۰۰ - ای بی - ۱۵ - ۵۶۰ - ۲۰ - ۶۴۰ - ای بی - ۲۰ - ۷۰۰ - ۲۵ - ۵۰، روپے اور ساتھ میں وہ بھتے جو دور درشن کے اسٹاف آرٹسٹوں کے قواعد کے تحت دیے جاتے ہیں۔

فلم پروسیسر :- ایک اسامی (غیر مخصوص)

کام کی نوعیت :- پروسیسنگ کنٹرولنگ اور فلم امیج کے لیے فلموں کی کلیننگ کرنا، لیبارٹری کی دیکھ بھال اور اس کی ذمہ داری، ٹی وی کے لیے پروسیس کی ہوئی فلموں کے مختلف اقسام کے ٹسٹ لینا۔ ایک فلم کے ٹکڑے سے ہائی اسپیڈ امیج کی دوسرے ٹکڑے پر ٹرانسفر کے ساتھ وابستہ پرنٹنگ، دو پلنگ اور ریکونیرنگ کرنا۔ آرڈرز کی سنبھال اور لیبارٹری کے لیے درکار کیمیکل وغیرہ کی خریداری۔

اہلیت (لازمی)

(i) میٹرک یا اس کے مساوی اور ساتھ ہی کسی مسلمہ ادارے سے فلم پروسیسنگ میں ڈپلوما

قابلِ ترجیح :- کسی فلم پروسیسنگ لیبارٹری میں فلم پروسیسنگ کا دو سالہ تجربہ۔

فیس اسکیل :- ۳۳۰ - ۸ - ۳۷۰ - ۱۰ - ۴۰۰ - ای بی - ۱۰ - ۴۸۰ روپے اور ساتھ میں وہ بھتے جو دور درشن کے اسٹاف آرٹسٹوں کے قواعد کے تحت دئے جاتے ہیں

۴- فلم پروجیکشنسٹ :- ایک اسامی (غیر مخصوص)

کام کی نوعیت :- ۱۶ ایم ایم اور ۳۵ ایم ایم کے پروجیکٹر چلانا، ڈبل ہینڈلے پروجیکٹر کی ریسٹرنگ اور تھریڈنگ فلم کو سمنٹ سے جوڑنا، پرنٹ کو ٹیپ کرنا اور ویکس لگانا وائنڈنگ اور ری۔ ریکارڈنگ کے لیے ڈبنگ، تھیٹر میں پروجیکٹر چلانا، پروجیکٹر کو چالو حالت میں رکھنا۔

اہلیت (لازمی)

(i) کسی مسلمہ یونیورسٹی سے میٹرک یا اس کے مساوی

(ii) ۳۵ ایم ایم کیلئے سنیما آپریٹر لائسنس اور ۱۶ ایم ایم پروجیکٹر، پبلک ایڈریس اکوپمنٹ، ٹیپ اور وائر ریکارڈنگ سے واقفیت۔

(iii) کسی سرکاری ادارے یا کمرشل سنیما گھر میں پروجیکشن کے کام کا کم از کم دو سالہ تجربہ۔

فیس اسکیل :- ۳۳۰ - ۸ - ۳۷۰ - ۱۰ - ۴۰۰ - ای بی - ۱۰ - ۴۸۰ روپے اور ساتھ میں وہ بھتے جو دور درشن کے اسٹاف آرٹسٹوں کو قواعد کے تحت دئے جاتے ہیں

مذکورہ بالا اسامیوں کے لیے عمر کی حد

یکم جولائی ۱۹۸۴ء کو ۲۱ اور ۳۰ سال کے درمیان۔ بھرتی کا مجاز افسر دور درشن کے اسٹاف آرٹسٹوں اور وزارت اطلاعات و نشریات کے دیگر میڈیا یونٹوں میں ملازم اسٹاف آرٹسٹوں کو عمر کی بالائی حد میں رعایت دے سکتا ہے۔ یہ رعایت میڈیا یونٹوں میں ان کی منظور شدہ ملازمت کے عرصہ کے مساوی دی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ شیڈول کاسٹ، شیڈول ٹرائب اور دیگر خصوصی زمروں کے امیدواروں کو مرکزی سرکار کی جانب سے سول اسامیوں کے لیے جاری کردہ ہدایات کے مطابق عمر کی حد میں رعایت دی جا سکتی ہے۔

مذکورہ بالا اسامیوں کے لیے عام ہدایات

۱- ٹسٹ انٹرویو کے لیے بلائے جانے والے امیدواروں کو اپنے اخراجات پر آنا ہوگا لیکن شیڈول کاسٹ / ٹرائب امیدواروں کو قواعد کے مطابق سفر بھتہ دیا جائے گا بشرطیکہ وہ مرکزی یا ریاستی سرکار کے ملازم نہیں ہیں۔

۲- پبلک انڈرٹیکنگ کے اور سرکاری ملازمین اپنے درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔ سرکاری ملازم کے انتخاب کی صورت میں اس کو دور درشن میں تقرری سے قبل اپنی ملازمت سے استعفیٰ دینا ہوگا۔

۳- منتخب امیدوار کا تقرر / تبادلہ کسی بھی دور درشن کیندر / اپ گرہ دور درشن کیندر پر کیا جا سکتا ہے۔

۴- تمام ضروری کارروائیوں کی تکمیل سے قبل منتخب امیدواروں کا تقرر ابتدا میں ماہانہ قابلِ تجدید معاہدے کی بنا پر کیا جائے گا۔ اس کے بعد اسٹاف آرٹسٹ کی حیثیت سے مقررہ فیس اسکیل میں تین سال کے معاہدے پر تقرری دی جائے گی اور ان سے دو

ت آزمائشی شمار کی جائے گی۔ آزمائشی مدت کی کامیاب تکمیل پران کے ساتھ
معاہدہ کیا جائے گا جو کہ امیدوار کی ۵۸ برس کی عمر تک چلے گا۔
یدوار درخواست سادہ کاغذ پر دیں اور اس میں پورا نام و پتہ، عمر، تاریخ پیدائش
کے لیے درخواست دی ہے اس کا نام، تعلیمی و پیشہ ورانہ قابلیتیں، تجربہ،
زگار وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج کریں اور ساتھ میں تائیدی اسناد کی
دقہ نقول منسلک کریں۔ اس کے علاوہ اگر امیدوار نے کبھی پہلے بھی آل انڈیا ریڈیو
میں کسی اسامی یا اسامیوں کے لئے درخواست دی ہے یا اس کا کوئی رشتہ دار
ڈیو / دور درشن یا وزارت اطلاعات و نشریات کے کسی اور دفتر میں ملازم ہے تو
لق تفصیلات کا اندراج بھی اپنی درخواست میں کریں۔ یہ درخواستیں ڈائرکٹر
کیندر سرینگر کے پاس ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۳ء تک پہونچ جانے چاہئیں۔
یک سے زائد زمروں کے اسامیوں کے لیے درخواست دینے کے اہل امیدوار
ے لیے علیحدہ اور ہر لحاظ سے مکمل درخواست دیں۔ ایک درخواست صرف ایک ہی
واسطے قابلِ غور سمجھی جائے گی۔
رخواستیں موصول ہونے کی مقررہ آخری تاریخ کے بعد ملنے والی، نامکمل
صدقہ نقول کے بغیر اور دفتر کے توسط سے نہ آنے والی درخواستیں کسی بھی حالت
بول نہ ہوں گی۔ امیدوار اس طرح درخواست دیں کہ درخواست ان کے دفتر کے
ہم تک مقررہ آخری تاریخ تک یقینی طور پر پہونچ جائے۔
میدوار کے انتخاب سے قبل یا بعد میں کسی وقت یہ انکشاف ہوا کہ اس نے عمداً فروری
کو پوشیدہ رکھا ہے تو اس کا تقرر منسوخ کر دیا جائے گا۔
سی بھی قسم کے اثر و رسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب
ی۔

ودرشن کیندر - دہلی

وڈکشن اسسٹنٹ - فلم ایڈیٹر
افک آرٹسٹ - نیوز فلم لائبریرین
م پروسیسر - سینیک ڈزائنر
مرہ مین گوینڈ II - ساؤنڈ ریکارڈسٹ
اور میک اپ اسسٹنٹ
درکار ہیں

ڈائریکٹر دوردرشن کیندر نئی دہلی کو دوردرشن کیندر نئی دہلی / اُپ گرہ دوردرشن
دہلی وغیرہ میں درج ذیل اسامیاں پُر کرنے کے لیے امیدواروں سے درخواستیں
ہیں۔ کام کی نوعیت، فیس اسکیل، تعلیمی قابلیت اور عمر کی بالائی حد سے متعلق
کا اندراج ہر ایک اسامی کے زمرے کے ساتھ موجود ہے۔ فیس اسکیل میں وہ
ال نہیں ہیں جو ہر اسامی کے لیے وقتاً فوقتاً دیئے جاتے ہیں۔ درخواستیں
ے زیادہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۸۳ء تک ڈائرکٹر دوردرشن کیندر نئی دہلی چوتھی منزل
نی بھون، سنسد مارگ نئی دہلی کے پتے پر پہنچ جانی چاہئیں۔

متعلقہ عمر کی بالائی حد یکم جولائی ۱۹۸۳ء تک ہونی چاہیے۔ بھرتی کا مجاز افسر شیڈول کاسٹ شیڈول ٹرائب اور دیگر خصوصی زمروں کے امیدواروں کو سِول اسامیوں کے لیے مرکزی سرکار کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کے مطابق عمر کی بالائی حد میں رعایت دے سکتا ہے۔ ہر زمرے کے ساتھ درج اسامیوں کی تعداد میں ضرورت پڑنے پر کمی و بیشی کی جاسکتی ہے۔

(۱) **پروڈکشن اسسٹنٹ** :- (نیوز اینڈ کرنٹ افیرز) ۲ر اسامیاں (دوردرشن کیندر نئی دہلی کے لیے) (ایک اسامی شیڈول ٹرائب امیدوار کے لیے مخصوص ہے اور ایک غیر مخصوص ہے)

اہلیت۔ لازمی

(i) کسی مسلمہ یونیورسٹی سے ڈگری

(ii) کسی مسلمہ ادارے سے صحافت میں ڈگری / ڈپلوما یا

کسی نشریاتی ادارے، مشہور اخبار / نیوز ایجنسی / ٹی وی نیوز ایجنسی میں خبروں سے متعلق کام کرنے کا کم از کم ایک سال کا تجربہ۔

(iii) اسامی سے متعلق زبان ہندی میں ہندی پڑھنے، لکھنے اور بولنے کی صلاحیت

قابلِ ترجیح :- ریڈیو / ٹی وی / ایڈورٹائزنگ ایجنسی یا ابلاغ عامہ کے کسی اور میڈیا میں پروڈکشن یا ریپریزنٹیشن کا تجربہ۔

عمر :- یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ۲۱ اور تیس برس کے درمیان۔

فیس اسکیل :- ۴۲۵ - ۱۵ - ۵۰۰ - ای بی - ۱۵ - ۵۶۰ - ۲۰ - ۶۴۰ - ای بی - ۲۰ - ۷۰۰ - ۲۵ - ۷۵۰ روپے۔

۲- **فلم ایڈیٹر** :- ۲ر اسامیاں (ایک اسامی شیڈول کاسٹ امیدوار کے لیے دوردرشن کیندر دہلی میں مخصوص اور ایک اسامی اپ گرہ دوردرشن کیندر میں غیر مخصوص۔

کام کی نوعیت :- خاموش اور بولتی فلموں کی ایڈیٹنگ، ایڈیٹنگ آلات کی سنبھال، لاگ بک میں کی نمبروں کا اندراج، لائبریری شاٹس اور ساؤنڈ افیکٹس نگیٹیو، پرنٹ اور ساؤنڈ ٹریکس چیک کرنا۔

اہلیت لازمی

(i) میٹرک یا اس کے مساوی۔

(ii) کسی مسلمہ ادارے سے فلم ایڈیٹنگ میں ڈگری / ڈپلوما

(iii) امیدوار نے مڈل اسکول کا امتحان یا اس کے مساوی امتحان اسامی سے متعلقہ مقامی زبان (ہندی) بطور ایک مضمون کے ساتھ پاس کیا ہو۔

(یہ شرط ان امیدواروں کے لیے نہیں ہے، اسامی سے متعلق زبان جن کی مادری زبان ہے یا پرائمری اور سکنڈری اسکول میں یہ زبان ان کا وسیلہ تعلیم رہی ہے)

عمر کی حد :- یکم جولائی ۸۳ء کو ۱۸ر اور ۳۰ر برس کے درمیان۔

فیس اسکیل :- ۴۲۵ - ۱۵ - ۵۰۰ - ای بی - ۱۵ - ۵۶۰ - ۲۰ - ۶۴۰ - ای بی - ۲۰ - ۷۰۰ - ۲۵ - ۷۵۰ روپے

۳- **گرافک آرٹسٹ** :- ۳ر اسامیاں (ایک اسامی شیڈول کاسٹ امیدوار اور ایک شیڈول ٹرائب امیدوار کے لیے مخصوص اور ایک غیر مخصوص ہے)

کام کی نوعیت :- تمام طرح کے گرافک میٹریل جیسے کیپشن، چارٹ، نقشے اور ماڈل تیار کرنا، میٹریل کی خریداری اور فراہمی، پروڈکشن کے لیے ٹائیٹل اور کیپشن تیار کرنا۔

تعلیمی اور دیگر اہلیتیں (لازمی)

(i) فائن / کمرشل آرٹ میں کسی مسلمہ ادارے سے ڈپلوما۔

(ii) کسی کمرشل ادارے یا سرکاری ادارے میں وژول اور لیٹرنگ

…دو سالہ تجربہ۔

…میدوار نے میٹرک یا اس کے مساوی امتحان اسامی سے متعلق زبان (ہندی) …سیدہ تعلیم کے ساتھ پاس کیا ہو۔

قابلِ ترجیح :۔ ایک سے زائد ہندوستانی زبانوں سے واقفیت (لازمی اہلیت کے خانے (ااا) میں درج سطح کی۔

عمر کی حد :۔ یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ۲۱ر اور ۳۰ر برس کے درمیان۔

فیس اسکیل :۔ ۴۲۵۔ ۱۵۔ ۵۰۰۔ ای بی۔ ۱۵۔ ۵۶۰۔ ۲۰۔ ۶۴۰۔ ای بی۔ ۲۰۔ ۷۰۰۔ ۲۵۔ ۷۵۰،

۴۔ نیوز فلم لائبریرین :۔ ایک اسامی (شیڈول کاسٹ امیدوار کے لیے مخصوص)

کام کی نوعیت :۔ نیوز فلم لائبریری کی سنبھال، نیوز فلموں بشمول، نیوز فلم کلپ، اسٹل فوٹوگراف، نقشے وغیرہ کی انڈیکسنگ اور کیٹلاگنگ کرنا۔ اسٹاک رجسٹر وصول و اجرا رجسٹر کی سنبھال، نیوز آرگنائزیشنز اور اسٹرنگرز وغیرہ سے موصول فلم کی سنبھال اور چیک کرنا۔

اہلیت (لازمی)

(ا) کسی مسلمہ یونیورسٹی کی ڈگری۔

(اا) کسی مسلمہ یونیورسٹی سے لائبریری سائنس میں ڈپلوما۔

عمر کی حد :۔ یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ۲۱ر اور ۳۰ برس کے درمیان۔

فیس اسکیل :۔ ۳۳۰۔ ۱۰۔ ۳۸۰۔ ای بی۔ ۱۲۔ ۵۰۰۔ ای بی۔ ۱۵۔ ۵۶۰ روپے۔

۵۔ فلم پروسیسر :۔ ۳ر اسامیاں (ایک اسامی شیڈول ٹرائب امیدواروں کے لیے مخصوص اور ۲ر اسامیاں غیر مخصوص۔

کام کی نوعیت :۔ پروسیسنگ کے لیے فلم کلیننگ کرنا، فلم امیج کنٹرول کرنا لیبارٹری کی دیکھ بھال اور اس کی ذمہ داری، ٹی وی کے لیے پروسس کی ہوئی فلموں کے مختلف اقسام کے ٹسٹ لینا۔ ایک فلم کے ٹکڑے سے ہائی اسپیڈ امیج کی دوسرے ٹکڑے پر ٹرانسفر کے ساتھ وابستہ پرنٹنگ، ڈیولپنگ اور ریکوریزنگ کرنا آرڈرز کی سنبھال اور لیبارٹری کے لیے درکار کیمیکل وغیرہ کی خریداری۔

تعلیمی اہلیتیں (لازمی)

(ا) میٹرک یا اس کے مساوی اور ساتھ ہی کسی مسلمہ ادارے سے فلم پروسیسنگ میں ڈپلومہ۔

قابلِ ترجیح :۔ کسی فلم پروسیسنگ لیبارٹری میں فلم پروسیسنگ کے کام کا دو سالہ تجربہ۔

فیس اسکیل :۔ ۳۳۰۔ ۸۔ ۳۷۰۔ ۱۰۔ ۴۰۰۔ ای بی۔ ۱۰۔ ۴۸۰ روپے۔

عمر کی حد :۔ یکم جولائی ۱۹۸۳ء تک ۱۸ر اور ۳۰ر برس کے درمیان۔

۶۔ سینک ڈیزائنرز :۔ ۸ر اسامیاں (شیڈول کاسٹ امیدواروں کیلئے ۲ اور شیڈول ٹرائب امیدواروں کے لیے ایک اسامی مخصوص)

کام کی نوعیت :۔ پلان، ڈرائنگ اور اسکیچ کے مطابق فلور اور منظر سامان پر منظر کشی یا دیگر آرٹ ورک کرنا۔ سرفیس ٹیکسچر، وال پیپر، فوٹوگراف اور دیگر خصوصی سامان کا استعمال، سہ پہلوی تاثر کے ساتھ فلیٹس، پینلس، بیک ڈراپس پر آرکی ٹیکچرس کاری پروڈکشن۔ تمام طرح کا آؤٹ لائن اور آرٹ ورک کرنا ہر طرح کی لیٹرنگ، اسٹیمپس اور اسٹنسلس تیار کرنا، سامان تیار کرنا، درکار سامان کا ریکارڈ تیار کرنا، سپرد کردہ کام سے متعلق میٹنگوں میں شرکت کرنا سنک پراپرٹی اور وارڈروب کے سامان کی خریداری کا تخمینہ تیار کرنا اور ان کو حفاظت سے رکھنے کی ذمہ داری سینک سیکشن میں درکار سامان کا اجرا (خواہ سیٹ کے لیے درکار لکڑی کا سامان یا ملبوسات کے لیے درکار کپڑا ہو) اسٹورس اور وارڈروب کے دیگر سامان کا اجرا، اسٹور کا اکاؤنٹ تیار کرنا، تیار سامان کا حساب کتاب رکھنا، سامان اور ملبوسات کرائے پر لانا، ہر مالی سال کے اختتام پر موجود سامان کی تصدیق کرنا اور ناقابلِ مرمت سامان کا ڈسپوزل۔ اس کام میں سینک ڈیزائنرز کی مدد کے لیے سیٹ سپروائزر اور پراپرٹی اور وارڈروب اسسٹنٹ کا تعاون حاصل کرنا۔

اہلیت (لازمی)

(ا) اسٹیج کرافٹ میں کسی مسلمہ ادارے سے ڈگری یا ڈپلومہ۔

قابلِ ترجیح :۔ اسٹیج کرافٹ میں تین سال کا تجربہ

فیس اسکیل :۔ ۵۵۰۔ ۲۵۔ ۷۵۰۔ ای بی۔ ۳۰۔ ۹۰۰ روپے

عمر کی حد :۔ یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ۲۱ر اور ۳۰ر برس کے درمیان

۷۔ کیمرہ مین گریڈ II :۔ (نئی دہلی، رائے پور، مظفرپور اور دیگر دوردرشن کیندروں اور اپ گرہ دوردرشن کیندروں کے لیے ۵۲ر اسامیاں (۱۵ اسامیاں شیڈول کاسٹ کے لیے، ۷ر شیڈول ٹرائب کے لیے مخصوص) (۳۰ر غیر مخصوص)

کام کی نوعیت :۔ ہر اقسام کے فلم اور الیکٹرونکس ٹی وی اور کیمروں کی بخوبی واقفیت، کمپوزیشن اور کوآرڈینیشن کی بخوبی سمجھ، الیکٹرونک اور فلم کیمرہ سے پروگراموں کی شوٹنگ کی ذمہ داری، اور مجموعی طور پر ٹی وی کارکردگی کے تکنیکی اور آرٹسٹک مسائل سے آگاہی۔

اہلیت (لازمی)

(ا) میٹرک یا اس کے مساوی

(اا) کسی مسلمہ ادارے سے سینیمٹوگرافی میں تین سالہ تجربہ۔

قابلِ ترجیح :۔ موشن پکچر فوٹوگرافی میں تین سالہ تجربہ۔

عمر :۔ یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ۲۱ر اور ۳۰ر برس کے درمیان

فیس اسکیل :۔ ۵۵۰۔ ۲۵۔ ۷۵۰۔ ای بی۔ ۳۰۔ ۹۰۰ روپے

ساؤنڈ ریکارڈسٹ :۔ ۶ر اسامیاں (دوردرشن کیندر دہلی کے لیے ۲، اپ گرہ دوردرشن کیندر دہلی کے لیے ۲۔ اپ گرہ دوردرشن کیندر رائپور کیلئے ۲ (دوردرشن کیندر دہلی میں ایک اسامی شیڈول کاسٹ اور ایک شیڈول ٹرائب کے لیے مخصوص۔ باقی غیر مخصوص۔

کام کی نوعیت :۔ فلم پروگراموں کے لیے ساؤنڈ ریکارڈ کرنا، مائیکروفون لگانے میں تعاون، ساؤنڈ کیمرہ مین کے جنرل اسسٹنٹ کے طور پر کام کرنا، جب اور جہاں ضرورت ہو فلم ایڈیٹنگ اور پروسیسنگ میں مدد دینا۔

اہلیت (لازمی)

(ا) میٹرک یا اس کے مساوی

(اا) کسی مسلمہ ادارے سے ساؤنڈ ریکارڈنگ میں ڈپلوما۔

عمر :۔ یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ۱۸ر اور ۳۰ر برس کے درمیان

فیس اسکیل :۔ ۴۲۵۔ ۱۵۔ ۵۰۰۔ ای بی۔ ۱۵۔ ۵۶۰۔ ۲۰۔ ۶۴۰۔ ای بی۔ ۲۰۔ ۷۰۰۔ ۲۵۔ ۷۵۰ روپے

۹۔ میک اپ اسسٹنٹ :۔ ایک اسامی (اپ گرہ دوردرشن کیندر نئی دہلی کے لئے شیڈول ٹرائب امیدوار کے لیے مخصوص)

اہلیت (لازمی)

(ا) میٹرک یا اس کے مساوی

(اا) میک اپ کے کام میں خصوصی مہارت کے ساتھ کسی مسلمہ ادارے سے ڈپلوما یا سرٹیفکیٹ یا اسٹیج / فلم / ٹی وی میں میک اپ کے کام کا تین سالہ تجربہ۔

عمر :۔ یکم جولائی ۱۹۸۳ء کو ۲۱ر اور ۳۰ر برس کے درمیان۔

فیس اسکیل :۔ ۴۲۵۔ ۱۵۔ ۵۰۰۔ ای بی۔ ۱۵۔ ۵۶۰۔ ۲۰۔ ۶۴۰۔ ای بی۔ ۲۰۔ ۷۰۰۔ ۲۵۔ ۷۵۰ روپے۔

ره بالا اسامیوں کے لیے عام ہدایات

ره بالا اسامیوں کے امیدواروں کو انٹرویو کے لیے اپنے اخراجات پر پہنچنا ہوگا۔

کاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔ اور تیں مقررہ آخری تاریخ تک پہنچ جانی چاہئیں۔

ب امیدوار کا تبادلہ بھارت کے کسی بھی دور درشن کیندر یا اپ گرہ دور درشن کیندر سکتا ہے۔

خواست سادہ کاغذ پر درج ذیل شکل میں دیں۔

ور درشن کیندر دہلی اور دیگر مقامات پر اسٹاف کی بھرتی)

را نام جلی حروف میں

ریخ پیدائش

م جولائی ۱۹۸۳ء کو عمر (دستاویزی ثبوت کے ساتھ)

لد کا نام

ط و کتابت کا پتہ

ستقل پتہ

پاسپورٹ سائز فوٹو
چسپاں کریں

س اسامی کے لیے درخواست دی ہے

یا امیدوار ڈیپارٹمنٹل امیدوار ہے؟ اگر ہاں تو اسامی اور کیندر کا ذکر کریں

لیمی اور پیشہ ورانہ اہلیت اور تجربہ وغیرہ (اسناد کی فوٹو اسٹیٹ یا مصدقہ نقول سلک کریں)

یا امیدوار شیڈول کاسٹ یا شیڈول ٹرائب ہے؟ اگر ہاں تو کاسٹ لکھیں۔ سرٹیفکٹ کی فوٹو اسٹیٹ یا مصدقہ نقل منسلک کریں)

موجودہ روزگار (اگر ہے) کی تفصیلات۔ ساتھ میں اسناد کی مصدقہ نقول منسلک کریں۔

جو زبانیں جانتے ہیں، پڑھ سکتے ہیں — لکھ سکتے ہیں، بول سکتے ہیں

دور درشن / آل انڈیا ریڈیو یا وزارت اطلاعات و نشریات کے کسی میڈیا یونٹ میں ملازم رشتہ داروں کی تفصیل۔

آیا امیدوار جسمانی طور پر معذور ہے (ہاں / نہیں)

اگر ہاں تو سرٹیفکٹ کی فوٹو اسٹیٹ یا مصدقہ نقل منسلک کریں۔

کوئی اضافی معلومات جو امیدوار بہم پہنچانا چاہے۔

تاریخ (۱) امیدوار کے دستخط

(۲) پورا نام

اپ گرہ دور درشن کیندر کی اسامیاں وقتی طور پر نئی دہلی ہیں۔ آئندہ سال جے پور منتقل ہو جانے کا امکان ہے

متعلقہ میدان میں تجربہ رکھنے والے شعبہ جاتی امیدواروں کے معاملے میں سرکار ضروری سمجھنے پر اہلیت میں اعانت دے سکتی ہے

انتخاب سے پہلے یا بعد میں انکشاف ہوا کہ امیدوار نے عمداً ضروری معلومات کو پوشیدہ رکھا ہے یا غلط بیانی سے کام لیا ہے تو اس کا تقرر منسوخ کیا جا سکتا ہے

مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستیں کسی بھی حالت میں قابلِ قبول نہ ہوں گی۔

کسی بھی قسم کے اثر و رسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوں گی۔

ایک سے زائد اسامیوں کے لیے درخواست دینے کے خواہش مند امیدوار ہر ی کے لیے علیحدہ درخواست دیں۔

ہر لحاظ سے مکمل درخواستیں، ڈائرکٹر دور درشن کیندر، چوتھی منزل، آکاشوانی بھون سنسد مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱ کے پتے پر ۲۴ دسمبر ۱۹۸۳ء تک پہنچ جانا چاہیے اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر توجہ نہیں دی جائے گی۔

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۶/۴۳۰ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰/۴۳ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸/۷۰ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو : ۴۲۶/۴۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰/۴۳ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱/۱۰ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس — میڈیم ویو : ۴۲۶/۴۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱/۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

مقررہ پروگراموں کے لیے آواز، شمارہ یکم دسمبر دیکھیے

جمعہ ۱۶ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک، نعت خوانی اور نعتیہ کلام

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا
شوبھنا راؤ : غزلیں
کمل ہنس پال : رام کرشن مضطر اور ساحر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
رادھیکا موہن مونترا : سرود پر راگ میاں کی توڑی

۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر

۲-۰۷ کہانی ایک گیت کی

۲-۳۰ رنگِ نو

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسنِ غزل
شوبھنا راؤ : غزلیں

۸-۴۵ ساز اور آواز

۱۰-۰۰ روبرو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
رادھیکا موہن مونترا : سرود پر راگ چھایا
سیارام تیواری : الاپ، دھمار، راگیشری

ہفتہ ۱۷ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا
راجندر مہتہ، نینا مہتہ: کیفی اعظمی اور جاں نثار اختر کا کلام
مجدد نیازی : غزلیں

۷-۳۰ ساز سنگیت
پنڈت گوپال مشرا : سارنگی پر توڑی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
رسولن بائی، ٹھمری، بھیرویں، دادرا، ٹھمری اور کجری

دوپہر

۲-۰۷ سب رس

۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) اختلاف کیوں، روایت پسند اور ترقی یافتہ میں، مذاکرہ
شرکا: منجو موہن، اسشما بھٹناگر، تارکیشوری سنہا اور منورما دیوان
(۲) غزل
(۳) خطوں کے جواب

۳-۰۰ پھر سنیئے

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم

۸-۳۰ حسن غزل
راجندر مہتہ اور نینا مہتہ: جاں نثار اختر اور شکیل بنارسی کا کلام

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ منظر و پس منظر

۱۰-۰۰ بزم موسیقی
پنڈت گوپال مشرا، سارنگی پر راگ مارو بہاگ

جگدیش پرساد چیتی

اتوار ۱۸ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی قوالی

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

بیگم ، اقبال اور فیض کا کلام

نثار ، آغا حشر اور

پنڈت بیتاب کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

نظام الدین ، طبلے پر روپک تال

۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۰ آپ کا خط ملا

۲-۳۰ گیتوں بھری کہانی

۳-۰۰ فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ کتابوں کی باتیں

۹-۳۰ گجر بن گائے

راجیش کماری ہیو ، ٹھمری

۱۰-۰۰ ڈرامہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

نظام الدین خاں طبلے پر تین تال

سوہن سنگھ ، خیال درباری

پیر ۱۹ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت ، قوالی اور شبد

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

ریتا گنگولی ؛ جاں نثار اختر اور

امیر قزلباش کا کلام

راجکمار رضوی ، محمود شاہین کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

شرن رانی ، ستار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۲-۰۰ نگاہ انتخاب

۳-۰۰ شرن رانی ؛ سرود

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم

۸-۳۰ حسن غزل

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ کلام شاعر

۹-۳۰ قوالیاں

۱۰-۰۰ کہکشاں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

شرن رانی ، ستار

منگل ۲۰ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالی

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

گھنشیام داس ، بشیر بدر کا کلام

نیلم ساہنی ، اثر لکھنوی اور فراق کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

وی جی جوگ ؛ وائلن پر راگ توڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

سویتا دیوی ؛ خیال

دوپہر

۲-۰۰ بھکتی گیت

۲-۳۰ میری پسند

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسن غزل

گھنشیام داس ، خمار بارہ بنکوی

اور جان نثار اختر کا کلام

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۳۰ علاقائی نغمے

۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

وی جی جوگ ، وائلن پر راگ

جے جے ونتی

سویتا دیوی ، خیال

بدھ ۲۱ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت ، قوالی اور بھجن

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

ہریش بھاردواج ، فراق کا کلام

سیما شرما ، غزلیں

۷-۳۰ ساز سنگیت

سکندر حسین خاں وساتھی ،

شہنائی پر راگ جوگیہ

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

سنگھ بندھو ، گائن

دوپہر

۲-۰۰ سب رس

۲-۳۰ بزم خواتین

(۱) تقریر (۲) گیت (۳) دسترخوان

۳-۰۰ بات ایک فلم کی

رات

۸-۱۵ آہنگ نظم

۸-۳۰ حسن غزل

سیما شرما ، غزلیں

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ شہر نامہ

۹-۳۰ قوالیاں

۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

سکندر حسین خاں وساتھی ،

شہنائی پر راگ شری

سنگھ بندھو ، خیال جے جے ونتی

جمعرات ۲۲ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالی

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

شنکر داس گپتا ، شمیم جے پوری اور

عرش ملسیانی کا کلام

مینا کپور ، آتش اور مومن کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

بلرام پاٹھک ، ستار پر بھیروی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

شیلا دھر ، خیال بیراگی

دوپہر

۲-۰۰ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ حرف غزل

۳-۰۰ ایک فنکار

رات

۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسن غزل

شنکر داس گپتا ، ساحر لدھیانوی اور

اکبر الہ آبادی کا کلام

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۰۰ حفظان صحت

۹-۳۰ قوالیاں

۱۰-۰۰ آئینہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

بلرام پاٹھک ، ستار پر راگ یمن کلیان

شیلا دھر ؛ خیال شاہانہ

جمعہ ۲۳ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

تلاوت قرآن پاک ، نعت خوانی

نعتیہ کلام

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

رونا لیلیٰ ، ظفر اور فیض کا کلام

غلام عباس ، حسرت موہانی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

یعقوب علی خاں ، سرود پر راگ بھیروی

۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲-۰۰ سات سوال

۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۱۵ سازینہ

۸-۳۰ حسن غزل

رونا لیلیٰ ، داغ اور فیض کا کلام

۸-۴۵ ساز اور آواز

۹-۳۰ پنجابی گیت

۱۰-۰۰ روبرو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

یعقوب علی خاں ، سرود پر راگ

چندرکونس

بھیم سین جوشی ، خیال پوریا کلیان

ہفتہ ۲۴ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت ، قوالی اور شبد

۶-۲۵ پرانی فلموں سے

۷-۰۰ شہر صبا

سریندر کمار ، رام کرشن مضطر اور

عزیز وارثی کا کلام

نرملا دیوی ؛ فیض کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

ضیا محی الدین خاں ڈاگر ، وینا پر توڑی

کلاسیکی موسیقی
بیگم اختر، ٹھمری، دادرا

آپ کے شعر ہمارے
بزم خواتین
آپ کی ذمہ داریاں ۔ شوہر کی دلجوئی،
تقریر از نجمہ محمود

غزل
خطوں کے جواب
پھر سنیئے

آہنگ نظم
حسن غزل
ملا دیوی؛ داغ دہلوی اور ماہر کا کلام
ساز اور آواز
ریڈیو نیوز ریل
منظر پس منظر
نئی نسل نئی روشنی
بزم موسیقی
ضیا محی الدین خاں ڈاگر، وینا پر
راگ مالکونس

اتوار ۲۵ دسمبر

صبح گاہی، قوالیاں
پرانی فلموں سے
شہر صبا
نینا دیوی؛ جگر اور فیض کا کلام
سعادت بن اشرف: درد کا کلام
ساز سنگیت
پرکاش وڈھیرہ، بانسری پر راگ
نٹ بھیروں

چلتے چلتے

آپ کا خط ملا
غزلیں
قوالیاں

آواز دے کہاں ہے
ساز اور آواز
صنعت و حرفت
کجروبن کا رے
سندھیا مکرجی، ٹھمری کھماج
بزم موسیقی
پرکاش وڈھیرہ، بانسری پر راگ درباری

استاد بڑے غلام علی خاں،
خیال راگیشری

پیر ۲۶ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی، قوالی اور شبد
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
ششی تناورک؛ مخمور دہلوی اور
فراق کا کلام
چندن کمار داس، غالب کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
بھگوان داس؛ سنطور پر راگ
بسنت مکھاری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
استاد چاند خاں؛ خیال جونپوری

دوپہر
۲-۰۷ میری نظر میں
۲-۳۰ راگ رنگ
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات
۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل
ششی تناورک، خمار بارہ بنکوی
اور شفق لکھنوی کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ کلام شاعر
۹-۳۰ قوالیاں
۱۰-۰۰ دریچہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بھگوان داس، سنطور پر راگ باگیشری
استاد چاند خاں، خیال درباری

منگل ۲۷ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی: قوالی
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
انیتا تلوار، جگر مرادآبادی کا کلام
امر کمار دیو، مومن اور غالب کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
سدھ رام جادھو، سندری پر بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
گنگا پرساد پاٹھک: خیال رام کلی

دوپہر
۲-۰۷ فلمی قوالیاں
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
انیتا تلوار، شکیل بدایونی اور
شمیم جے پوری کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ مشاعرہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سدھ رام جادھو اور ساتھی:
سندری پر راگ مالکونس، دھن
گنگا پرساد پاٹھک: خیال کیدارہ

بدھ ۲۸ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی، قوالی اور بھجن
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
صلاح الدین احمد: اختر شیرانی اور
چکبست کا کلام
انجلی بنرجی، فیض اور اقبال کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
دیا شنکر و ساتھی: شہنائی پر اہیر بھیروں
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
غلام تقی خاں: خیال رام کلی

دوپہر
۲-۰۷ سب رس
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) علاقائی تہذیب اور خواتین، تقریر
(۲) گیت
(۳) کام کی باتیں
۳-۰۰ فلمی دنیا

رات
۸-۱۵ آہنگ نظم
۸-۳۰ حسن غزل
صلاح الدین احمد: جاں نثار اختر
اور داغ کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ دل ڈائری
۹-۳۰ قوالیاں
۱۰-۰۰ کہانی سنگیت کی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
دیا شنکر و ساتھی: شہنائی پر مارو بہاگ
غلام تقی خاں، خیال مالکونس

جمعرات ۲۹ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
سدھا ملہوترہ، سدرشن فاخر اور
اور مصحفی کا کلام

عبدالوحید: میر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
سروجیت کور، ستار پر الہیا بلاول
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ہیرا بائی بڑوڈکر: خیال للت

دوپہر
۲-۰۷ دھوپ چھاؤں
۲-۳۰ حرف غزل
۳-۰۰ قوالیاں

رات
۸-۱۵ سازینہ
۸-۳۰ حسن غزل
چاند رائے، داغ اور ظفر کا کلام
۸-۴۵ ساز اور آواز
۹-۰۰ ہم سے پوچھیئے
۹-۳۰ قوالیاں
۱۰-۰۰ ماضی کے دیار
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سروجیت کور، سرود پر راگ غارہ
ہیرا بائی بڑوڈکر، خیال پوریا کلیان

جمعہ ۳۰ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قرآن خوانی، نعت اور نعتیہ کلام
۶-۲۵ پرانی فلموں سے
۷-۰۰ شہر صبا
بلال احمد خاں: میر اور سودا کا کلام
سپرالوس: میر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
اشوک رائے، سرود پر بلاسخانی توڑی
۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر
۰۰-۲ کہانی ایک گیت کی
۳۰-۲ رنگ نو
۰۰-۳ آواز دے کہاں ہے
رات
۱۵-۸ سازینہ
۳۰-۸ حسن غزل
ہلال احمد خاں: اقبال کا کلام
۴۵-۸ ساز اور آواز
۳۰-۹ صدائے رفتہ
۰۰-۱۰ روبرو
۳۰-۱۱ بزم موسیقی
اشوک رائے: سرود پر راگ کروانی
حفیظ احمد خاں: خیال رس رنجنی

ہفتہ ۳۱ دسمبر

صبح
۴۵-۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد
۲۵-۶ پرانی فلموں سے
۰۰-۷ شہر صبا
پی۔ ناز مسانی، رفعت سروش اور فیاض جے پوری کا کلام
ہرنش بھاردواج، ناسخ اور ذوق کا کلام
۳۰-۷ ساز سنگیت
رام سروپ، سارنگی پر راگ للت
۳۲-۹ ہلکی کلاسیکی موسیقی
شانتی ہیرانند، ٹھمری بھیروی اور دادرہ بھیروی

دوپہر
۰۰-۲ سب رس
۳۰-۲ بزم خواتین
ڈرامہ، غزل، خطوں کے جواب
۰۰-۳ پھر سنیئے
رات
۱۵-۸ آہنگ نظم
۳۰-۸ حسن غزل
پی۔ ناز مسانی، غالب اور مومن کا کلام
۴۵-۸ ساز اور آواز
۰۰-۹ ریڈیو نیوز ریل
۳۰-۹ منظر پس منظر
۰۰-۱۰ نئی نسل نئی روشنی
۳۰-۱۱ بزم موسیقی
رام نارائن، سارنگی پر پوریا کلیان
پنڈت جسراج: خیال پوریا کلیان

دہلی

میڈیم ویو
دہلی الف ۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۲۹۴٫۹ میٹر ۶۶۶ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۴۶٫۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز

شارٹ ویو
صبح ۰۰-۸ تک ۸۹٫۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۲٫۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۲۰-۱ سے شام ۰۰-۴/۴۵-۵ تک ۹۴۳۰ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۲٫۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۸۹٫۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی 'الف': خبریں
ہندی/انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱ دوپہر ۰۰-۱، ۱۰-۲ شام ۰۰-۵ (صوبائی)
شام ۰۵-۶، ۵۰-۷ (علاقائی) رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی)
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی: دوپہر ۴۰-۱
دہلی 'ب': ہندی: دوپہر ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے) انگریزی: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰
دوپہر ۰۰-۱، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے) شام ۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی)
پنجابی: صبح ۳۰-۸ شام ۳۰-۷ ہندی نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے
دہلی 'د': ہندی: شام ۳۰-۷ انگریزی: رات ۱۵-۹
کھیل کود: شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

دہلی الف
صبح
۵۵-۵ وندے ماترم: منگل دھونی
۰۵-۶ وندنا ۳۰-۶ کھیتی کی باتیں
۳۵-۶ رام چرت مانس
۵۰-۶ آپ کی صحت
(اتوار، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
سائنس کے موضوع پر تقریر
(پیر، بدھ، جمعہ)
۵۵-۶ آج کے پروگرام اور موسم
۱۰-۷ برج مادھوری (سوائے اتوار)
۳۰-۷ آج صبح (اتوار، بدھ، ہفتہ)
۴۵-۷ دل درشن
(پیر، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۴۰-۸ اردو مجلس (روزانہ)
۰۰-۹ اختتام (سوائے اتوار)
۰۲-۱۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۵-۱۲ نغم سنگیت (سوائے اتوار)
۳۰-۱۲ بہنوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، ہفتہ)
گرامین بہنوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۰۰-۲ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۲۰-۲ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۳۰-۲ موسم اور اختتام (اتوار ۳۰-۳)
شام
۱۵-۶ مقامی اعلانات اور گمشدہ
لوگوں کے لیے پروگرام
۲۰-۶ گرام سنسار (روزانہ)
۰۰-۷ کرشی جگت
۳۰-۷ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۳۵-۷ سامیکی
۴۵-۷ روزگار سماچار
۰۰-۱۱ وادیہ وزند
۱۰-۱۱ موسم اور اختتام

دہلی ب
صبح
۰۰-۷ وندے ماترم منگل دھونی
۰۲-۷ انگریزی میں پروگرام (دوبارہ)
۲۰-۷ گیتکا (سوائے پیر)
۳۸-۷ سنگیت سوربھی
۵۰-۷ علاقائی موسیقی
۲۰-۸ اور ۴۰-۸ پنجابی پروگرام
۳۰-۹ سب رس (اتوار کو یادیں)
۰۲-۱۰ اختتام (اتوار ۰۰-۱۱)
دوپہر
۰۵-۱ اور ۱۰-۲ مغربی موسیقی
۱۰-۳ موسم کا حال (انگریزی میں)
شام
۵۰-۵ اخباروں کی رائے
۵۵-۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۰۵-۶ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۰۰-۷ پنجابی پروگرام
۲۰-۷ ساز سنگیت
۴۵-۷ اردو مجلس
۱۵-۸ سماچار درشن (اتوار، بدھ، جمعہ)
ریڈیو نیوز ریل (منگل، جمعرات، ہفتہ)
نیوز ریل اسپورٹس (پیر)
۲۵-۸ سماچار پتروں سے
۳۰-۸ سُر جھنکار
۱۵-۹ اسپاٹ لائٹ
(بعد میں ساز سنگیت)
۴۵-۹ مغربی موسیقی (اتوار کو ۰۰-۱۰)
۰۲-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

دہلی د
یووادانی
صبح
۰۰-۷ آج کے پروگرام (ہندی)
۰۵-۷ اور ۲۵-۷ پھر سنیئے
۲۵-۷ وگیان وودھا
۵۰-۷ سُگم سنگیت (گائن)
۰۰-۸ شاستریہ سنگیت
۱۵-۸ شاستریہ سنگیت (گائن)
۳۰-۸ مغربی موسیقی
۰۰-۹ اختتام (اتوار ۰۰-۱۰)
شام
۵۵-۶ آج کا پروگرام
۰۵-۷ محفل
۵۰-۷ پستک پاٹھ (ہندی)
(پیر سے جمعرات تک)
۰۵-۸ ان دی گروو (پوپ میوزک)
۵۰-۸ پاٹھ (انگریزی)
(منگل سے جمعہ)
۰۰-۹ ترجمہ ۰۰-۱۱ اختتام

جمعہ ۲۶ دسمبر

دہلی 'الف'
صبح
۰۸-۱۰، ۳۰-۱۱، رات ۰۰-۹
اشوک کمار رائے: سرود
۰۲-۱۱، سہ پہر ۴۰-۵
نشتر و لچھمن شکلا: ٹھمری، دادرا

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۰۰-۸ گاندھی چرچا
۳۰-۹ نمکرا، ناٹک
ٹی۔ این۔ سکی کے تامل ناٹک پر مبنی
ترتیب: نکسی۔ جے۔ رمن
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت
پی۔ کے۔ وجے کمار: وائلن

دہلی 'ب'
صبح
۰۲-۷ اولوکن
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
وسنت راؤ دیشپانڈے: گائن
۵۰-۷ سُگم: تیلگو گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۰-۲ و ۴
سُگم سنگیت
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت
پی۔ کے۔ وجے کمار: وائلن
شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
وینا ناتھ: گیت، بھجن اور غزلیں

ہفتہ ۲۷ دسمبر

دہلی 'الف'
صبح
۳۰-۷ دلّی کے آس پاس
۴۰-۷ نئی دشائیں
۱۰-۸، رات ۰۰-۹
ہمندر شرما: گائن
۰۲-۱۱ لکشمی شنکر: گائن
۳۰-۱۱ اجیت سنگھ: وچترو

لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
اجیت سنگھ ، وچیتر وینا

سواستھ رکھشا
آج کے اتتھی
نیشنل پروگرام : موسیقی
شاہد پرویز : ستار
دہلی 'ب'

سنگیت سوربھی
بھیم سین جوشی : گائن
سنگم : گنتڑھ گیت
لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

۴-۰۲
سگم سنگیت
مہندر شرما : گائن

۸-۴۵
پرسار گیت

اتوار ۱۸ر دسمبر

دہلی 'الف'

، رات ۹-۰۰
غلام صادق خاں : گائن
بال کاریہ کرم
فرمائشی شاستریہ سنگیت
یووا وانی سے
، سہ پہر ۵-۳۵
گومتی وشوناتھن : گائن

'کمدا' ، ناٹک
ٹی۔ این۔ رسکی کے تامل ناٹک پر مبنی
ترتیب : تکسی۔ جے۔ رمن
سنسکرت پاٹھ

رابندر سنگیت
چترپٹ سنگیت
نثار حسین خاں : گائن
چین
رادھیکا موہن موئترا : سرود

دہلی 'ب'

صبح
۷-۰۲ ساہتیکی
۷-۳۰ سموہ گان شکشا
۷-۵۰ سنگم : آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ غلام صادق خاں : گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
مدن بالا سدھو ، گیت اور غزلیں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۹ر دسمبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، سہ پہر ۵-۴۰ ، رات ۹-۰۰
پارتھا داس : ستار
۱۱-۰۲ بلدیو راج ورما : گائن
۱۱-۳۰ بلجیت سنگھ : دلربا

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'سجاتا' ، ناٹک
تحریر : ڈاکٹر گوری شنکر راج ہنس
ترتیب : چرنجیت

رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شنو کھورانہ : گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
پنڈت جسراج : گائن
۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر
۳-۳۰ بلدیو راج ورما : گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
رویندر گرودور ، گیت ، بھجن ، غزلیں

۹-۳۰ سردار پٹیل میموریل لکچرز کے اقتباس
'چیلنج آف دی سٹیٹس' ، از
شری جگموہن ، لفٹیننٹ گورنر دہلی

منگل ۲۰ر دسمبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
امرناتھ : بانسری
۱۱-۰۲ نواب خاں : گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
۵-۴۰ سموہ گان شکشا

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ سمیا اور وچار
۹-۳۰ 'رشتوں کے نام' ، ناٹک
تحریر : ارونا کپور
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
بھارتی بھٹاچاریہ : گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن
۷-۵۰ سنگم : بنگلا گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ نواب خاں : گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
چترسین : گیت ، بھجن
۹-۳۰ سردار پٹیل میموریل لکچرز سے اقتباس
'چیلنج آف دی سٹیٹس' ، از
شری جگموہن ، لفٹیننٹ گورنر ، دہلی

بدھ ۲۱ر دسمبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
راجن مشرا ، ساجن مشرا : گائن

۱۱-۰۲ ، سہ پہر ۵-۴۰
پنا لال چورسیہ : وائلن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گنتڑھ لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اسد علی خاں : بین

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شیو کمار شرما : سنتور
۷-۵۰ سنگم : گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
گیتا مورتی : گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
کلونت کور : گیت ، [illegible]

جمعرات ۲۲ر دسمبر

دہلی 'الف'

صبح
۷-۴۰ اپنے دیش کی بات
۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰
سنیل کمار مکرجی : سرود
۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
بھوپیندر سیتل : گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلا لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک
'بھول کملا گیا'
ہرشرن سنگھ کے پنجابی ناٹک سے ماخوذ
ترجمہ و پیشکش : سدیش چڈھا

قیصر حیدری دہلوی

جب تری زلفِ سیہ فام سنورتی ہوگی
کتنی دنیا ترے جلووں سے نکھرتی ہوگی

آج تک بھی ترے جلووں کو نہ پہنچیں نظریں
کب کوئی آنکھ ترے رُخ پہ ٹھہرتی ہوگی

وقت کے سائے تو چڑھتے ہیں اتر جاتے ہیں
اپنے محور پہ کہاں دھوپ ٹھہرتی ہوگی

کتنی گہرائیوں میں ڈوبتی ہوگی ہستی
جب کوئی بات کسی دل میں اترتی ہوگی

وہ مقدر نہیں الزام نہ جس پر آئے
قیصر اس دور میں کس طرح گزرتی ہوگی

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ایس۔ وی۔ رمنی، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
نرملا دیوی، گائن
۷-۵۰ سنگم، مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۲-۰۰ ۴

سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
ایس۔ وی۔ رمنی، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

لکو ماتھر، گیت، بھجن، غزلیں

جمعہ ۲۳ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
شرافت حسین خاں، گائن
۱۱-۰۲، سہ پہر ۵-۴۰
اشوک پاٹھک، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

سیتا سندر راجن، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۰۲ ادوکن
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نیاز احمد، فیاض احمد، گائن
۷-۵۰ سنگم، تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۲-۰۰ ۴

سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
سیتا سندر راجن، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

مہندر پال، گیت، بھجن، غزلیں

ہفتہ ۲۴ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، سہ پہر ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
سنگھ بندھو، گائن
۱۱-۰۲ شمس الدین فریدی ڈیسائی، بین
۱۱-۳۰ شریکانت باکرے، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی
وی۔ بی۔ سبرامنیم، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کرشن راؤ شنکر پنڈت، گائن
۷-۵۰ سنگم، ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۲-۰۰ ۴

سگم سنگیت
۳-۳۰ شمس الدین فریدی ڈیسائی، بین

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

پرسار گیت
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۲۵ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ بے نظیر بیگم، گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ دیا شنکر و ساتھی، شہنائی
۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۳۵
کرناٹک سنگیت
للتا ناگراجن، گائن

دوپہر

۲-۳۰ 'ستارہ' ناٹک
تحریر، یوگیش پروین
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ چین سے بے نظیر بیگم، گائن
۱۰-۰۰ دیورام و ینکٹیش سوامی نائیڈو، وائلن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۰۲ ساہتیکی
۷-۳۰ سموہ گان شکشا
۷-۵۰ سنگم، اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵، ۲-۰۰ ۴

سگم سنگیت
۳-۳۰ بے نظیر بیگم، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

شری رام، غزلیں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۶ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
راس بہاری دتہ، ستار
۱۱-۰۲ سسر کنادھر چودھری، وائلن
۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۴۰
کمل سہگل، کویتا سہگل، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'رشتوں کے نام' ناٹک
تحریر، ارونا کپور

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
'میں اور میری دھرتی'
(۴) 'اروناچل پردیش' روپک
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
حفیظ احمد خاں، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
رام نارائن، سارنگی
۷-۵۰ سنگم، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۲-۰۰ ۴

سگم سنگیت
۳-۳۰ راس بہاری دتہ، ستار

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

نیلم ساہنی، گیت، بھجن، غزلیں

منگل ۲۷ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
دیپالی ناگ، گائن

مسرت علی خاں، سرود

لوک بھارتی

اڑیہ لوک گیت

گیان وگیان

سموہ گان شکشا

ادیوگ منڈل

فلم چرچا

'جے بجرنگ بلی'، ناٹک

تحریر، چندر دت اندو

منگل شب کی محفل موسیقی

نیر حسین، شہنائی

دہلی 'ب'

سنگیت سوربھی

احمد جان تھرکوا، طبلہ

سنگم، بنگلا گیت

لوک مادھوری

ہماچلی لوک گیت

مسرت علی خاں: سرود

۸-۴۵

انجنا چیٹرجی، گیت، بھجن

بدھ ۲۸ دسمبر

دہلی 'الف'

۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰

گوپال کرشن، وچترو ینا

سہ پہر ۵-۳۰

الا بھومک، گائن

لوک بھارتی

ملیالم لوک گیت

گڑھوالی سنگیت

وگیان آلوک

چرچا کا وشیہ ہے

سنگیت سبھا

نصیر ظہیر الدین ڈاگر،

نصیر فیاض الدین ڈاگر، گائن

دہلی 'ب'

سنگیت سوربھی

مانک ورما، گائن

۷-۵۰ سنگم، گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

وشیدھی راجیندرن: گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

پریم ناتھ، گیت، غزلیں

جمعرات ۲۹ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۷-۴۰ اپنے دیش کی بات

۸-۱۰، ۱۱-۳۰

سلوچنا برہسپتی: گائن

۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰

فردوس احمد: سرود

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

بنگلا لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ناٹک

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

مادھوری ٹی۔ این۔ شیشا گوپالن، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی

پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر، گائن

۷-۵۰ سنگم، مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

گنیش اور کمارلیش: وائلن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

شاکر آروی

جب شاکرِ صد چاکِ گریباں نظر آیا
اک گوشۂ تنہائی میں گریاں نظر آیا
کچھ اہلِ جنوں ایسے ہیں صحرا میں کبھی جن کو
ہر سمت گلستاں ہی گلستاں نظر آیا
وحشت کا یہ عالم رہا فرقت میں کسی کی
ہر شب مجھے اک خوابِ پریشاں نظر آیا
ایسا بھی کبھی وقت مصیبت کا پڑا ہے
مجھ سے مرا سایہ بھی گریزاں نظر آیا
روشن تھی تری یاد کی قندیل جو دل میں
تاریکیٔ شب میں بھی چراغاں نظر آیا
ہم لے کے ترا نام سرِ دار جو پہنچے
جو کام تھا دشوار وہ آساں نظر آیا
حالت نہ سنبھلتی دلِ بیمار کی شاکر
وہ آئے تو اب درد کا درماں نظر آیا

(پٹنہ سے نشر)

صلاح الدین احمد: گیت، غزلیں

جمعہ ۳۰ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰

شرن رانی، سرود

۱۱-۰۲، سہ پہر ۵-۴۰

زندہ حسن: ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

مراٹھی لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۹-۳۰ 'اونچے پربت، اونچے لوگ'، ناٹک

تحریر، چرنجیت

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

کوشلیا راجہ رام: وینا وادن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۰۲ اولوکن

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

بیگم اختر، گائن

۷-۵۰ سنگم، تیلگو گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

پشپا ہنس، گیت، بھجن، غزلیں

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: فیچر

ہفتہ ۳۱ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰

سویتا دیوی، گائن

۱۱-۰۲، سہ پہر ۵-۴۰

بلونت رانے ورما، ستار

۱۱-۳۰ سوہن سنگھ: گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سوا ستھ رکھشا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

پروین سلطانہ: گائن

۷-۵۰ سنگم، کنڑ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

گڑھوالی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت

۳-۳۰ سویتا دیوی، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

پرسار گیت

۹-۳۰ اور گیسٹ ٹو نائٹ

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۲۹۰.۱۱۶ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز لکھنؤ ج: ۲۲۳.۲۱۷ میٹر ۱۳۴۸ کلو ہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۹۳.۱۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز (صبح ۵.۵۵ سے ۹.۴۵ تک اور شام ۵.۱۵
کے بعد) ۴۱.۳۸۲ میٹر ۷۱۷۰ کلو ہرٹز: ۳۱.۱۳۸ میٹر ۹۶۳۰ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی) ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰
شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵ انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ رات ۹-۰۰
اور ۱۱-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰ اردو: صبح ۸-۰۵ رات ۹-۱۵
نیوز لیٹر (ہندی): صبح ۹-۰۰ ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ علاقائی: دوپہر ۲-۳۰
(اردو): صبح ۷-۲۰ شام ۷-۲۰ (ہندی)

مقررہ پروگراموں کے لیے 'آواز' یکم دسمبر دیکھیے

جمعہ ۱۶ دسمبر

صبح
۷-۴۵ پرنو کمار مکرجی: بھجن
رما سین: گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین
۹-۱۰ ونائک راؤ پٹیلے: خیال
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
شاہد خاں، سگم سنگیت
رات
۱۰-۳۰ ونائک راؤ پٹیلے: خیال

ہفتہ ۱۷ دسمبر

صبح
۷-۴۵ کورس - بھجن
راجندر مہتہ، نینا مہتہ: گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کیلئے
۹-۱۰ سراج الدین خاں: ستار وادن
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
مکتا چٹرجی: گیت اور بھجن
۴-۳۰ شاستریہ سنگیت
رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۸ دسمبر

صبح
۷-۴۵ شانتا سکینہ: بھجن
چندروا آتما: غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
دوپہر
۱۲-۰۵ یوو مانس
سکے گھنگھرو، فیچر
پیشکش: سچن یادو
شام
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ افضل حسین خاں نظامی:
گیت، بھجن اور غزلیں
۱۰-۰۰ سنگیت رس

پیر ۱۹ دسمبر

صبح
۷-۴۵ شانتی ہیرانند: غزل
مہندر پال: گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰، رات ۹-۴۵، ۱۰-۳۰
الیاس خاں: ستار
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
غلام دستگیر: غزلیں
رات
۸-۰۰ دیش ودیش
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر

منگل ۲۰ دسمبر

صبح
۷-۴۵ شنکر شمبھو قوال و ساتھی، غزل
اقبال احمد صدیقی: گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین
۹-۱۰ پروین سلطانہ: خیال
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
تاپتی گوسوامی: گیت
رات
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۱ دسمبر

صبح
۷-۴۵ روپالی مکرجی: گیت
سیما شرما: غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
جی-این-گوسوامی: وائلن
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
سنیل سریواستو: گیت اور بھجن
شام
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

جمعرات ۲۲ دسمبر

صبح
۷-۴۵ لکشمی بائی راٹھور: گیت
اشوک ورما، انجنا بنرجی: غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
خط کیلئے شکریہ - رنگِ تغزل
۹-۱۰ ممتاز علی خاں: خیال
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
ریتا گنگولی: گیت، بھجن
رات
۱۰-۳۰ ایم-آر-گوتم: خیال

جمعہ ۲۳ دسمبر

صبح
۷-۴۵ بیلا ساور: گیت
سیتارام سنگھ: غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
ستیش چندر: ستار
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
سجاتا چکرورتی: گیت، بھجن
رات
۹-۳۰ ڈرامہ

ہفتہ ۲۴ دسمبر

صبح
۷-۴۵ ممتا سین: گیت
سمنا رائے: غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
شعری نشست
۹-۳۰، دوپہر ۱-۱۰
موتی لال بھٹ: خیال
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
سواتی بنرجی: گیت اور بھجن
رات
۸-۰۰ یاترا کتھا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۲۵ دسمبر

صبح
۷-۴۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
بچوں کیلئے
۱۰-۳۰ سامو ہیک گان
دوپہر
۱۲-۰۵ یوو مانس
۱۲-۳۰ پانچ گیت، پانچ سوال
شام
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ کارتن رام و ساتھی، سگم سنگیت
۱۰-۰۰ سنگیت رس

پیر ۲۶ دسمبر

صبح
۷-۴۵ راجندر مہتہ، نینا مہتہ: گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰، رات ۹-۴۵
رام دلائے: کلارینٹ
دوپہر
۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
شاہین سلطانہ: غزلیں

شاستریہ سنگیت

منگل ۲۷ دسمبر

وینا ناتھ : گیت
محمد احمد خاں و ساتھی ، سگم سنگیت
اردو پروگرام
میگزین

دوپہر ۱۰-۱۲
سنیتا جھنگرن ، ٹھمری ، دادرا

رات ۱۵-۸
اقبال احمد صدیقی ، سگم سنگیت
بدلتے ساتھی

منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۸ دسمبر

پشپا پاگدھر : غزل
اردو پروگرام
دوپہر ۱۰-۱۲
نیرج لال : کلارنٹ وادن

رات ۱۵-۸
کاجل بنرجی ، گیت ، بھجن

بسوراج راجگرو ، خیال

جمعرات ۲۹ دسمبر

پشپا رانی ، گیت
انجلی بنرجی ، غزل
اردو پروگرام
خط کیلئے شکریہ ، رنگِ تغزل
رات ۳۰-۱۰
وینا سر بدھے ، خیال

رات ۱۵-۸
ایس-این-ورما ، گیت و بھجن
آواز کے پھول
شاستریہ سنگیت

قطعات

عبدالعظیم خاں انجم شیگانوی

بعد از ترکِ تعلق مری وحشت کی قسم
تیری ہر یاد کو پُرزوں میں اڑایا میں نے
انتقاماً تیری تصویر کے ٹکڑے تو کئے
احتراماً انہیں پلکوں سے اٹھایا میں نے

کب تلک جلتی ہوئی تہذیب کے حلقوں کے بیچ
خواہ مخواہ باندھا ہوا بے ربط رشتوں میں ہوں
بھاگ جانا چاہتا ہوں چھوڑ کر اپنا بدن !!
میں اکیلا آدمی کب تک فرشتوں میں رہوں

(جگناؤں سے نشر)

جمعہ ۳۰ دسمبر

صبح
۷-۴۵ چندر و آتما : بھجن
پریتا بلبیر سنگھ ، گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین

۹-۱۰ ، دوپہر ۱۰-۱۲
روی راج شنکر : بانسری

دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۱۵-۸
نوید تارا رائے ، گیت ، بھجن

رات
۱۰-۳۰ وجے شنکر چیٹرجی ، اسراج

ہفتہ ۳۱ دسمبر

صبح
۷-۴۵ (۱) جے پرکاش کنڈارا اور
سنت رام شرما ، گیت
(۲) احمد حسین ، محمد حسین ، غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
یہ بستیاں ہماریاں ' قصبہ خیرآباد '
انٹرویوز پر مبنی فیچر
۹-۱۰ ، دوپہر ۱۰-۱۲
رما کانت پاٹھک ، پکھاوج

دوپہر
۱۲-۰۰ ، رات ۱۵-۸
نرملا کماری ، گیت اور بھجن

رات
۸-۰۰ اس پکھوارے کی کہانی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

رامپور

۳۳۶/۷ میٹر (۸۹۱ کلوہرٹز)

خبریں

ہندی/انگریزی : صبح ۰۰-۶ (عالمی) ہندی : ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱ اور ۱۰-۲ شام ۰۵-۶
رات ۴۵-۸ انگریزی : صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۲ رات ۰۰-۹
اردو : صبح ۵۰-۸ اور رات ۱۵-۹ سماچار پتر ہندی : صبح ۰۰-۹
ضلع کی چنٹھی : صبح ۰۵-۹ پرادیشک سماچار : شام ۲۰-۷

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس
صبح
۵-۵۵ وندے ماترم : ار بھک اودھگوشنا
منگل دھونی
۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ : گاندھی چرچا
۶-۴۰ سنو کسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ شاستر سنگت (علاوہ جمعہ/اتوار)
جمعہ : کاویہ سور بھ/واتائن
اتوار : آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت
(صرف پیر ، منگل ، بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱۰ تا ۱۰-۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس
دوپہر
۱۲-۳ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپ کی پسند

(ہر منگل اور جمعرات کو)
سور سنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پٹھان راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتیکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر ہفتہ کو)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر ہفتہ کو)
۲-۲۰ چترپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار)

تیسری مجلس
شام
۰۰- پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ علاقائی سوچنائیں
۶-۳۰ یووا وانی

۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۳۵ پریوار کلیان پرشن وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپ نے لکھا ہے
(دوسرے اور چوتھے بدھ کو)
شرتاؤں کے بیچ (پانچویں بدھ کو)
آپ کی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
لیجیے پھر سنیے (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر ہفتہ کو)
۸-۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار : جوئے بار
منگل : سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن
(ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت
(پیر ، بدھ ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ وادیہ ورند (ہر منگل کو)
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳۰ چہار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ آپ کی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)
۱۰-۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
محفل (پانچویں پیر کو)

جمعہ ۱۶ دسمبر

صبح
۷-۱۰ واتائین
- گرامین وکاس کی دشا میں سائنس کے
تجربات اور تعلیم ، تقریر از
بی-این-سنگھ
۷-۴۵ سیما شرما ، سگم سنگیت
۸-۳۰ آہنگ ، اردو پروگرام
(۱) ' ماحول اور آلودگی ' ، تقریر از
ایس-حسن عباس
(۲) ' نور — نور خاکی ' ، تقریر

دوپہر
۱-۴۰ شاستریہ سنگیت

محمد سعید خاں ، محمد رشید خاں ، گائن

رات
۸-۰۰ بھوپیندر : غزلیں
۸-۱۵ ہری پرساد چورسیہ : بانسری

ہفتہ ۱۷ دسمبر

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ سواستھ سندیش
شعری نشست ، پریوار کلیان کے سلسلے میں
شرکاء : سنتوش کمار موج ،
شہنشاہ بابر ، شجاعت علی خاں رہبر ،
تنیم صدیقی اور سید حسین افسر

شام

۷-۴۵ پستک سمیکشا، ہندی کتابوں پر تبصرہ
تحریر: مدھر یش

۸-۰۰ مکیش، سگم سنگیت

۸-۱۰ امرت حسین خاں، سربہار

اتوار ۱۸ ردسمبر

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت
(۱) 'ٹالی جاسکتی ہیں گھریلو درگھٹنائیں' سمواد
شرکا: منجولا گپتا اور کمل کمار اگروال
(۲) غزلیں

رات

۹-۳۰ شہزادے میاں اور ساتھی،
چہاربیت

پیر ۱۹ ردسمبر

صبح

۷-۴۵ شوبھنا راؤ، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بندیا
(۱) 'مشکلات کا حل' تقریر
(۲) کہانی از ڈاکٹر مدھو جین
(۳) گیت

۱-۴۰ پنڈت جسراج، گائن

رات

۸-۰۰ شری رام: غزلیں

منگل ۲۰ ردسمبر

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰
گوپیشوری شرما، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ مانک ورما، گائن

شام

۷-۴۵ قانونی مدد، سوالوں کے جواب از
شری بی ایل جھیلا، ضلع جج، رامپور

۸-۱۰ پنڈت روی شنکر، ستار

بدھ ۲۱ ردسمبر

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۱-۴۰
منے خاں، طبلہ وادن

۷-۴۵ درپن، سندیش گیتانجلی
پیشکش، چندر موہن سکسینہ

رات

۸-۰۰ طالب حسین سلطانی اور ساتھی،
سگم سنگیت

۸-۱۰ برج بھوشن کابرہ، گٹار

جمعرات ۲۲ ردسمبر

صبح

۷-۳۰ راجندر پرسنا، بانسری

دوپہر

۱-۴۰ نرملا دیوی، ہیرا دیوی، گرجا دیوی،
ٹھمری

رات

۸-۰۰ جام غزل
موتی بیگم: غزلیں

۸-۱۰ کمار گورو، گائن

جمعہ ۲۳ ردسمبر

صبح

۷-۴۵ مجدد نیازی، غزلیں

۸-۳۰ آہنگ: اردو پروگرام
'کیا کیا رنگ مہاوت کے'،
تقریر از نفیس صدیقی

دوپہر

۱-۴۰ نزاکت علی، سلامت علی، گائن

رات

۸-۱۵ این۔ راجن: وائلن

ہفتہ ۲۴ ردسمبر

دوپہر

۱-۱۰ سواستھ سندیش
(۱) ہری اوم شرما، بھجن
(۲) اتیت کے جھروکوں سے

شام

۷-۴۵ 'اپنی مدد آپ کرو۔ بیس نکاتی پروگرام
ضلع رامپور میں'، ہندی تقریر از
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، رامپور

۸-۰۰ وائی جے رام: غزلیں

۸-۱۰ عطا حسین خاں، طبلہ

اتوار ۲۵ ردسمبر

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت
(۱) جہیز اور قانون، مباحثہ
شرکا: پشپ لتا گوتم، شیلیندر جوہری
(۲) غزلیں

رات

۸-۰۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ نثار حسین و ساتھی، چہاربیت

پیر ۲۶ ردسمبر

صبح

۷-۴۵ پنکج ادھاس، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ بندیا
(۱) 'کچھ مخصوص زنانے امراض' مذاکرہ
شرکا: ڈاکٹر ایس پروہت اور
ڈاکٹر جے نرولا
(۲) 'کورتیاں کے گھیرے اور ناری'
تقریر از کمل لتا گنک (دہلی)
(۳) گیت

دوپہر

۱-۴۰ جی۔ ایس۔ سچدیوا، بانسری

رات

۸-۰۰ طلعت محمود: سگم سنگیت

۸-۱۰ نثار حسین خاں، گائن

منگل ۲۷ ردسمبر

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰
ونود کمار شرما، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ رام جی لال شرما: پکھاوج

شام

۷-۴۵ قانونی مدد —
از ہری کشن تیاگی ایڈووکیٹ

۸-۱۰ اروند پارکھ، ستار

بدھ ۲۸ ردسمبر

صبح

۷-۳۰ ڈی۔ وی۔ پلسکر، گائن

۷-۴۵ درپن
'نہلے پر دہلا'، مزاحیہ جھلکی
پیشکش، چندر پرکاش آریہ

دوپہر

۱-۴۰ رام ناتھ سیٹھ، بانسری

رات

۸-۰۰ سمن کلیانپور، سگم سنگیت

۸-۱۰ شاستریہ سنگیت
جگدیش پرشاد: خیال

جمعرات ۲۹ ردسمبر

صبح

۷-۳۰ مہندر سنگھ، ستار

دوپہر

۱-۴۰ سدیپ کمار مترا، گٹار

رات

۸-۰۰ جام غزل
اوشا اگروال، غزلیں

۸-۱۰ روشن آرا بیگم، گائن

جمعہ ۳۰ ردسمبر

صبح

۷-۳۰ وانا تھن
(۱) 'بھوگربھ سوداؤں کی کھوج میں ...
رہو' تقریر
(۲) 'انترکش کی طرف بڑھتے قدم' تقریر

۷-۴۵ بیگم اختر: سگم سنگیت

۸-۳۰ آہنگ: اردو پروگرام
'آسان بھی ہے مشکل بھی — کہیا ...
تاجر بنا' تقریر از کملیشور ...

دوپہر

۱-۴۰ عبدالحلیم جعفر خاں، ستار

رات

۸-۰۰ اسد علی خاں: رودر وینا

ہفتہ ۳۱ ردسمبر

رات

۸-۰۰ ماسٹر مدن اور حبیب النبی:
سگم سنگیت

۸-۱۰ ہمایوں وشواس، سنطور وادن

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی
جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو
اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف ۳۳۳٫۳ میٹر ۹۰۰ کلوہرٹز جالندھر ب ۲۲۷٫۳ میٹر ۱۳۲۰ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹٫۷ میٹر ۱۴۳۰ کلوہرٹز (شام ۱۰-۶ تا ۳۰-۲ بجے)

خبریں

...8، دوپہر 1-05، 2-10، 2-35 (دھیمی رفتار سے) شام 5-06، 6-20 (پرادیشک سماچار) رات 8-45، 8-50، 11-00
...8، دوپہر 1-30، شام 6-10 (پرادیشک سماچار) شام 7-30 انگریزی صبح 8-10 دوپہر 1-00 رات 9-00 اور 11-00
...8، دوپہر 1-50 رات 9-15 (خبریں) 9-25 تبصرہ روزگار سماچار : شام 7-40

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

...دھر الف'

...ے ماترم اور منگل دھونی
...صنا : بھگتی سنگیت
...اور کھیتی باڑی
...کے : پروگراموں کا خلاصہ
...ی وار (اتوار)
...ت بودھ
...رت ساتس (اتوار)
...ائگی

1-05 فوجی بھائیوں کے لیے
2-00 موسم اور اس کی کھیتی
2-20 سگم سنگیت

شام

5-30 گوروانی وچار
6-00 صوبائی خبریں اور پروگراموں کا خلاصہ
6-10 پرادیشک خبریں (پنجابی)
6-20 پرادیشک خبریں (ہندی)
6-30 دیہاتی پروگرام

7-40 روزگار خبریں
9-15 اردو میں تبصرہ

جالندھر 'ب'

صبح

10-10 اسکول براڈکاسٹ

شام

6-00 یووانی پروگرام
6-45 یونیورسٹی پروگرام
7-00 پنجابی میں رنگارنگ پروگرام
8-00 اختتام

جمعہ ۱۶ دسمبر

بھجن

دوپہر 2-30
حمدوثنا اور کافی

شام 7-45
امریک سنگھ : شبد

، دوپہر 12-02، رات 10-30
ایل کے پنڈت : خیال

پریوار کلیان پروگرام
امرجیت کور پروانہ : لوک گیت
بلبیر سنگھ : لوک گیت

'وشو سنچار دوس اور بھارت' تقریر
'اس نے کہا تھا' ہندی ناٹک
تحریر : اندر جوشی
ہنسراج وساتھی : بھینٹاں

7-45 جسدیو کملر یملا جٹ : لوک گیت
9-05 پرکاش وڈھیرہ : بانسری
9-25، دوپہر 1-45
گوہاٹی میں بھارت اور ویسٹ انڈیز کے درمیان کھیلے جارہے کرکٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال ـــ

سہ پہر

5-15 اشوک کمار : غزلیں

رات

9-30 نیشنل پروگرام : موسیقی
شاہد پرویز : ستار وادن

ہفتہ ۱۷ دسمبر

شبد

، رات 8-30
بھائی چانن سنگھ مجبور وساتھی : شبد

اتوار ۱۸ دسمبر

صبح

7-45 پرتی بمب
9-15 بچوں کیلئے پروگرام
10-00 ہفت روزہ زرعی پروگرام
10-30 فرمائشی فلمی گیت

دوپہر

12-30 مستورات کیلئے
2-30 گیان سنگھ کنول : لوک گیت
5-15 محمد شریف قوال اور ساتھی : کافیاں

شام

8-00 شبد گائن
10-30 استاد علاؤالدین خاں : سرود

پیر ۱۹ دسمبر

صبح

6-45 بھجن
7-30 پنجابی میں پاریوارک جھلکی
8-20 ہرنیک سنگھ رانا : لوک گیت
8-40 سنسکرت گیت، کاویہ سنگیت
رگھونندن پنڈت اور رام پال ودیالنکار
9-05، رات 10-30
سیارام تیواری : الاپ اور دھمار

دوپہر

12-02 فرمائشی پنجابی گیت
12-45 پریوار کلیان پروگرام
2-30 گوردیو سنگھ کوٹل : لوک گیت
5-05 دیہاتی بچوں کیلئے

رات

8-00 'بھارتیہ انتر کش اپلبدھیاں اور انسیٹ (1.بی)'
ہندی تقریر از ڈاکٹر ایچ ایس گورم
9-30 'لیلا مجنوں' پنجابی ناٹک
تحریر : پورن سنگھ وڈالی
10-45 جاگیر سنگھ طالب : لوک گیت

منگل ۲۰ دسمبر

صبح

6-45 شبد
8-20 پنجابی گیت
9-10 بھیم سین جوشی : گائن

دوپہر

12-02 نالے گلاں نالے گیت
ترتیب : سادھو سنگھ گوندپوری
2-30 ہرپریت سوہل : لوک گیت
5-15 جگموہن کور : لوک گیت

شام

7-45 پروڑھ شکشا
9-30 'بیتا سال ـــ آتا سال'
ہندی میں پریچرچا
10-00 بھارتی بھٹاچاریہ : گائن

بدھ ۲۱ دسمبر

صبح

6-45 بھجن
7-45 جیون جوت
9-05، دوپہر 12-02
جگموہن سہگل : ستار
9-20 کشن مہاراج : طبلہ

دوپہر

12-15 بھائی گوردیال سنگھ راگی وساتھی : شبد
2-30 ملکھی رام : لوک گیت
5-05 ننھے منوں کیلئے

رات

10-30 امرناتھ : خیال

جمعرات ۲۲ دسمبر

صبح

6-45 شبد
7-45 کلدیپ سنگھ پردیسی : لوک گیت
8-20، سہ پہر 5-05
شبد اور پنجابی گیت
9-15، دوپہر 12-02، رات 10-30
سویتا دیوی : خیال

دوپہر

12-15، شام 7-50
سدھیر کوشل : غزلیں
12-30 مستورات کیلئے
2-30 گلزار بھٹی : لوک گیت
5-15 پورن شاہکوٹی : لوک گیت

رات

10-15 کلدیپ مانک : لوک گیت

جمعہ ۲۳ دسمبر

صبح

6-45 بھجن
7-30، دوپہر 12-15
محمد شریف قوال وساتھی : نعتیں
7-45 نوین کرشمے
8-20، سہ پہر 5-05
برہم سروپ سنگھ : وچتروینا

دوپہر

12-05 این۔ راجن : وائلن
12-45 پریوار کلیان پروگرام
2-30 جوگا سنگھ جوگی وساتھی : کویشری
5-15 گورمیت کور باوا وساتھی : لوک گیت

رات

8-00 پستک سمیکشا
تحریر : ٹھاکردت شرما
10-15 محمد صدیق : لوک گیت

ہفتہ ۲۴ دسمبر

صبح

6-45 شبد

فضا ابن فیضی

کہنہ لفظوں پہ معنی کی ڈال رکھی تھی
نہ پوچھ کیسے بنائے خیال رکھی تھی

جواں ہوا مرا لہجہ تو سرد سا نکلا
کہ ابتلا نے بڑی دیکھ بھال رکھی تھی

اب اور قرینۂ چہرہ گاں ہیں کیا کرتے
نقاب ہم نے بھی چہرے پہ ڈال رکھی تھی

وہ کٹ کے رہ گیا کرتا بھی کیا کہ ہم نے بھی
اسی پتنگ کی ڈوری سنبھال رکھی تھی

سبھوں کی مٹھی میں ساحل کی خشک ریت آئی
کہ موج موج تو ہم نے کھنگال رکھی تھی

ہر ایک شخص ہے گندم زیاں کے خرمن کا
کہاں چھپا کے متاعِ زوال رکھی تھی

عجب تھا منظرِ ہستی کہ ہر دریچے پر
بس ایک شمع ہوا کے مثال رکھی تھی

رہا قدم بہ قدم سخت دھوپ کا موسم
سبو میں اس نے مری پیاس ڈھال رکھی تھی

کوئی بھی شہر میں اس کے نہ تنگ دست ملا
مصیبت ایک نئی سب نے پال رکھی تھی

ہم آسمان سے مل کر ہوئے بہت مایوس
زمیں نے اپنی ہی مٹی اچھال رکھی تھی

طلسم کھل نہ سکا اس کے پورے چہرے کا
سبھوں نے اپنی نظر خال خال رکھی تھی

ہمارا کام تھا جادو کی داستاں لکھنا
ورق ورق وہی چشمِ غزال رکھی تھی

رہا نہ خوش ہنروں کو بھی پاسِ وضع فضا
وہ راہ بے ہنری نے نکال رکھی تھی

(اگور کھپور سے نشر)

شام ۷-۴۵
بلبیر سنگھ وساتھی ، شبد

۹-۰۵ ، دوپہر ۲-۱۲
بھگوان داس سینی ، خیال

۹-۵۵ کرکٹ کمنٹری

دوپہر

۱۲-۱۵ ، رات ۸-۳۰
اندرجیت سنگھ ، غزلیں

۱۲-۳۰ گورچرن سنگھ گوبا ڑھ ڈھاڈی ساتھی ؛ واراں

۵-۱۵ کرنیل سنگھ سندھو ، لوک گیت

رات

۹-۳۰ وی-وی-سبرامنیم ، گاش

اتوار ۲۵ دسمبر

صبح

۷-۳۰ رام چرت مانس
۷-۴۵ پرتی بمب
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۱۵ بچوں کیلئے
۹-۵۵ کرکٹ کمنٹری

دوپہر

۱۲-۳۰ مستورات کیلئے
۵-۱۵ پورن شاہکوٹی ، لوک گیت

شام

۷-۴۵ پنجابی میں پاریوارک جھلکی
۱۰-۰۰ شبد گاشن
۱۰-۳۰ گنیش رامچندر بہیر بوا ، خیال

پیر ۲۶ دسمبر

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ جاگرت
۸-۲۰ ، رات ۱۰-۱۵
رام سہائے سرس ، بھیروی
۹-۰۵ ، رات ۱۰-۳۰
منی پرساد ، خیال

دوپہر

۱۲-۰۲ فرمائشی پنجابی گیت
۲-۳۰ سورن سنگھ ، لوک گیت
۵-۰۵ دیہی بچوں کیلئے

رات

۸-۰۰ 'سلطان پور لودھی' تقریر از ہرمہندر سنگھ بیدی
۹-۳۰ پنجابی ناٹک

منگل ۲۷ دسمبر

صبح

۷-۱۵ کویتا پاٹھ از تیجی گرودر
۹-۱۰ شیو کمار شرما اور ہری پرساد چورسیہ ، سنتور و بانسری
۹-۵۵ کرکٹ کمنٹری

دوپہر

۲-۴۵ جیون سنگھ چندن وساتھی ، لوک گیت
۵-۱۵ سریندر شندا ، لوک گیت

رات

۹-۳۰ انگریزی میں پریس پرچا
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
نیتر حسین وساتھی ، شہنائی

بدھ ۲۸ دسمبر

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، شام ۷-۴۵
بھائی ہرچند سنگھ راگی وساتھی ، شبد
۹-۰۵ ، دوپہر ۱۲-۰۲ ، رات ۱۰-۳۰
گریش ، خیال
۹-۵۵ کرکٹ کمنٹری
۲-۴۵ سربجیت ، لوک گیت
۵-۰۵ ننھے منوں کیلئے

رات

۹-۳۰ فرمائشی فلمی گانے

جمعرات ۲۹ دسمبر

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ ، شام ۷-۵۰
ودیا ساگر رامپال ، بھجن اور غزلیں
۷-۴۵ پریم پاٹھک ، لوک گیت
۹-۰۵ ، شام ۷-۰۲
پرشوتم داس مہتہ ، خیال
۹-۲۰ افضل حسین ، خیال
۹-۲۵ کرکٹ کمنٹری
۵-۱۵ سریندر بھلا ، لوک گیت

رات

۱۰-۱۵ رمیش رنگیلا وساتھی ، لوک گیت
۱۰-۳۰ 'ہائے کہاں گئے وہ لوگ'
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر کی زندگی اور فن موسیقی کو انکی دین کے موضوع پر مبنی پروگرام
پیشکش : بلبیر سنگھ کلسی

جمعہ ۳۰ دسمبر

صبح

۶-۵۰ بھجن
۷-۴۵ نویں کرشمے
۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
بہاری لال مہتہ ، بھجن اور پنجابی گیت
۹-۰۵ ، رات ۱۰-۳۰
سوہن سنگھ ، خیال

پون کمار ورما ، طبلہ سنگت

دوپہر

۱۲-۰۲ پون کمار ورما ، طبلہ وادن
۱۲-۱۵ شوبھا گرتو ، ٹھمری ، دادرا
۲-۳۰ رنجا سنگھ مان ، لوک گیت
۵-۱۵ کیول سنگھ ڈھاڈی ساتھی ، واراں

رات

۸-۰۰ 'ہندی کے مسلمان کوی - رحیم' تقریر از شنتی بھوشن ستانشو
۹-۳۰ 'دھرتی کے آنسو' ہندی ناٹک
تحریر : سدرشن فاخر
۱۰-۱۵ کماری رنجنا ، لوک گیت

ہفتہ ۳۱ دسمبر

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۴۵ پریتی بالا ، لوک گیت
۹-۰۵ ، دوپہر ۱۲-۰۲
برج نارائن ، سرود
۹-۲۰ لکشمن داس سندھو ، ٹھمری

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک سنگیت
۵-۱۵ جیلا رام وساتھی ، لوک گیت
۵-۴۵ سویتا سمن ، گیت و غزل

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
جشن تان سین کی ریکارڈنگز

روہتک

میڈیم ویو ۳۰۲۰۲ میٹر ۱۳۳۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵

انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

...شام
...گیت
...ی
...وں کا خلاصہ
...نیوز لیٹر
...گیت
(...بچوں کیلئے)

۸-۴۰ سب رس

دوپہر

۱-۱۰ فلمی سنگیت

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ (سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)

۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت (بدھ کو نتھے منے)

۷-۰۰ گرامین سنسار

۷-۳۰ روزگار سماچار

۹-۱۶ ایک فلم سے / جمعرات کو آپ کا خط ملا

جمعہ ۱۶ دسمبر

...شام ۷-۴۵

...ند لال راہی: سگم سنگیت

...کرنال ضلع کی چٹھی

...رات ۱۰-۰۰

...شریکانت باکرے: کلاسیکی موسیقی

...لوک سنگیت

...گاندھی چرچا

...گاتی پنکتی

...ورندگان

...دھرمپال بھوریا اور اوشا کرن وساتھی؛ لوک سنگیت

...یووا سنسار

...کرشی جگت

...گرامین سنسار

...کھیل جگت

...سور منجری

...ایک فلم سے 'لوک پرلوک'

...تیسرے پہر کی دھوپ

ہفتہ ۱۷ دسمبر

...شام ۷-۴۵

...وید سیٹھی: سگم سنگیت

...گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ اجیت سنگھ پینٹل: کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ بھر نیسے

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ اساتذہ کیلئے

۲-۲۰ نورنگ ناتھ وساتھی اور ایشور چندر شرما؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ راگنی سانگوں سے

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ ہریانہ درشن

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'آتش'

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۸ دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

محمد سعید صابری وساتھی، سگم سنگیت

۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ وزیر حسین خاں: سارنگی

۸-۲۱ بال کنج

۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۰۰ کھلا آکاش

۲-۲۰ چاند سانورے اور روی بلراج ویاس: سگم سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ پنجابی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ آج اتوار ہے

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'ہمارے تمہارے'

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۹ دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

ساوتری مکرجی: سگم سنگیت

۷-۲۵ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰

غلام مصطفےٰ خاں: گائن

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کیلئے

۲-۲۰ میر سنگھ وساتھی اور سورج بھان سانگی؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار (انگریزی)

۶-۱۰ سندھی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار: لوک سنگیت

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'زخموں کے نشان'

منگل ۲۰ دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

یش شرما، سگم سنگیت

۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ اکرام حسین خاں: طبلہ وادن

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کیلئے

۲-۲۰ وملیش کماری اور بہادر ناتھ وساتھی؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

میری پسند

۶-۱۰ راجستھانی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ پنجابی کویتا پاٹھ

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'ننھے پرندے'

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۱ دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

بلبیر سوبتی: سگم سنگیت

۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ راجن مشرا، ساجن مشرا: گائن

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ آنگن باڑی

۱-۰۰ کتھرنیں

۱-۴۰ طلبا کیلئے

۲-۲۰ ست نارائن اور کرشن چندر شرما؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ ننھے منے: گیت، کہانی

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'گوتم گووندہ'

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۲ دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

اسلم صابری وساتھی: سگم سنگیت

۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱ ورندگان

۱-۲ طلبا کیلئے

۲-۲۰ سروپ لال سانگی اور
رام ناتھ وساتھی ؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ راگنی سانگوں سے

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی

۸-۰۰ گھر آنگن

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ آپ کا خط مِلا

جمعہ ۲۳ر دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شیلی کپور وساتھی ، سگم سنگیت

۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
مشتاق حسین خاں ؛ گائن

۸-۲۱ لوک سنگیت

۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کیلئے

۲-۲۰ راج کشن اگوانپوریا اور
اوم پرکاش ؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ راگنی سانگوں سے

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار ؛ لوک سنگیت

۸-۰۰ وکاس کلب

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'تم سا نہیں دیکھا'

۹-۳۰ انگریزی میں فیچر

ہفتہ ۲۴ر دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
اوشا اگروال ، سگم سنگیت

۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ پنڈت جگدیش پرساد ؛ گائن

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنیئے

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ اساتذہ کیلئے

۲-۲۰ چاند لال اور اجیت سنگھ ؛
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
سوال جواب

۶-۱۰ راگنی سانگوں سے

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ ہریانہ درشن

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'مدر انڈیا'

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ موسیقی

اتوار ۲۵ر دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
فادر انڈریو وساتھی ، سگم سنگیت

۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ستیش پرکاش قمر ؛ شہنائی

۸-۲۱ بال کنج

۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۰۰ کھلا آکاش

۲-۲۰ رام مہر سنگھ اور منبھول سنگھ ڈانگی
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ پنجابی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ آج اتوار ہے

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'سوامی'

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۶ر دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شکنتلا بدھی راجہ ؛ سگم سنگیت

۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
مہیش واجپائی ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کیلئے

۲-۲۰ فتے کمل اور رام بائی وساتھی ؛
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار (انگریزی)

۶-۱۰ سندھی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'ڈون'

منگل ۲۷ر دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
او۔پی۔کپور ؛ سگم سنگیت

۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ شریف احمد خاں ؛ طبلہ

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کیلئے

۲-۲۰ سنتوش دھیکڑ اور سنیتا دیوی ؛
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند

۶-۱۰ ایک نورتے سب جگ اپجیا

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ کویتا پاٹھ

۹-۱۶ ایک فلم سے 'نیا گھر'

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۸ر دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
رمیش کمار ، سگم سنگیت

۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ دیال سنگھ رانا ؛ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ آنگن باڑی

۱-۰۰ گیت زمیں

۱-۴۰ طلبا کیلئے

۲-۲۰ اوم پرکاش سبھروال اور
سلطان سنگھ ؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ ننھے منے ، گیت ، کہانی

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ ایک فلم سے 'دنیا میری جیب میں'

جمعرات ۲۹ر دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
لکشمن داس سندھو ، سگم سنگیت

۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ چلتے چلتے

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱-۴۰ طلبا کیلئے

۲-۲۰ دھرم پال بیدی اور
کرن سنگھ سولنکی ؛ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ راگنی سانگوں سے

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی

۸-۰۰ گھر آنگن

۸-۳۰ سور منجری

۹-۱۶ آپ کا خط مِلا

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۳۰ر دسمبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
محمد احمد رامپوری وساتھی ؛
سگم سنگیت

ناگپور

۵۱۲٫۸ میٹر ۰ ۵۸۵ کلوہرٹز

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

پیر ۱۹ دسمبر

شگوفے
ذکر اس پری وش کا
مزاحیہ بات چیت
از بانو سرتاج
ساز و نغمہ
کھیلوں کی دنیا: چند نئے دلچسپ کھیل
بات چیت : از سلیم بیگ

پیر ۲۶ دسمبر

رات

۱۰-۰۰ بزم سخن
شرکاء: عارف جمالی
عبدالخالق ارمان، جوش ادیب
مرزا ظفر، پروفیسر خلیل شارق
نظامت:
عبیدالرحمٰن نیازی

جنید ضلع کی چٹھی
رات ۰۰-۰
پنالال سونکی : کلاسیکی موسیقی
لوک سنگیت
گاندھی چرچا
گاتی پنکتی
ورند گان
طلبا کیلئے
رمیش کمار اور پیارے لال ساتھی:
لوک سنگیت
یووا سنسار
راگنی سانگوں سے
کرشی جگت
لوک سنگیت
گرامین سنسار
سور منجری
ایک فلم سے 'ہیرا موتی'

ہفتہ ۳۱ دسمبر

شام ۰۰-۰
شمیمہ آزاد : سگم سنگیت
کورہ گشیر ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ گنگا پرساد پاٹھک : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۱ لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنیئے
۱-۰۰ ورند گان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
۲-۲۰ دھرم سنگھ اور جگو رام والمیکی:
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
سوال جواب
۶-۱۰ راگنی سانگوں سے
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۲ ایک فلم سے 'گیت گنگا'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

شملہ

میڈیم ویو: ۳۸۷٫۱۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو: ۹۳٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۳۵ کے بعد اور شام ۵-۱۵ تک
صبح ۵-۲۵ سے ۷-۳۰، ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور
۹-۳۵ سے ۴-۲۵، ۵-۲۵ اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک
۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۵ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۵-۰۰، ۱-۱۰، ۲-۰۰، شام ۵-۰۰، ۱۶ اور رات ۸-۴۵
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۰ اور رات ۹-۰۰
سنسکرت: صبح ۷-۰۰، اردو: صبح ۸-۵۰، علاقائی خبریں: شام ۷-۵۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۳۰ وندے ماترم، منگل دھونی
۶-۳۵ گیان وندو اور
بھگتی سنگیت کا پروگرام وندنا
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی / پرارتھنا سبھا/
کرناٹک سنگیت
۷-۳۰ سامائیکی
۷-۳۵ پہاڑی سنگیت
۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی اور موسم کا حال
۹-۳۰ اختتام
دوپہر
۱۲-۳۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۵۰ ویش گان / فلمی دھن
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے

۲-۳۰ سنہری کرنیں
۲-۴۰ سب رنگ
۳-۰۰ اختتام
شام
۵-۰۰ ہر سوری پروگرام (پیر، بدھ، ہفتہ)
بکلوں پروگرام (اتوار، منگل، جمعرات)
۵-۲۰ ہم رنگ
ماتحلا ہماچل پروگرام ہر پیر کو
شام ۶-۳۰ تک
۵-۲۵ چمپالی پنگلوالی پروگرام
(منگل، جمعرات، ہفتہ)
جاسوسی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵-۴۰ بچوں کا (منگل، جمعرات، ...)
بالا پھول کا پروگرام (اتوار، بدھ، جمعہ)
۶-۰۵ مقامی اعلانات اور
پروگراموں کا خلاصہ

۶-۱۰ جھیلا میلن (پیر)
کانگڑی پروگرام (بدھ، جمعہ، اتوار)
منڈیالی پروگرام (منگل، جمعرات، ہفتہ)
۶-۳۰ کنری پروگرام (پیر، بدھ، جمعہ)
لاہول سپتی پروگرام
(اتوار، منگل، ہفتہ)
۶-۵۰ لاہول سپتی / کنری گانے
۶-۵۵ ضلع کی چٹھی / اس ہاس کا گیت
۷-۰۵ کھیل سماچار
گرامین یوواؤں کے لیے
پہاڑی کلیان
۷-۲۵ کرشی جگت / ریڈیو دیہاتی گوشٹی
۸-۰۰ سوز گار سوچتا ہیں
۸-۰۵ دھرا ہے گیت
۱۰-۳۰ اختتام
(منگل، ہفتہ کو ۱۱-۰۵ بجے)

جمعہ ۱۶ دسمبر

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ ریڈیو شروتا کلبوں سے
۷-۴۰ کلام شاعر
۷-۵۵ سمے کی بات
رات
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۰ من منتھن
۱۰-۰۰ من بھاون

رات
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی سنگیت
۹-۱۶ ہیم درشن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

ہفتہ ۱۷ دسمبر

صبح
۷-۱۰ گاتھن
۷-۴۰ پرکاش کرنیں
۸-۲۱ علاقائی سنگیت
۹-۲۵ کرکٹ کمنٹری

اتوار ۱۸ دسمبر

صبح
۷-۴۰ بھارت بھارتی
۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ مانس گان
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۱-۰۰ 'چاہ کے مندر' ناٹک
تحریر: اوم پرکاش سارسوت
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۰۰ ونیتا منڈل
رات
۸-۲۵ سگم سنگیت

...اڑاے

۲۰

...۔۱۹ دسمبر

۷ ... سازسنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ شبد
۸-۳۵ ادبی پروگرام
'آج کا بھارتیہ ناٹک - بنگلا ناٹک'
تقریراز مدن سودن
۹-۰۵ پرانی فلموں سے

رات

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۳۰ دیش گان
۹-۱۶ جگیاسا

منگل ۲۰ دسمبر

صبح

۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۹-۰۵ راگ چھایا

رات

۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۶ وگیان جگت

بدھ ۲۱ دسمبر

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ ٹھمری، دادرا
۸-۲۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

رات

۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۶ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۲ دسمبر

صبح

۷-۱۰ سازسنگیت
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر

۹-۰۵ ایک کلاکار

رات

۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ دیش گان
۸-۳۰ بھگتی سنگیت
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۲۳ دسمبر

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ ریڈیو شروتا کلبوں سے
۷-۳۰ کلام شاعر
۷-۵۵ سمے کی بات
۹-۰۵ محفل

رات

۸-۲۵ وادیہ ورند
۹-۱۶ من منتھن
۹-۳۰ 'سکھ میہ جیون' ناٹک
چندو دھر شرما گلیری کی کہانی پر مبنی
تحریر: انوپ مہاجن

ہفتہ ۲۴ دسمبر

صبح

۷-۱۰ سازسنگیت
۷-۴۰ پرکاش کرنیں
۸-۲۱ علاقائی سنگیت
۹-۵۵ کرکٹ کمنٹری

رات

۸-۱۵ سگم سنگیت
۹-۱۶ ہیم درشن

اتوار ۲۵ دسمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی گائن
۷-۴۰ بھارت بھارتی
۸-۲۱ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ مانس گان
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی

دوپہر

۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل

رات

۸-۲۵ سازسنگیت

۹-۳۰ ہندی میں تقریر

پیر ۲۶ دسمبر

صبح

۷-۱۰ سازسنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۱۰ ٹھمری، دادرا
۸-۳۵ ادبی پروگرام
۹-۰۵ پرانی فلموں سے

رات

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۳۰ دیش گان
۹-۱۶ جگیاسا

منگل ۲۷ دسمبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی گائن
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۱، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۹-۵۵ کرکٹ کمنٹری

رات

۸-۲۵ سب رس
۹-۱۶ جھلکی

بدھ ۲۸ دسمبر

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۱ ٹھمری، دادرا
۸-۲۵ امر بھارتی
۹-۵۵ کرکٹ کمنٹری

رات

۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ سازسنگیت
۹-۱۶ گھر آنگن

جمعرات ۲۹ دسمبر

صبح

۷-۱۰ سازسنگیت
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۱ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر

غزل

منظر سلطان

کل آئے سوا نیزے پہ جل جائے گا تو بھی
خو اپنی حرارت سے پگھل جائے گا تو بھی
دنیا کی ہر اک شے کا مقدر ہے تغیر
موسم کی طرح رنگ بدل جائے گا تو بھی
آئے گا کسی کام نہ مانگے کا اجا...
اک روز بلندیوں سے ڈھل جائے گا تو بھی
کچھ دیر تو پھوٹیں گی ترے تن سے شعاعیں
پھر موم کی مانند پگھل جائے گا تو بھی
منظر یہ سفر شرف ملاقات کا صدقہ
وہ شخص گیا آج تو کل جائے گا تو بھی

(ایڈیٹر سے غز...)

۹-۵۵ کرکٹ کمنٹری

رات

۸-۱۵ کلاسیکی گائن
۸-۲۵ وادیہ ورند
۹-۱۶ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۳۰ دسمبر

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ ریڈیو شروتا کلبوں سے
۷-۳۰ ترنگ: کلام شاعر
۷-۵۵ سمے کی بات
۹-۰۵ محفل

رات

۸-۱۵ کلاسیکی گائن
۸-۲۵ سازسنگیت
۹-۱۶ من منتھن
۱۰-۰۰ من بھاون

ہفتہ ۳۱ دسمبر

صبح

۷-۱۰ سازسنگیت
۷-۴۰ پرکاش کرنیں
۸-۲۱ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ تقرکن

رات

۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی سنگیت
۹-۱۶ ہیم درشن

بیکانیر

میڈیم ویو ۲۱۵.۰۰ ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

جمعہ ۱۶ دسمبر

سبھا

۱-۳۰

سونی دیوی : لوک گیت

شم

غلام علی خاں : گائن

لوک

کسان سے بھینٹ

سری راگیت

ری تقریر

ھی قوالیاں

یت

ہفتہ ۱۷ دسمبر

س دھارا

ہر ۱۰-۳۰

ی لال کتھک : لوک گیت

کی پسند

شوبھا گرتو : گائن

کرشی لوک

بھیڑوں سے اچھی اون کیسے لیں،

تقریراز این ایس ماتھر

یوواوانی

سہیلیاں ری باڑی

کہکشاں

نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۱۸ دسمبر

ویش گان

۷ - ۲۰ مانس گان

۸ - ۲۱ رس دھارا

۱۰ - ۰۰ سندھی کاریہ کرم

دوپہر

۱۲ - ۰۰ میلا جگت

(۱) 'اسلام کا مہتو پورن پرو عید میلاد النبی'
تقریر از کماری شبنم

(۲) کاویہ پاٹھ از پربھا گیو سیہ

۱۲ - ۴۵ گیت و غزل

۱ - ۱۰ آپکے پتے

۵ - ۰۵ یوواوانی

رات

۸ - ۲۵ ایک ہی کلاکار

۹ - ۱۶ پستر بلا

۱۰ - ۳۰ شاستریہ سنگیت

پیر ۱۹ دسمبر

صبح

۸ - ۲۱ رس دھارا

۹ - ۱۰، دوپہر ۱۰-۳۰
گنیش ناتھ : لوک گیت

دوپہر

۱۲ - ۳۰ گیتاں ری لڑی

۱ - ۱۰ نیاز احمد، فیاض احمد : گائن

۱ - ۵۰ کرشی لوک
'پشوؤں کی بیماری اور روک تھام'
تقریراز ڈاکٹر بلدیو ساسورت

۵ - ۰۵ یوواوانی

شام

۶ - ۲۵ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

۶ - ۴۵ سگم سنگیت

۸ - ۲۵ ایک ہی سنگیت کار

منگل ۲۰ دسمبر

صبح

۷ - ۳۰ شاستریہ سنگیت

۸ - ۲۱ رس دھارا

۹ - ۱۰، دوپہر ۱۰-۳۰
اوم پرکاش سرگرا : لوک گیت

دوپہر

۱۲ - ۳۰ راگ رس

۱ - ۱۰ سہیلیاں ری باڑی

۱ - ۵۰ کرشی لوک
کسان سے بھینٹ

۵ - ۰۵ یوواوانی

۶ - ۲۵ گودھولی

رات

۸ - ۰۰ 'وکلانگ بال کاری شکشا سمیا'
راجستھانی میں تقریراز نارائن داس برش

۸ - ۱۵ سگم سنگیت

۹ - ۳۰ سندھی کاریہ کرم

۱۰ - ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۱ دسمبر

صبح

۸ - ۲۱ رس دھارا

۹ - ۱۰، دوپہر ۱۰-۳۰
عبدالغنی : لوک گیت

دوپہر

۱۲ - ۳۰ سور سریتا

۱ - ۱۰ لطافت حسین خاں : گائن

۱ - ۵۰ کرشی لوک
'دیسی بھیڑ کی جھاڑیوں کی پابندی اور
بھیڑ میں کیسے بدلیں؟' تقریراز
مرلی منوہر ماتھر

۵ - ۰۵ یوواوانی

شام

۶ - ۲۵ آج کی شام

۸ - ۲۵ ایک ہی گیت کار

۹ - ۱۶ آؤ اپنی ڈگر بنائیں

جمعرات ۲۲ دسمبر

صبح

۸ - ۲۱ رس دھارا

۹ - ۱۰، دوپہر ۱۰-۳۰
ہنومان رانا : لوک گیت

دوپہر

۱۲ - ۳۰ گیت سدھا

۱ - ۱۰ میلا جگت
بھینٹ وارتا
اسکاؤٹ و گائیڈ - از گوراگہلوت
(۲) 'پریوار نیوجن ایک سماجک دائیتو'

تقریراز ابھیلاشا جیرٹ

۱ - ۵۰ کرشی لوک
'اونٹ کی دیکھ بھال کیسے کریں؟'
تقریراز ڈاکٹر بی-آر-چودھری

۵ - ۰۵ یوواوانی

شام

۶ - ۲۵ مروستھلی
'ٹوٹی سرجنا' کہانی از
موہن لال پروہت

۶ - ۴۵ تا ۸-۱۵
پورنیما پنڈت : سگم سنگیت

۸ - ۲۵ پنڈت روی شنکر : ستار

۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

۱۰ - ۳۰ رجنی گندھا

جمعہ ۲۳ دسمبر

صبح

۸ - ۳۰ پرارتھنا سبھا

۹ - ۱۰، دوپہر ۱۰-۳۰
فتح کماری ویاس : لوک گیت

دوپہر

۱۲ - ۳۰ سور سنگم

۱ - ۱۰ ہیرابائی بڑوڈکر، سرسوتی رانی : گائن

۱ - ۵۰ کرشی لوک
کسان سے بھینٹ

۵ - ۰۵ یوواوانی

شام

۶ - ۲۵ دھلتا راگیت

۹ - ۳۰ بھولے بسرے گیت

ہفتہ ۲۴ دسمبر

صبح

۸ - ۲۱ رس دھارا

۹ - ۱۰، دوپہر ۱۰-۳۰
اسمعیل : لوک گیت

دوپہر

۱۲ - ۳۰ آپ کی پسند

۱ - ۱۰ کشوری امونکر : گائن

۱ - ۵۰ کرشی لوک
'ریتیلی بھومی کو کیسے سدھاریں'
تقریراز لکھ رام

۵ - ۰۵ یوواوانی

شام

۶ - ۳۰ بال گوپال

۸ - ۰۰ کہکشاں

حیدر آباد

حیدرآباد الف ۴۰۱٫۵ میٹر (۷۴۰ کلو ہرٹز) حیدرآباد ب ۷۰٫۰۴ میٹر (۴۲۸۰ کلو ہرٹز) حیدرآباد ج ۴۵۷۴ (۱۰۱ کلو ہرٹز)

ہفتہ وار نشر ہونیوالے اردو پروگرام

اتوار

صبح

۸-۲۵ یووانی
گلدستہ: نوجوانوں پر مبنی پروگرام
فلمی گانے

۹-۳۰ بچوں کے لیے

۲-۳۰ بہنوں کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ: ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ: ڈرامہ

پیر

صبح

۸-۴۰ یووانی
نغموں کی دنیا: فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ: کھیلوں پر تبصرہ
خطوں کے جواب: فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ: کہانی
سازی موسیقی: کلام شاعر
افسانہ: گیت اور غزلیں

منگل

صبح

۸-۲۵ یووانی: اردو پروگرام
فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ: ادبی میگزین پروگرام

فلمی گانے

۹-۳۰ کہانی: سازی موسیقی
صنعتی مزدوروں کے لیے
ڈھولک کے گیت

بدھ

صبح ۸-۲۵ یووانی

شبزامہ: فلمی گانے

۲-۳۰ طلبا کے لیے
اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ: اردو پروگرام
فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ: کہانی
سازی موسیقی
شگوفے: ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
خطوں کے جواب
افسانہ: غزلیں

جمعرات

صبح

۸-۲۵ یووانی: کلام شاعر
فلمی گانے

۲-۳۰ طلبا کے لیے
اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ: ورائٹی پروگرام

فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ: کہانی
سازی موسیقی
دیہات کی تصویر
گیت اور غزلیں

جمعہ

صبح

۶-۳۰ ایشور اللہ: قرات کلام پاک
نعت شریف

۸-۳۰ یووانی: تقریر
فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ: میری پسند

۹-۳۰ نیرنگ: کہانی
سازی موسیقی
کلچرل ڈائری پروگرام
ان سے ملیے، غزلیں

ہفتہ

صبح

۸-۲۵ یووانی: تقریر
فلمی گانے

شام

۵-۳۰ ترنگ: ڈرامہ
فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ: کہانی
موسیقی: لطیفے ہی لطیفے
بھارت بھارتی، غزلیں

جمعرات ۲۹ دسمبر

صبح

۸-۰۰، دوپہر ۱-۳۰
شکلا گپتا، سگم سنگیت

۸-۳۰ پنالال کوشنی: ستار

دوپہر

۲-۳۰ موہن سنگھ کشواہا اور ساتھی،
لوک گیت

رات

۹-۳۰ انگریزی میں مذاکرہ ۔
شرکاء، سورج للوانی اور وی کے شریواستو

جمعہ ۳۰ دسمبر

صبح

۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
جے شری نقطے، سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ اتم سنگھ یادو اور ساتھی: لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ کسم ناگریا: ستار

ہفتہ ۳۱ دسمبر

صبح

۸-۲۱، دوپہر ۱-۳۰
اوشا نامدار: سگم سنگیت

۸-۳۰ پدما سلگندوار: ستار وادن

دوپہر

۱-۲۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ از اشوک مشر

۲-۳۰ کمل کشور کشواہا اور ساتھی،
لوک گیت

****

سرینگر

صبح ۵۵-۶ سے ۰۵-۱۱ تک (اتوار)
ٹرانسمشن اے: صبح ۵۵-۶ سے رات ۰۰-۱۰ تک (بدھ)
ٹرانسمشن بی: صبح ۳۰-۱۱ سے رات ۳۰-۱۰ تک (پیر، منگل جمعرات اور جمعہ)
صبح ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک (بدھ اور ہفتہ)

میڈیم ویو: سرینگر الف ۱۰۱٫۸، ۳۶۸ میٹر سرینگر ب ۳۴۵٫۵ میٹر ۲۲۳ کلو ہرٹز
شارٹ ویو: ۹۰٫۱۰ میٹر ۳۳۱۰ کلو ہرٹز ۹۱٫۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۳۰-۶ سے صبح ۰۰-۱۰ تک دوسری مجلس دوپہر ۳۰-۱۱ سے
رات ۰۵-۱۱ تک (اتوار کو صبح ۳۰-۶ سے رات ۰۵-۱۱ تک مسلسل)

خبریں

کشمیری: صبح ۴۵-۷، شام ۲۵-۶ اردو: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱، رات ۱۵-۹
ہندی: صبح ۰۰-۹ سنسکرت: صبح ۰۰-۷ انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۲ شام ۰۰-۹ رات ۰۰-۹

علاقائی خبریں

اردو: صبح ۲۰-۹ دوپہر ۳۰-۱۲ شام ۰۰-۳ (دھیمی رفتار سے) اور رات ۳۰-۷
کشمیری: صبح ۲۵-۹ دوپہر ۳۵-۱۲ اور رات ۳۰-۷

روزانہ نشر ہونیوالے پروگر[ام]

صبح

۷-۰۵ روشنی/ما شر جھر
برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
(روزانہ)

۷-۳۰ بجالی ہندستان: کاشتکار بھائیوں
کے لیے پروگرام (روزانہ سوائے بدھ)
گاندھی کتھا (بدھ)

۸-۰۰ مکھ پھرونان (اتوار)
ڈوگری سنگیت (منگل)

۸-۲۰ گھرانوں کے لیے (اتوار)
زعفران زار
طنز و مزاح کا پروگرام (پیر ۱، III)
ذات بجرات (پیر ۲، ۷)
رسالوں سے (میگزینوں سے) (منگل I)
سنگیت میگزین (منگل I)
ثقافت (کلچرل میگزین) (منگل III)
فلمی میگزین (منگل IV)
بادہ و جام (تخلیقی پروگرام) (منگل II)
شش رنگ
ریڈیو ڈائجسٹ (بدھ)
آش پرکاش
(دیہاتی سامعین کے لیے) (جمعرات)
گھرواہ خافرہ
(گھرانوں کے لیے پروگرام) (جمعہ)
نو تخلیق (ہفتہ I، III، ۷)
تخلیق نو (ہفتہ II)
نو تکمیل (ہفتہ IV)

۸-۳۵ ہندی میں بات چیت (پیر)
حرف حرف (ہفتہ I)
موئی شعر (ہفتہ II، IV، ۷)
پراگ (ہفتہ III)

۹-۰۰ زونہ ڈب (روزانہ سوائے ہفتہ)
ساتھو تاریخ
تاریخ حسن پر مبنی پروگرام (ہفتہ)

۹-۳۰ قوس قزح
(اتوار، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
نونہال (کشمیری میں ننھے منے
بچوں کے لیے پروگرام) (پیر)

چنوستو (اردو میں تجھے منے
بچوں کے لیے پروگرام) (جمعہ)

۹-۳۰ پھلیہ وِن
(کشمیری موسیقی پر مبنی پروگرام) (بدھ)
پھولیہ وِن
(کشمیری موسیقی پر مبنی پروگرام)
(پیر اور جمعہ)

۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (اتوار)

۱۰-۱۵ جوئبار
(بچوں کے لیے اردو میں پروگرام)
(اتوار)

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار اور چھٹیوں کے)

۱۲-۳۰ پراگاش (غیر نصابی تعلیمی پروگرام)
(روزانہ سوائے منگل اور جمعہ)

۱-۳۰ اور ۳-۰۰
فوجی بھائیوں کے لیے (روزانہ)

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت (روزانہ)
کلاسیکل سازینہ اور گائکی

۲-۳۰ ٹیچرس فورم (اتوار)

شام

۵-۳۵ گوجری پروگرام (روزانہ)

۶-۱۰ ضلع کا خبرنامہ (پیر)

۶-۱۵ گاؤں بھائیں ہند خافرہ
(دیہاتی پروگرام) (روزانہ)

۷-۵۵ روزگار سماچار (روزانہ)

۸-۰۰ وادی کی آواز (روزانہ)

رات

۸-۳۰ سنطور، صوفیانہ کلام (اتوار)

۸-۴۵ تو ہنز چھل وڈ
(کشمیری میں سامعین کے خطوں
کے جواب) (اتوار)
اردو میں بات چیت (پیر)
کشمیری میں بات چیت (منگل)
خود کے لیے شکرہ
(اردو میں سامعین کے خطوں
کے جواب) (بدھ)

(ہفتہ ۱۷)
زندگی کے ہمسفر / زندگی میں کار
(... برگزیدہ شخصیتوں سے گفتگو
(ہفتہ ۲)
... بزم سامعین (ہفتہ ۵، ۱۷)
... لوک موسیقی (ہفتہ ۱۱)

پتریکا (ہندی پروگرام) (ہفتہ ۲)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
(فرمائشی فلمی نغمے (اتوار، بدھ)
توہنز فرمائش
(کشمیری فرمائشی نغمے (منگل)
داستان (جمعہ)

میائی پسند (ہفتہ ۵)
اپنی دھرتی اپنا دیش (ہفتہ ۱۷)
۱۰-۳۰ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
(پرانے فلمی نغموں کا پروگرام
(ہفتہ ۱، ۱۱ اور ۲۱)
شہر صدا (غزلوں کا پروگرام
(ہفتہ ۵ اور ۱۷)

جمعہ ۱۶ دسمبر

منور خاتون بیگم ؛ غزلیں
گھر بارہ خاطرہ
'چن من، ننھے منوں کیلئے
، دوپہر ۲-۳۰
عبدالسلام ڈار و ساتھی ؛ کشمیری موسیقی

نعتیں اور منقبت
کچلو برادران ؛ گاش
پنجابی پروگرام

غلام حسن صوفی ؛ غزل
بھوپیندر ؛ غزلیں
کشمیری میں کھیلوں پر تبصرہ
بزم شعر
داستان

ہفتہ ۱۷ دسمبر

ہینے کا نغمہ
مظفر عازم کا کلام
نو تخلیق
افسانہ از اختر محی الدین
۹ توہنز فرمائش
۱۱، دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

غلام محمد ڈار و ساتھی ؛ چھکری و روف
۲ پنالال گھوش ؛ بانسری وادن
۴ خوشحال گھرہ

۶ آرتی تکو ؛ غزل
۸ صوفی سنتوں کا کلام
گلوکارہ ؛ نسیم اختر
کلام احد زرگر
۸ انگریزی تقریر از سجاتا مرزا
۹ محفل موسیقی

اتوار ۱۸ دسمبر

صبح
۸-۲۱ گھرانوں کیلئے
'بچوں کی ذہانت کیسے ابھرے'
تقریر از کے۔ ایل۔ منشی
۹-۳۰ توہنز فرمائش
۱۰-۱۵ ہونہار ؛ بچوں کیلئے اردو پروگرام
'البیرونی' تقریر از پی۔ کے۔ در

دوپہر
۱۲-۳۰ پراگاش
۲-۱۰ نصیر محی الدین خاں ڈاگر ؛ گاش
۲-۳۰ عبدالرشید حافظ و ساتھی ؛ چھکری و روف
۴-۰۰ ہی مال
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام
۶-۱۰ آشا کول ؛ غزل
۸-۳۰ غلام نبی شیخ ؛ کشمیری موسیقی
۸-۴۵ توہنز چٹھی واتر
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۱۹ دسمبر

صبح
۸-۰۰ شجاعت حسین ؛ غزلیں
۸-۲۱ زعفران زار
۹-۳۰ نونہال ؛ کشمیری میں ننھے منوں کیلئے
۱۱-۳۰ محمد یوسف پرے ؛ کشمیری موسیقی

دوپہر
۱-۰۰ محمد صدیق پانپوری ؛ ہلکی موسیقی
۲-۱۰ شمبھو ناتھ سوپوری ؛ گاش
۲-۳۰ محمد یوسف پرے و ساتھی ؛
لوک موسیقی
۴-۳۰ کیاری
قطب الدین و ساتھی ؛ ڈوگری گیت
سریندر کور ؛ پنجابی گیت

شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۳۰ محمد صدیق پانپوری اور کے جالا ؛

کشمیری موسیقی
۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ اردو میں کھیل

منگل ۲۰ دسمبر

صبح
۸-۰۰ ولودرازداں ؛ ڈوگری سنگیت
۸-۲۱ ثقافت ؛ کلچرل میگزین
۹-۳۰ توہنز فرمائش
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
محمد عبداللہ ستاری و ساتھی ؛
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱-۰۰ نسیم اختر و ساتھی ؛ چھکری و روف
۲-۱۰ برہم سروپ سنگھ ؛ وچترو وینا

شام
۶-۱۰ ریتا در ؛ غزل
۸-۳۰ سدھارتھ کول ؛ کشمیری موسیقی
۸-۴۵ کشمیری میں تقریر
۹-۳۰ ہم قلم ؛ اردو میں ادبی پروگرام

بدھ ۲۱ دسمبر

صبح
۸-۰۰ پنکج اداس ؛ غزلیں
۸-۲۱ شش رنگ ؛ ریڈیو ڈائجسٹ
۹-۳۰ پھولیہ ون
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۴-۳۰
غلام نبی پنڈت و ساتھی ؛ کشمیری موسیقی

دوپہر
۱-۰۰ اسداللہ اور راج بیگم ؛ کشمیری موسیقی
سریندر پٹنائک ؛ گاش

شام
۶-۱۰ اسداللہ ؛ غزل
۸-۳۰ پنکج اداس ؛ غزلیں
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سام ؛ بیس نکاتی اقتصادی پروگرام
کا ایک جائزہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۲ دسمبر

صبح
۸-۰۰ راجکمار رضوی اور اندرا رضوی ؛
غزلیں
۸-۲۱ آش تہ گاش
۹-۳۰ توہنز فرمائش

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی ؛
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱-۰۰ علی محمد گنائی و ساتھی ؛ چھکری و روف
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

شام
۶-۱۰ شمیمہ دیو ؛ غزل
۸-۳۰ راجکمار رضوی اور اندرا رضوی ؛
غزلیں
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ گاشہ تارکھ

جمعہ ۲۳ دسمبر

صبح
۸-۰۰ مناڈے ؛ غزلیں
۸-۲۱ گھر بارہ خاطرہ
۹-۳۰ چن من ؛ ننھے منوں کیلئے
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
غلام نبی نمتہ ہالی اور ساتھی ؛
کشمیری و صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۱-۰۰ اوشا ہنڈو اور سریہ ناتھ تو شنگانی ؛
کشمیری غزلیں
۲-۱۰ کمار گندھرو ؛ گاش
۴-۳۰ پنجابی پروگرام

شام
۶-۱۰ اوشا ہنڈو ؛ غزل
۸-۳۰ وجے کمار ملا ؛ کشمیری موسیقی
۸-۴۵ کھیلوں پر تبصرہ
۹-۳۰ بزم شعر
۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۲۴ دسمبر

صبح
۸-۰۰ ہینے کا نغمہ
مظفر عازم کا کلام
۸-۲۱ نوی تخلیق
۸-۳۵ موالی شعار
تحریر و پیشکش ؛ کے۔ این۔ در
۹-۳۰ توہنز فرمائش
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
کمال بٹ و ساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

شمس تبریزی

رات جب رنگ اپنا جمانے لگی
زندگی پھر اسے منہ چڑھانے لگی
کوئی کہتا تھا اب نیند کے واسطے
گولیاں خواب آور وہ کھانے لگی
جب سے میں نے اسے چاندنی کہہ دیا
تب سے پلکوں پہ سپنے سجانے لگی
کون اس افراتفری میں پہچانتا
گرد منزل کا رستہ بتانے لگی
پیڑ پیپل کا، چوپال، کچی سڑک
یاد گذرے دنوں کی ستانے لگی
کون جانے شجر پر ہے کیسا دھواں
کس کی سازش شجر کو جلانے لگی

(اردو سروس سے نشر)

دوپہر
۱-۰۰ غلام محمد شیخ بنڈہ پوری و ساتھی، کشمیری موسیقی
۲-۱۰ ہری پرساد چورسیا: بانسری
شام
۶-۱۰ نسیم اختر: کشمیری غزل
۸-۳۰ صوفی سنت شعراء کا کلام: کلام کبیر
۸-۴۵ انگریزی تقریر از آر کے کاک
۹-۳۰ بزم سامعین

اتوار ۲۵ دسمبر

صبح
۸-۲۱ گھر والوں کیلئے
۹-۳۰ تو ہنسز فرمائش
۱۰-۱۵ ہونہار: بچوں کیلئے اردو پروگرام
دوپہر
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۲-۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی وادن
۲-۳۰ وشنی ملہوترہ: غزلیں
۳-۰۰ ہی مال
۴-۳۰ پنجابی پروگرام
شام
۶-۱۰ سنطور، صوفیانہ موسیقی، مقام بہار
۸-۴۵ تو ہنسز چٹھی دار
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۲۶ دسمبر

صبح
۸-۰۰ راجندر مہتہ، نینا مہتہ: غزلیں
۸-۲۱ ذات بتزات
۹-۳۰ نونہال، کشمیری میں بچوں کیلئے
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
عبدالاحد کھورو اور ساتھی، کشمیری موسیقی
دوپہر
۱-۰۰ راہی آغا اور راجندر کمار: کشمیری موسیقی
۲-۱۰ غلام مشتاق خاں، گاش
۴-۳۰ کیاری
غلام محمد و ساتھی: ڈوگری گیت
رات
۸-۳۰ راجندر مہتہ، نینا مہتہ: غزلیں
۸-۴۵ اردو میں تقریر
۹-۳۰ اردو میں کھیل

منگل ۲۷ دسمبر

صبح
۸-۰۰ انیتا شرما: ڈوگری گیت
۸-۲۱ فلم میگزین (اردو)
۹-۳۰ تو ہنسز فرمائش
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز و ساتھی، صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱-۰۰ حبیب اللہ بمبو و ساتھی: چکری، رؤف
۲-۱۰ رئیس خاں: ستار وادن
۴-۳۰ پنجابی پروگرام
رات
۸-۳۰ علی محمد: غزلیں
۸-۴۵ کشمیری میں تقریر
۹-۳۰ سنگرمال
۱۰-۰۰ تو ہنسز فرمائش

بدھ ۲۸ دسمبر

صبح
۸-۰۰ نیلم ساہنی: غزلیں
۸-۲۱ شش رنگ: ریڈیو ڈائجسٹ
۹-۳۰ پھلیہ ون
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۴-۳۰
عبدالرشید ڈار و ساتھی، کشمیری موسیقی
دوپہر
۱-۰۰ ریتا کول اور شانتی لال سدھ: کشمیری موسیقی
۲-۱۰ منیر خاں، سارنگی وادن
شام
۶-۱۰ شانتی لال سدھ: کشمیری موسیقی
۸-۳۰ کشمیری موسیقی
نیلم ساہنی: گیت اور غزلیں
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین (کشمیری)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۹ دسمبر

صبح
۸-۰۰ اوما گرگ: غزلیں
۸-۲۱ آش تہ گاش
۹-۳۰ تو ہنسز فرمائش
۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز و ساتھی، صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱-۰۰ غلام نبی ڈولوال و ساتھی: کشمیری لوک سنگیت - چلنت
۲-۱۰ نرملا ارون اور لکشمی نارائن: گاش
شام
۶-۱۰ غلام محمد راہ: غزل
۸-۳۰ راج بیگم، کشمیری موسیقی
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۳۰ دسمبر

صبح
۸-۰۰ دل راج کور: غزلیں
۸-۲۱ گھر بار خاطرہ
۸-۳۰ چمن من: ننھے منّوں کیلئے
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
غلام نبی دونی پاوا اور ساتھی، کشمیری موسیقی
دوپہر
۱-۰۰ کیلاش مہرہ اور جلال گیلانی: کشمیری غزلیں
۲-۱۰ استاد حافظ علی خاں: سرود
۴-۳۰ پنجابی پروگرام
شام
۶-۱۰ جلال گیلانی: غزل
۸-۳۰ دل راج کور اور کیلاش مہرہ: کشمیری غزلیں
۸-۴۵ کھیلوں پر تبصرہ
۹-۳۰ 'انڈیا ۲۰۰۱ اے ڈی' انگریزی

ہفتہ ۳۱ دسمبر

صبح
۸-۰۰ ہیپے کا نغمہ
مظفر عازم کا کلام
۸-۲۱ نو لیکھن
افسانہ از ہری کرشن کول
۸-۳۵ مول شعار
تحریر و پیشکش: مظفر عازم
۹-۳۰ تو ہنسز فرمائش
۱۱-۳۰ صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۰۲ جگجیت سنگھ، چترا سنگھ اور نتین مکیش: غزلیں
۱-۰۰ غلام محمد کالوا و ساتھی: چکری، رؤف
۲-۱۰ پربھا اترے: گاش
۲-۳۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی
شام
۶-۱۰ نسیم اختر: غزل
۸-۳۰ صوفی سنت شعراء کا کلام
وازہ محمود کا کلام
۸-۴۵ انگریزی میں تقریر
۹-۳۰ بزم سامعین
۱۰-۰۰ قوالیاں
۱۰-۳۰ نئے سال کی آمد پر خصوصی پروگرام

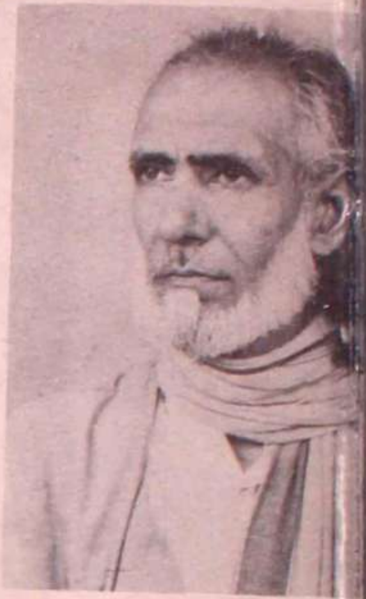

قیصر حیدری دہلوی۔
پ کا تازہ کلام آکاشوانی دہلی کی
ردو مجلس سے نشر کیا گیا۔

کے جے۔ یسو داس۔
کے ساتھ سی کے گپتا (دائیں) کا
انٹرویو کمرشل براڈکاسٹنگ سروس سے
سنگیت سریتا پروگرام میں نشر ہوا۔

آکاشوانی کلکتہ کی کمرشل براڈکاسٹنگ سروس
کے لیے جدید بنگلہ گیتوں کی صدا بندی کے موقع پر۔
(بائیں سے) پرو بیر مجمدار (گیت کار اور موسیقار)
اے سی مجمدار (پروگرام ایگزیکٹو)
آرتی مکرجی (گائیکہ) منانی گوسوامی اور
منجوشری بھٹاچاریہ (سنگت فنکار)

ائی حیدرآباد کے اردو پروگرام
ں مزدوروں کی دنیا' میں نشر ایک مذاکرے
ار۔ (بائیں سے دائیں)
الدین۔ مینیجر زمل انڈسٹریز
رساد۔ اسسٹنٹ لیبر کمشنر
شوردی (ماڈریٹر) اور
لدین علی خاں
یر آفیسر الیکٹرسیٹی بورڈ۔

Dr Ahmed Sajjad

D-(C) 39 Regd. No. RN 14253

AWAZ

16th. December 1983

Licenced (U-23) to post witho[ut] prepayment at CPSO, New Delhi

پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی کے ساتھ
"بچپن کی یادیں" کے موضوع پر اوما چکبست (درمیان)
کی بات چیت بال دوس کے موقع پر آکاشوانی دہلی سے نشر ہوئی۔

پردھان منتری کے ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت چھوٹے
اور غریب کسانوں کو مدھیہ پردیش میں دھار ضلع کے
نسرپور گاؤں میں کھاد اور بیج مفت تقسیم کیے گئے۔
ساتھ میں ریڈیو فارم آفیسر عزیز انصاری اور اندور ڈویژن
کے زرعی آفیسر ایم ایم حسین کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ اس
تقریب پر مبنی ایک رپورٹ آکاشوانی اندور سے
نشر ہوئی۔

نامور ادیبہ عصمت چغتائی۔
ان کے ساتھ کشور آرا کی گفتگو گذشتہ [illegible]
اردو سروس سے نشر کی گئی۔

Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, PTI Building, II floor Sansad Marg, New Delhi 110001. Printed by the Manager Government of India Photo Litho Press, Faridabad.